

أَمَرَ الشَّعْرَ حَلِّقُوا عَنْ بَيْتِ الْكَعْبَةِ

فصل فی بیان تہا ازلی و فضائل المیزان نسیم و اوان و موج

ALIGARH.

SLIM UNIVERSITY

میں عشق

1098

باجه تمام منشی احمد علی پاشا بنحو فی ابریس و اخبار فی قصیر

طبع مخمومی حاجی میرزا ابوالحسن علی بن موسی طبع



أَمْرُ الشَّعْرِ وَأَمْرُ الْمَالِ

ویرتینان شو اوستان فیضی این بجا ازلی و همسایه منزلت نسیم لوان و موصح

~~DELETED-2002~~

میں عیش

باجه تمام منتظر احمد علی مسیحی بنحو فی ابرس و اخبار تفصیل

سبحان من لا يلهي عنه شيء

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U64004

4204



6 SEP 1973

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

My

درجہ نہج دشمن سالم دیف الالف اکاں آن دفا عیلن ہشتاب

بھروسہ ایک ساعت کی الفاعل نہ اکرم کا
جہانین آج میں تالی ہوں ابراریم ادبم کا
تماشا دیکھتا ہے ایک عالم اس کے عالم کا
شرف معلوم ہوتا قدسیہ نوسر نسل آدم کا
ستارہ وہ ہے طالع کا اوج اوچے پر چرپس کا
سمند جوش پر ہے پھر ہماری چشم پر ہم کا
کیا جی چھوٹ خود دیکھے سے سیری بان دیکھ کا
وہ گل نکلا جو سنہ پر ڈالکر وصال شبنم کا
یہ جا چھوٹے جہان میں بھولکر رستہ جہنم کا

مناسب شغل ہے حمد سلاق دوعالم کا
کیا شکوہ نہ اندوہ سراق یا ربم کا
یہ جا گھمے عین جہنم کی جوان سات پروں کا
نبیالو راخند چمکے بھی اس لئے آئندہ
یہ گھمے اور آفتاب حسرت کا بیت الہیہ ہوگا
الہی تو بچانا کشتی عالم کو طوفان سے
مداوہ پرت نہرت کا کیا میں نیچاں کرتا
میرے سینہ پہ کیا کیا سانپ لوٹے یا سونے کے
عقوت کے فرشتے لے تو لکڑی تھجہ جہد عاصی کو

گرفتار محبت خود کیا دل کی تمنائے
مقام جیسی دیکھو جہاں بیٹیا نہ پہنچا
پنجوری زلف او سے دست رنگین سے دل بولا
بناخویشیں محشر سوز پیمان کا اثر دیکھو
ہوئے وہ یہاں غیور نیک بہتارہ ستم دیکھو
اودھر چپلین ہن غیور نیک ایدہ ہن روقا ہن

ہوا پابند چہرہ کرنا ہتھ سے بند او کے محرم کا
مگر میں ناتوان نقشِ نیکن ہوں کوئی خاتم کا
عجب ہی سخیہ مرجان نے سوتا نہ ہر ستم کا
چہوڑا پہنکا کاتھار حسد دیکھ پھانسی خرم کا
اودھر شوال کی پہلی ایدہ ہر عسہ محرم کا
اودھیں تو غیب عاشورہ ہے یہاں ماہ محرم کا

سیکھائیں کسنی میں جسے یہہ چالیں تو بہ
یہ تو حرم اون بایان قدم اوج اوس معظم کا

بحسب نرج مہمن سالم ارکان آن مفاہیلن ہشت ہار

وہی ناجی ہے بیشک مستحق ہر باغ جنت کا
فدا کی تھا جو میں روز ازل سے اچھی صورت کا
نشان کامل یہہ ہر اکیان تیرے عاشق تیرے
کوئی دیکھو تو چپ کیونکر نہوں تیرا نہ حیرت کا
عجب ارشاد تھا لفظ و حرفی سے زہر و حکمت
مکین سے کام لے گبر و مسلمان ہر مکان کیسا
ولائل کی ضرورت کیا پہلا برائی کی حاجت
حسے روز تا شام ایسے میں ہر روقا ہن

وسیلہ جس نے پایا یا علی تیری حمایت کا
عدم سے آگے اخیر یہاں بنا پتلا محبت کا
تمنا خاک اوڑائی ہر گدز جیسے یاس و خسرت کا
سدا آئینہ خاطر میں ہر عکس دل کی صورت کا
کہ اب دیکھا نتیجہ یہہ کرشمہ اوس اشارت کا
کشت و کعبہ اک مقصد ہر دونوں کے پیرا کا
کیا ہر نہر کی کشتی نے قائل تیری وند کا
لکھا شک نہایت سے میں شاید کہ منت کا

لگی دو طرف ہی دیکھیں کسی کس کی تھی
جو بچے مجھے مل رہی تھی طلب کو تھی
ہیں ہم کہے نا ایان جو بیدار نکال لے لے
وہ تو آہ و باری سے فٹاسی راز کر بیٹھے
وہ حال آخر ہوا لیکن پھر ہی ہوس کی آہ تھی
چلو ٹھیک نہ اک بوسہ ہی ہو تو بیکے صاحب
مقام غور سے یہ کاریزاری عشق کی یہ کھو
بجای کچ مجھ میں نہ کچ یوسف کو بن آئی

اودھ پر پہنچ کر شک ایہ پر غمی اٹھ گیا
ہمیں سے پتہ لوارا غنی حافقت کا
ہیں ہم کہے نا ایان باقی نہ کوئی بار صحبت کا
دل نے صبر نہ تھکا کیا مود و ملاست کا
سنا ہو گا نہ مہربانی کوئی ہم مہنت کا
لہا بس بچے ہم مجھ بھائی بہتے تھے نہایت کا
ہیں سنا اپنی بھری وہاں بڑا طریق منت کا
یکایک ہم میں بھونچا ہوئے ہر صورت کا

گدھ جانا سے یوں سر زانو وندک
کتنی حب میان جانا ہی ہو گلی صحبت کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم علامہ اعلیٰ علامہ اعلیٰ

قول بھی ہا زار یان کو بھی پلٹ کر دیکھا
جذب الفت اک کفہ میں کہ اس سے مناسبت
جف محرم نہایت ہوں میں گشتہ نصیب
اوتے حسن و افزون نے پوی کا شرف و
اوسکو شاید خستہ حال پر سر سے اگیا
اوسنے سے وصل کا وعدہ سو سنا کر کیا
کچھ تو کر باغبان میں صف گل خیار کیا
ہاں کوئی دو چار چوٹیں سخت جانوار تو آ

عشق کا سو جاہل ہے اسے پکڑ گیا
راستہ ہر صلی کی صورت میں بہت رک گیا
جب بڑا آگے تو قاتل سمجھے بہت کر گیا
آفتاب تہ سہاکی شکل گھٹ کر گیا
آج تو دریاں بھی کچھ یوں ٹپ کر گیا
غل قریب رو سید کیا دین کر گیا
ہر دین غنچ کا حشر سے بہت کر گیا
کیا یہ بہت اوتھا سا جو ہوا اوپٹ کر گیا

سایہ مجھ کے لئے چورچشمہ تنہا گئے | اپنا ساتھی راہ سے اک ایک کر گیا

عشق باری میں کوئی چال تو جو کی یہی افوج
حیف اپنی جیت کا پالنے پلٹ کر گیا

بجز خجہ خجہ کلام مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین

بلند آواز کی کسری سے ہر تہہ اچھے سر کا
تو میرے خراج سے ہی اپنے پر فاقہ خجہ کا
ابھی سب محو ہوئے عشق فری کو صنوبر کا
صدای عورتی لعل و تہا اللہ اکبر کا
کسی صورت کو کاٹا جانے ہو نجا سکندر کا
نہ چونکا صبح محشر میں تو شرار ایسی ساغر کا
جگمگاتے کوئی ہاتھ آجاتا جھپٹ کا
برائو خانہ برباد عشق قدرت پرورد کا
دیکھانے کا یہ ناوان سب سوسا مان و او
ہمیشہ کام غاروں نے دیا ہوا لعل کبوتر کا
عیون تار کے کار او سن لعل غنیمت کا
نتیجہ او کیا ہے ایسے دیر کے شتاو کا

پاپو داتا پوری اصرار کسند کا
از کیلے روئے سے ٹھہرا جویر کشتہ مہر کا
ہمیں چکے تو وہ بوتا سا قزاقوں کا
قیامت کی شب وصل زادہ ماری ڈالا
کیا اندر میں بس کو آئینہ کی جیت
راند ہوش ہی شیدا ہناری چشم میگون کا
خیزا ہوا چان ہی کربان چل رہی کبارین کا
کربن شکوہ غیب نہو لے جب ہیں بقی
فقطہ و گھر کفن سے لعل قلوب سے کربت کو
ہماری راوی غنیمت میں ہی کس چھین گزری
ہمیں سودا ہی اب سر کو اگر ملتا تو ہم لیتے
بجائے تھیں ہمیں عشق میں ڈوبا تو پھر ڈوبا

نہ بن انگلی کوئی چال آج ایک نپسہ کیلو

شائیرنگی کار و نسوب رنگ اپنی چوس کا

بجز خجہ خجہ کلام مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین

<p> عیا و تب سے عریض غم سنہل جاتا تو کیا ہوتا مرضیوں پہ اجل کا وار چل جاتا تو کیا ہوتا عصای و زانڈیشی نے کیا ثابت قدم کھا شب و سال ہی کیا جلدی سحر کی الفلاک تو نے خدائے خیر کی صد شکر کیا اچھے چھٹے ورنہ خدائے واسطے یہ چال چھوڑا بہت قیامت دیکھا کر سب کو جلوہ پر چہرہ پرو وین کو چھوٹا نہ آنا تھا اونہیں منظور اجل ہی آئے بہرہ ہے اوی کا جس کے مستہر ہی نہیں اسیان وہ کالے بین توقف کا یہ باعث تھا جو میں تڑپا نہ قتل میں یہ بہت کس کس سطر حصے عیش و عشرت میں جھوٹے دل مغلطہ کو سوڈو رہے سب لاکر نکل بہا گئے شب و فرقت میں سر کر تے ہر میان آہ سوان کو </p>	<p> تمھارے جیکو دو دن اور نکل جاتا تو کیا ہوتا نہ آتے تم ہمارا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا میں اونکی چکنی باتوں پہ پہل جاتا تو کیا ہوتا کسی سبکس کا اگر ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا یہہ دل وں بت کے دو فقر و غنم جان جاتا تو کیا ہوتا کسی عاشق کا دل تلو و نیسے مل جاتا تو کیا ہوتا جو کوئی آپسی باہر نکل جاتا تو کیا ہوتا اگر یہ سخت جان دو دن سنہل جاتا تو کیا ہوتا سرسراپ کے زلفوں کا بل جاتا تو کیا ہوتا ابھی قاتل تو کس تھا دل جاتا تو کیا ہوتا ایسے یہوت مے کل جاتا تو کیا ہوتا یہہ نادان اوی کے کوچہ میں چل جاتا تو کیا ہوتا مکان لاکھان بھی اسمین جل جاتا تو کیا ہوتا </p>
--	---

نوشتہ لیلیا سے اوج اوس تو منہ دل مکر
 جو اپنے قول سے شاید بدل جاتا تو کیا ہوتا

بحر بل ہش مجذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p> مایے کس بد عہد کے قول و تم میں آگیا فرق سابق کی جو لطاف و کم میں آگیا غریب ہوتا پر اپنا ہی جو ہم میں آگیا </p>	<p> یہہ دل ناخبر بہ کار اوی کے دم میں آگیا کوٹھنا نقص ایسے ستم ایجا دم میں آگیا شیخ ہی کبھی سے لوبیت الصنم میں آگیا </p>
--	--

<p>کیا قرین تسلیم ہستی سے ہی ملک جاودان بھول ہی بیٹھا حقیقت میں ہمیں وہ خود غلط خار تھا صحرایہ وحشت سے فزون پیش گاہ انکہ ملتے ہی نگہ اوٹھتا ہے اسے صفا کچھ اسکے وحشت کا میں قابل ہوں یہ پہر کھانا لگا سہل تر تیرے لیے کیا اجباب لیے پھونچے مجھے صاف جس نے قلب کو رنگ خصوصیت کیا وہ طلال و سرخ شادی سے مبتدل ہو گیا</p>	<p>انکہ ایدہ سر کی بندہ رونی عدم میں آگیا خط نہ شکو و کنا ہی ان روزوں رقم میں آگیا کوئی جاننا یاد جب باز غارم میں آگیا بل یہ کیسا خجستہ ابرو کے خم میں آگیا دل کند زلف سے چہیتے ہی روم میں آگیا میں سکا لسنے تا بہ مدفن و دودم میں آگیا حال عالم کا نظرس اس جام جم میں آگیا یاد جب نام عے اندوہ و غم میں آگیا</p>
---	--

طول سے کیا اوج اپنا ہاتھ روکا چاہئے
بس وہ کافی ہے جو خیر قلم میں آگیا

بحر زل مشن مرشد دارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن گاہی فاعلاتن

<p>موسم گلین برا ہو اوس ستم احباب کا ہوں جو تھیں لاک بت خود کام و ظلم احباب کا میری جیسری یہ حکیم قتل جب دینے دیا مثل بلیل کوئی نالان کوئی حندان شکل گل کیسے کشت شکل سے اوس لعین کی شہ ہم صغیر اس قدر ذوق اسیری ہر مجھے ہم سے اے بیدر جو تو نے کیا بہتر کیا وہ نئی گلگشت رواق بخش گلشن جیب ہوئے</p>	<p>آشیان حسنہ اوجاڑا بلیل ناشاد کا ذکر بھولے سے نہیں لب پر خدا کی یاد کا شرم سے پہر چھ گیا منہ خجستہ فولاد کا یہ تماشائے منہ دیکھا گلشن احباب کا کانپ ناتحاد دست جرات مانی و بہنہ اود کا اندولن خود ڈھونڈتا ہوتا ہوں گھمبیا کا کیا زبان پر لایے شکوہ تیری بیدار کا عذابیوں نے مچا یا غل مبارک باد کا</p>
--	---

گر گیا آج کون سے جلوہ سنبل و شمشاد کا
 ہے دوزندان پر معجبت و مستحسب باد کا
 آج ہے محکوم نفس خانما بر باد کا
 ایسے مولا ترا دیر کا ہے روز داؤ کا

جیسے دیکھا فاست موزون نورین یا رکھو
 بیت سے دیوانے کی ہر سلسلہ نیری کا غل
 ہی علت ہے نیری درگاہ میں کریم کار ساز
 کثرت عصیان سے یکسر کا پتے میں دست و پا

عفو عصیان کر گیا ہے تار دوزخ سے نجات
 واسطہ روح تیرا والہ الامجاد کا

بحثِ شہین مجنون محض و کاف اعلانی علانی فاعل ان فاعل

آج ڈکھا ہے تیرے شہر و آفاق کی
 بول بالا ہے اندر سے ساقی کا
 فصل ادب نے سا بہرے آگے حلال کیا
 کبسا دعویٰ ہوا ملا صبر کے مشافہ کیا
 کہ ٹھکانا ہی نہیں مجسم اطلال کیا
 مذکورہ غیب سے سر کر میری مشتاد کیا
 غسل گما جوید سنگریزے توڑا کیا
 شکر گیس منہ سے ادا ہو تیری رزاقی کا
 انکو سرخی کا ہے دعویٰ لوہین برا کیا
 آج تر کو نہیں ہی شہر سے قبا کیا

لے تماشائو کر اس مجمع عشا قیام کیا
 جو بھی وی نام مرا جی میں نہ رکھ بقیہ کا
 واہ انسان سے کیا حسن میں پر پو کو غل
 کچھ بھی چھپا نہ گیا صد رفت پہ بنا
 کیا کری ہا کی کجیاں جا کے چپے ای غفار
 تو جو ملے آئے وہ دوڑے ہوئے اندری گم
 اب ثابت ہوا لوہا نہ لی کرتے
 لغت میں ہے غفر و ن کب لے ای باب
 غیت لعل و قلم میں اوفند ان شیخ
 و لکی اک خنجر ابرو سے کئے دو کر سے

لقد جان دیکے انہیں پائی واعث آج
 لاؤ مجرہ لوجا وین کے بیاتے کا

۹۔ بحرِ مل متشن مخروف لکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p>ہے تجھے سے قصد تیرے ظلم کے فریاد کا لوگ جان میں دریاغشتر فضا کا پھر ہوں لبِ سوخِ بکربا لبِ تیری امار کا دل کو ہے مرغوب قصہ وامق و مسرہ کا آٹ دینے نے دیکھا یا محب کو گھر صبا کا یہ ہے ہمارے قلب پر سکھ تری میدا کا قتلِ مینا سے لغتہ ہے مبارک باد کا کتنا پورا ماتمہ پڑتا ہے سے سے جلا کا نام کو باقی نشان ہے خانما برباد کا دل کبھی تو شاد ہو طالم کسی ناشاد کا</p>	<p>غیر سے شکوہ نہیں کرتے تیرے بیاؤ کا ہر قضیے بہرہم ایسے ہمدرد ٹیلنے کی نہیں اشکِ خوبی چشمِ گریان سے کمی کر سنگ ورد ہے جوشِ جنون میں لیلیٰ مخمور کا ہم صغیر و تر عیبت اپنی شکایت غیر سے خوب پر کھا دامِ آفت میں پیسے اور چلن جامِ می کا دست ساتی سے ہی منجانہ میں و جنش ابرو سے دیکھ صاف دوڑ کرے ہو غیر عاشق تنہم کرتا ہے کیوں ایسے کینہ جو نے تکلف اب تو چھاتی سے اپٹا کو کاٹج</p>
---	---

<p>۱۰۔ بحرِ مل متشن مخروف لکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن</p>	<p>اوج و لہجہ شعر گوئی کا تو ہے سچا خیال ٹان مگر کچھ نہیں صحبت ہی تجھے اوستا کا</p>
--	---

<p>۱۱۔ بحرِ مل متشن مخروف لکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن</p>	<p>سرد بھری سے ہوا آپ کا مائل ٹھنڈا خونِ جہیم سے کیوں اب تو ہوا دل ٹھنڈا عشق کی آگ سے جلتا رہا میں سوختہ جان اوس سے کہ یہ کوئی بہر تیری دیوانہ بنے ہوں وہ افروزہ جگر گر لہجہ سرد و ہون</p>
--	--

ایئے ایام خندانِ مفضل بھارتیہ	ہو گیا باغ میں غوغایے غنادل ٹھنڈا
چاندرا برہمن خجلت سے نہ کیوں منہ کو چھپا ہے	رو برو ہے تیرے حسنِ مہِ کامل شہنشاہ

ہر غرض اہل سخن سے نہ جلا دل ہے آج
تیرے بندش کو جو سمجھے کوئی جاہل ٹھنڈا

۱۱ بحرالمتن معنوں مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ہمت کرتے نہ تیرے گھر کی طرف روا پنا	پرہیز مجبور کہ دل سپر نہیں قابو اپنا
ہم ہی بیگانے ہیں غلامِ خونین تو اپنا	ڈھونڈہ لیئے ہیں کوئی زینت پہلوا پنا
کچھ بوجھِ رنجِ جانان سے صفا کا دعوے	آبِ شبنم سے تو منہ دھو گلِ شبنم تو اپنا
حس کر حرمِ شبِ وصل ہی ایسے سحر	یہ لگا اب تو زبان سے کہیں تالو اپنا
منفصل مشکِ ختن ہو تو موطرِ توتار	والکریے گروہِ پری نافہ کیسو اپنا
وقتِ رشکِ صنوبر میں جو کی آہ و فغان	قمریان بھول گئیں نغمہ کو کو اپنا
قصہ ندر من و قیس کو بھولے عشاق	عشق بازی میں وہ شہرہ ہوا سوا پنا
تیرے الفت میں تو اپنے ہوئے بیگانے	ہا یہ او سپر بھی شکر نہ ہوا تو اپنا
ہم بھی وہ سحرِ زبان ہیں کہ نہ مطلق ہو اثر	ہاں کریں نرگسِ فغان تیرے جادو اپنا

۱۲

آج دشمن کا بغل میں نہیں رکھنا بہتر
سچ تو ہے پہنیک و دل چیر کے پہلوا پنا

۱۳

بج شرح ارکان آن مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن

جس کو کہ عشق تیرے زلفِ دوتا کا دیکھا	ہمنے نہ اوس کو چھٹے دامِ بلا سے دیکھا
کل جن گلوں کو کہلتے بادِ صبا سے دیکھا	نہ مردہ آج اون کو دستِ قضا سے دیکھا

<p>بنالوق ہے بلجی ہو تو بھی دلا کہ سب کا عالم میں اپنے میں ساکنان و نیا برحق بھی ہر اسمین کا فرہون یا مسلمان خود کار و بیوفا میں خوبان دہرا بدل جانب ہر روانہ ہرگز تیرنگہ کا گھائل آزار عشق کی کیوں درپے ہوا یہ طیبو وعوی تھا ہمسری کا اوس زلف عفبرن سے ناہنم جاہ و شہت ہے دولت عبت صحرای عاشقی میں قیس کے خوب بھٹکا</p>	<p>سرسبز باغِ مطلب فیض و عایہ دیکھا یہاں آکے یہ تماشا ملکِ بٹایہ دیکھا ہم نے بتوں کا جسدہ شانِ خواہیہ دیکھا خالی نہ ایک کو بھی مکر و عایہ دیکھا ایکبار تمنیٰ جب کو ناز و ادا سے دیکھا دونا ہوانہ آخر قند و دوا سے دیکھا مشکِ ختن کو پستے اپنی خطایہ دیکھا ہم نے ذلیل سب کو حرص و ہوا سے دیکھا تب جاؤہ محبت مجھ رہا سے دیکھا</p>
--	---

۱۳	ای آؤں یہ یہ دیا سہاں سرائی فانی رہے کوئی ہمیشہ شاہ و گدا سے دیکھا	۱۴
----	---	----

بح خفیف المسدس فی ذوارکان ان فاعلان مفاععلن فضلن

<p>خپ گونگٹ خچین ہے انچل کا دل لو بھاتا ہے طرز ہیکل کا دوش باد صبا پہ ہے تابوت سر چڑھایا ہے اوس پری روئے جس کو کہتے ہیں گلشنِ جنت نیسے خموشی امینِ رازِ مخفان لین گے شیشہ میں اوس پری کو اتار</p>	<p>صاف لکھ یہ منہ پہ باول کا واہ کیا ذکر تیرے چہل سدا کاہشِ غم نے یہ کیا سدا دیکھو کیا ہے لغیبِ صندل کا ایک نمونہ ہے اپنے مقل کا کم ہے کھٹکا درِ مقل کا علمِ تنجیہ میں بھی ہے لٹکا</p>
---	--

گشتہ اک نازنین کا ہون یارو	مجھ کو دینا کفن بھی مہل کا
حلقہ چشم میں کمنہ اجل	جان لیتا ہے سحر کا جل کا
اوس رمتاع سحیا کا دُرج وہن	مے خنرینہ در مکمل کا
کر نہ فکر صبا ج غفلت چھوڑ	کیا بھر دیا ہے تیرے گل کا

۱۴	آشنا بھر معرفت کا ہوا آج	۹
	ساعہ عریضے بقا چہل کا	

بحسب مزارع مشن انجیل کفوف نئی و ارکان مفعول اعلیٰ مفاعیلن فاعلن

افلاک گل سے جسم نہ چون ہی باغ کا	طاؤس ہے نمونہ دل داغ داغ کا
کیا ہو مناسبت دُر و دندان یار سے	کمر ہے مرتبہ شرب پورغ کا
صیاد میں ہوں بلبل شیلے گل خان	خوش آئے کیا فندا مجھے جنت ک باغ کا
واعظ کا لفظ سب بند ہو وہ چہچھے کروں	ہو سامنا تو بلبل شیراز و زار کا
وہ سوخت جگر پون کہ عشق میں ہی لقمین	پیر ہو آفتاب سحر و لکے داغ کا
بچنا ہے دست ظلم سے صیاد کی مجال	بی طور خواستگار ہے اپنے سرائ کا
سحر ائی کمنہ حق میں نہ زنجار و دُریو	یہاں پار ہے لنگ نہم و دکا کی تلخ کا
پاویگا اس کلام کی اہل سخن سے داد	شکوہ دلا عبث ہے کسی بد دماغ کا

۱۵	ایسے آج باز پرس عمل سب کی ہر ضرور	۱۱
	پروانہ مل چکا ہے کسی الفداغ کا	

بحسب مزارع مشن سلم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

سچے سوز ورنے خاطر عشاق کو چھوٹا	بنا پر کالہ آتش ہر ایک دیوان کے مضمون
---------------------------------	---------------------------------------

<p>عجب ہار یک مضمون ہی میری ہر شعر ہو و کنا میں کشتہ ہوں جو عشق کا لہ رخسار گلگون کا نال اپنا نہیں ظالم کسی جسم کے خون کا ہر اک صحبت میں اپنے عاشقی کی قصہ خوالی ہی ہوئی مجھ نہ تو ان کو بوسہ لے کر سے طاقت نہیں جہتا مٹی پر لے سبب یہ پا نکالا کھا وہ درد آسے ہے قصہ میرے سحر انور دی کا شرب ناب میں تو بہ کمان ہی ایسی کیفیت کے جوش جنون میں کو چڑ جانا بنے وہ چکر</p>	<p>کہ جس سے قافیہ ہے تاک بقراط و فلاطون کا مقدر برگ لالہ پر بنے محض میرے خون کا غم فرستے دم ہو ہونہ پر مہاج کے مقصود کا اگر اسب کی نظر سے نہ کرہ لیل و جنون کا طبعیب عشق سے پایا عجائب ہنر مجھ جن کا کیا ہے قصہ کیسا کشور و دہر شمعوں کا تلخ بہت گیا ہے یہ جب کہ کوہ ناموں کا میں توالہ ہوں سپنوار و کیسے چشم گون کا گیا ہی چھوٹ بسکے دیکھنے سے رخ گرد و کنا</p>
--	--

بنا کر لیل کشتہ اپنے مستی بگاڑے میں

۱۲

گلہ سبب نہیں ایسے آج اپنی نعت وار و کنا

۱۶

بحر قارب مقتض و انظر ارکان فوول من فوول فوول

<p>عوض ہی احسا نکا و ات بنور دیکھا جو سہم ہا کنا نہیں ہی شربت ہی نکالا میں مٹی خود ہوں اپنی جان کا ہوئی ہی جہت تری غایت تو مال کیا ہو سکے لگے تو کہی تو عشق ہی فراغت کہی ہوئے متلا یہ محنت جو چھو تارخ و عینے کوئی بچہ کے ملنا تو ہر کوئی جو چھو تری گلہ میں ہیکل چلی او سے دیکھا کہ حاصل جو اتی تو اتل تھا ہی رحمت تو امید حاصل ہی ہو گئی</p>	<p>نہیں کسی میں دیوی الفت عجیب علم ہی اس جان کا نہ جو گلچین کی ہر شکایت نہ کچھ کلمہ ظلم باغبان کا غنی ہوا اپنے جاہ و ثمت گذشتہ سنگ گستان کا کیسی گدڑی نایک صورت یہ دور رہا ہی آسان کا پہلہ ملک م سے کوئی کہ پونچھے حال فرنگان کا ہی یہ ملک عدم میں پھل کا و گیا طاب خوشگان کا کہ آپ ہر شہرت لکھ لے زخم جگر میں نشان کا</p>
--	--

کوی کھی اویج پہر دیان کہ ہونگے عشاق فاتحہ خوان ہو جو گشتہ یہ قدر تو مجھ کو نالان و خاک بسر بخور پائی گھنٹا میں گیسو گرائی بجلی اگر نہ ساتو بتا تو ابے تو تیرا گلشن کہ اس میں جیسے لکھن پرین	مٹا رہا عشق کی قبر جہان نشان تو رہو یہ نیلے پشا چھریا دور فلکیں در ورتا بتاؤں کہ ان کھاؤ کھالان بھی مل کہ دو لہرو دیکھا میں جو بقی لکھنا کا نہ حسین مطلق ہو جائے گفتن کہ کیا نشانیت تیرے پا کا
--	---

عبت ہی ایسے وج تو عر اسان نہ وڑے نور رحیم لکھن	۱۴
کر گیا مشکل وہ تیری آسان کہ ہے جو مشکل کشا جانکا	۱۵

محرم مضارع مشن ارکان مفعول علائق مفاعیل فاعلن

کیوں دیر کی جھٹک کہ ہے نامہ برگیا دہیان او کے جس جو کا کہے غم پہر گیا اوشین وین صفین کی صفین کام کر گیا گذرانہ عشق بازی سے اور خود گذر گیا چھوٹے جنون میں عاقل و جاہل کے تر سے صیاد کو سیرایے نہامت نہ کچھ ملا قاتل بنے و بچ کر کے چھٹا یا غدا سے والتوق کو تل کو قیس کو فسر د کو ملا فضا دکش مکش سے چھٹا میں جنون زدہ پیر زمین کیا دیکھا میں جوانی کے ولولے اب زندگی کے لطف میں فضل بھاری ہے صفت کا یہ لکھا ہے کہ لایا جواب صاف	کو سون سیسے تلاتین ایک تظن گیا گو پاؤں تھک گئے یہ نہ دوران سر گیا اسے ترک جسطرف تیرا تیر نظر گیا دیکھو کہ سر گیا یہ نہ یہہ دروسر گیا بھٹت ہو اکا و سوسہ خیب و شر گیا بازار میں جو لیکے میرے مشت پر گیا صحت ہوئی نجات ملی و دروسر گیا ورنہ جنون کا لب میرے سر گیا اچھا ہوا کہ تار گرب جان نہ شتر گیا وہ موسم شباب و جوانی گذر گیا گلچین کو کو جنون ہوا صیاد و گر گیا لیکے پیام جب سے ایہام برگ
---	--

باقی بین اشک گرم نہ سینہ میں سوز دل کہ طرف کتے چاہئے واپس آئے ہیں آپ کے	شاید اسی ہے آہ کا اپنے اثر کیا جلد ایسا جتنا شہ الفت او ترک کیا
۱۸	ایسے آج عشق زلف پریشان بین جان دیسے اچھا ہوا بلا سے چھٹے در و سر گیا
بحر محبت مجھوں میں خود بحرکت عین ارکان فعل فعل فعل فعل	
تیرے ہاتھ سے باقی رنج و الم قتلِ ستم جو ہوا سو ہوا ذرا دیر میں تو سوچو پریا تے کیا ہمیں آپ پر نہ خوشی ہو یا نہ اوپر چکر کوئی سپر جوان بھلا حال گذشتہ کو زبان چھٹے ہم ہوئی اور سے ربط صنم اسی باک ہرگز دلو الم خطِ عارضیٰ پر تیرے ہو رہا یہ تباہی تجھے کسی کھا تھا کہ آ شبِ بحر میں کی بہت آہ و فغان ہوا ایک کایا لڑ نہ عیا ہوا ہمیں ہمارا بھلا کہ تیرا جو مناسب وقت تھا مینے کیا کہا پر لگا ہو یہ سب سے تیرا میرا دل پر کہ دشتی دشت بلا	چلو ابھی جانے کو کھاؤ نہ غم میں بیکر کر کسم جو ہوا سو ہوا پہلے ہمیں ہر کون لال کج اس سے بکر کرم جو ہوا سو ہوا ایک توشہ یا دل در ہے روانِ سیو ملک عدم جو ہوا سو ہوا ابھی غیور نہ ہوئے کی کھا تو قسم وہی تم ہی ہم جو ہوا سو ہوا مجھے نسبت ڈال ہوئے کہوں کیا اے بہتر قدم جو ہوا سو ہوا اے یہ بہرِ فضول ہر اشک و آن میرا کہہ تے تھو جو ہوا سو ہوا ہمیں کر مینکی شکوہ جو رہا ہے تھمیں صنم جو ہوا سو ہوا کبھی چھوٹا دلچہ کے تو پر نہ پھنسا یہ وہ میدان جو ہوا سو ہوا
۱۹	اویسے ڈھونڈو تو آج عبت گئے کھوئی بات ہے یہ نہ دیر میں ہو کسی کہہ دلکا طواف کر چلو ترکِ صنم جو ہوا سو ہوا
بحر قہار بزمِ ارکان آن فعل فعل فعل فعل	
خونِ جگر گل نے تیرے سامی تو خوش رہا شہ کیا بزمِ میں شبِ اول ہلقا نے خبیہ جو دور تھا کیا خنجہ غم سے کرے کرے اپنا دل بیتاب کیا	ہم نے جی صدا پو دل کو آتش غم پہ کیا کیا چہرہ پہ ماہ نے فطریا سے لکھ ابر حجاب کیا پیری میں ہمیں تیرے عزیز و یاد جو ہمہ شب کیا

برق گرانی دے شرعے تفسلت و کشوریں شرعے	ابرا و ٹھایا و دجسگرے چشمے کار سحاب کیا
اپنا بھلا کہے کہتے ہیں ہر حال غدار و کامل سپر	یہ وہ ہیں جنہر مہنے پنجا و عنبر و مشک گلاب کیا
اورین اب یہاں کوئی دم ہر نر عنین بالین پر گنگر	خانہ تن سے آنکھوں میں اگر روح بنے پای تر کیا
نکلے وطن سوشت میں بھونچے جاگوین شونے پر	ہائے ہر عشق کا جسے مہر کو خانہ بس کیا

مچھو نکالو اموج بلاست طالع حفتہ سوئے میں جیا گے	آؤں کبھی متناز بہواو میں آکے میان خواب کیا
---	--

بحر دل میں مجنون مقہور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

دلو کو وابستہ گیسوب معنہ برکتا	میں نے رنجیر میں دیوانہ سب کر رکھا
جیف کیوں فوج سے محروم شکر رکھا	میں نے سو بار گلے کو تہہ تنہہ رکھا
دفن کرنا تھا نہ محب کو دل بتیایے ساتھ	اس کو پہر کرپون نہ عزیزان نے جد کر رکھا
گوشت بکدوش کیا کاشکے سر کو لیسکن	بار احسان میرے جلا دیئے سر پر رکھا
دوسروں سے کسی عنوان نہ بچا دل افسوس	میں نے کتنا ایسے پھنسا میں ہمارا رکھا
واعظانہ چھٹم کو چچا دیوین گے	ترہ یہ یہاں اشکو میںے واماں قبا کر رکھا
اوسط فتنہ تجھ پہ ہوئی سنگدلی تم ایسے	صبر کا ہینے ایدر چھاتی پتھیر رکھا
اپنے دلی پس مردن نہ گئی بیتا ملی	ایسے مابین لمحہ بھی ہمیں مضطر رکھا
پوچھ الغت کا فرشتہ ایسے ہی جب وٹھ لٹکا	ہیں یہ بار گران سر پہ اوچھ کر رکھا
ناز معشوقوں کو بختا ہے تو عاشق کو نیاز	عدل دادا دینے دو لو کو برابر رکھا
مچھو سینہ میں اپنا دل مضطر و طیان	نام انتخاب نے جسکا ہے سمت رکھا

صاف باطن ہی یہ کچھ آپ کے جانب آوج

۱۳	کچھ کھا جو ٹھون تو چون اویس باور گیتا	۱۴
<p>بحسب نوح سالم منتہن ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن</p> <p>وگر گون ہونہ میخاسنے میں سمانی رنگ بھسکا فقط خاک در جانان ہے لٹکا اس تجوس کا گلایر حسام ابرو تال ہے کس کس کا بتوں پر ہنسے دیکھا ہے ملے رنگ کاس کا نکل جائیگا دم چھانڈ زخم قلب سے کھسکا کیا آخر کرناہ تھا بھروسہ کھو جس جس کا یہ وہ کالے میں منتہری نہیں جنگ کس کس کا سنگ خون ناخ ہے تیسے گردن پہ کس کس کا نہ طے صغیر سے یہ مرغ روح ناتوان مسکا</p>		<p>چمکنا ہی ہے سیسہ برابر جام جس تن کا کریں کیا سنو کسیر و کشتہ رفت و وس کا ہزاروں سینہ دل ناوک فرگٹے گھیاں میں یقین کر خاک باطن میں سب حسام پرالیش ارے قاتل بھلا ہاتھ اپنا سینہ پر تو رہے دیے فراق یارین ہوش وواس جو سب و طاق نے نہ چھوٹا کامل مشکین کو اس کے مارا تو یارین گے مقتدر روز محشر چپ چپ یہ رنگ لا دیگا قفس میں جسم کے گھٹ گھٹے جان ہی او کو تو ترن</p>
۱۵	<p>جہان میں پیسے محو انتہا یار دو دیکھے</p> <p>وطن میں آوج غم پیدہ چمن میں بول کر کس کا</p>	۱۶
<p>بحسب نوح منتہن ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن منتہار</p> <p>نشان میرے بیان ہو اور نہ کرو کار و لعل پیدا یہ گویا ہی تو کر لے بلبل شیرین زبان پیدا گلوئے نازنین یار سے ہو رنگ پان پیدا فشار تو کئی زبان پر ہے صدای الامان پیدا ہوئی کچھ نہیر شاخ مید مجنون او ستھان پیدا</p>		<p>خوش چرس کیونکر سپہ رس ایسے فغان پیدا کریگی زمرہ سچی میں کیا احسن بیان پیدا نکیوں ہو گراں میں کا مینوار و گمان پیدا فلک سے ہو گا نہ تجاہد میں اپنے تہا کی تعیل کیا جب بخیر نہ ہوا کر تجسٹس اپنا یاروں نے</p>

<p>دہن سے جو دم لقمہ رہتا ہے ہوا ہی ہوا پید نہ ہوتی گرتھاری کا کل غنیر فشان پیدا نسیم صبح سے ہی بوی گلزار جنان پیدا ہوا اب تک نکوئی گلستان بچخان پیدا ہوا تہا شانہ دل چاک گویا نہ زبان پیدا ہوئے کیا کیا نہ اس گلزار بنی بچان پیدا ہوئے تھو لیک یہ درخشاں کپرت پیدا ہوئیں رنگ شانی سب نکارین پیمان پیدا</p>	<p>بکری سینہ میں شاید آتش غم سے سو لگتا ہے دل عشاق یوں کا ہے کہ چو بس بلا لگتے گزرا کہوئی ہو شاید زلف کی اوس حور پکیتے حسین میں کیلئے مغرور پہر بلوغ جوانی پر جو دیکھا مہو ہو تو صیف زلف یار میں اوجھا ملا یا خاک میں ایک ایک کو پیٹ لک تو نے یہاں روز از لے سیل شک انگوشتے جاری جو مندی لکے دریا میں کل اوشی دست و پا ڈھلے</p>
--	--

ابھی اسی وقت ہمارے ہمیں کیا کیا درخشاں
 مذاق نظم کا ہووے تو لونی قدر و ان پیدا

بحسب نرج شمن سالحم ارکان مفاعیلین مفاعیلین بہشت بار

<p>کسی رہ نکلے موقع یار کی دیک بانی کا در شہوار رہ عکس و نگار انتہائی صفائی کا جہاں لے ہم میں سر قدر نہ وہ ابرو کشیدہ میں اور کچھ پھر نکلتا کل مشکین سے دل کینو کر یقین دہر کے بل پہنچیں ایک دن سو کی چوٹ وہ مالک ہی جیسے بخشی نہشت زند و صالح کیا فلک پر کینچ لیجاتی ہے آہ آتشین جہاں یکایک بیروت ہو کے اوٹھ جانا نہیں اچھا</p>	<p>تخیہ و لمین پیر کرتے ہیں قسمت زراں کا نمونہ تخیہ جہاں ہو اوس دست خانی کا شہادت کا ادھر ہر شوق اور ترقی ترقی کا ملا مار کیسی زندان میں کو چہ پائی کا ترقی پر بہت ہو شوق اور دل حبیب سانی کا بڑا سو بول زاہد کر نہ دعویٰ پار سانی کا کیا سو زور دل بیتاب نے رواش بوانی کا بشر کو پاس بھی لازم ہو سحر شانی کا</p>
---	--

شب وصل صنم میں زندگی بسر ہووے خیال آئے نہ یارب خواب میں روزِ جدائی کا

بنا کر کیل اپنے چرخ نے کیا کیا گاڑے ہیں
گلہ کس سے کین اے اوج قسمت کی برائی کا

بحرِ خفیف ارکانِ آن فاعلاتن مفاعیلن فعسن

<p>ہاں پر اپنے جگر کا کیا کہنا واہ وا تیرے در کا کیا کہنا بارش چشم تر کا کیا کہنا سچ تو ہے پیچہ سزا کا کیا کہنا اپنے داغِ جگر کا کیا کہنا تیرے تیر نظر کا کیا کہنا ایسے شام و سحر کا کیا کہنا آہ تیرے اثر کا کیا کہنا حالِ دودِ جگر کا کیا کہنا اس دلِ بیخود کا کیا کہنا</p>	<p>اوٹکی تیر نظر کا کیا کہنا جو کہ سبیل ہوا ہوا وہ غنی پانی پانی ہے دیکھو اب ہر سال خود فراموش سے شکایت کیا لالہ دیکھلائے شوخیان لیکن پارہ تادل کی اک نگاہ کے ساتھ جو کہ ہون یاد زلفِ درخ میں بسر کیا ہے اوس سنگدل کو موم کیا دیکھو چایا ہے ہر طرف جون ہر لے ہی پہونچا نہ کوئی قاتل میں</p>
--	---

گفتگو اور نے خود کرو چل کر
اوجِ پیغمبر کا کیا کہنا

بحرِ مضارع مشن انزب مکفوف مخزوف ارکانِ مفعول فاعلاتن مفعیل فاعلن
خود بین نہ تھی سنگاریہ اٹھون بہر تھا
سر سے کا کہنی چنا مہمیں بد نظر تھا
آئینہ آپ کے کہی پیش نظر تھا
صندل لگاؤ ماتھے پہ پیہ در در ہر تھا

<p> آگے کہنی میں کشتہ شام و سحر تھا کیا کیجئے کہ طائر دل باخبر تھا وہ آشنائی کو چہ الفت اگر نہ تھا گذری وہ کون رات کہ در و جگر تھا کیونکر کون کہ حال سونپنے خبر تھا بیوجہ دل خداے گل نیلوفر تھا کیا تھا اگر یہ آہ کا اپنی اثر تھا پیغام پر یہ باتی اگر نامہ بر تھا اسے یارِ تیرے حسن کا جلوہ کہہ رہا تھا شایان رحم ہامی میں بی بال و پر تھا </p>	<p> دل بتلائی زلف درخ سیمین تر افسوس اور کے جاہی ہنس ادا مزلت ناحق بھٹکتا قیس پہراہم سے پوچھتا کس دن نہ یہ مریض اسیر تعب رہا وانشہ مارا اوس بہت غفلت شعار نے رنگ مٹی کا اونیکی رہا دیوان عمر ہر وہ سنگ قلب موم کی صورت پگھل گیا لازم تھا کچھ وہ کہتے زبان سے نہ کہتے خدا کیون سمیت دیر و کعبے کے شیخ و برہمن آزاد فضل گل میں نہ صیاد نے کیا </p>
---	---

<p> کیا ہوئی مشتری کسی یوسف جمال کے جو ان غنچہ اوج اپنی گرہ میں بھی نہ رہا </p>
--

جگر بل مٹھن مجنون مقصود ارکان فاعلاتن فاعلاتن فعلان :

<p> آج کی طبع نے پھر وحشت آہو پیدا روز بھی اپنے جلا نے کوئی نو پیدا سامری بھی تو کرے یوان کوئی جاو پیدا ایسا بیتابی دل کر کوئی پساو پیدا کرچکا طائر مضمون پرو بازو پیدا غنیمت میں حسن نیا کرتے تھیں ابرو پیدا </p>	<p> ایجنون پیش نظر وشت ہو ہر سو پیدا دل سے کیا کیا وہ کیا کرتے تھیں چٹین بجا سمجھو چشم فسون ساز نے تیرمی دیکھلائی بفرانہ وہ خود آکے گلے لگلاوین لامکان کیون نہوہر اپنا مکان پرواز دو کمانین تھیں کہ چہ جانی تھیں یکہرست اکثرک </p>
---	---

<p>لکھیا کہ نعمت خالق کا نہیں ہو سکتا تیرہ بھتی تجھے عشاق کی کنا ہو گیا</p>	<p>لاکھ انسان کی زبان ہو مین ہر سو پیدا ہم سے پہلے شبِ فرقت نہوئی تو پیدا</p>
<p>وصف ہیں ورو زبان کا کل ٹیکس آج کیون نہونا فہ لب بستہ سے خوشبو پیدا</p>	<p></p>
<p>بحرِ محبت مخدوف ارکان مفاعیلین فعلاتن مفاعلس فعلات</p>	
<p>جہاں مین کون ہو اہمیر سو خدا شفیع و کعبہ مقصودہ قبلہ حاجات خدا ان جمل و بدر و ساجد خیر انہیں و مونس و غوار و تنگ آمد و فریق اس آستانے جو گدڑی غنی نہو کیونکر کوئی پچی مرقع عالم مین فردیہ تصویر تورین نہ تابلش خورشید حشری مومن</p>	<p>یہ ہاں علی ولی یا در سو خدا کین و زیب وہ مہیر سو خدا سعیں مسرہ کہ لشکر سو خدا توان منوح و دل و چکر سو خدا کہ باب بخشش حق ہی در سو خدا نثار صفت صورت گر سو خدا کہ چتر فرق سے ہاں چادر سو خدا</p>
<p>و عاید ہی کہ مہینے مین موت و قی یا رب نصیب ہے اوج ہو خاک و در سو خدا</p>	<p></p>
<p>بحرِ صناع عین اخیب باغوف مخدوف ارکان مفعول فاعلات مفعولات</p>	
<p>تیری قدر یہ دم میرا چان نکل گیا ایسا تھا جو لیکے ہائے بیچان نکل گیا سنہ سے سوال و صل پہ انکار کو سوا مرد مین یاد آئی جو او سلی قباہ تنگ</p>	<p>تیرا شکریہ جسے ایک خدا ہاں نکل گیا سینہ سے کھانا نکلتا کان نکل گیا ہو لے سو ہی نہ یا کہ ہی ہاں نکل گیا اگر کفن سے چاک گر ہاں نکل گیا</p>

<p>پہر کیا رہا بشر میں جب ایمان نکل گیا کس کس طرف کو میں نہ پریشان نکل گیا آنکھوں سے اپنی نوح کا طوفان نکل گیا محفل سے غیر صورت شیطان نکل گیا وہ دشت کو میں سوی پرستان نکل گیا وحشت سے کو سون سوی بیابان نکل گیا دل سے قرار گبر و مسلمان نکل گیا شاید وہ سوی گو رہ غریبان نکل گیا جائے کدیر کو لعل بدرخشان نکل گیا</p>	<p>انج ہی یاد دوست کا کیون نا صحابہ ستا اہل جو یاد زلف شب تار حبر میں اللہ ربی جوش گریہ کہ فقرت میں کتنے بار اند ہے اپنی آئیہ لا حول دیکھ لو مجھوں تنہا ہم سبق میرا دیوان عشق میں یاد آگئی وہ چشم غم زالی جو حبر میں شان خدا ہی اوس بت لاندہ ہی کو دیکھ اکہ چشم رہو کہ مردہ صد سالہ جی اوکھے حسرت میں اوان لبون کے لبو منہ سی ڈاکر</p>
--	--

آسان ہوئی وہ کیسی ہر مشکل اگر تھی اوج
جسوقت منہ سے یاشم ہر دران نکل گیا

<p>بجھڑا ملٹن مجھوں مقصود ارکان نا علائق علائق نا علائق فلان نیلے آید آج ساقی کوئی میخو ابھی خوشدل جاتا بیچ کے کیا تیر مڑہ کاترے گہايل جاتا اے صنم دروختا کا جو نشان مل جاتا قیس کو سون نہ پیادہ پس مغل جاتا کوئی اقلیم عدم کا جو پہر مل جاتا غفوسان یہ دل پڑمردہ ابھی کھل جاتا چوہ کدیر مل کو کیون جانب مشکل جاتا</p>	<p>جام اک بادہ گلگون کا اگر مل جاتا کشتہ جانا اسی کو چپے سے کہ بسمل جاتا ہاتھ باندا بخت پہر ہر محفل جاتا شس الفت لیلہ جو دیکھاتی نہ اثر اوس تیاران گذشتہ کی خیر لوچتے ہائے بوئی زلف اوس گل نور سکی لی آتی جو نسیم دو نو گھر دوست کے تھے دیرو حرم پہر شبنم</p>
--	---

راہ عجبہ کوئی ایسی نکل آتی یارب	چنگ خود مرے ہو چائے کو قاتل جاتا
تابِ نظارہ رخ کی تونہ سہی داغی کو	سامنے سے مرے کیونکر مرے کا مل جاتا
وہ ملا فوقی شہادت کہ جو جیتا سو بار	سہرے کف آپ سوی کو پھوٹا تل جاتا
کوئے قاتل میں قضا کیچے لئے جاتی ہی	پانوں سے اپنے ہون خود گور کی منزل جاتا

عہد پیری میں ہی ہر قصد مصمم ہے اوج	دل لگا لیتے جو خوش وضع کوئی مل جاتا
------------------------------------	-------------------------------------

بحرِ ملِ مٹھن مجھوں مقصور بلرکان مستنار لہرکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

قاصدِ ارحم کا شاہِ ایمین لال انکار نہیں کہی دوست دلا	تپِ فرت سے بچے گا تر پیار نہیں اکہین بہر خدا
عہدِ مونا کین کیجی روداد عشق بس کہ فریاد عشق	گفتنی اپنا اگر حال دل زار نہیں کیا کہین بہلا
اک فریادِ جہاں کی گیت تیری پلودہ برہان تھا سو گز بگر	سچ ہی قاتل تیرے ہی ہر جہد ار نہیں ہیں در شمشیر قضا
صبرِ مہر کرما دل پہ اپنی تیراں جو جی چاہی سو کر دے	سب نیکی تم جو دوسو انکار نہیں یاں میں راضی رضا
اوس کی باتوں سے مرنا نہ پرتوئی چاکِ غمشق ہو ہلاک	جرمِ ناقصہ قیت زار نہار نہیں میں تھا قسمت کا لکھا
اوس تنہا گار تو کا کوئی کہہ جا کر غمشق جرم کے ڈر	ہاں اس ہمدرد کا دل وہ خبردار نہیں ہے کہی روز جزا
بوز بانی کا بھی شکوہ نہیں کرنا صنم سے تسلیمِ غم	ہو یاں منہ میں گزرا دت کر انہیں جو کہو سو ہی بجا
دل غمی خود ہی نہیں غیب کی کیا سوال تیرے دولت مال	لطیفِ فقیر سے نہار نہیں تیرے چو کہٹ کا گدا
کیا علاج دل صدارہ میں حراج کروں منتظر تو کا ہون	شوقِ بچہ طلب ہم نہ گار نہیں بس جو ہونا تھا ہوا
باز آئینہ تو بستی گدا مان طیب ہے صلاح نصیب	مرغزِ لہو سے عشق کا آزار نہیں کیا موثر ہو دوا
تاکجا شرم مناسب نہیں سہرا پٹ ایتھ چانی تھی	یہ شرمِ صلی زریا تھا انکار نہیں بس سچ نہ کرو با
کعبہ پیری نے ہر مہر و شمع کا غم عشق ہم میں غلام	حاجتِ سحر و گزرا ہش نہار نہیں اپنا مشرب بجا

سناگن ز تیرین و تہ نہ کمر ہوں نام ہونہ سر گرم خرام
اک قیاس ہے بے اعلیٰ کی ز قیاسین مان مگر حشر ہا

۳۱
وہ بد بخت ہوں دنیا میں نہ پیراوں ملول کو جیگر کیسے حصول
۱۳
بیہوتا گوشہ غزلت میں تو ایسے بانیسین بس تو گل بچا

بحر ل میں محدوت آکان فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر

وہ دل آرام آج پھلو سے روانہ ہو گیا
دوست قاتل دشمن جیسا لی لگانہ ہو گیا
اس قدر مہیا وئے زکنا گر قنار قنن ہو
یا دگر کچھ اگلی صحبت کو وہ خود رو یا گئے
اک ترارے میں جو دیکھا قطع تھی راہ عدم
مند سے مارا ملے غیب و نیسے جو بھیجا کہی
سراوٹھے کا پہرہ نہ محشر تک ہمارا اچھا
نام لے لیکر دل غمگین کو بیل لے تین ہم
تم نہیں تو اور سے دو دلوں کو بیل لینگے دل
واہ رہے حکم قضا کیونکر نہ مرغ دل چھینے
فکر اونکے اور صہارے رہ گئے ورنہ زبان
دلوں کو چلا تے ہی گندڑ گوشہ بھلو میں ایسے

خانہ تن روح کو بس جہلمانہ ہو گیا
وہ پہرہ آگیا ہمیں برگشتہ زمانہ ہو گیا
بھول گشتن کو گئے سوا شیانہ ہو گیا
ذکر محفل میں جو اپنا غائب نہ ہو گیا
نلکہ شبیز نفس کو تار یا نہ ہو گیا
اپنے حق میں نہ رہا مشتقات ہو گیا
بالش اوس بت کا بونگ آستانہ ہو گیا
ذکر احباب گدشتہ اک فسانہ ہو گیا
کیون جی معشوقوں سے کیا حال رہا ہو گیا
دام گیسو خال عارض او کما دانہ ہو گیا
یادگار اپنے بھی الفت کا فسانہ ہو گیا
کس کمان ابرو کا پہرہ وحشی نشانہ ہو گیا

۳۲
سچ بکایا اوج فتال کے تہ خواب تیغ
لوا دامن شکر فرس چھکانہ ہو گیا

بحر تقدیر نقیض و نظم ارکان فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر

<p>جواب نامہ کا لیکے اپنے نہ جبکہ قاصد شباب آیا جوالی گزری جہاں سے گزرا غنیمت وقت شباب آیا نو چٹ گئی نیند جی یہہ اولہا جگہ کوئے نہ نالک کما ہوی یہہ اہل جہانین شہر جو گھر سے نکلا وہ اطلعت جو شک سنبل ہر لوف کیس تو لوہن افرون رشک غمزہ مجھے بری سو سے ہن ایجان نہ نکلو گھر سے بھی نہ قیام فلک گئے گوش عجب بچالی ہماري شمع آہ و بربائی نہ دیکھی ہنگام نزع صورت رہی وہ کی جی میں جنت عجیبے سرکار حسن جیسے کیا سہیلی پای طعت یہ دلیں تھابو جواو لئے صحبت تو کو لیں کف و ترنگا کہو کریں کیا کچھ اندوہی ہمارا واعظ سے مالکین دم</p>	<p>تو فطرت عین ہمارے منہ تک بکر بعد اضطراب آیا یہ غافل افسوس کچھ بھی اتنا نہ خوف روز حساب آیا وہ ماہ کامل کشادہ کیسے خوشب کو باہین خواب آیا شمع ہی پر پاموئی قیامت زمین پہ تو آفتاب آیا تیسے سپین سے سچ سے بہتر نہ دیکھنے میں کلاب آیا نگاہ بد سے چاہے نیروان کہ اب ہے شباب آیا کبھی ہر وقت میں ایک ساتی چمکتا ماحم آیا وہ چھوٹی ہم تک نہ ولیہ منت کہ نسبت کو مان ہو گیا لقب ہوا فتن کا جو مخون تو اپنا عاشق خطاب آیا جو پوچھی کل اپنی کچھ حقیقت تو پہنہ مطلق جواب آیا کہ آیا حقل میں جب بداندیش ذکر ناز و غلاب آیا</p>
---	---

ہاں ہم کے کوچہ میں آج غمگین ہو چکے بیٹھی تو پہر نہ اوستھی
 ہماری فہمائش و سماجت کو گور اک شیخ و شباب آیا

بحر خفیف ارکان فنا علالتن مفاعلسن فعلن لیسدن

<p>قد موزون یار کو دیکھا جینے اوس گلے نزار کو دیکھا کر دیا سنزلون بیابان سبز ہمیں بھی جسدانہ بھلو سے آنکھ سے جواہر شکر و شہین</p>	<p>سرو باغ جمہار کو دیکھا آفت روزگار کو دیکھا دیدہ اشکبار کو دیکھا اس دل غمگسار کو دیکھا میں نے لیل و نهار کو دیکھا</p>
---	---

کسی امیدوار کو دیکھا

بحکم ائمتین اگر اہل آل متفاعلین متفاعلین متفاعلین بہشت بار

جو احسب نے کج قرار میں پس مرگ چن فرمایا
ہوئی صاف قدرت حق عیان ہو عشقِ اربابِ کمال
کرودور سے کہ دو تین ہوں یہ صفا کی صورت
ہمیں سچ ہی جس سے امید تھی نہ اونچوں نہ چوٹوں
جو کیا شکوفہ تو بیکلی ہوا بار بار حیات ہوا
گذرا و سطر ہوتا یہاں تو یہ کہیواوس کہ بیوفا

پڑا زمین اب کچھ الیسا شک گئی رہتا ہوں سے یکساں

سید الفیض علیہ السلام کے خاندان کا تذکرہ

بحسب حث محمد ارکان ان مفاعیل من مفاعیل من مفاعیل

عجیب لطیف مگر انتظار میں بھی ہوتا
وہ لاق بھی حسین کچھ قرار میں بھی ہوتا
اثر کہیں سے رشتِ غبار میں بھی ہوتا
کلون میں آج جو گل ہی تو خار میں بھی ہوتا
شعور نالہ کشتی یوں سنار میں بھی ہوتا
تسار اپنے دل بیتہار میں بھی ہوتا
میں خواب و ارکپی چشمِ یار میں بھی ہوتا
یہ سہ توڑ آگے کہی نوکِ خار میں بھی ہوتا
کہ آہ کر پ یہی انتظار میں بھی ہوتا
یہی تو سب کہی آغوشِ یار میں بھی ہوتا
ہمہدین کو میں بہلا اختیار میں بھی ہوتا
سنزان کا دغہ غنہ فصلِ ہار میں بھی ہوتا
جنسِ لعل اک تیسرے قربِ جوار میں بھی ہوتا
وگرنہ تو کسی اونے قطار میں بھی ہوتا
یہ سہا خستہ کسی روز گار میں بھی ہوتا

مزا جہان کا اگر وصلِ یار میں بھی تھا
میں شادمان کبھی پھسلوی یار میں بھی تھا
بگولا ہو کے جو بھٹکا یتیم ہے گردش کا
ہوئی جہان میں تو ام وصل و منیشِ فصل
بھسم کیا کبھی اپنا سا سوز و درد و گداز
زمین پہ زلزلہ ہوتا نہ کس طرح پسِ دفن
گرا جہان کے نظرسے تو غم نہیں ابدیل
ہمارے خونِ کف پانے ابدار کیا
شبِ رحیل ہوئی جان کنی تو یاد آیا
ہزاروں ٹھوکرین کھائیں تو کھائیں عینین
نشے میں گو ہوئیں گستاخیان رکھو معذور
بھولا یا عیشِ جوانی کا یاد پیری میں
یہ بھی سنایت کہ ہوتا اثر ہے صحبت کو
سیر سے جنوں نے کہا سمجھو غیت لیا
بہت گزر گئے فرماؤ و قیسوی و اتق و تل

گر آج جو زِ فلک سے غریب ہے اسے آج

برا ہوا کبھی او بے یار میں بھی تھا

بحسب حث محمد ارکان ان مفاعیل من مفاعیل من مفاعیل

<p>ختم میں جبرگرا ہے یہاں گبر و مسلمان کیا رنگ دیتا لب جان بخش کو ہے پاں کیسا مجھ کو یہے یار نہ دو سپر جن کی تکلیف ہجرت میں پیتے ہیں جب خون جگر جلتے ہیں دم کے لئے کی نہ دی نالوں کے بدم مہلت جائے عبرت ہو پس مرگ تیرے مخوں کی فیض خون کف پاکی میری دیکھو تاشیر</p>	<p>کف کس چہرہ کو سب کہتے ہیں کہاں کہ منفعل پارہ یا قوت ہو حجاب کیسہ خارہ جہان گلشن جنت گلستان کیسہ لطف دیتا ہے کہاں دل بریان کیسہ آنکھ لگنا تو میان شب ہجران کیسہ ہو گیا ہو کامکان حنا نہ زندان کیسہ سرخ رو ہے سر پر خارا بغیر ان کیسہ</p>
---	--

پہر ہی لائی ایسی کوچہ و لدار سے اوج
بچہ امٹ مٹ گیا مچلا دل نادان کیسا

بحر بہر جہنم سنا اہل کان مفاعیل مفاعیل مفاعیل

<p>بیان کس مُنہ سے ہوا بیان لکھے آفرط کیا کیا مقان و بقیاری و در و چلو در و سر و حشت یہ انگشت شعلہ ہر گرد و کی اشارت ہے سنانِ عشوہ و پیکانِ حُر کا خنجر ابرو سوالِ بوسہ پر وہ شہینے پرواہیہ کھتا ہے مگر انتظار کو سو مانِ جان پایا مثلاً سب کو اک بچہ بچہ گرد و گردان نے الہی آج ویدار شہادت سے شرف ہون سوائے کوچہ جانان نہ شہر اک نگاہ نہیں</p>	<p>تمہاری سحر میں سہنے پر سے رخ و الم کیا کیا رفیق اللہ و رفیق تین ہوئی ہو کو ہو کیا کیا لی خاک ہو میں میں صاحبِ طبع و علم کیا کیا میں سب کے اک دل مخزون چہرہ پر کیا کیا چہ خوش مان پہر تو کھڈا و میری سر کی قلم کیا کیا گھنڈا کر کے شوق دیدار سے سینہ میں کیا کیا حکومت کر گئے اسکر رودار و حرم کیا کیا وہ دستِ نازنین ہی تو لیتے تیغِ ستم کیا کیا ملا دیکھے غصہ و جنت و باغ ارم کیا کیا</p>
--	---

و تیر کشیدہ گرون مقام دوست کو پایا	ایک بیکار بھٹکے جانب دیر و حرم کیا کیا
کیا اک حزب اخ کیا رہے فرقت میں	بھروسہ مضبوط جبید و صبر کا کتنے تھے ہم کیا کیا

پہلی فصل گل کی اوج غنیہ جیتنا نہ
لے پہر بغا نکی و ذوق سستی بن قدم کیا کیا

بحر لائش منہ و ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ایک ہوا جانب نہ گھائل بروی خمدار کا	الامان کیا کاشیے فال نہی سے تلوار کا
حسائتہ بالحنید سمجھو بکھرے بیمار کا	مر گیا مارا ہوا جسٹون اسی آزار کا
ہاں نہ دل تھوڑا ہوا یہ ساقی کسی نچوڑ کا	کسبہ برابر دور میں جام آب آشبار کا
ایک شب یکہن نو پھلو میں سلاتا ہے پتے	امتحان لیما رہا ہے اپنے طالب بیدار کا
کلفتِ دل روکے سو سو بار دھولتے ہیں زو	کس قدر ممنون ہوں اپنے چشم دریا بار کا
بیوف جلد آکر رہ جائے نہ ستر چادر گ	اب لبون پر دم ہے تیسے طالب دیدار کا
یہہ سکھاتا ہے تجھے معذور و خولتیم کی	سہرہ بکاتا ہے جو جو نکاطہ طرار کا
عشم خفین مالِ قناعت سے تو مستقی ہو دل	کیوں گدا ہو عیش سے طالب تیر سرکار کا

نامناسب سب کے لیے اوج و طول کلام
جسای خاموشی سے جس موقع نہیں گنجا کا

بحر لغاریہ منقبض و انقباض ان فوول منقبض فوول منقلن

کبھی نہ بچھڑا تھا کار و النیب تو کئی نہیں بچھڑتا	یہ ل مثال برین مالان نہ شکل ناقوس کی حد کرتا
پسوں سال پڑاوس گلی میں نہ پہر کوئی باعث نہرتا	مگر یہ سب ایک لہ نہ ہم تک چوم غوغا و شور و فرتا
نخال سر نہ کون ہوتا اونٹھالی ہی ستر نہرتا	بھارو کبھی چھلا نہ پھولا میں بلخ ہستی میں پوچھتا

<p>یہ نہی قیام حج ادا کی خلاصی سب سے قیس پایا گئی جو گردن میں چرخ کے گھر وارث کے کرتے کیا جو خاک کوئی مسج پاتے ضرور انکو نیسے ہم اٹھیا طلب کیا یہ قدم بڑا یا یقین ہر ملنے سے ہاتھ اٹھایا تھکام سے استیائے قاتل تحمل منطین کی کابل کھینچے جو رسم بدن تو سمجھا کہ اپنا نخل مراد بھولا کئی وہ سب عیش زندگانی وہ محبت ثبت کی کیا گلے کا جو بن ہوا و بالا جو زلف بکھر کے طوفان لا نہ ایسے غیب سے ہوتی یہ محبت یوں تھی اور طبیعت میں آج ماہین خواب یا ان لپٹ کے اونی تھارا بالان چہرہ سے ہنسی پرین کیا کہ ہموالے صوفی حق کا بہل کیا کہتے تھے یا جان ہو کی وہ اونٹن قید و بان</p>	<p>بہل کیا قابل راہی مین نو کو قمار مشت پرہا نہ کچھ دم سرد تھی موثر نہ گرم آہو مین کچھ اثر تھا گر کہ کے عندل کو کیوں لگاتے بھلا کسے اتنا دروہا سمجھ تو قاصد جو خود نہ آیا مسکے بلا نہیں کیا صبر تھا تھا پارہ سنگ لایا باواں تھی توح فولا ویا جہا تھا بڑا جو چھالا جگر مین جانا بھال الفت کا نہ تھما نہ جسام و مینا نہ یار جانی نہ بے ساقی دم سحر تھا تھا زیر ابر سیاہ مالا و خ تھما لیسے مین یا قمر تھا تھے ایک ہم بار یاب خیریت بھلا قید و نگاہ گدا کھلیج انکھیں نو بہ گریبان تمام اشکو نیسے تر تھا وگر نہ جب تیرا چہشتا قریب فی النار و السقر تھا جو پوچھا حوال مین و ایمان بتو کے وہ تیرے شہر تھا</p>
---	---

نہ دیکھیں تیرے سرو اجھا جو جو جو رخت بھی ملتی ہو

بشر ہے اون مین کا اوج جنگو پری کی سا پہر ہی تھا

بحسب مل مشن مجھوں معذور ارکان فاعلاتر فاعلاتر فاعلاتر فاعلاتر

<p>عجب سر کس سے درخت نہ لب چھوٹا ساتھ اپنے ہی گیا قبہ مین و وفوت راؤن وادی الفت تو تھیں تھے لافیس واو و ٹکریے ہر ایسے ماشاء اللہ</p>	<p>محبت تن سے چھٹی روح تو بستر چھوٹا اس مرض سے نہ نوے پر بھی بد فطرت تھا ہر تون سخی مین بھٹکا جو مین رب چھوٹا کیا نکلا ہاتھ ہی جلا و کا مہر چھوٹا</p>
---	--

حضرت اوس سہت ہو چو وہ تو ایدِ حرم سے جان	ساتھ دو لوگو کا جو دیکھتا تو برابر چھوٹا
اس قفس ہی میں بسر سپر ہو آتام بھٹا	میسے اکی بھی نہ صبا دین بیے پر چھوٹا
شاق ہو روح کو کیوں مجھیں تگنا نہ فراق	اس میں مدت یہہ گرفتار ہی رہ کر چھوٹا
ہو جو ہر درد تو اپنا دل بیتاب سا ہو	کربِ وقت میں جو پہلو سے نہ دم بہر چھوٹا

اوج جب تک نہ ہوا خاتمہ اپنا باخسیر
دست نازک سے نہ بسرِ حرم کیے خنجر چھوٹا

بحضرت ابرو غمناک کفوفِ محروم و اکاں علاتِ مغلانِ اعلان

طاق ابرو غمناک بہت عشوہ ساز کا	قبلہ ہے شیخ اہل یتیم کے نماز کا
جب متقدّمین صہبہ نے دنیا ترکا	زائد بتا تو فائدہ اپنے نماز کا
فعلِ عبت ہی کھچے کیوں عرضِ دعا	محم و وہ آپ خود ہر رک لکے راز کا
عاشق تو دیکھو کس بتِ خود کام پر ہوا	ہے ہے بر اہو اس دلِ بے امتیاز کا
دل اونکا جیسے ضاف ہوا منفعل ہوئے	حق ہے جسمِ نام سے کارِ ساز کا
لو دلو ایک جنبش ابرو سے دلیا	دیکھو تو کاٹ نیچے خانہ سناہ کا
فطرتِ غضب سے شعلہ صفت کا پی لگے	آنا زبانی ہر ہوا دیکھے راز کا
قاتلِ محالِ حرم درونکا ہے التیام	مجدوح کرنے تیغِ زبانِ دراز کا
سنبل سے مشک سے شبیلہ اسی الصنم	مٹا ہے سلسلہ تیرے لطفِ دراز کا
اپنی ہی ہونے دیکھے جاندی تو ایک رات	سوئے کو چیلے وقت ہے آرام ناز کا
صدموں پہ ہجر کے بھی نہ یہ سخت جان ہو	مزدہ خضر کو ہو مسیحا ہر دراز کا
چھوٹے نہ اپنا سرخ چہارم کیوں قلم	انگشتِ غبار ہوں کس یکہ تاز کا

مکن نہین کہ غیب پر عمر نہ اوٹھا سکے | انوکھ سے مدقون سے پہر دل سے ناز کا

کس چین میں بسر ہوئی عمر گزشتہ آج
ممنون ہوں اپنے خالق بندہ نواز کا

بحسبِ نرجس من سہم ارکان مفاعیل مفاعیل مفاعیل

<p>عبث رکھتا ہے اپنے نادان بہرہ سہ زندگانی کا فلک تک جبکہ ہے شہرہ ستیہ معجزانی کا بھت ممنون ہے یہ گزشتہ عزیز مہربانی کا نہین چہاہ وقت چشمہ ہے آبِ زندگانی کا تیرے بارونے پایا کاٹ تیغِ اصفہانی کا کبھی پر مغان سپر بھی تھا عالم جوانی کا جہان میں جابجا چرچا رہی تھی کمزاری کا پے التکین دل سے سہم چھلانگانی کا</p>	<p>حیاتِ بے جب نقشہ خواہد نیلے فانی کا کوئی سر بر سر کیا صلے بر مان و حجت میں اوتار ابار سرت سے سبکدوشی ہوئی قاتل وہان یار ہے یا معدنِ لعل و گھر کیئے تیرے تیر مزہ نے ترک توڑا توڑہ و لکو کبھی باغِ جہان میں ہم خال ہر کشیدہ تھی برابر سوزِ بانوں کی ہماری اکِ جنوشتی ہے اسیرِ حلقہ زلفِ مسلسل کو عنایت ہو</p>
---	--

بھن ان سوزِ درون کو شل سنگی سے لچ تم رکھو
بہت ہی زائید افشا کسی راز بھاتی کا

بحسبِ ملش من جیو تو ارکانِ علانِ علانِ علان

<p>یہ قصا تھی عشق کا ازار کیا تھا کچھ نہ تھا ور نہ مرجانا ایدہر دشوار کیا تھا کچھ نہ تھا اور اوٹکا باعثِ انکار کیا تھا کچھ نہ تھا سچ جو پوچھو مرہم زنگار کیا تھا کچھ نہ تھا</p>	<p>کیا حقیقت کیئے ایسے غم جو ار کیا تھا کچھ نہ تھا اک مبد و صل پر مینے ندی فرقت میں جان وصل میں آئے اور جانبِ ڈالانغ لحاظ اؤ نکے تشکین کے کیا خنیم جگر کا التیام</p>
---	--

<p>مجھے جنوں سے رہی تعلیم محبت مدتوں تیرے دانتوں سے کیا اگر خفا میں امتحان نکلیے وہ اور پٹا سودا نہ ہرگز یار کا مثل آئینہ وہ پیچھے ہیں مگر منہ پہ صاف ہمسری کرتا ہے لاناو شبو میں زلف یار سے تھی ایسی رشتہ کی پابندی او سے بھی زائد</p>	<p>تیس فن میں عشق کیے شہسار کیا تھا کچھ نہ تھا چھینے جب دیکھا اور شہسوار کیا تھا کچھ نہ تھا حسن یوسف گر بے بازار کیا تھا کچھ نہ تھا یوسفی جنب دیکھا پس بولا کیا تھا کچھ نہ تھا مشک طہنت غبار تاتا کیا تھا کچھ نہ تھا دیکھا فسق سجدہ و زنا کیا تھا کچھ نہ تھا</p>
--	---

۴۳	<p>لطیف وصال وں گل کا جب آج اٹھایا مجھ میں بولاول کرب و سراق یار کیا تھا کچھ نہ تھا</p>	۴
----	--	---

بحر محبت محبت و ارکان مفاعیل مع سلاسل مفاعیل غزل

<p>میٹھے ہو دو لگا مٹایا نشان بہت اچھا نہ آؤ نزع میں بھی میری جان بہت اچھا لہا جو او لیسے کہ دینے گئے تہا رہے بحر میں جان چلو یہ وعدہ فدا ہوشیاں بچھ لینگے مینق منزل مقصود تک گئے اچھ سوچ جیلے زبان وہ کہ جس سے ہو شکوہ بیداد کھان ہسم اور کھان اربطات صحیح شیر سبک تو ہو چکی محفل سے بھی نکلتے ہیں</p>	<p>ہمیں جو روستم آسمان بہت اچھا ترپے ہسم ہوں عدم کو روان بہت اچھا تو دیکھے نہ تات ہے ارشاد مان بہت اچھا مضائقہ نہیں ایسے ہریان بہت اچھا مکھاسین کو پس کاروان بہت اچھا جو حکم آچھا اچھا ایمان بہت اچھا یہ شک ہو خوب میر جان گمان بہت اچھا نہ ہو حضور کی خاطر گران بہت اچھا</p>
--	--

<p>چلو رہیہ کوئی چیتے جی اپنا استعمال ہے آج نہ ترک کیجئے عشق بتان بہت اچھا</p>	
---	--

۴۴	بحرہ مل مشن محمد و ارکان فاعلان مناعلان	۱۴
<p>تو عدم سے جانب و خیر شرب آیا تو کیا حیف وہ شہر شامش خولین و ساقی نہیں کیا جواب خط پتر میں گئے موت سے نہیں انگہ یار و کی سب فرمت تو لگتی ہی نہیں ہوین اون کے عارض گلگو نشہ سیر کیا مجال دل کو جازف سلسل میں تہا رہے چاہئے اگر چشم چہا رہے یہ یکھلا تو ساونکی چہری انگہ شرمائی زاونکی حسن عا لصاب سے اب یہی تاکید ہے ترک کتابت کیجئے دل جلاتے ہیں تو صاحب گالیان ہی کیجئے بوخوالی میں میں بیشک دل لگائے خریے بے تکلف ہو کے پہاٹی سے پٹل کان ہر فضل بد کی آج توبہ سے تلا فی چاہئے</p>	<p>ایک دم کو موج دریا پر دیاب آیا تو کیا منہ ملک زندون کی یون حیا م شرب آیا تو کیا راہ میں کی دیرت صا درے شتاب آیا تو کیا سچ تو ہے کجی لحد میں مر کے خواب آیا تو کیا شوخون پر لالہ جون پر کھلاب آیا تو کیا چھٹک ان پندرہ لکھی لکھی بیچ و تاب آیا تو کیا تابہ ترکان اشک سے چشم پر آب آیا تو کیا پہرے کر منہ کو مقابل آفتاب آیا تو کیا وصل کے طاکو یا قریب خواب آیا تو کیا یہ نمک بہن کر جو خیمین کباب آیا تو کیا عاسمی کا لطف ہنگام خضاب آیا تو کیا پیشہ ب و صلابت اظہار حجاب آیا تو کیا خوف اعمال یون و در حساب آیا تو کیا</p>	
<p>کی تلف صد حیف زندگی خوشی ابالی میں عمر اور حسرت ہر دم مرگ اجتناب آیا تو کیا</p>		
<p>بحرہ مل مشن محمد و ارکان فاعلان مناعلان</p>		
<p>اونکی فقر و غن نہ گجائیگا حضرت بل نہیں جپائیگا منہ سے اتوار و فاقہ کہنہ و دین کچھ سوچ جائیگا</p>	<p>تو شہر آیا نویدے گانام بوسہ انعام میں جپائیگا اونسویا کو کہیو سب فی ادا لیا کوئی کیا پائیگا</p>	

۳۵	<p>پل بسے بار سوئے گور غسیر باقی کیا گیا بحسب نیرج مہش سا اکر کان مفاصلین مفاصلین مفاصلین مفاصلین</p>	۱۳
۳۶	<p>پریشان حال سرگردان گرفتار بلا دیکھا تماشا صنعت خالق کا کھنے یا کہ کیا دیکھا فقیر کو ہیل کیونکر نہ فوقیت ہوتا ہوں پر بہری ہی یاد بخیرت خلقت انسان میں کیا تو شہیدہ کو سچیلن چشم دیدہ سے کھیا نسبت کشتی الخیر اوسن تاب کی سرکار عالی ہے گنوا لی جان نہ آنہ الفت پاہ رخسار غنم میرے وقت دروہے دیان و قمان تو کو کیا تو میت لیر نظر ابے الامان کیا تو رکھنا ہے سنو و نو نے پائی ہمسیر کی زلف جانان حیات ایکسان ہر تحریر و خواص و نے ثالی میں تحمین منصف ہو جس نسبت پر شہ کی کیا بہتر</p>	<p>کیسے چھوٹا دل لہجہ ہی دامن زلف کا دیکھا خدا دیکھا ہنیں ایست تجھے شان خدا دیکھا کھین مسند سے بہتر لوریانی سے ریا دیکھا ہوا پر ہینے جب دیکھا یہ تپلا خاک کا دیکھا سنا یوسف کا شہرہ او یہ کھسک برلا دیکھا ہتھی لفت در اجابت سے کبھی دست گدا دیکھا کنوین میں نے ہی دو باہرہ والی آشنا دیکھا میرے حال زبون عیسیٰ نے اگر بار بار دیکھا صفین بچہ بچہ گنیں قاتل جبر کو انجا و تھا دیکھا سراویر کو چمکتے پیستے مشک خطا دیکھا حباب آسا سے ہی کشتہ باد مناسپا کوئی اپنا سا ہی پانہ تسلیم و رضا دیکھا</p>
۳۷	<p>نکرنا اون عرض مدعا جہ نہ پنے خالق کے لکھا ہوں یہ گراں ایک اہل التجا دیکھا</p>	۱۴
۳۸	<p>بحسب تقارب منقبض و انظم ارکان فنون فنون فنون تیسرے محبت کے بتلا ہونے کیا کچھ ایدین جراب دیکھا چلی نہ کیوں ہم پہر دوبارہ لگا کے تیغ راب دیکھا</p>	<p>غدا بکنج ستم و ہٹاے جفا میں چہلین غدا دیکھا اثر یہ تھا خون ناتوان کا جو تو نے خانہ خراب دیکھا</p>

<p> بہرہ کہہ کہ شبیر کی کیا ہے تبا تو کیسا نہ خواہ کیا اونٹن یا لشکون نے ایک طوفان وہ خوش چم رہا کیا عدم سے اگر جو اچھڑ کھولی زمانِ شیب خراب کیا کبھی جو شمس و شہر ہی لکے تو لگا ابرسنہ پیکے ویکھا نہیں کیا دلکی تہیاری کی برق خائف ہر جیسے مہاک پنی کی ہنسے سو گئی عجیب اکے پھی پنی مٹا ریدل سے عاشقی کے کہ اتولا لئی پری ہن جیسے سرائی فانی ہی ہے عجیب کہ آمد و شد ہر ہان برابر جہا نہیں لاکھوں ہن یوں تو و لکھوں شکوہ و غم ئی عروق کو بای ساقی لگایا فتنہ میں کسنی تہی ن کا شکوہ تو خاک کچے ہوئے وہ شہر و ستون تہی </p>	<p> کہ ہنسے گردش میں آج واعظ تمام بات آفتاب کیا کبھی جو کی ہنسے آو سوزان دل ہنسے کہ باب کیا جوالی کسکی شباب کیسا لکھ رہی ہے کہ کو کیا رخ منور کو تیسے پیار سے نہ ایک ہے یہ کیا ترپ وہ سیاب جولا ساری ہمارا جب غلط کیا نہ ہے کسی طیر میں بہر خولی نہ البسا خوش بولاب کیا سنا وہ کانوں نے بھی کیسے جو تو نے خانہ خراب کیا کیا قیام ایک نے جو اگر تو ایک کا پانز اب دیکھا نظرت گدے بہت پریش مگر تجھے اتجا کیا پیالہ نون جگر کا بھیجے جو ہنسے ہام شیر کیا بسل ایک پہرے تہی سے نظر کے جانا انقلاب کیا </p>
--	---

صفا وہ آئندہ رو تھا جب تک جواب نہ آج تھا او دہرے
 یہ سچے شاید کہ اب خط آیا جو ہنسے خط کا جواب دیکھا

۴۹۔ بہت محنت میں ہوا ارکان مفاعلن مفاعلن فعلن ۱۰

<p> بیتہ او کا نظ کہ سکو خواب میں آیا درست تھا جو او لپکتے وہ زلف پچان سے بہرہ و عمر روان کا عبث نعر غافل نہ خالق اس سے حاصل ہوئے رہ مقصود جواب رست کو پہنچا مگر نہ رافسوس </p>	<p> جواب صاف ہی یہاں تو جواب میں آیا میں سیدنا ساوہ بہر لاکھوں خطاب میں آیا تو مثل باد ہے مشت حباب میں آیا یہ میکدہ سے طبع صواب میں آیا جواب او دہرے نہ کچھ اپنے باب میں آیا </p>
---	---

نہ دیکھا لطف جو الہی کا یہ ہے بہارِ شباب
ایدہ سہی سا قیامان کوئی جامِ حم کی حسیہ
نہ سہسری ہوئی زلفون سے اون کی سنبل نے
رہی نہ شوقِ شہادت میں سدہ سرو پا کی

لیا جو پیش نویس میں بھی لوٹا نام حبیب

ہمیں تو آج نکلے ہی عوالمین آیا

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل العلم نوراً يضيء القلب ويهدي السبل

قتل کا اپنے مستمکد میں ڈر کیا ہوتا
متموج بایا و در سے یار دیدر کیا ہوتا
ای فلک بس ہی شکوہ ہے شب وصل ہی ہوتا
کیوں بگریے ہوا دلچسپی ہو یہ بل کھاتے ہو
ماں پدر و زازار سے نہ چھٹا کوئی منم
دور سے دوست میں لے تو ہی تباہی تباہی
میں دکھائی ہے نہ ثابت قدی کے جوہر
یہ نہ سمجھا کہ شب وصل غریبان ہے آج
شب کو نکلا بھی تو ہی ابر کی چہرہ پہ نقاب
کھیت صد گیا ویدار سے عاشق محروم

اوج ایک خبر میں شوق ہو گیا مامون کا جگر

مغفل منہ پر نالوں کا حجم کیا ہوتا

۵۱	ایضاً بحسب مل مشن مجنون قصور کان فاعل ان فاعل ان فاعل ان
<p>وہ نکل آئی جو بھولے سے ایدہ کیا ہوتا کسکو معلوم تھا یہ گام محکم کیا ہوتا یہ بتاؤ تو کہ صاحب کا صر کیا ہوتا حسن کے بھید سے آگاہ نہ کیا ہوتا بارہ صبر کے سوا اور نہ کیا ہوتا پاس عاشق کا ہر لہذا نہ کیا ہوتا پھولے پھلنے کے قابل وہ نہ کیا ہوتا سنگدل ہر امیر سے زالون کا نہ کیا ہوتا اویچی چلتی جو پری آپ سے نہ کیا ہوتا جیسے بڑھ کر کوئی فولاد نہ کیا ہوتا</p>	<p>دیکھ لیتا جو کوئی ایک نظر کیا ہوتا وصل امروزہ کو فردا پہ اوٹھایے کیا ہوتا بے سبب اک ظلم بے پد کیا کیا بگڑے وہ دیکھایے جو نہ خود طور سے موٹے کو حال یہ تو خود بھیجے تھے اہل شغیتین پہر گشتیں کے نہر کاٹے سے انکی آنکھیں ہے نشور اب دلیسے جیسے سینی اک عمر روئی بیتاب رہے بیٹھے کر لے ٹر پے ایسی چہل تل یہ روش اور یہ انداز کھان زندگی بہر شب فرست کے اوٹھائے سدا</p>
<p>آج ہے جو گنہگار نہ ہویتے پیدا حق تو فرس دروس تھا نیکون کا سق کیا ہوتا</p>	
۵۲	بحسب مل مشن مجنون قصور کان فاعل ان فاعل ان فاعل ان
<p>ہم نے ساری عمر پیش چشم جامِ حسم کیا خوب صاحب بنے دل مجبور پر حسم کیا سلسلہ کہنے کو ابستہ ہی آدم رکھا لوزین کو مشترک احباب نے دم رکھا ہم نے ویکے راز سے قانون کو نام رکھا</p>	<p>العبان کی سیر کی سر جان بیل خم رکھا غیظین تیغ زبان تیسرے چکر دیے تج کو صانع نے بنایا ہی پرتی ایمان کہ خور کیون کیا سب نے دل مصطفیٰ پر یہ ہر اوٹن بدگمانی سے کبھی لایے نہ لب پر نام یار</p>

<p>پہر کوئی سہری بلال امل زلف دل ہوا شب کو کھان چھے ہلکا چہرہ کو کھوپے خدا باغ میں اوس نگار نے کھولائے زلف کو گر رہ گئے دیکھتے ہی ہسم ناتھو نیسے دل میں سج سو زرق بار سے جلکے ہوئی جو خاک بھی ہس کو تو روز عید بھی ہے شب اولین تہر</p>	<p>صبح سے بے سبب نہیں ملیج کو انتشار سا بگڑا ہے وہ نباؤ سب آنکھوں میں جو خمار سا جھونکا ہے نسیم کا ہے آج صبح سے مشکبار سا اونکی وہ کرتی تنگ تنگ سینہ پھر اڑھا سا ٹایسے اوڑا کے لیگئے ہمو ہوا غبار سا غیب و نیسے ہم نعل میں وہ اوہی ایدر سا</p>
---	---

<p>بیٹھے ہوں بیٹھے ہو کسے سزگوں اوج کھو تو تیرے جی ہے اواسپہ وق دیدہ بھی اشکبار سا</p>
--

<p>۱۹</p> <p>بکریج ہمن سالم اکاں ہفا عیلن ہفا عیلن</p>	<p>مفر عالم کو تیرے ابرو خمد سے کیا تھا نہ آئے ترع تک حاصل کھو انکار سے کیا تھا چہڑا پھینکا اویسے کمر لا آب ہن اوٹکا سزا ستادگی کی ایک پایسے سرو نے پائی جو جائے حال سب یوسف کے کتیا کاکھ جانا کھٹکا کیوں نہ ساری عمر آنکھوں میں رت سیونیک لے آئے کھینچی کرب بخت کی سنکے آد کو اوٹھا کر آنکھ پہ کیا دیکھتا ننگ عالم کو منو نیسے ویر میں کیوں بخت کی کعبہ میں رات سے نہ بار آئی ابھی چہرہ گفتگو کی چہرہ گئی تو ی</p>
<p>ہمارا قتل کرنا پھر بھلا تلوار سے کیا تھا میجا ہو کے پھر ترپہ زاونہیں جا رہے کیا تھا سیسے رخنوں کو وقفہ مرہم رنگار سے کیا تھا اسے ہونا مقابل قامت ولاری سے کیا تھا مگر اونکو قسق مصر کے بازار سے کیا تھا کھو میں ناتوان چہرہ گھٹ کے کوکھ سے کیا تھا وگرنہ میں نکلتا خانہ خمار سے کیا تھا تماشا بھی کوئی بہت ترے دیدار سے کیا تھا ہمیں سچ ہی قسق کا فو ویداری سے کیا تھا کمان کا کھینچنا چپے تہیں تجھ سے کیا تھا</p>	

<p>طبیعی ہوتے ہوئی ہماری جسامت کی کوئی نہ دے آہم ہی گلشن سے شکر انکل جاتی یہاں لے آئی دلی مقیاس کی کھینچ کر نہ کہے ہی تو اویس کے در پہ جاستی کے حاتمیں سنا بالین کا یہ شہ و اتم رات بہر صبا ہر دم و نین سے تھکے و تھکے گر گئے ایڈیان برون نہ دیکھو اچھی صورت ہمسے و اعطاج کتا بیہ ستایا ہی کیا سو سو طرح سے ہر طرف ظالم</p>	<p>مرض بڑھ کر بھی کوئی عشق کے آزار سے کیا تھا تہنیں چٹک کا مو قعہ نرگس بیمار سے کیا تھا ہمیں آگے تو سائل کے سرکار سے کیا تھا میں ہجوشی میں شاید کم کسی ہشیار سے کیا تھا بپو بچا تھا وقت صبح بھی دو چار سے کیا تھا نہ آئے تم مرجانا یہاں دنیوار سے کیا تھا وہ گل کا مدعا الحی اس روفی النار سے کیا تھا اسے حاصل الہی اس میری آرزو سے کیا تھا</p>
--	--

یہ کیا ہے آج ہو کر زندگی قتلید زار کی
 بہلاؤ کو علاوہ جب فوہ ستار سے کیا تھا

بحر منج مٹھن سالم ارکان مفا عین مفا عین مفا عین

<p>میر جان در و مند و نکا تمہیں عتھو ار ہونا تھا ہفت ہیرا مین کو چپہ دل ار ہونا تھا کھلا تھا باغ عالم میں جو گل پنے تن کا کا بس زندان میں کرتا خاک سحر کو انکل جاتا مسائل سخت و بے اشک گرتے ہیں گلابیں خطا کی تینے جو تر جی نظر سے عین کو دیکھا لکھا روز ازل کا بھی کہیں ایسے یا مٹتا ہے میری فحیہ و منت تو دیکھو اسکار و نایے</p>	<p>بہلاؤن ہر کسی کے درپے آزار ہونا تھا فرارِ بلیل نا شاد کو گلزار ہونا تھا کسی گل پسین کا طرہ و ستار ہونا تھا میری منت میں یوں رسوا سر بازار ہونا تھا ان آنکھوں کو ہمارے ہی گلے کا مار ہونا تھا یہ تیرا البتہ عاشق کی جگر سے پار ہونا تھا یہاں تک کہ مہلت ہمیں بیمار ہونا تھا شب مہلت ہی ان کو بے بہرہ ہونا تھا</p>
---	--

<p>یہ شہتہ توڑا کیوں آستین جو حریف دامان سے مہ خو رشید پہ رقص کلف سے کیا امان ہے شب عشرت میں ہم راتوں کو بھی جاگے نکلیا جا نہ سمجھا زائد کچھ غافل ہی رہا ظالم غزالفت کا کھو یا مفاسی و خستہ حالی نے یہ کیا سمجھا براہ اسد لبصیر و نادان کا</p>	<p>میں انحریت کشن تو دامن کسار نہ ہوا ہوتا من و غم عالم کا تیرا تو رخسار نہ ہوا ہوتا بغل میں اس کو سوئے طالع بد نہ ہوا ہوتا مئی الفت سے کچھ پتیا اگر مشا رہوا ہوتا ہمیں تو ایفلاک نہ درآور روز دار نہ ہوا ہوتا میرا شہد نہ کھو خود غرض ز رخسار نہ ہوا ہوتا</p>
---	---

<p>نہ ممکن وصل تہا دے نہ کھاکر اور جان اپنی چلو اچھی تو سو سچی اور کیا ایسے پار نہ ہوا ہوتا</p>
--

۵۶	بحر مل شمن مجنون مقصور کا فل علان مل علان فاعلان فاعلسن	۹
----	---	---

<p>پھر کھان ہای میں گردون کا ستایا جاتا اسلئے وی دل سوزان کو نہ آہو نیسے ہوا سرد بازار رقیبوں کی جو کڑا ایدل آجتک حضرت انسان کی نہ آتی نوبت جوش و شت کھین سحر اتونہ و پھلائی کا پیش آئی ہے وہی جو کہ ہے پیشانی میں ہمسری کا تیرے زلفوں کے نتیجہ یہ ہوا جاوہ گم و شت بلا ہے یہ وہ صحرا ہے عشق</p>	<p>مذقون جب یہیں خود آپ میں آیا جاتا پہلے اور ٹھٹھا تو یہ شعلہ نہ بچھا یا جاتا اکرم مفت کوئی اس ڈھب کا بنایا جاتا بار الفت ہوتے شتون سے اٹھایا جاتا دلکا کچھ رنگ تو بے طور ہی پایا جاتا کھین شمت کا کھا بھی ہے مٹایا جاتا مشک پستی ہے تو غنیرے جلا یا جاتا راستہ جسین خضر کو ہے بتایا جاتا</p>
---	---

<p>دلکا سودا کھین گھر بیٹھے ہوئے ایسے کوچ مشتری ملتا جو بازار دیکھا یا جاتا</p>
--

۱۲	بحسب من محذو ارکان فاعلاتر فاعلا تر فاعلسن
<p>اپنی آنکھوں سے روان دریا یی خون چلی تھا یوں گریباں گیس تو دست جنوں پہ پہنتا اس قدر در پہ میرے گردوں دون پہ پہنتا کوئی قاتل میں تو ایسا کشت و خون پہ پہنتا آج جیسا سے مقدر و اثر گون پہ پہنتا عوز سے دیکھا تو یہ سوزِ درون پہ پہنتا نرگسِ قنار میں اونکے یہ سول پہ پہنتا یوں تو کیا رویے زمین پر یہ ستون پہ پہنتا یارانِ آئینوں پہ رنگِ بَشگون پہ پہنتا میں کبھی پاپے بظان پر سز گون پہ پہنتا میں رموزِ اکا و الفت کیا کمون پہ پہنتا</p>	<p>عرقِ غنیم تو تھے جوشِ جنوں پہ پہنتا سکوتِ سوادِ لکیر سے فزون پہ پہنتا کیا دیکھائے آگے اب تقدیر دیکھنا چاہئے لاشِ لاشِ آبِ نکلتے دیکھتے ہیں رات دن یوں وہ کب آگے اوٹ پڑتے تھے سیدی بات پر اونس لگتے تھے غم سے میں کیا قلبِ جو بگر انفس سے ہو یہ محذورہ بھی ہو تھے میں ام نہ فقط نہ دیکھ فیضِ قدم کا یہ شرف مہرِ خطِ مٹایا سا وہ رخصتِ یی کا حسن کفِ پریل پر شاید دل اوٹھا اسلام سے قیمتِ حسین جھکتا کوہن سہو ترا</p>
	<p>مارا تارا لوشبِ فتریتے دلو چے لقتین آج اس درجہ تو حال اپنا زبون پہ پہنتا</p>
	بحسب من محذو ارکان فاعلاتر فاعلا تر فاعلسن
<p>یہ دل کشتہ صدا دے کسی کا نئے سرے سے سودا ہوا ہے کسی کا وہ نا آشنا آشنا ہے کسی کا اجارہ کھوا سمین گیا ہے کسی کا</p>	<p>بھوپال جو روجھا ہے کسی کا پہرہ اب عشقِ زلفِ دو تار کسی کا عبثِ تج کو ایدل گلہ ہے کسی کا دل اپنا یہ خود جسکو دین یا ندیوں</p>

<p> سنا بھلا کب وایے کسی کا خدا جانے کیا دعا ہے کسی کا بھجے کیا بھلا یا برا ہے کسی کا خدا جانے انجام کیا ہے کسی کا یہ گھر جیسے ٹوٹا ہوا ہے کسی کا برا اس میں کب سا پہر بھلا ہے کسی کا عجب قصہ حیاتِ فزا ہے کسی کا ہمیں بھی ایسا بوجھنا ہے کسی کا یہہ رندی میں بھی پارسا ہے کسی کا </p>	<p> خب کیلئے تو ہی منصف ہوا ہے بت مہر میں جو رہے یہ بگڑو نہ اتنا میری اتنی ہی سنسکے کتے ہیں ہنسکر یہاں ہر سچ سچ و راحت سے گزرتے وہ کہتے ہیں رکھ ماتہ سینہ پر یہ میں جسم نہیں آنکھ بہ کر جو دیکھا سیرِ حالِ سنکر وہ اتنا تو بولے چلو جو تھہرے سچ کھل ہی جائیگا حساب دلِ عاقبت میں کو کا فسر نہ سمجھیں </p>
--	---

تیرا کوئی ایسے آج ہو یا نہ ہو ویسے

یہہ تم ہے کہ تو ہو رہا ہے کسی کا

بحق قارب منقبض ثلثم ارکان فحول مضان فحول فعلن

<p> نہ تاکا وہ میرا میں شعلہ ہمارے اک لکھن کا خجل ہے حیرت کے ضیاء جیسے یہ آئینہ چرخ چار میں کا زمین میں نمایاں دید و وقت کے نقشِ جہول ہوں نگین کا وہی ہو دلشِ خارِ ستر جو چھلارت ہی انگین کا کھا لکھیں اندر گریبانِ خدا ہے حلقہ آستین کا چڑا ہے یہ کچھ تو ترا نشانیِ سخت ہکے سنگین کا چہرے تو لیے ہر رندی رخِ مٹے تو دہتا ہر مہین کا </p>	<p> کبھی تو جالِ اسکان کو کچھ لٹکا کبھی رہیوں ان کا هزار احسانِ شوکر خالق کیا ہے محتار کوئی برکات کا سناؤ چہ ہو یہ اب ہی موت ہوں مگر کس کس پر تیر کا اوتھایا دل جو دوقِ صلت ہے عجب شب کی کشت کا یقین ہے جو پیشِ جنوں کا ہے بھی جو نقشہِ تلو ایل کا مٹی محبت عجب بلا ہو خار جس کا ہے روبرو حشر کا ستھاری عارض ہے یہ مقابل ہو تو وہ لعلِ نقیصان کا </p>
---	---

<p>یہ سچو کا کنگ کا یہ نشانِ سجدہ نہیں جن کا نہ ٹھہرا لہاس جب نمونہ تہا رے ساعا و صنادید کا بتوں کے الفت نے سب سے کیوں کیا اب نہ دیا کا بونڈ کا حلقہ رنعتن بھی وہ نہ ہی ہر اک چہرہ مالوچ میں کا خدا سمجھتے ہیں تو یہ تو یہ ہر مرتبہ بڑھ گیا عتیں کا ہوا ہے اپنا وہ دشمن جان جو دوست تھا ہمیشہ کا</p>	<p>جو کوئی نوحہ کا مبتلا ہے وہ اس کا اتھوی نہیں پا ہے نشان کس شے سے دیچی پہر گریہ نور خدا ہے ایسے جو دیکھتے ہیں اگر مسلمان تو قول الیقین و ترسا وہ عارف حقیم و لطف مشکین نہ دیکھتے ہیں کسی کی وہ بے نیازی سے اس قسم کو مقام حاصل ہوا کہ کتنی یہ تارہ تر انقلاب دیکھو کہ دل بھی اب خوف ہے</p>
--	--

نہیں بھی لازم ہے اب تو بیشک حصولِ مطلب میں جہاد کا
ستم ہے پاس لیا نکیت آج اونکے نہیں نہیں کا

۱۲

بحرِ مٹش محذوفِ فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر

۶۰

<p>یہ سچو سے قصہ دیتے ظلم کے فیرا د کا لطف کیا دیتا ہے رگڑا خجہ فولاد کا سے رگ جان میں در آیا نیشتر فستاد کا پھر ہوں ایسوز جگر کا لب تیری ایداد کا دلو یہ مرغوب قصہ و امق و مندا کا آب دینے نے دیکھا یا محکو گھصیا د کا ہی ہمارے قلب پر سکتے ہیں میرا د کا قلقل مینا سے لغتہ سے مبارک باد کا کتنا پورا ماتہ پڑتا ہے میری جلا د کا نام کو باقی نشان ہے خانہ برباد کا</p>	<p>غیر سے کرتے نہیں شکوہ تیری سیراد کا مرحبا قاتل گلوئے عاشقِ جاسم از کو یہ قضایِ مسموم ایسے ہمدرد ملی کی نہیں اشکِ نوحیِ چشم گریبان سے کھی کر نیلے ور دیے جوشِ جنون میں لیلیٰ مجنوں کا ذکر ہم صغیر و بے عبت اپنی شکایت غریب سے تجربہ پر کھا دام آفت میں پھنسے او بد پل جاسم می کا دست ساتی سے ہر مخاہ میں دو جنش ابرو سے دو کمری جگر کیے ہو گئے قبر غافل منہم کرتا ہے کیوں ایسے کینہ جو</p>
---	--

یہ تکلف کیے چہاٹی سے پٹا کوٹ کر
دل کبھی تو شاؤ کر ظالم کسی ناشاد کا

شعر گوئی میں سلیمت آج کیا کرتے جسم
فیض صحبت نہ ہی نہ جیب حاصل ہوا اوساد کا

جس نے بزمِ مثنویں سالم ارکانِ مفاعیلِ مفاعیلِ مفاعیلِ

۶۱

۱۳

بہت جسم کیوں اپنا بھی پتھر لٹکے رکھا
صفین چہ کچھ گئیں ای قاتلِ عالم بندہ رکھا
نہ تاشیر آہ میں پائی نہ نالوں کا اثر رکھا
بڑی نظروں سے لوگوں نے میرا رخ جگہ رکھا
سر پر قہر کیوں بیٹھے نہ ٹھوکر مار کر رکھا
شبِ وصلت بھی رویے یاد کئے انکھ پر رکھا
یہاں کیا کیا نہ پستے مشک کو پھٹکے اگر رکھا
رہا خود کر دیا صیاد نے خبثت پر رکھا
وہ مکھڑا دیکھ کر مینے نہ پر سوئی تو رکھا
ہمارے جذب الفت کا میری جان کچھ انہ رکھا
کبھی نخل تمنا بھی کیسا بارور رکھا
سیر طور ابتدا موسیٰ نے خیمے بام پر رکھا
گرہ میں کینے غنچہ کے سیوا سی وار رکھا

تیرا جو روئے ستم کیا کیا نہ اسے بید اور رکھا
کمان ابرو پر تیرے تیرے ترکان کا منہ رکھا
برساواض طباب قلب کا کیا کیا نہ کر رکھا
کوئی بہرِ بخدا اس بندہ کو نہ دستِ قاتل پر
ابھی محشر بہا تھا مروہ صد سالہ بنے اوٹھے
ہمیں اس مرتبہ اپنی نظر پر بدگمانی تھی
سزا و نونے پائی ہسری کی زلفِ جانان سے
کوئی کیا ایسے کرتا سچ تو ہے مجھ صیدِ لہر کو
بھلا کیا خاک انجھوں میں سما تا صاف داعی تھا
یہ کھٹے کیسے نے تابا نہ خود گھر پر پیلے آئے
یہ کوئی ناظرانِ گلشنِ ایجاد سے پوچھے
تیرے قدرتِ ناسیکا یہ اولیٰ اک کرشمہ تھا
نتیجہ مسکی کا کیا ہے حاصلِ حسنِ نشانی

چہا اگر دامِ خط سے دل پھسا زلفِ سلسل میں

بھی خواب پریشان آج مینے مسکرا رکھا

۶۲	بحر محبت محمد و ارکان مفاعلن مضامین مغلطات	شعر
<p>فلک یہ کھلیس انتظار ہی رکھتا ملا نہ بعد فنا بھی لمحہ بین چین افسوس ہماری خاک بھی دامن سے بہا کر اٹھتے ہستہ وہ بلا نہیں جیسے کوئی چیلے افسوس کبھی نہ بستر غم پر تڑپ کے کروٹ لی نہ پکڑا حسانہ زنجیر میں بھی ہنر قہار</p>	<p>تسک کے یاد سے اختر شمار ہی رکھتا لپش سینے سے لکے سنا بقیہ راہ ہی رکھتا شہید ناز سے دلمین عباری رکھتا تمھاری سے اصفیٰ کا کل سینے مار ہی رکھتا تپ فراق نے تازہ سیت زار ہی رکھتا جنون کے جوش نے نیلے اختیار ہی رکھتا</p>	

نہ آوج خواب میں آیا کبھی حیاں وطن

مہین فلک نے غریب الدیار ہی رکھتا

۶۳	بحر حقیف المسدس محذوف فاعلاتن مفاعلن مضامین	۱۸۰
<p> وفا صد احوال زار کھدینا تو نہ آیا تو جان جاسیگی میرے مونس ہماری بربادی بچھے پوچھے جو بقیہ راہی دل سوالگر کچھ خورش کا مستفسر شغل کیا ہے اگر کیے شب بھر خفت پوچھے اگر وہ پردہ نشین گر کسے اب رفیق تمھائی کس سے رہتی اگر کیے محبت </p>	<p> اوس شکر سے یار کھدینا بس ہی بار بار کھدینا کچھ اور اگر عبار کھدینا ہے یہ یہاں وار کھدینا غصہ لیل و نہار کھدینا جھکوا اختر شمار کھدینا تاقت دم تار تار کھدینا بس دل غمگسار کھدینا درو و غم سے دوچار کھدینا </p>	

<p>وہ جو پوچھنے کا اب ہے خاطر جمع دیکھ لو پوچھنے جو حال دیدہ تر ہسم نعل ہی کسی سے گر پوچھنے گر ہر ہو کہ یہ ہے طلب کسی فکر گر ہو بجائے تھے اس کے حواس میں اسکن جو پوچھنے جی بانی سوزش عشق سے تیسے اشع بے قرار سی یہ ہے آخر کار</p>	<p>یہ بہت انتشار کھدینا اشک ابڑہا کھدینا روح کو یہ فتنار کھدینا موت کا انتظار کھدینا غش ہتا ہے ہوشیار کھدینا گشت دیوانہ وار کھدینا گھس گیا جسم زار کھدینا اب یہ دلوں کو تار کھدینا</p>
<p>ہو جو مذکور ہی وطن من آج تو قہیب الہ یار کھدینا</p>	
<p>۶۴ بحقیقہ منقبض و اظہار کان فحول فحول فحول</p>	<p>۶۵</p>
<p>ہیگا باقی نہ جوش و شست دھام تو جی نہیں ہیگا بول حاصل ہو لطف محبت وہ کچھ جی نہیں ہیگا اوجاڑہ سو مین گلے ظالم غرا غیا پناشیا کو یہ بہت بھتاو پائے ہارے ہو لو زکوٰۃ مال حال کی رو بھرے ہیں غروں نے کان و نیلے تم ہی گڑا جائے ہیں ابھی تو نام نہ اس کم سن شہاب تک کہ میں تو بچپن شہینہ محبت چہ غنیمت ستارے ان سب کا ناتہ ہے میرے گریبان کے تار و مال اور ہے بہت چوٹی پر</p>	<p>ان اپنی زواٹوں کا چرچا یہ چار سو جی نہیں ہیگا نہ ہو گیا ارباب حقیقت یہ ہاؤ ہو جی نہیں ہیگا چلے تو گلشن سے باغبان ہم ہمیشہ تو جی نہیں ہیگا یہ حسن کا عارضی ہر سمجھو س اکھن سو جی نہیں ہیگا جو باغ غنیمت میں اسے آید کہ وہ رو جی نہیں ہیگا حال اس کا ہے جو شہرہ یہ چار سو جی نہیں ہیگا نحو نگہ ظالم شراب ساقی ختم و صدو جی نہیں ہیگا شمع جے تار و کثرت جان پے رو جی نہیں ہیگا</p>

بہی ہی صورت تو اپنا ایدل یقین ہی تو ہی نہیں سیکھا	نہا ریتا بولان و حشمت جو اہم ہر حق و سچ میں
جو آج جو کہے تو پھر یہی ہے کھم کھم گویا نہیں سیکھا	وہ غریب گریز یہاں ہیں پسا تو ہو گا یہی کہ وہ فیصل

قیام کس کو ہے اب جس بائیں فکارا کی شکل کو اے بیٹے	
وہ غم ہو گئے نہ آج مافی تو پھر ہی وہی نہیں سیکھا	

بحسب دل مشن شمس ارکان فاعلا تین من اعلیٰ اعلیٰ مدین	۶۵
---	----

موریت اسگر ہر اک مرتع غر نوحان جبل اوٹھا	بال پر سوار بیل سے بولتا ان بل اوٹھا
ایلیٰ میں پیٹتے ہی حشا یعنی سلاں بل اوٹھا	فرمایا سہرہ چہرہ احمد و یکساں یہ لڑ
اپنی آہ آتشیں سے لوبہ نہندان جل اوٹھا	روح چھوٹی حشا تین سیکس کتہ ہوا
خوشی سے ٹھیکے ہوا شاہ کرم امام جلال اوٹھا	سینہ سوزان کا شمس زعفرانک چو چاٹھا
سہرا پاک غنیمت ہون سر پر افغان بل اوٹھا	آقا و میں شمع یکہ پہلوں آید ہا ہون
پرستہ ہوں ایکو کہ ظاہر یہی وہاں جل اوٹھا	افش زنگی گل حشہ تو ویکو الا مان
ایم زفاری سے نہ دامن پیرا اب جہل اوٹھا	اپنے آہ شعلہ افشان کا لکھیا ہو ذکر ب
شعش کی صورت ہر اک سر و جگہ تان بل اوٹھا	کہ غریب شمس اسکو کہنے وہ جو گلشن کو گئے
یہ دل پر مردہ احسن تھا تو یہاں جل اوٹھا	آتش غم کی ترقی سے کیا کام اپنا لیت

حشہ منوین الشبار و یکساں چاہیے	
یہ غزل کی آج جب تحریر دلیان جبل اوٹھا	

بحسب دل مشن محزون و افغان فاعلا تین فاعلا تین	۶۶
---	----

گم ہوئی راحت علاج کا ہشون دل اوٹھا گیا	اپنے پہلو سے نہیں روتہ یہ بھٹل اوٹھا گیا
پاس عشق بہت تجھے زہرہ شہا ل اوٹھا گیا	ترک الفت یہاں ہی کہ بیٹھے اسے دل اوٹھا گیا

یہ خدا اور روتو کو ہوا سا سحر ہنسا و شکر و شوق
 بہر حال اور پیتے و پر آلودان چہ چہ لایکا نگاہ
 و غصہ میں غولی اضطرار و ہرجائی او کئے شہا
 کیا نیف و زارفتہ کو ہوا حاصل غرمت
 اہمہ جلوت میں ہی بیابا کا نہ او لیسے شہر ہزار
 اویسے آہوں نے اتنا تو کیا پسدا اثر
 ایساں پیری میں کی پینہ نشا و تم و آ
 ماری چو آہیں ہمہات عشق لایفیت
 کہ طرح ویران نہ ہو پراپی تاکوین ہنوں
 قیس کو یسا نے کو دیکھا نہ فرط شہریت
 آج سخت الفریہ ہے یازو کے کھفت قافہ ہنوں

یہ سب کو پہلے نہ کو کو چہ شہر تافل او نہ کیا
 آج ہوا میں سے لگے کو ماوان شہر کمال ہوا
 این سکہ نہ کی طرح و ہوا حاصل غرمت کیا
 میں تو زار شکستہ البورائے تامل و ہوا
 ثنائی فطرت و شہر کمال و ہوا حاصل غرمت کیا
 آج وہ اس نیم سے خود دست برول و ہوا
 عشق باری کا ہوا طاف گے تھا و اسل شہر کیا
 یامون ہست کا بل ہوا شہر ہی زار و ہوا
 و تفتہ ہی و بکتہ ہوا شہر کا کمال و ہوا
 آج ہوا شہر ہی تیرا پروہ نہ ہوا شہر کیا
 آج ہوا شہر ہی تیرا پروہ نہ ہوا شہر کیا

آج کچھ پر ہا میں افشایے مان عشق کے
 آدمیت سے ہی او کج ہنسیم جاہل و غمہ گیا

۶۶	عسل شمن محنت و آکا یہ فاعا از نزل ہوا قافہ عسل شمن	۶۷
<p>در دست اگر اگر شیف او خوش حال نہ ہوا بیجا جل آئی نہ ہو کر نیم ہوا شہر کیا ناتوانی از لوتن ترسید نہ ہو شہر کیا دوستی کی جن سے وہ اپنے ہوا شہر کیا ہوا شہر کیا کوئی آئینہ شہر کیا</p>	<p>سب تیری وریہ کوئی محنت ہوا شہر کیا سب کو ہوا شہر کیا نہ ہو شہر کیا ہوا شہر کیا نہ ہو شہر کیا نہ ہو شہر کیا نہ ہو شہر کیا نہ ہو شہر کیا نہ ہو شہر کیا</p>	

دوست بدو کو بھی بچا جی میں پرتا ہے قتل
میں ہوئے پڑھی نہ یار و نکا و بالِ حبان ہوا
باعثِ نفرت تو اپنے محرومیِ قسمت ہوئی
یہ ہوئی گلزارِ عالم میں سے نالونکی دہوم
کام بھی انجام تک پہنچا تھا ناکام کا
ایکجا تر پاکیا جون طائرِ مبدنا
جب ہوا رونقِ سنہرائی بزم وہ سلطانِ جن
آج واعظِ سونے یوسف کا تھا القیسرِ خوان

غمیہ و دہرِ میثا تیری پہلو میں جان لے ڈھنگیا
زارِ تھاد و شِ صبا پرتا نہ بند لے ڈھنگیا
پہلے کر مرنے کو سے پہلے سے قاتل ڈھنگیا
تھی جو سنتے شہرہ صوتِ غدا لے ڈھنگیا
یا الہی کیوں سے سینہ سے قاتل ڈھنگیا
کب تمھاری ناوک مرگان کا گھایا لے ڈھنگیا
تخت گرد و لے جھل ہو بد رکال ڈھنگیا
وہ جو اپنے کیا تہرانِ مسایل ڈھنگیا

شور سے لوقیس کا سجّادہ ویران ہو گیا

یعنی اس دارِ محن سے آج بدل ڈھنگیا

۶۵

بحسبِ میلِ مسدسِ محذوف ارکانِ فاعلاتنِ فاعلاتنِ فاعلاتن

۱۵

فرتہ فرتہ عشقِ سودا ہو گیا
وردِ دل سپدا یہ کیسا ہو گیا
کل کے آنے کی قسم کھاتے ہیں وہ
میکے یوسہ منفعل ہوئے ہو کیوں
ہے سنہرے لکا دوز کیسی عندلیب
رونقِ حسن آتی ہے خط کی برہی
وینچ و ایمان ان مسینوں نے لے
چھٹے کیا اشکوں کے طغیانِ کمال

لو میں کیا سبھا تھا اور کیا ہو گیا
بیٹھے بیٹھے دیکھو کیا ہو گیا
خیمہ چہرہ دلو سیمار ہو گیا
اسمین نقصان آپ کا کیا ہو گیا
باعبان گلشن سے پتا ہو گیا
زور وہ کوئی تماشا ہو گیا
بھپہ پر یوں کا چپٹا ہو گیا
چشمہ چشم اپنا وریا ہو گیا

<p> کی جگہ ولین بتوں کے عشق نے رات دن رندوں کو کرتا تھا فضیح لو ہوا پرزے گریبان شکل گل کیا قیامت کی تیرے رفتار نے کسے سنے میں تم آئے غیبرے اونکو آئینہ میں دیکھ اپنا نظیر اس لب شیریں کا بوسہ عین لے اپنے دم تک تھا فقط در وفاق سر کو سودا شوق جگہ پہلو میں درد </p>	<p> لو یہ کہہ سے کلیسا ہو گیا شکر حق زاد بھی رسوا ہو گیا پھر بیمار آتے ہی سودا ہو گیا دو قسم میں حشر برپا ہو گیا میں برا ٹھہرا لو اچھا ہو گیا صورتِ تصویر بر سکتا ہو گیا ایضاً ستم دل اپنا کھٹا ہو گیا میں ناسل لیتے ہی اچھا ہو گیا میں سراپا عجم کا پتلا ہو گیا </p>
--	---

اک خموشی کا ہمارے جاسم
 سوز بان پر آوج چسپا ہو گیا

۶۴	جس نہ چم مشن عالم ارکان نہ فاعیل نہ عیلم نہ فاعیل نہ عیلم	۱۵
<p> کہو کیا وصف ہو حرف زبان ابرویہ جانا کنا خواص و عام یہ جس پر یقین کرے میں ہوا کنا اسیر دام آفت ہوں کسی کے زلف چپا کنا پری کان جو اگر تجھے کہتے تو زیبا ہے چرخ و شمع کی کیا احتیاج اس زخما چمک کر آؤ سینے میں تو شیدائے کتاب کا پیرا حبت کیوں نہ خوش ہو محض ضیا جانا لیلہ </p>	<p> انھیں دو بچوں میں کاٹ بے تیغ خواہ کنا وہ تھا اک ہوش اونسے ہمارے چنم گرا کنا خبر و تباہی یہ پہنہ ضرور میرے خواب پریشا کنا کھسکے وانتاب با قوت کدے میں بچہ چا کنا ہزارہ ہنسک ٹا بے قبر میں خود داغ بھرا کنا اگر جو خاک پر لیتے سے تو تیرے اوشا کنا مسلمان ہو کے زاید حیف تو سر کرے قرا کنا </p>	

تیرے شیشے پر زمان پر کہ طبع انہاں گزیر ہوگا
 ویسے بستی تیرے عقل علم و حسن خالق نے
 بھال کر رکھو نہیں پہرے جاتا ہی سامان پر جلنے کا
 سو ورنہ مجھوں کو تیرے کیا دشمنوں کہتا
 ہر قسم تیرے وہ نسل ہماریے عشق کا پر تو
 مگر وہ یاد دینے پر وایہ جب کا شانہ دلہین
 محض بیکار ہے دعویٰ خوش الحالی کا لے

تیرے شیشے پر زمان پر کہ طبع انہاں گزیر ہوگا
 ویسے بستی تیرے عقل علم و حسن خالق نے
 بھال کر رکھو نہیں پہرے جاتا ہی سامان پر جلنے کا
 سو ورنہ مجھوں کو تیرے کیا دشمنوں کہتا
 ہر قسم تیرے وہ نسل ہماریے عشق کا پر تو
 مگر وہ یاد دینے پر وایہ جب کا شانہ دلہین
 محض بیکار ہے دعویٰ خوش الحالی کا لے

بھت اب آج اس میں تیرے کو نہ سمجھو
 میرے دہشت آن سے کہیں نہ ساند گور نہ سیریاں نہ کا

بحر نریں جہنم صاف آج غافل ہیں غافل ہیں غافل ہیں غافل ہیں

اے شکر چرخ کس منہ سے کرتے تیرے انہاں
 کوئی ہمتا ہے نہ سے قصو کوئی ماناں
 اجل کتنو کی آئی اے کمان ابرو جب ہر بانکا
 بنگہ دی سب سا کہی مجھے پنہاں بون
 کیا ہمدانیں پیدا رفتہ رفتہ رابطہ باہر سمیتے
 حق کی جگہ گزیر فضل مارو یہ واسطہ
 سراپا ان ہوں کی ترپ فرقت سے ہوا
 ہر قسم کیونکر میں رہا بھی تو نہ بھی کرے ہو
 منتہا ہے حسن خالق ساز کی تاب لے کر سب

تیرے شیشے پر زمان پر کہ طبع انہاں گزیر ہوگا
 ویسے بستی تیرے عقل علم و حسن خالق نے
 بھال کر رکھو نہیں پہرے جاتا ہی سامان پر جلنے کا
 سو ورنہ مجھوں کو تیرے کیا دشمنوں کہتا
 ہر قسم تیرے وہ نسل ہماریے عشق کا پر تو
 مگر وہ یاد دینے پر وایہ جب کا شانہ دلہین
 محض بیکار ہے دعویٰ خوش الحالی کا لے

Handwritten text in Urdu script, likely a signature or a short passage, enclosed in a rectangular border.

و تہا لے چشم لوی چہ کبریا بر بادان
 اما خاک و گور محو لے سینہ لے پیہ و تنہا
 و تہا لے پیہ لے دورا پیہ زلف و تہا
 و تہا لے پیہ لے دورا پیہ زلف و تہا

کمالیہ میں داخلہ کے لئے امتحان دینا ہے

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

کی حسرت کی نہ پرستش نہ کیا
 دیکھ لیا کوئی غیب کا پوسہ
 او کا بوٹہ سا جوت دیکھ لیا کشتی میں
 تیار یہ کچھ دھن نشین حسن خدا داد لگا
 اپنی عجیبی ذخیرہ موم شہناہت لکھا
 کس سے عجیبی تیری تصویر تیری بے مثال
 چمکیاں کیسی بہہ ایل کے آہن پیسہ
 پتہ دای کو چہ آوارہ وطن مجنوں کے
 کجی خوش صفی ان چمن کی یارب
 جوش و شہ ہوا دشت کو اوٹھ کر گیا
 بہہ گیا موم صفت حیات خوشی اپنے
 مہک کو محفل میں تیرے کج طاکر نے میں

ثاب پر کریں میں سوئے عالم احیا آیا
 سید شہین وہ پیش پر پیدا آیا
 باد شری کو یہ پسری نہ نشا و آیا
 سید سورہ یوسف نہ شہین یا د آیا
 سہرگون تیج صفت نو مہر اجلا آیا
 مانی خوفست تو حیرت نہ ہنوا آیا
 خود فراموشی میں شاید میں انہیں یا آیا
 نجدیہ قیس چلا کوہ سے فرما و آیا
 جاکے پر کیلئے گلزار میں صفا و آیا
 تیرے مجھوں کی جو خون لینے کو قضا و آیا
 جب میان رگ جہان منجہ فرما و آیا
 وائے قسمت یہ دنیا ظلم انہیں یا و آیا

<p>آپ پھیلائے تنہا یہ سیری نہ چلاؤں کوئی دلدار تو بگسیہ اپنی زاہد کیا عرض تھی مجھے آئیے سے ایدر کھلیا ہم ایسے بد بخت کو وہ یاد کرینگے توبہ</p>	<p>بیریاں لیکے جو کسے کرے حرا د آیا گرتے کر دیکھنے میں کلشن شدا د آیا قید رہتی کی فقط کاٹنے میا د آیا آج تک جب نہ اجل کو میں کبھی یاد آیا</p>
---	--

ہم سے تربت میں نکسین کمنگے آج
 پسین سے سوتیرا مولیے ادا د آیا

۶۵	بحر مضارع مثنوی با حروف فنی و مفعول غلات مفاہیل فاعلن	۱۲۲
<p>دل مبتلا سے کامل خدایہ رہا اشکوں کا چشم تر سے بنایا رہی رہا الفت کا زندگی یو پارہی رہا اوٹھے بھی ہم تو مر کے کوئی دھوٹے تیغ زائیکے تیرے قافل کے ختم اوٹھا جھیلیں جھانڈیں ہم جو ہر کریان نہیں شہر ہے یاد ہم سبزہ عارض کے عشق میں ایسا جلن ختم ہو میں سنسٹرا نیاں شاید کسی کی دلکی برای ہو کچھ امید آزاد تھا جو اس چہستان ہرین کیا کہیے جسطرح شبِ دولت ہوئی اک جام حسینہ مصطفیٰ عشق سی پیا</p>	<p>میں عسبہ ہلا کا گرفتاری رہا روینکا عمر سہجے آزار ہی رہا دل جنس حسن کا ہی خریداری رہا یار و نکا بسترہ پس دیوار ہی رہا میں زندگی میں مورد آزار ہی رہا صبر اسکا نام ہے کہ وفاداری رہا رخم جگر پر مرہم نگار ہی رہا عالم ہنسا را طالبی دیار ہی رہا بنہ نواز ہم سے تو اقرار ہی رہا سرو سہی کے شکل سبکبار ہی رہا اصرار اسطرح او دہر نگار ہی رہا وہ با ادا و شہر بھی پر شمار ہی رہا</p>	

<p>اوس سے برہم ہو مجھے مرد و درخت گردیا فضل کو کیا دخل وہ شائق حب باہم ہوئے تو طوط ہونہ دنیا سے دل سے بھاگ و نہت خود کر کے اوس کا فر کے قادیون پر رکھا اب گوارہ بپن جو پیش آئیں سختیاں اے پری پیکر خیر و دلان لب کو کچھ ہنکرا شکر رات و دن کے شور و سر سے بہت پایا</p>	<p>ہوں وہ آدم سب گھر جنت سے جو باہر ہو میں جہاں او بیٹے نہ وصلی کی صفت مگر ہو جان و حیات کھوئے اس مخمبہ کا شوہر ہو اوس کے فارغ دین ایسے میں نہ جان دیکر ہو پتھر اپنا دل بھی ایسے بے غم سے ہنکرا لعل کا فی رنگ غرق جسے خون گو ہر ہو سیرا و کمال فیض نہ تو فخر محشر پر ہو</p>
--	---

خونگیس میں آگے فردین کھینکے ہنسے آج

ڈرنے کیا حب تو غلام خواجہ نقب پر ہوا

۶۱

<p>نامی کس سے کہیں یہ بہ جنت کیونکر ہو ترک کی جیسے محبت عیس کا کیونکر ہو ہوا مان صید زبون کو بچا جیسے ہاتھ سے خوف رسوائی سے گھٹ گھٹ کر اجڑ گیا ہے چہ نہ تو وچو طلب خود کر کے خصل میں ہیں سے لو سے کی طلب کی توکل بقیاب دے وار و دشمن کس کس سے کہیں جیت یہ یوں فاکتے ہیں ہموں خود غرض کھلا یہ کون سب سے بہتر شہنشاہ ہمارے طلب سے</p>	<p>میں شہید شیخ ناز و دلربا کھینکے ہو ایسے وہ بہت عیسے دین ایسا کیونکر ہو اوس سے پہلے بچا دل و جنت کیونکر ہو پیر پیری الفت کا چہرہ جا بجا کیونکر ہو اب یہ فرماتے ہیں آنا آپ کا کیونکر ہو یہ تو کھٹے میں سزا و اسز کیونکر ہو جسکو دیکھو پوچھتا ہے کیا ہوا کیونکر ہو بے تہین کہہ دو وہ فرمانا کیونکر ہو دل سزا و اسز کے بند و نکار کیونکر ہو</p>
---	--

حسن یوسف تو سنا اور میں نہیں بھیتے ای پری آبِ دین میں ہرگز سے لطفِ حیات آئینک ایدل خدا کو جیسے پچھا نا نہیں حب کیسکی وہ بت خود کام سنتا ہی نہیں	موق ویدہ پریشانیہ کو مجھ لا کیوں کر ہوا اس سے بدہ اگر شہید آب لقا کیوں کر ہوا ایسا کاف پر کسکا آتش نا کیوں کر ہوا پھر کھواؤ سکا ہمارا فیصلہ کیوں کر ہوا
--	--

۶۹	آج یہ سچ سے حصول اونکے خدمت تک بے چوخی اگر محبت رسا
----	--

کُن کے کہتے ہی جہان خلق سے ماہور کیا جب عیاں بام پہ او سے رخ پر نور کیا جاری ایسے سنگد کو کیا ہے یہ دستور کیا جلوہ رخ نے تیرے یار وہ سرور کیا ہم سے عہد اول سے نہ ملنے کا بقدر کیا میں سے درخواست کے پرہیز کی حاجت کیا خشمِ دل کی ہے میرے رنجِ دشت کو تیرا گ تھا وہی دوست صراحی کو جو میرے ترے تکلیبی انسانہ شکل تیرا یہ کیا کیجے شیخ تپ ہر وقت کی نقطہ کا شرجان تھی لکین چیتے خشمِ دل پر سوز کا جھٹکا پہا لینے کچھ دیر کی مہلت تو پہلا عزرائیل وسکے تپ و نین وہ لذت ہو کہ ہے لکھ کر	تو بے یہ کچھ کیا قدرت تو کیا دور کیا محو ہوئے نے وہ سب واقعہ طور کیا جس کا قابو پہ پڑا شیشہ دل چو کیا دیکھ کر ہمنے نہ پہنچا نہ رخصت تو کیا حیف پر اس دل نے صبر ہے مجبور کیا اتنا پیشانی پہ لکھ دیکھ کہ منظور کیا نوج ہی ڈالا حب اس نے کبھی انگو کیا دل کے مانند نہ ہو سب کچھ دور کیا اس حوالی کا بڑا ہو سید مجبور کیا تیرے پاس لاؤ گے کچھ اور بھی رنجور کیا صفتِ سراج ہے حبِ دہم کا فو کیا حق میں کیوں تجھ کو یا جہت نہ مامور کیا دل مشابہت صفتِ حاتم زبور کیا
--	--

خاموشی لی تھی جو اپنی امید سے لے می نکلی بہم برہنہاں تو کسی زلف کا سودا ہی ہے خشمِ مجاہد تیرے کاتیسے رشتہ رشتہ بے ہمتی سے دے دیے ہو یہ نہنگ سے لپٹے گسل گار از دل شیفہ مجھوڑی ہے دورا و پسر نہ ہواں طرنگین سے ہوا	دیگر جو کام کیا ہے وہ بہرہ ور کیا سب نے دیوارِ عبت خلق میں شہر کیا ایسا بگڑا کہ جب گریں میرے ناسور کیا اپنے عاشق کا کھ ایک نہ تھوڑ کیا ہنگریہ تو جنت میں بے بقدر کیا اتار ویلے کہ جسم آنکھ سے ناسور کیا
--	--

پاس سے امن لی شوریدہ کو چھینکا ہے اونچ ایسے جھگڑے کو پہلو خوب کیا و کر کیا

و ان مصلحت کا سجدہ میں مندرج دیا تھا کون آگے کہئے محسوس سرار رہا جس راہِ حق میں فرق نشیب و نشا دے نہ آگے یوں فلکِ حق بار تھا وہ کون تھا کہ جسے رفاقت پہ ناز تھا پہچان نہ پکے گھونٹے سے کون باز تھا جس سے اتنا بے بسیج قیامت ہوا نہ شرم پتھر پر پڑن میں کیا ہو کہے تو اہل شرم واقعت تھے ہم نہ سوزِ دل درد مند سے پہچان نہ پکے گھونٹے سے کون باز تھا	اور جہاں حجابِ نور میں وہ جلوہ سار تھا کون اپنے کوئی اور بھی مبتلا تھا گر می پڑا یہ کیا دل سے انصاف یہ سمجھ کر کس کی زرع تھی وہ ہمت نام جنت میں بھی کون سے فرشتہ سچ سے شباب میں یہ کیسے امان قلمت ہمارا یار کی زلف دراز تھا دل اپکا تو موم سے بھی کچھ گلا جینک نہ تھا زبان تہین غزل تھا پریو نکو اپنے شکل و شمائل پر تھا
---	---

<p> بجز وہ تار یا حقیقت نہ جاسکا اولجہا گیا بولف کے چند نہیں پل حاصل ہوا جو عشق تن ضعف قلب و ح می پی جو ہے مخاطب پر میر غالی ہے شام ہلایا یا رہنے اپنا میان متبر پڑے ہی ایک وار کے گھر وہیں کر گیا بگریے ہو کس پہ کیا ہے طلب کیون نہ پر کھا </p>	<p> جو بول لہوس کہ سپر و عشق مجاہد یارب یہ کس بلا کا کوئی جھانسا وقت سمجھے بھی فتنی عسکر و لڑا کب دل کی کا توڑا واعظ جوار نہ بس یہ انہی جہان نہایت قاتل پہنچو تیرے کیا مانہ ساقی موجود یہ غلام تو بندہ نو آری </p>
--	--

تائب ہوئے فتوح سے آج ہے ہر اشرک
 مرے سے پہلے کچھ کہ در تو بہ باریک

بحر رمل مقصور

<p> یاعیوض لکے کوئی چہلو میں چہلو مرسلہ ایسم ایجا دیر اسر ہوتا صبح ہوئے میرا وعدہ جو برابر ہوتا دکھا دکھا جو کوئی اب کی میرا ہوتا درمیان گریسے اور سکے کوئی داؤد ہوتا مری جانا ہو شب بے تو مجھ پر ہوتا ہوتا شہنشاہ تو ایسا نہ فتوح ہوتا منہ دیکھ اتنا کہیکو جو سکندر ہوتا سے نوکرا و مرتب کھینچ ہوتا </p>	<p> میرا بان اپنا وہ بدخوبت خود ہوتا قتل اگر شفیق زلف مضرب ہوتا دیکھتے تھے کمر کیوں روز سہاگے نصیب ترک اٹھائی تھی بہت جا بچے کرے ہوتا کیونکہ طول یہ قصہ تو نہ ہرگز امتنا سخت جاتی ہے یہہ دن چھوڑ کھانے صدف سامری نے سے مقابل ہو حقیقت کیا ہے یہہ روشن تیرے رائے خسار کو دیکھ دیکھتے مرب او سے کشمیرین جو کچھ لڑکے </p>
---	--

<p>کر گیا وطن جہاں سے قدموں روئے جگہ مہر و ہونہ دے لیتے ہیں کوئی حسن کہ یوں ہونہ موت اپنی تو نقص ہی میں بدی مٹی صیاد</p>	<p>کیا مقابل تیرے گلشن میں صدف ہر ہوا ایک سے ایک زمانے میں ہی بہت ہو کیا تیرے ہاتھ سے آزاد میں نے پر ہوتا</p>
<p>کچھ بن اہل نہیں ایسے آج نہ جیتا کچھ ہو زور بازو میں اگر بار نہ تھا زور نہ ہوتا</p>	
<p>محبت قارب منقہ</p>	<p>۱۱</p>
<p>سیکسا ایک سہارا نہ ترچ سے مکان کو دیکھا ملا عدم تک نشان نہ رہنے جگہ سے وہ سہو مکان کو دیکھا خزاں بگاڑا مگر کین میں لگا ہوا محم جان کو دیکھا افسوس کے جستجو میں سچ میرے تہیں تو ہوا ایک جدا بلا کا لاکھ جب نکلا جلازم کا تہاں منکبیا ہوئی چمن میں عجیب و غریب جو کل کی دیکھی محبت ہمارے محبوب بقایا کو لیا سچ کا خشک تنکھا جوان کو سہاگہ سے تو وہ بڑی سی کی کل نقص ہمیشہ تو نقصانے ایدل بنانا کرنا ہے ایسے بلائی بد میں تو آفت جان بچائے شاہ سے ہو سکے نردان</p>	<p>ایک رنگ کا چار ہونا اوپر پدا مرغ جان کو دیکھا بہت مٹی بار یک میں یہ کس نے تھا یہ سہو لکھ دیکھا میں مری کے جس نردین پد چوچا وہاں بھی مائل ہوا دیکھا ہوئی نہ محبت نصیب سے نہ آپ قدر دان کو دیکھا یہناک ٹرا رہیں جا ہی چھوچا سمت رعد کو دیکھا تو ہم نے رو رو میاں جو ستر اوٹھا کے سر آسمان کو دیکھا بنا تو فلک کسی جا کھینکے ایسے جوان کو دیکھا جہاں میں لسا کو کون گلشن نہ جیتے جو چرسہ کو دیکھا محبت جو ہامی گذر گئے ہیں نہ ایک کے بے نشان کو دیکھا عذوبہ میں شوق صدایاں ہمیشہ لطف تہاں کو دیکھا</p>
<p>کیا قیاس دل نہ تو نظر ملے نہ دلیں عشق تہاں کو پایا اکمال مدد ہے جو آج ہم نے کس سے مکان کو دیکھا</p>	
<p>محبت قارب منقہ</p>	

کسی پیر پر تپکا دھنکے تو کی جنت میں پھر ورتا نحال بھڑکوں تو اوٹھائے ہی سستہ تیر تپتا	ایسے مال برتن نالان نہ تھن نالوس نہ کشتا بھاری کچی پھلا پھولا میں رخ سنی میں شہرتا
یکہ نی صیاج کج والی غلامی سبے قصہ پلا جو خاک کو سچ پاتے مژور اکھو تیسے ہم لگائے	ہر ایک کا قابل ملانی میں لوگوں کو شست پست کر کے منڈکی کھولن لگایے صلا کچے اتار دیتا
تھکامے تھان سو قاتل تھن مضطرب ہو کر لی ولہ	ہتایا دھکا لگائے تھان لے تھے آوج فولاد بھگرتا
کئی وہ سب عشق نگارن وہ محبت شب ہو گئی لگے کا جون ہوا وہ الہو زلف بکھر کے بلوق والا	نہ جام و دنیا نہ پاد جانی نہ ہے نہ ساقی ام سحر نخا زیر ابر سیاہ بالادہ ترخ تھلائے میں یا تھرتا
کھس جو ٹھم بدن تو بھگا کہ اپنا بھل مراد بولا میں آج پائین جواب یاران لپٹے اوسے تھلا ماللا	پڑا جو محال ایسک میں مالا محال نصرت کا تھرتا کھلین جو انجھ میں نہ یہ گریبان نام شکو تھرتا
یہ جیسے پیرے کرین کہ ہوانے ہو و حقا بلک رکھتے تھے مایہ جان سو کی وہاں تھے قوم تھان	لوگرے جب تیر و جنتا نہ سبے التا و التھرتا جو پوچھو احوالی میں دیان جو تک و نہر تھرتا

نہ دیکھیں تیسے ہوا بھو جو جو جنت ہی بلتی ہو	
بشرے او نملوں کا اوج جھکوری کے سایہ کی جھکرتا	
بحر مل مقبوض و مجنون	
شور بر سوئے ساقی کے بیداد و کتا	کچھ تھکا ناپ تھکے ظلم کے ایجاد و کتا
جنا کئے ہیں اویسے کر کے و کھان تو ہی	حاصل و کھہ نہ لو مرگ کے آما و کتا
بحر مل مقبوض و مجنون	
یہ کاشا تیسے قدرت کا پویدہ اگوسا	کے کے فراب نے ہی کتا کتا کچھ نہ راکوسا

<p> لوسیر و حشت کا اک عالم میں چچا ہو گیا دوست دم چلتے ہی اونکے حشر برپا ہو گیا حق بوعسزرائیل وہ اپنا میسیا ہو گیا آج حسن و عشق کا اسپہن سودا ہو گیا جب غبار آئینہ میں آیا وہ اندھا ہو گیا بڑھتے پڑھتے چشتہ چشم اپنا دیرا ہو گیا ضعیف پیری نے کس خرم کی توبہ ہو گیا عالم بالا تک اونکا بول بالا ہو گیا کیا زما نے میں کوئی معشوق حنف ہو گیا کیا تیرے ماہتہ آئینا کوئی جو رسوا ہو گیا ملک سہی سے جو مقدر اپنا عدم کا ہو گیا کوئی کہے آپ کے عاشق کو سکتا ہو گیا </p>	<p> بس بھی مذکور میں کیا ہو گیا کیا ہو گیا غزوہ صد سالہ جی اوتھے پہ نقشہ ہو گیا روزِ قدرت سے اجل آپے ہی اپنا ہو گیا نقد دل اوسنے لیا بیغمانہ پکا ہو گیا صاف انسان کو حسد سے دھکا کر کھنا چاہیے فرقت جانان میں یہ اسکون کی طغیانی ہو نیدہی باتوں پر جوابی میں کیا کرتا تھا بل غافلہ معجزہ زما کی کافرشتوں نے سنا تم نہیں تھا وہیے دود کو بھلا لیتے دل باز آہر و حمت کے روئے یہ پچھایے چشم تر یار کے کھنوی میاں کا ہم لگا لیتے سناغ وہ دیکھا میں آکے جلد آئینہ رخسار کو </p>
---	---

کیسی غفلت میں بس عمر عزیزے آج کی
 اور کو اپنا کیا نے ترک کیا ہو گیا

والہو

<p> میدا دل عشق لبِ شیرین سے کھٹا ہو گیا اب تو کچھ جینے کا ایدل پہ ہمارا ہو گیا اختلاجِ قلب رفتہ رفتہ سودا ہو گیا لو پڑا جن سے پڑا یہ پری کا ہو گیا </p>	<p> دشمنِ جہان اپنا اور و نکا میسیا ہو گیا اوس شمع کا وصل کے جانب اشارہ ہو گیا بحرِ کوفتہ میں حرارت سے جو دھڑکا ہو گیا دل گرفتار خیمِ رلف چلیا ہو گیا </p>
---	---

<p> شبنم مر جان کا رنگ سلاش و خیمچکا ہو گیا شمشیر بان مہر کا بازار تھنڈا ہو گیا مصحف زخما خط عارض حسن سلاصہ ہو گیا لوہین غنیمت روئیں ہیرا شہنشاہ چاہا ہو گیا چارہی زمین سے الفت کا چرچا ہو گیا ابقو واجب وصل بھی پر استخارہ ہو گیا خود وہ اپنے حسن کا محور تاشا ہو گیا کب کسی کا بار زور غفلت متا ہو گیا کر کر اسارا نشایہ زحمت و تقویٰ ہو گیا جیسے پامردی کا خار و نکو بھی کھٹکا ہو گیا </p>	<p> نہ بچنے تو آپ جیسے دست نگارین دیچکر اوریتے اورتے گرمیاں پھونچتے پھونچتے حسن کی ہر محب ہوئے لگا حاصل تلاوت کا نشہ کیوں زبان پر لائے شکوہ شکایت اوسکی کیا عشق نے پروا چھپائے سے بھی جھپٹا ہے کہیں کسکھری کس و کس شب ہی بشارت دیئے کل کھکھ کر یار نے دیکھی جو آئینہ میں شکل اپنی نے برگی کا ایدل تجھ کو شکوہ ہے عبت آج شخ و رند سے محفل میں و گھاٹی چنی میں وہ سرگرمہ محرابی حشمت ہوں کہ آج </p>
--	--

آج جسدن سے کیا بازار سستی سے سمنہ

زخ حشمت حسن اس منڈی کا ستا ہو گیا

۱۷

بحر مل شبنم مجنون مقصور

۱۸

<p> لاکھ چاہا نہ شہم را وہ مسکرا پنا تو وہ آئے نہ ہوا وہدہ برابر اپنا کوئی بدیہ تو بدل ڈالین مقدر اپنا اوپہ کیا زور جو قابو نہیں لے پنا ہے وہ تقدیر خاکی یہہ مقتدر اپنا اکی کعبہ کا بھی ہے غم مقتدر اپنا </p>	<p> سب میں رسوا ہوئے پبار نہ کیا سراپنا بس چلے طالع برگشتہ سے کیونکر اپنا نقد جان دیکھے بھی سودا پہنچے گراپنا شکوہ غیر تو جیسا ہے سراپنا پاؤں چوئے کوئی اوس شوخ کے یہاں تہمین دیر سے ہر کے ہرلا دیچکہ تو آئین کیا ہے </p>
--	--

<p> ہنگ لایگا نیا خون کا محض اپنا یار اب دوش صبا پر نہیں لنگر اپنا نحو عشق کے سودی سے تھی سراپنا ذکر اجاب سے سنتے تو میں اکثر اپنا جب گئے متبرین ترپا دل مضطر اپنا اب ہر شکل نصیب دے سکد اپنا ایسے رک جاتا ہے کیوں کہیے خیر اپنا نامہ بہت کے سدا رایت کہو تراپنا دلوق و شکول تیسرا نشیہ و ساغر اپنا آپ کیجیے دل باز ک نہ تکرار اپنا </p>	<p> قتل جحیم نہ آسان مجھ الیشوخ کسی بویے گل سان مجھے ہر موت لینے پرتی پختہ مغرآن جنون میں ہوں کہ تا وقت وفات کیا مجب اونی صفائی کی جو نکلے کوئی شکل راز لے آئے جہان کو تہ و بالا و کجا آئینہ واری محبوب کی خدمت ہے میں درے محروم شہادت تو نہ رکھے قاتل نیت سے لے آنا ہر نصیب اچا فط عدل دادار سے دو نوہن برابر زاہد اسکی پرواہ نہیں گونا گاہ میں بلجایے کوئی </p>
---	--

۱۷	<p> فصل گل آئی ہوا بدلی پی اوٹھی ایسے آج چیلے کجھٹھی پہ جاوے تیرے بستر اپنا </p>
۱۸	<p> مجھ رمل مٹھن مجھن مقصور </p>

<p> چشم بد دور ترقی پہ سے جو بن اوٹکا وصف جب ورد زبان رکھتی ہی سوس اوٹکا اک گریبا نہیں ہے اور ایک میں دامن اپکا وہیاں آیا جو کد میں پس مردن اپکا مہا کے پونچھ میں جو بتا ہے کوئی مرن اوٹکا حل عشر تکرار اب نرا ص یہ ہے سکھ اوٹکا </p>	<p> دور آفات خستہ ایسے رچی گلشن اوٹکا کیا لہان مسی آلودہ کی ہو مدح مستم یہہ تو ماتہ اپنے یہ سب دیکھ ہی لینے دم حشر روح بھی قالہا کی میں ترپا اوٹھی ہے قیس و فرناو سے ہی رسم محبت میں کلام خستہ و یاس غم و درد و نہیں کہتے میں سب </p>
--	--

اپنی آنکھوں کو بھئی تہ لطف بگریہ بادۂ حسن کرین فرم کہ شبن بادہ سنگدل ہرن اثر ہو گا دلا جانے دیتے کیا غرض جیسے اریے خوب یقین ہے ہمیں موجزن پیش لطف ہو اچھی دیا یہ شکر ماہہ آئین جو کھین عارض دلدار کے تل گوان آنکھوں سے ہی سبب نہ امت کئے تو یہ تو یہ یہ کچھ اس حسن دوروزہ پر غور اب تو اس حیرت کفرت کہ بہ فرمایہ نہیں روز عارض سے فکرب ضیا کرتا ہے	سامنا کرنے سکا بحث میں ساون اولکا دو دو غابازوں کے فتنہ بن کر وہ بن اولکا کیا کرینگے یہ تیسے مالہ شبن اولکا عتیقہ میں ٹوٹے ہوئے شبن اولکا ہر میں محبوب کہ روئے نہ ہے قلع اولکا مکے شیشہ میں کہہ میں کھینکی روغن اولکا پہ ہو اصف نہ ہرگز دل بدطن اولکا نغم باطل ہے تو والدہ یہ زہن اولکا نام لین بھولے میں ہو تھویری دش اولکا یہ بجا صبر میں چہرہ روشن اولکا
---	--

کیا یہ ہو لی سے جوانی میں خدا خیر کرے

فتیر ڈاتا ہے سب سے آج کرکین اولکا

کوئی ہتسانہ طرح در میری جان دیکھا جیسے اکبار ہتھار اسخ تابان دیکھا موتیوں کو تیسے درانتوینے پشمان دیکھا ہینے آبا و عجب شہر خوشان دیکھا اکھیر لوہے تیرے نہ گسخت چوڑاٹن انکھیں گوشہ دل سے کبھی پاؤں نہ باہر رکھا	دید حوروں کی رہی جسا کے پرتان دیکھا عمیر ہر پرت نہ سوی ہر ورختان دیکھا دست رنگین سے بخل نیچہ مرجان دیکھا انکھہ اوٹھا کر جو سوئے گور غریبان دیکھا عابینے زلف کے منبل کو پرتان دیکھا تنگ تر حجب میری حوش نے پرتان دیکھا
---	--

<p>بدگمان ہی میرے جانب سے رہا اگلے پلین ابج عشق سے کی جبکہ فراغت حاصل میرے تسلیم تو نقد کے لئے ہمیں اوسکے کو یہ میں تو لیکر اسے جانائی نہ تھا مجھے کیا حال میں پونچھتا ہے اوصیاد سر سے پاک بچہ سو جگر ی نے چھوٹکا ایسے پری جویش جنوں میں میرے دیوانہ انگارے بھرم ربط و کلمہ و کامر با بات ہی بات میں اوس بت نے پہلے لکھیں جہاں اسلسلہ اسکا سحر محشر سے</p>	<p>حبیب پر ہاتھ پر اگر گوشہ دامن دیکھا ہرے در و دست کا جنوں چنیا بان دیکھا اونکے ہونٹوں پہ جو رنگ سی و پان دیکھا رنگ لانا نہ ہمارا دل مالان دیکھا آنکھ بامین قفس کھولی تو زندان دیکھا دیکھ کے جس نے نہ ہو سر چرخان دیکھا دل کوئی ڈالا جو باقی نہ گریبان دیکھا عشق صادق نہ کیسے کہی پہن ان دیکھا خوب ہنسے تجھے ایسے گردش دوران دیکھا غور کر رہے جو طول شب چرخان دیکھا</p>
---	---

جہاں میں چاہے نہ تھا ان کی جان سے آج

لے پی ڈوبا تجھے یہ دل ناوان دیکھا

مذا

بحر مل مقصور و مجنون

صد

<p>مشل رزاقی نہ ہر کوئی صناعت کا معجزہ دیکھ لے ہر شخص میسائیکس کا دیر میں سنگ تو کعبہ میں بھی پتھر پایا کوئی اونکی میرے حالت کا تفاوت دیکھو مر جہاں سے دل مالان سے بے رشتہ کے جنوں کوئین ہر قبر میں کیا نقد شہادت لیکر</p>	<p>زیب و عوا ہے ہر تیرے ذات کو کیا ہی کا اکہ اوٹھتا ہے جنازہ تیرے شہیدائی کا کس کو گھر فرم کرین اوس بت پرچائی کا یہاں بیٹھے جاتے ہیں وہاں شعل ہی ریائی کا گر گیا آنکھ سے سے رم آہوئے صحرائی کا ہولنا مشہر میں باقی تو ہے بہ پائی کا</p>
---	--

کیون نہ پرزے ہوں گریبان تیری دیوانہ لے	قطع جامہ اسی قامت پہیے زیبائی کا
گر کھین بارجم فرقت محبوب اٹھایے	حال کھلایے تھمتن کے تو امانی کا
بٹ بٹ پاؤں نہ پرتین تو بہار آئے پر	دیکھے خلق تماشا سیر سے سودا می کا

او کی صحبت میں بھی ایک روپ رخ جاننگے آج	پہلے حاصل ہو ذریعہ تو شناسائی کا
---	----------------------------------

ص	بحرِ رمل مقصور	ندا
---	----------------	-----

یون نہ آگے بتلایے حسرت و صد یاس تھا	یہہ دل ویران تہان دہر کا اجلاس تھا
یہہ وہی ہم ہیں کہ شایان منہ لگائے ہنیز	ایک وہ دن تھے کہ دویر میں ہمارا پاس تھا
انصف شربت تک کون پتر لے یہ جیت ہی میں	جہنم میں یا نکلتے سے کیسے وسواس تھا
ایصنم تہنہ بجائے عاشق بید یکے جان	عہد و پیمان درمیان جب تک تہانے آس تھا
پہا گر میرا خط پر شوق کھتا ہے وہ شوخ	ہاں ذرا کھیو یہہ کیسا چرپہ قرطاس تھا
دل لگا کر ہاتھ سے کھو بیٹھے فتر آبرو	جانکے جانیکا اندیشہ فقط وسواس تھا
اچکویچ ہے نہ پر کو نکر ملا تا خاک میں	سے دان تو کئی چمک سے منفصل الہام تھا
گر پڑا بھول او لے دیے کس کو کیا ہوا	یہہ دل وارفتہ کل تک تو ہمارے پاس تھا
منزل مقصود سے ہوتا نہ ہر گر کامیاب	دشت و حشت میں رفیقِ قیس میں الہام تھا

رو ز محشر بھی نہ یہاں چو نیکی جو سوئے بعدِ مرگ	آج گویا بالین پہ غوغا ہے عوام الناس تھا
--	---

ص	بحرِ رمل مقصور	ندا
---	----------------	-----

ختم حجت و سین کی اقرار صلت ہو گیا	آج ہر کو قول کا چہرہ غیبت ہو گیا
-----------------------------------	----------------------------------

ہا کیا بخلیت فیض شہادت ہو گیا
 مرده ایدل عشق زلف پر شکن نہ پایا ہوا
 موت نے بھی اکید نہ ہو توں نہ پوچھی ایک بات
 خاندن میں کیا ہے ضعف پیری کے قیام
 اختلا ف نہ پاپ اوس بے شمار ہے جیکہ کہا
 واعظ اوتنا کہ جب ملا جو ہوتے ہیں اعتبار
 کوئی پہلو شہرین اپنی رہائی کا منتقا
 اوس گل خولی نے کی جب غریبے شوق شہنا
 بہ نسبت عقل رہے تو دلیں کہہ اسے شوق
 مرده صد سالہ ہی ادنیٰ ہے ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
 فرگزار ایدل کیا ایسے کا شکوہ ہی ہو گیا
 ویکھو نشان خدا مخلوق سے مرمت طو
 ہسکو ایدل اوسکے کو چنگ تو انزلے پہنچ
 ضبط گیر یہ پرتو کچھ ہوت ہو تھا پر کیا کیجیے
 جب عیادت کو سیکے بالین پہ آیا وہ سچ
 کہیکے احوال دل بتاب پچھتاؤں نہ کیوں
 جیسے وہ امان و گریبان کی اور امین و بحیان

اتنے میں قاتل کا اہر ہوں منت ہو گیا
 میں گرفتار بلا تیرے بدولت ہو گیا
 میں تپ غم سے کچھ ایسا بقیقت ہو گیا
 ولولہ جوش جوانی کا تو حضرت ہو گیا
 میں ہوا کا فرودہ پائے نیست ہو گیا
 کوچہ جانان سے بڑھ کر راج منت ہو گیا
 باعث آفریش کا اترا زرد امت ہو گیا
 میں عنبر لعل لعل دریا سے عبرت ہو گیا
 جب زبان سے کان تک پھونچا نصحت ہو گیا
 مایے اولکاد و قوم چلنا قیامت ہو گیا
 محو خود جب کو کیسا حق خدایت ہو گیا
 لوہکان اوس بت کا عبد کی زیارت ہو گیا
 یہ میرے بیت پر کجا کیا ایسے منت ہو گیا
 نالہ دل باعث افشا ہے دولت ہو گیا
 جو عرض تھا خود بخود مایل بصحت ہو گیا
 دشمن جہالی سے راہ بیروت ہو گیا
 کس قدر چالاک اپنا دست و خشت ہو گیا

آج تک مطلق کھلا ہم پر نہایت آج حسین
 ہائے کو کس جسم پر مرد و محبت ہو گیا

ولہ

<p>شور ہر سو یہ نئی قسم کے پیدا ہو گیا جتنا کہتے ہیں او سے کر کے دکھا دیں تو بھی وہ بھی جہاں کے سجدے بھی کرتے گئے اسے کوئی کیا کیفیت القیور تیری جب نہ پڑا اسکا مذکور ہے کیا جسہ کہ گزری گزری داورس بھان نہیں ممکن سہی کیا ہوا قتل کا حکم تو پرہم دیا اوس نے چھپ جب نہیں تیسے حسین حضرت یوسف پہر کیا اویسے کچھ روز چھپ کر جو یلہ یوں پڑا کان تک وکی نہ پھونچی ہو صد کیا معنی</p>	<p>کچھ ٹھکا ہے تیرے ظلم کے ایجا دو گنا حوصلہ دیکھ نہ لو مر گئے آما دو گنا مہر برتاوی ہے واجب تیرا شادا و گنا حوصلہ مالی وہ ہنراوی ہے استاد و گنا حال کیا پوچھتے ہو سنا بنا بر باد و گنا حشر میں کھولینگے دست تیری پیدا و گنا میسر ہے تیری پہا تہہ او تہا نہ جہلا و گنا غفلت جو کہ شہر ہے پر نیا و گنا ملنا سا وینے ہو دیکھا ہو کبھی ہر ا و گنا عرش چرب کہ ہے غوغا یہ ہے فراد و گنا</p>
---	---

زندگی کا ابھی باقی ہے لستقائے آج
 دیکے جان مرتب حاصل کرو آزاد و گنا

۱۵

محبت میں مقصود

م

<p>گو بے لیل میں یہ ہے یہ بیکہا محلے دیکھا بستر پائیں یہ چلو تی بد لیتے دیکھا آویسوزا کے جو ہر سدا ہی سیلاب شک لاکھ گرداب بلا خیر ہے دریا سے عشق کیوں نہ پھر لخت جگر ڈالے عاشق چرا</p>	<p>دو گھنٹہ کی بھی تنجیہ ایدل نہ جلتے دیکھا بتلایا ہے تپ فروت نہ سنبھلتے دیکھا ڈوب جاتے کبھی او لکھو کبھی جلتے دیکھا اسکا ڈوبا تو کیسے نہ او چھینے دیکھا ہنہری یا زمین تیرے غم کو لیتے دیکھا</p>
--	--

<p>نرم دل جوشش کرے سے وہ بت ہو کیا خاک چپ ہو بیٹھو یہ باتیں نہ بناؤ صاحب بقدر اریسا ہوا بیٹھ گیا تمام کے دل پھولی پن پر کسی جھوٹے بچا نامہ گز منظر طرفہ طلسمات میں اپنی آنکھیں جسپہ اکٹالی نظر مار لیا کیا کہنا پہیل لے صدر فرقت بھی یہ کیا یہ ایل سختی فیض ہے اس ماعین الفت کا شجر</p>	<p>لکھن تپ سہمی ہے پانی سے چھلتے پڑ عنیکے گھسیکے تپسین مہر نکلتے پڑ جینے دو کام اونہیں ناز سے چلتے پڑ ہوشیار دن کو انہیں سادو سے چلتے پڑ خونکا دریا انہیں چپٹو لیسے اوبلتے پڑ سامری کا نہ فسوں یوں کبھی چلتے پڑ تج کو شیر و ن سے تو ہنسے نہ دلتے پڑ اک نے اسکو نہ ہی پھولے پھلتے پڑ</p>
---	---

قول پر ابکی مناسب ہے قسم بھی لے لو
آج سو بار زبان او کو بدلتے دیکھا

مد	بحر مل مقصور	مد
<p>لیا یہ کہنا اوسکے ابرو کو لال عید کا یہ حقیقت ہے نہ سچو بچے کا حقیقت کو کبھی تیرے نور روی رنگین نے وہ کا سید کیا و غلط سے ایسے شہ کیار و ن کو بہن کا نام ہے تو نبض میری دیکھ کر قلب اط خود مفلون ہوا وہ مگلے فین و ن کے مٹی میں تو ہے تیرے تیش پہلے دیکھا یا نہ دیکھا ایک موی ہی تو تھے جسہ بداندیشی کبھی انچسب تیرے دیتے</p>	<p>جسکے رعب حسن سے منہ پہر گیا نو شید کا حال کشتہ سے ہویدا ہے تیری تو خند کا سب کو ہے خورشید محشر پر گمان پاسد کا اوس سے کہ خط الم جو سور غب تیری تقلید کا جوش پایا خون سوداویکے پہر تو لید کا غصہ ماہ محترم بہان ہو و مان دن عید کا اب تو ہے شتاق اک عالم تنہا رہے دید کا کام بھی نکلا کسی ناشاد و بیسے امید کا</p>	

لکھیکے کسوخ مجھ مرین بحر کا بویہ طیب	جزو اعظم شربت و صلت سے اس تیرید کا
سج لیکر ہاتھ میں دیچو تو کس چکر میں ہوں	گمہ خریداری پختہ ہے کبھی شزدید کا
وعظ کی کشت تو ہے لغز عقیدت پر دہل	میکرہ میں ڈنگ کچھ سعیت کی ہو عبت کا

پاؤں مراکت رہ روی سے شربت شربت کی نہ ہوں
فسرین سے برتاؤ اب آج عشق کے تاکید کا

۲۵

بحر مل مقصور

۸

ویدیتے ہریشے کے کارا ہو گیا	جو تیرا محو تماشا ہو گیا
اب بھی باور کرار سے کیا ہو گیا	وہ اوسیکا سے ہوا و سکا ہو گیا
خواستگار جان سچا ہو گیا	میں اجل آتی ہی اجہتا ہو گیا
وعدہ وصل اونے پکا ہو گیا	آج فیصل اپنا مگر اہو گیا
اختلاج قلب سو دا ہو گیا	دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
دل بست کا فرگامشدا ہو گیا	لوہ پہ کعبہ سے کلیسا ہو گیا
مردیہ جی اوٹھے تیرے قرار سے	دو قدم میں حشر برپا ہو گیا
چاہتے ہی ہوشہ کاٹی ہنسے عمر	کیسے تیر لب کا چسکا ہو گیا
پاؤں میں چہا لے جگر شق و ملین درد	میں سراپا عضم کا پتلا ہو گیا
یہ سنا ہر عبادت اذکار قصد	کچھ توجہ سے کا سہارا ہو گیا
خط تو رخسار و پہ پہ آیا نہیں	مصحف رخ کا حلاصہ ہو گیا
دنت رفتہ یہ بدھی سیلان نک	چشمہ چشم اپنا دریا ہو گیا
قطع حجت کیجیے سچے میں آپ	میں برا بھلا یہ اچھا ہو گیا

<p> لیپ نے منہ دل کیے بھی نقصان کیا شوخی رگ رگ میں بھری ہے کوشکوت ایسی باغ و سرسبز میں آئی خندان وحشتِ دل تن کے چنوائے لگی سکدہ کھینے کو آگے تیار آب یونانی کی چلی ایسی ہوا ہاتھ اوٹھاؤں عاشقی سے کس طرح گرمیاں چھوٹیں جو اوٹکے من کی اوس لب شیرین کے بوسے غلین اس سے کیا گو کوئی اپنا ہو بھو اس قدر اوس بت کی جہیلین بختیاں </p>	<p> اور دونا دل کا دہسہ کا ہو گیا وہ تو آفت کا نمونہ ہو گیا گلہ خون کا حسن پتا ہو گیا تو پری کا مجھ کو سایہ ہو گیا کعبہ مقصود سب کا ہو گیا دل بھی اپنے سے پرایا ہو گیا دل لگائے کا تو اپکا ہو گیا مصر کا بازارِ شمشاد ہو گیا کیا کھین دل اپنا کھٹا ہو گیا شکر حق میں تو کیا ہو گیا اپنا پتھر کا کلیجا ہو گیا </p>
---	---

چونک اب بھی کہتے موی سفید
نور کا ایسے آج تڑکا ہو گیا

بحرِ دل مقصود

<p> پہ پہ ہماری چشم گریبان رنگ کچھ لائی تو کیا ایسی چھپکی ہمدانی ہم پر فرمائی تو کیا اسکی یاد ایسے جھنب رہی فتاویٰ تو کیا تم غیب و لیسے طبیعت اپنی بھلائی تو کیا نہ محل اکیں تو آخر ایسے اجل بنی تو کیا </p>	<p> بھوشنِ خون سے جو طوفان کو نہ مٹا تو کیا وصل سے انکار صورت ہی جو دیکھ لائی تو کیا فصلِ بدیع جتنے جی مسم کھائی تو کیا آپ کی خدایت میں ہمارے ہوتے جان نثار میرے بانی کر کے کرب شبِ وقت میں جان </p>
--	--

اوسکی محبت میں جو چوکنے بھی لوگھتا ہوا تو تنہا
 قتل کیجئے اپنے مجسم کو خود اپنی تیغ سے
 عقل کھتی رہے اسے واجب ہے اس نام و تنگ
 یہاں سے اوٹہ جانا ہی بہت تیرے رخصت ہو کر
 بخود دیئے اپنی دوبالتوں کی بھی رخصت ہو کر
 حیف ساقی یہ نہ جام وی نہ ماہ دلیر
 راہ کوئی وصل کی انجلی کہ حاصل ہو وصل
 اب داپنے تے توں کو اس قفس ہی کا کھسا
 وصل کی تھپری گیلے لپٹوا جی بویے تو دو
 ابے اک موقع عادت ہی کا گر کیجئے کرم
 قول مغضوب شرعاً یہ دور از اعتبار
 اور پر لون چہٹ تو اپنی آنکھ پر لی ہی ہیں
 شباب میں لایم ہے رندی سے کناؤ کیجئے
 آہ غموزان سے مکان لا مکان کو بھونکے
 کو سوال ہو سہ اوس سکرش سے آسان ہی گز

نے بلائے اپنے تکلیف فرمائی تو کیا
 غیب تھوون سے جو عاشق نے فرمائی تو کیا
 عشق فرماتا ہے جی پر کھپ لو سوئی تو کیا
 اور دو دن دار فانی کی ہوا کھپائی تو کیا
 اویکے جا نے پر طبیعت آپ میں آئی تو کیا
 جھوم کر سو مرتبہ کالی گھٹا آئے تو کیا
 تینے ان دو چہٹ کوئی شکل ٹھہری تو کیا
 مر وہ فصل بہار ایدل مبالائی تو کیا
 جب بچہ حسرت جل مضطرب کی برائی تو کیا
 قریب تک عاشق کے پر تکلیف فرمائی تو کیا
 اپنے جسے نہ لینے کی قسم کھائی تو کیا
 جو حینت بھی اگر پیش نظر آئی تو کیا
 ترک می کی عہد پیری میں قسم کھائی تو کیا
 چشم گریان سے جھڑی ساوکی کھلائی تو کیا
 اسکا ڈیہے آوج مندی اپنے کھائی تو کیا

محنت منقور

اوپر لاشق کا ایسے جسم پر کھدیا
 اپنے احسان کا ہمارے سپر چہر کھدیا
 کسے آئینہ تیرے رزا نوپ لیکر کھدیا

متین کین ماہرے جوڑے پاون پیر کھدیا
 ایک تنکا کیا الگ ہے لیکر کھدیا
 یوں نہ مائل تھی طبیعت خود پسندی پر کھدیا

یہاں تو اک چمک اے مختارین بھولیتے اچی
 پلٹتے دل سوزان کہ چہائے پڑ گئے
 کام بھی اتنا بنا با ہے کیسا اے فلک
 کہہ تو چھلی رات سے زائد یہ کسی تھی اون
 پہنہ تو کٹرایے دل بیتاب سوزان کا یہ
 حق سے جب روز ازل مخلوق کو حصہ ملا
 یوں تو بیان تھے فقط لونے نشان بھی ہو گئے
 کو نکستہ ہے یہ ہوا کے وقاؤں پر تو غور
 قبر میں تسکین تو ہو جائے دل بیتاب کو
 میں وہ مجرم شہادت ہوں کہ اس سماں نے
 چاہتا رونق دو بالا تھا تو پہرا رنگ میں
 جتنا جی چاہے ستمگر سختیاں کتنا ہی جا
 بان نہ کہتے سکو کہتے ہیں کہ نیلی ہو گئی
 وایے عروسی کہ دوری میں ہستم تک تیری
 وہ اگر جھولے سے اگر ساتھ بھی سویا کبھی

ایسا اونکا فیصلہ ہونے نہا پر رکھ دیا
 ہنسنے سینہ پر جو اپنے ہاتھ دم ہر رکھ دیا
 کیا کسی بکس کو جب چاہتا کر رکھ دیا
 جسے مجھ کو زیر تیغ اللہ اکبر رکھ دیا
 جس کا نام اجا بنے ملک میں رکھ دیا
 کو غم باقی تھا مجھ لاغر کے سر پر رکھ دیا
 قبلا اوسے سے نقشہ بنا کر رکھ دیا
 دل سیرا کیوں ہاتھ میں صاحب لیکر رکھ دیا
 پاؤں اوسے کیوں نہ لتو زنجیر رکھ دیا
 ہاتھ میں سو مرتبہ لیے خنجر رکھ دیا
 کیوں نہ مانی دے تیرا نقشہ بنا کر رکھ دیا
 صبر کا ہونے بھی ایسے بت دل پر رکھ دیا
 اونکے ہونٹوں پر جواں برگ گل تر رکھ دیا
 بند شیشہ کو کیا ساتھی نے سانس رکھ دیا
 حسین اوس قاتل عالم نے خنجر رکھ دیا

آج جمرے سے تمھاری خود ہوئی وہ سگوار

چڑیاں ٹھنڈی ہونیں زلیور بڑا کر رکھ دیا

بحسب سیر مجنون

شکر مہیہ ہے کہ زیر تیغ سجدہ فضل دہوا

غصہ نہیں اسکا گو قسمیں ابرو دیا کا ہوا

بدستِ جو وصل کے وصال اپنا ہوا تو کیا ہوا
 زلفِ دو تارے یار کا نام ہے مجھ سے قضا
 کون کیا بچا کہے جی واپس و قیسِ نل سہی
 ناصحا کہہ تو کیا تجھے سزائشِ فضول ہے
 کیسی ہوائے ناگوار گلشنِ دہریں چلی
 کہہ کے حکم سے کوئی آئینِ جنابِ دیدہ
 کوئی تو اس سے یہ کہے چوڑ نہ بچاں ایسے
 شورشِ ہرجومرجِ عسرتِ بغض بھی بہم
 ایسے نہیں نہیں سے کیا ہم بھی سینِ نورِ لا
 محض ششخِ مینِ لو کچے گھڑی کی ہے چڑی
 فوجِ تو کرچے کے اوٹھو نفسِ شہیدانہ سے
 پشتِ بلا میں نجد کے قینِ چھٹکتا ہے پہر
 اپنے اخیوت کے اویسے خبرِ فضول ہے
 دیکھ خلافِ مین کھو اپنے بنائے کیا بنے
 نادر و بہمن پہ کیا دونوں سے متفق رہا
 کوئی ذرا بے خدا اولیٰ نے خبر کرے یہ تو جا

مر بھی گئے مگر حصولِ دل کا نہ مدعا ہوا
 وامِ بلا سے کب چہٹا اسکا جو مبتلا ہوا
 عشقِ نے جس پہ ہر کس مورِ صد بلا ہوا
 تو ہی بتا کہ کیا تجھے اب تو سے دل لگا ہوا
 بلیلِ دل ہوا خموش اپنا جو بولتا ہوا
 رِ و لوقِ بامِ مین وہ آج اور ہے طالبِ ہوا
 اور پلٹ کے چوڑوے ہاتھ کوئی چنچا ہوا
 لینے سے خون کے ہے ستمِ جوشِ جنونِ سولہ
 خچہ تو ہے زیر لب کھا تم نے دبا دیا ہوا
 وجدِ مین گاؤں مین آج اک سے اک بڑا ہوا
 سوچ یہ کیسا گھٹو خیر جو کچھ ہوا ہوا
 شاملِ حالِ حبِ تلک مجھ سانہ رہنا ہوا
 بالین سے جب گزر گیا خود بھی وہ دیکھتا ہوا
 اپنا فریقِ ہم نفلِ جب کہ ہو خود پہر ہوا
 رندِ بنا جو دیر مین کعبِ مین پارسا ہوا
 لو وہ جہان سے اوٹھ گیا وہ چو تہا پرا ہوا

اوج وہ خود غمِ فراق تو ہوتا کیلئے دل دیا تھا
 شکوہِ عیثِ یہ ہے سچ کیا اب تو جو کچھ ہوا ہوا

بحرِ غمِ جِ سالم



بیہ رنگ اعلیٰ نعم میں ایسے لاکھ تفریر ہو پیدا
 صفائی قلب کر لے گی کہ لاکھ تنویر ہو پیدا
 مطالب ہونے لے لے و نہایت عارض کچے
 لکھیں تو صیف اگر وہ شوخ کے لہجے سلسل کی
 کفایت ایسی وقت نہ ہو آج العینم جس سے
 چمک کر ماہ کال چرخ پر آیا تو کلیا آیا
 طلب بوسہ کیا تھا اور تم دشنام دیے بیٹھے
 ونبیج دست کاوند کو یہاں تیرے شہادت تک
 فشر نوکی زبان سے الامان اہل زمین سن لیں
 از لیسے آج تک جسکی نہ مست ایک برائی
 عیان ہو رہیوں تسلیم و رضا کی اپنی قال پر
 لکھی کو اپنے قسمت کی نہ کیوں پر روئے قاصد

کلیجہ تمام کے سامنے ہی وہ تائید ہو پیدا
 اس کی نیند میں کیے یار کی تصویر ہو پیدا
 یہ دیکھیں صورت یوسف کی کتبت ہو پیدا
 تو اپنی صفی قرطاس پر زنجیر ہو پیدا
 تسلی چپ تو ہر نہایت و لکھ ہو پیدا
 لب بام اونکی یارب پانڈی تصویر ہو پیدا
 نہیں دیکھا کہ پہلے جرم سے تفریر ہو پیدا
 گئی ہر گز تو یارب غفران کی ہو پیدا
 جو تیسرے دل جلو کا نالہ شہید ہو پیدا
 نہ مسا ہی المی کوئی بدقتیر ہو پیدا
 صبر ایسے حرمیائے سے تیرے شمشیر ہو پیدا
 جواب صاف ہو چپ حاصل تقدیر ہو پیدا

منا آج جے اگر کچھ شعر گوئی کی

تو صرفہ سے تقلید کلام میر ہو پیدا

بحر سنج سالم

دل ہوں تو گھبراہ سے کلیسا ہو نہیں سکتا
 جو تم چاہو تو ہر ہمیر بیان کیا ہو نہیں سکتا
 جو کہتے ہیں روان چشمے سے دیا ہو نہیں سکتا
 مگر کیا کیجے ہر سے تو اصل ہو نہیں سکتا

جگر عشق صغ کو دین پہ حاشا ہو نہیں سکتا
 میر لعل در و فرقت یوں تو اچھا نہیں سکتا
 اے آج ایسے پوشش گرد دیکھا ویسے اوکا ہو نہیں سکتا
 تیرے ضبط گوشتین باعث اخلاص راز دل

بخت بھی جی جی یہی ہے تو خالق کی نقاب و لٹو
 و غایب بھی بولی باتوں پر نہ اوس پر فن کچ جا ایدل
 برادر دستِ حشمت کا ہونے سے وہ کیا کیجے
 لے لے اوپر عمل جو فکر و ہدایت سے ہاتھ لے
 حقیقت کہا یہ دل حاضر ہے اچان شوق سے لیلو
 اسی جا بیٹھے بیٹھے ہم دیکھا دین و تو ائینہ
 ستم پیشہ سے بخشنے کے لا حاصل توقع ہے
 میرے ویسی کوئی پوچھے جو دیکھاتے سے آمدین
 یہ کیوں سب ورپے دریاں میں آزار و جریکے
 نہیں داور تو پھر ہم بھی اوشکار کہتے ہیں جہیز
 یہی موقع ہے کاخیر سے کچھ بے خبر کر لے
 کلیدِ قفل خاموشی زبان کو منہ میں رکھتے ہیں
 یہ کتنی بات ہے ویکھو تا شام ترک چلکر
 یہ بچان اک نگاہِ لطف پر حاضر ہے دل لیلو

چراغِ ریزہ دامن روی زیبا ہو نہیں سکتا
 وہ ہداندیش خود مطلب کیسیکا ہو نہیں سکتا
 جو نوبت ناگہر بیان آئے پر وہ نہیں سکتا
 مدد پر غریب کے ناواں بہرہ و تباہ نہیں سکتا
 ہوئے جب ایک پہر نیا پر آیا ہو نہیں سکتا
 یہ کیا کہتے ہو کوئی ہنسنا پیدا ہو نہیں سکتا
 ارے دل تلِ عالم سیجا ہو نہیں سکتا
 پری کا بھی تو یار ایسا جہ گرا ہو نہیں سکتا
 میں بظراط و فلاطون سے تو اچھا ہو نہیں سکتا
 بھان فیصل ہمارا او لکنا جہ گرا ہو نہیں سکتا
 جو ہر آئینہ کا تجھ سے آج نہ رہا ہو نہیں سکتا
 نہ چھپے کئے تو رازِ دل کا افشا ہو نہیں سکتا
 تمہارے سایے یوسف کا سو دا ہو نہیں سکتا
 وفا کر رہے اس سے تو ستا ہو نہیں سکتا

گریبان چھارو کیوں کہتے ہو کراکھو اوٹھو
 اگر ایسے آج ضبطِ جوش سودا ہو نہیں سکتا

ابراکرتا ہے اپنے باغِ رضوان زیرِ پا
 یہہ دل نازک ہے عاشق کا نہ سزاں زیرِ پا

اندون یہ مشق سیر کوئی جانان زیرِ پا
 کوئی بھی رکھنا ہے شیشے کو میر جان زیرِ پا

لہوں نہ روندوں ایسے جنوں محو کا دامن زیر پا
 نورِ نعلِ کفشِ پائے اونکے روشن ہر زمین
 گو نہیں چھوئے سماجے گلزارِ ہر آج
 بے نہ واسِ قالبِ خاکی کے دشمن ہیں شکر
 خوشخوئی میں ہی صاحب کی توجہِ سرِ طبع
 ہنرِ رکینِ عالمِ بالا پہ بھی اپنے قدم
 اوں کے رعبِ حسن سے جرات کیے کیا تھہرین قدم
 دروندی بھی عجب ہو رہے انسانیں ہو
 فضلِ خالق سے شباب آیا نقدِ عے ضرور
 خاکساری باعثِ شکست ہے اونچو نیکی لے
 جا کے گلشن میں کھڑی چکا تو حالِ وجد میں
 روئیکا اپنے مالِ زشت پر کل غور کر
 جاوہِ ملکِ عدم کشتی ہے کیونکر دیکھئے
 فوجِ کرتا ہے جو عاشق کو توجہ دی کیا ضرور
 اوں کے باغِ حسن سے یہاں ہر خطِ نوں کی پڑ
 سیر کوہِ وشت بھی ایک دن خیرِ منت ہیں
 پنجِ حشرِ دینے وقتِ من گلا گونا گور
 تمام تو مضبوط دامنِ قناعت ایسے ہوں
 خاکِ پر وہ شوق اگر چھو لیے بھی رکے قدم

فرشِ گل سے بسترِ خسارِ مغیلاں زیر پا
 دو ہلالِ عید کی گھر میں تابان زیر پا
 حیف روندنا جیسے گامِ کل یہہ گلستانِ زیر پا
 قصو مائے ہے پھونپ کر سیلِ بارانِ زیر پا
 دیکھئے دلِ خاکساروں کی ہین غلطانِ زیر پا
 ہو جو راہِ شہیدِ شاہِ شہرِ اسانِ زیر پا
 زلزلہ سا ایک ہوتا ہے نمایاں زیر پا
 گو سلیمان سے نہ کہ چینیئے کو حبانِ زیر پا
 اپنے شیدائی کو رکھئے کر کے قربانِ زیر پا
 روندتی ہے خلقِ نوں ہر تابانِ زیر پا
 پس گئے گر کر کے مرغانِ خوش لجانِ زیر پا
 خفتگانِ خاک یہہ کسپر میں خندانِ زیر پا
 فراقِ پر بارِ عمل سے خارِ عصیانِ زیر پا
 آستینِ اولوڈنی صاحبِ نہ دامنِ زیر پا
 روند ہی ڈالیں نظر آئے جو ریحانِ زیر پا
 صبر کر ایدل اگر ہے آج زندانِ زیر پا
 و حبانِ اوڑا و رکے جا پھونچا گریبانِ زیر پا
 گنجِ فزاروں کا ابھی ظاہر ہونا دامنِ زیر پا
 سنگرِ نہ ہو ہر اک لعلِ بدوشانِ زیر پا

جس لہذا کو کر تو نہ چھے پر تھے ہوسم | لو وہ پایا تجھے بس بس نہ بدیان نہیریا

فصل گل ہے یہی لواے آوج بھٹی جریلو
عقل و غیت ہے نعل میں رکھلو ایمان نہیریا

بحر نقارب

<p>اوتھین دہیان مرینے پہ آیا تو پہ کیا پکھب نہ پر سے لبایا تو پہ کیا اودھرت اید ہر میں جو آیا تو پہ کیا ہمین نقش حب ماہتہ آیا تو پہ کیا میں چون خضم یون مسکرایا تو پہ کیا جوا برس گمر کے آیا تو پہ کیا مٹو نکو جو تو نے مٹایا تو پہ کیا پہ موقع نہ جب ماہتہ آیا تو پہ کیا یہ دن بھی فلک نے دکھایا تو پہ کیا ستائے ہو و نکو ستایا تو پہ کیا ان آنکھوں سے دیا بہایا تو پہ کیا چلو خبر حب دل لکایا تو پہ کیا تمہیں غنیخہ دیکھ پایا تو پہ کیا خند بہ بھی قارون کا پایا تو پہ کیا وہی چھیکا فقرہ سنایا تو پہ کیا</p>	<p>میرا جیتے جی غم نہ کھایا تو پہ کیا بتوں سے نہ جب دل لگایا تو پہ کیا نہ لطف محبت اٹھایا تو پہ کیا پری کو نہ شیشے میں لایا تو پہ کیا خوشی قلب کو بے نہ دلو مسرت نہ می ہے نہ ساقی نہ پہلو میں لمبر نیکو تو بگرے بنا ایے فلک تو بیان او لیسے کچھ حال لکری لیتے شب وصل وہ خود بخود روئے بیٹھے نکالو نہ چہرے نہ دلو دکھاؤ غبار او نیکے دلکانہ جب دھو سکے ہم یہ رسوائی کیا کسکو کہتے ہیں ولت میرجیاں اید ہر آؤ دلمیں جگہ وہن ہوئیں یہ تیرے ولت حسن لوئیں مہم کوئی وعدہ وصل ہو ویے</p>
---	---

گناہوں پر دیے بخش غفار ہے تو ہنیں دیدنِ خوبانِ عالم کی پروا اثرِ اونکے دل میں چھپ آئے آہ کرتی یہ کبکِ دربی کیوں ہے بن سچ چلتا شبِ میل ہے یوں یہ چھپ کو نہ سسٹو فقط دیکھ ابھی الی میں کتنی ہے ایل مناسب تو غیروں سے تھا ہاتھ دھانا بوتر پائے میں کیا کیجئے دل لگا کر یہہ ایامِ فرقت کے گھٹ گھٹے جھیلو فقط بھوکو کافی ہے جی ایک چلو سہو تو کرین جھپ کو کڑیاں تو نکلی	جو اپنا کیا پیش آیا تو پہر کیا ان آنکھوں میں جب تو سما یا تو پہر کیا جو تو نے فلک بھی ہلایا تو پہر کیا نہ طہرِ روش او نکا پایا تو پہر کیا گلے سے نہ صاحب لگایا تو پہر کیا وہ یکشب نہ قابو میں آیا تو پہر کیا ہمیں چشکوں میں اورا تو پہر کیا جو لطیف حوالی نہ پایا تو پہر کیا مویے ڈوب کر نہ ہرکھایا تو پہر کیا نہ سوزِ نگ میں نہ دلایا تو پہر کیا جو کوہِ محبت اویٹایا تو پہر کیا
--	---

پڑین تھیں اے آج اس عشقی پر
بت خود غنہ من لگو بھایا تو پہر کیا

بحرِ مزجِ سالم

پامِ مرگ پھسم آپ کی مجھے غیب پر کیا اجی ہو دیکھتے تر بھی لگا ہوا دید پر کیا کششِ الفت کی اور چلتے جبے گونڈ پر کیا دیکھا تاجِ سنانِ خوشبو تیغ و تبر پر کیا وہ کیوں زلفِ سیسے سے رو روٹھن کو چھتا پر کیا	کر لگا کر زورِ راہ ہنگامِ سفر پر کیا نشانی پر پڑ گیا میری جان تیرے نظر پر کیا چلو خود کے بھل وٹانِ ناک تلاشِ نام پر کیا سمیلاں ڈیٹے ہیں یا رجا بازی پہ ڈر پر کیا رولانا می میرا انتظار ابھی نہیں شام و صبح پر کیا
--	---

میری جان ایک تو ہی زرد دروہ دوسرا دانی
 نہ بھو بچا عرش اعظم پر نہ او نیلے دلمین پائین
 لبوں سے تیرے خوبائی غیرت شیر غنچ زمین
 شناسا ورتے جو بک عشق کے بھئی بارین آؤ
 عرض اپنی لو دید گلشن عالم نہ تھی خاشا
 محض تیرے غریبے کوئی اگر سمجھ لیتے
 قفس سے جو مکر نای نہ جب توت پھر کنی کی
 یہ کہ کسی اس طرف کے بچنے سے تم پوتی ہے
 بہرے تھے تو بولنے مانگ لو منزل لگا بیٹھے
 ملا غیر لے دو کوہ پر دو کوہ دیئے فرستیں پڑا
 نہ نہ ہنسے بھی ایسے پادشاہ حسن دیکھا ہے
 بھی تھی یہ معنی بند سے صاحب کے گلینا
 کیے لیتے ہیں دو دھنک لئے خاطر سے زائد کے
 کر اے وہ نہ مال کے کئے رویئے پکاراؤ تھے
 اسی عالم میں کا رخ سے کرنا جو ہے کر لے
 جو اناں زمانہ ہمسے گھاتین عشق کی سیکین
 تیرے دندان لوب کے رو برویشوخیے پروا
 کسی نو بہیم کی زیارت یہاں بھی رہتی ہے
 منہ دین بھیراری دلی وحشت بڑی جالی ہے

مقابل تیرے چہرہ و لیسے ہون تمس قمر پہ کیا
 ہوا آئینہ المی اپنے نالوں کا اثر پہ کیا
 نہ جیت نہ زبات و نگہ بین شہری سکر کیا
 کوئی اس بت کی کھولنا آتش خیمہ پہ کیا
 زمین اسیہ بیان تو ہی نہ جب باطن پہ کیا
 جب ہی گفتگو اندیشہا جیسے نہ و تر کیا
 تو بازو نولنا میں طایر نے بال و پر کیا
 نہیں کھلتا اگر آئینہ انہیں ملاحظہ کیا
 پسلا اور و نکلتا تھے جاے اسکا درویش کیا
 کر گیا ظلم اس کے بڑھ کے ایسے یاد گیا
 تیرا نامی نہیں جو روپری میں اور نہ کیا
 میری جان یہ توفراؤ نہ آؤ گے ایسے کیا
 یہ توبہ اپنی ایسے توبہ رہی گی عہد کیا
 تیرے وقت میں اپنا شغل تھا شام و صبح کیا
 اے غافل تیرے کام آگیا یہ سیم و نہ کیا
 لگا کر دل حسینوں سے کیا ہی عمر پہ کیا
 یہ ہم کہنے میں قیمت پائے لعل گھر کیا
 جو دیکھا حضرت مٹوئے حلوہ طور پہ کیا
 الہی رنگ لایا گیا یہ رخم جگر کیا

نہو پائی ہے پر زرد کیا بادِ حوادث نے	تجارتِ الفت کا پہن کیا چھو لٹا لاتا ہم سر کیا
گھر ہے ابر غم و لہر المیٰ خیز بھی کچھ	کوئی طوفان اوٹھائی گی ہماری چشم سر پر کیا

خدا مافوقِ زمان سے سالقہ والے نہ انسان کا	وفا کیشی من سے آج ضایع کی گھر پر کیا
---	--------------------------------------

بحرِ محبتِ محزون

مقابل آپ کے یوسف حساب کیا ہوگا	حسین سبھی پہنتا را جواب کیا ہوگا
ہنیں جو تو ہی تو حیا م شراب کیا ہوگا	برشتہ دل میں بھان خود کیا کیا ہوگا
شبِ سحر کی کران بوجھیل ہی لنگے	بس اس سے بدھ کے و مانکا غائب کیا ہوگا
نکل گیا شبِ فرقت کے بے گری میں	بغل میں بھی دل پر اضطراب کیا ہوگا
وہ ویسے ایسا ہی سچھ میں تو لطف ہے تو	لکھا جو عاشقِ شیدا خطاب کیا ہوگا
تمام خلق میں رسوا ہوئے ذلیل ہوئے	اب اور ایدل حنا نہ خراب کیا ہوگا
ہمارے جو شیشا شکردا لکوب پکھین	زمانِ لؤلؤ کا طوفانِ آب کیا ہوگا
کئے گناہ بھی ہنسے تو بخود ہی میں کئے	جنون گرفتہ یہ شہزادہ کیا ہوگا
بڑا بڑا کے دل عاشق کا متل کرتا ہے	کہو یہ لطف ہے جسکا عذاب کیا ہوگا
محال اپنی رسائی سے اونکے نہایت تک	کہ نرم شہر میں گدا بار یا کیا ہوگا
جو کم سنی میں شہر استیک تہہ کھنڈی پھیلے	اوپرین جوانی میں پہلے تہاب کیا ہوگا
مقابل کے کرو غور گر نہیں باور	متھاریے پہرے سے خوب آفتاب کیا ہوگا
تیسے تم کی جو حشر میں باز پرس ہوے	وہ ہم نہیں تو اید پر سے جواب کیا ہوگا
غافل ہے کہنے کو بول لاکھ آپ پر ہوں نا	پہ ہمساکوئی ابھی انتخاب کیا ہوگا

الہی کچھ عمل نیک یہ نہیں لکھتے
 حیا کا پتلا وہ اک کانِ شرم ہے ایدل
 بیٹے میں اترے ہوئے بال و نیلے رفونکے
 جوان ہوئے یہ تو نامِ خدا بہ عالم ہے
 ہمارے نالہ سوزان میں جب اتر بھی نہیں
 میرے طرف سے یہ پرستیاں غم کی ہیں
 وہ پایہ بند ہوا ہے یہاں تو یہ بھی نہیں
 میرے غشی کیے بس یہ لیے گلِ خولی
 سبجہ سمجھ بھی غفلت غمزدہ بچتی ہے

بوقتِ پریشانی روزِ حساب کیا ہوگا
 یقین ہے وصل میں بھی نہ جاب کیا ہوگا
 اٹھائے پھینک بھی دو دشمناب کیا ہوگا
 اریے تم تیرا عہدِ شباب کیا ہوگا
 پڑا ترپ دل پر اضطراب کیا ہوگا
 اسل یک حشم میں ہمارا جناب کیا ہوگا
 کھو حیات سے نازک جناب کیا ہوگا
 عسرق تمہارے چین کا گلاب کیا ہوگا
 تو ہوشیار سیہست خواب کیا ہوگا

جستجو کن میں یہ طور کہ تو ڈالا آج
 مگر قبول لے شیخ و شاب کیا ہوگا

بحر

تجھ غیر اپنا جو خاکِ عشق سے یکسر ہوا
 ہر جسم موقعِ صفا مئی کا کھو کیونکر ہوا
 حیف جہنگر ازیت کا آوارگی میں ہر ہوا
 آج ہم کو خود حسد اپنے نصیبوں پر ہوا
 وہ اوپر ہر جسم ایدر محبوب پر مضطرب ہوا
 یوں تو دعویٰ عشق کا غیر و نکو ہی اکثر ہوا
 ناوک شکر گان تمہارا کارگر دسپ ہوا

ایسے تو تیرا محبت کا میں یہاں اگر ہوا
 میری جان غیب و نکا کھنا جب نہیں باور ہوا
 آج تک پیدا کسی دلبین نہ اپنا گھر ہوا
 زینتِ آغوشِ شتاف جو وہ اگر ہو
 حدتِ خون سے میرے نے آج بن جو ہوا
 پر کوئی ہمسایہ بھی ناز و نکات سے جو گر ہوا
 تیج اورو کا اشارہ ترش تجھ ہوا

دلمین ارمان غم کرینا نہ رہجایے کوئی
 وہ نہ آئے خیر مونی سے سوٹلنے کی نہیں
 نہیں تو آموز بھی ہنسل پہ جا پھونچا مگر
 اوٹھ گئی لب پکا اس دنیا سے بخوار کی رسم
 سوئے خواب مرگ میں ایسے کہ ہر کوئی نہ اچھے
 سوا دامن لاکھ عشویہ میں کر شیعہ بھیا
 پانوں کو پہلا کے کیا کیا یہاں نہ سوئے بھیا
 تو مصاحب ہو گیا پیش نظر تھا آئینہ
 پھر اویسے تو رہی تاکتو مگر جلا نا چاہئے
 اوسے ہو برہم جمے مرد و صحبت کر دیا
 فضل کو کیا وصل و مشتاق جب باہم ہوئے
 تو ملوث ہو نہ دنیا نے دلی سے بھاگ دو
 مستم خود کر کے اوس کافر کے پاؤں پر کیا
 شکرات و دینے شور و شیعہ مہلت پای خیر
 اب گوارہ سب میں جو جو پیش آئیں سختیاں
 اب پری پکرتیے زندان و کوٹ دیکھ کر

دیکھ لینگے حشر میں پر سان اگر اوٹھ
 موت ہی آئی چلو اچھا ہوا بہتر تھا
 ہمسوا واقفکار وشت عشق جب رہے ہو
 نیسے ہی ہمسراہ مدفون شیشہ و سانہ ہو
 حشر کا بالین پہ گو غوغا و شور و شہ ہو
 لوٹ پر اقلیم دیکے یہ ہر ہمسراہ شکر ہو
 سچ ہو لون کی ہین خار و نکاہی ہنس
 سر چڑھانے سے اب ویکے شانہ بھی ہمسراہ
 بیسکہ ایسے کافور دل انسان خدا کا گم ہو
 ہوں وہ آدم بیگنہ جنت ہو باہر ہو
 میں جدا اویسے نہ وصلی کی صفت ملکر ہو
 جان و دست رکھوئے اس شہ کا ہو شور ہو
 ویکے فارغ دین سے میں نقد جان دیکر ہو
 یہ الونکا فیصلہ موقوف حشر ہو
 پتھر اپنا دل سے ایسے بت ظلم ہو
 لعل کا فوق رنگ غرق بحر خون گو ہو

خود مکیہ میں کیے مرقد میں کھینکے ہمسراہ

ڈرے کیا جب تو علام خواجہ متبر ہوا

<p> تاحی کس سے کہیں یہ باجر کیونکر ہوا ترک کی جیسے محبت غیر کا کیونکر ہوا ہوا مان صبر زلو کئی ہی نہ جسکے ہاتھ سے خوف سوائی سے گھٹ گھٹ کر رہا ہے چہیے تو دیکھو طلب خود کر کے محفل میں ہمیں تیسے بویے کی طلب کی تھی دل بیتاب نے وارد و عشق کی کس سے کہیں حیران ہیں ہر کویت رہے کہ شہر میں تھارے تو بیوفا کہتے تھے ہمکو خود غرض لکھا یہ کون حسن یوسف کو سنا اور ہیں ہمیں سب دیکھتے ایسے پری آب دہن میں ہیے تیرے کھلیا اجتک ایدل حند کو جیسے پہچانا نہیں جب کیسکی وہ بت خود کام سنتا ہی نہیں </p>	<p> میں شہید تیغ ناز و لریا کیونکر ہوا ہا یہ وہ بت ہم سے بدطن ایچر کیونکر ہوا اوس سے پہر سچا دل و شہیہ کیونکر ہوا پہر سے الفت کا چپا جا کیونکر ہوا اب یہ فرمائیے میں آنا آپ کا کیونکر ہوا یہ تو کہتے ہیں سزاوار سزا کیونکر ہوا جکو دیکھو پوچھتا ہے کیا ہو کیونکر ہوا دل ستانا اویس کے بند و نکار و کیونکر ہوا لے تھیں کہہ دو وہ فرمانا جا کیونکر ہوا فوق دیدہ پر شنیدہ کو بھلا کیونکر ہوا اس سے بڑھ کر حشہ آب بقا کیونکر ہوا ایسا کافر چہرے کیسا آشنا کیونکر ہوا چہرے کھوا و سکا ہمارا فیصلہ کیونکر ہوا </p>
---	--

اویس کے خدمت میں نہ لے چوچا اگر بخت رن

اوج یہ سچ یہ حصول دعا کیونکر ہوا

<p> ہوں خود آزار کھا میں نے جو مانا دلکا ایک عالم کو پہناتا ہے لگانا دلکا دلو لے اپنے سردار یہ وہ جوانی کے ہتھ </p>	<p> اویس کے صحبت میں مناسب تہانہ لاتا دلکا قہر سے ظلم ہے بیا د سے آنا دلکا اب وہ ہم میں نہ وہ باقی ہے زمانہ دلکا </p>
---	---

<p>مشتاق اصل ہے یہ اوس ترک کمان ابرو در گذر بتو یہ رندوں کی نہایت سے شیخ قد روان اب بھی ہیں دنیا میں وفا کیشو نیک دید و پس دید و یہ ہمت پر بیان مانتا اللہ ہے وہ بگڑا کہ سنبھلتا ہی نہیں کیا تکیے اس غرض سے ایسے پہلو میں لے پڑے ہیں ناہنجی بھی اوٹھا ٹیگا جفا چیلے گا میں وہ کمسن نہ چپک جائیں یہ ڈر ہے ورنہ چپ سی لگتی ہے اک چپ کسی یاد آما ہے کیا کہیں گے تہیں آخر یہ نہائیے ولے کہد و پھلو میں ہا رہے گوئی دم آئیں خاتمہ تمہے سمجھے ستم ایجاد ی کا حضرتین ہر وفا سے تو بھولائیں جس ہر کو آسا بش و حشرت سے اثر ہی ملا</p>	<p>یتیم خان سے اوڑا تا یہ نشانہ دلکا کب واپے کسی بندہ کے دو کھانا دلکا ڈھونڈہ ہی لیتے کہیں خیر شمس کا دلکا خوب سے کہے ہو بے بیان اوڑا دلکا سخت دشوار ہے اب آپہن آنا دلکا ہر کو منظور ہے بازار دیکھنا دلکا پھلے سیکھو تو سیسی ماہتہ میں لانا دلکا سہل تھا چپ کے پہلو میں دیکھنا دلکا وہ بگڑا تیرا وہ ناز اوٹھا نا دلکا دیکھو ہست تھیں عاشق کے جملانا دلکا خوب وہ جانتے ہیں درویشا دلکا یہ نئی چپ سے مہنس ہنس کے رونا دلکا لو جو آیا بھی تو کیا خاک جملانا دلکا گوشہ گوشہ تو کئی مرتبہ چھانا دلکا</p>
--	---

آج چھلو میں چھپائے ہو پیشیا رہو

واجب ان رفعت برون سے یہ بچانا دلکا

رولف بائی موحہ

بحر مل مشن محذوف ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

<p>یار کے خیر نہیں بچا کمان آفتاب</p>	<p>شعلہ حسن آپ دیکھتا ہے شان آفتاب</p>
---------------------------------------	--

قبرِ مفسد ہی عینِ خالی ترکِ یہ ہے بکھلو روئی۔ دشمنِ پوہن چوہ زلفین پائیے کیا کشادہ تر ہے ایہ واپس برخواستِ کج سوز و دود آہِ اپنے اپنے ہو لکا ضرور	چادرِ شب کو دیکھو سا زبانِ آفتاب سندھ سے ہی مگر دیکھو تیرا آفتاب سرخِ لڑوون تک لیے پترِ تاجِ آفتاب آگے ہی تپتا واپس کب تھی میانِ آفتاب
--	---

اوج کیوں مگر تقدی اس کے ہوں خوابِ دہر ہیں مہ و انجسب ہی دیکھو پے روانِ آفتاب

بستِ مقارب ارکانِ آن فوولن فوولن فوولن غمِ لن

جو مہش ہنسکے باتیں بناتے ہو صاحب رولانا بھی عاشق کا ملحوظِ خاطر نہ آؤ گے پھر خوب دلو لعلین سے ملی ساتھ نہی گے رواتھوں میں مہندی ہنیں چہرہ پر بات میں متکولام جو آئینہ رکھ رکھ کے بتی ہیں زلفین نیلے قیدیوں سے باور ہے کسکو روکھانی ایدہ رعس پر مہر بانی	یہ جھوٹی محبت بتاتے ہو صاحب جو یوں زیر لب مسکراتے ہو صاحب یہ ہفتے سے عبث کیوں اویاتے ہو صاحب ہمیں چٹکیوں کو اویاتے ہو صاحب عریبوں کے دل کیوں ستاتے ہو صاحب یہ عشاق کے دل پہناتے ہو صاحب قتم پر قسم کیوں یہ کھاتے ہو صاحب ستائے سو دن کو ستاتے ہو صاحب
--	--

گرا آج کل اوج نظروں سے بیشک یہ ظاہر میں انجمن بچاتے ہو صاحب
--

بحرِ ملش میں جھونِ معصوم کا فانی علا تر فانی علا تر فانی علن
--

پہرے لہرین نہ کو جو بیہ یا کو بی لایہ ہر خونِ دل بیتے ہیں قہر میں یہاں بکشتہ

<p>چشم میگردان کے لغو میں مویا ہوں میں زند ایک شہنشاہ میں چہرہ کیا کہ پادشہ نہ پتا ختم کی جسم آج تو لٹا لوٹا مانی ساقی یہ تو کہہ لو شرو نشیم کی صورت زائد تھارہ می دوسرے سستی ہی میں کالی بستر پس کے قتل دیویشا نہ کو تو رو رندو عویا بپوتی رہے جو میا صر کے شریک انول کلمہ میں ساقی شہرہ کی نسیر</p>	<p>حشر تک ہستہ کی گئی یہاں یہ شراب سحاب ہو نہ بیٹھی ہو ہستہ ہر شے ہر موج و یکایک رخ انکھوں میں طاری ہر ہوگا جنت میں ہی جاری کوئی دیر ہر غسل کو بھی یہ سیریت کیلئے ہے شراب نام کو بھی جسم و ساغر میں ہی رہا ہے ہر سدر میں ہر روز ازل سے سیر ہو دیا ہے ہر کوئی پلو تو مقب و کوئی ہوا ہے ہر</p>
--	---

اوج سرشاہی الفت جگر ہوں میں
 کہ مکتوباتی کی طلب کی کسی پروا ہے شراب

بحسب طبع و جنون تصور اکانت فاعلا ترفی عالتی فاعلا ترفی علین

<p>اچھی آواز غنیمت عادت کیا خوب کیوں دلاتا ہے عفت فکر کی رغبت کیا خوب اب تو آوازوں میں رہتی ہے نشست و بخت نشتین اور بھی بخشی ہیں بشتہ بخت سیکن وہ میری قبر میں خود شانہ پلائیے آوین ساتھ دشناموں کے اخلاص کی ہی باتیں ہیں آتش افسردہ زبان یاد کے جلائیے غرض مستوں مستحق بوسے اور رون کو</p>	<p>لطف عیسوین یا تو جیسے عاوت کیا خوب شہنچہ جیسے کو چہ زبان بیت بن جنت کیا خوب کیسے کیسے رفقا جمع ہیں سمجھتا کیا خوب حلق کی حلقیت گھر میں کر رہا ہے کیا خوب نے لکھت کی ملاقات سے نہ خود کیا خوب کتنی عہد دے ملک پاشی حلاوت کیا خوب اب تو سیکے ہیں نیٹے طرز شہر کیا خوب غنی کمال یہ ہوتی ہے خواہ کیا خوب</p>
--	--

اپنے خوفِ محفِ رستی وہ مست کھلوا لیں دل لگا لینا جسے طور مناسب تھا گھر خود کیا قتل نہ کہتا ہے جس نے مارا	سید او نیگہ بد نصائی کی یہ صورت کیا تھا خوشہ چہرہ ہوتا تو تھی الفت کیا خوب سے بے سزا کو آئی ہے برت کیا خوب
--	--

آج کیا سوچ ہے اسکا چلو اپنے چہرے ناہا دیکھے اک جان ملی بہ گڑون سے فراغت کیا تھا
--

بجسٹل ہنسنِ خوش و اریکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

یہ تنگ آئے ہیں عشقِ شعبہ پر ویسے آپ چہرے جا میں عنکے ہاتھوں نیچے جو گزریں آپ ہر جنوں نے رو رو نہ ہوں بھاری سی بھاری بیڑیاں اپنے پیچھے کے ساتھ جیسا گاہے عشقِ شباب خبر رسروئی فرقتِ عشاق میں حاصل تو ہو اپنے نیرنگوں سے باز آیا نہ سرخِ حقہ باز کلیفِ ظلم ہے بند گوشت سے تحریر و پیام اندولن وہ جوشِ گرینہ ہے کہ یارب الا مان قصرِ زن چھکاتا ہے آہِ سر و کھینچا چاہیے چاند کو کیا تاب ہے منِ عالمِ تاب کی یہ تھکے تھکے تھکے کی یہ نوبت ہو کہ نایہ کیرن ناوٹا لیتے ہو پڑا رہے دو ٹو جائیں کھان بجسٹل ہنسنِ خوش و اریکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	کھا کر کرتے ہیں نو واپنا گلا خنجر سے آپ کھو لیے پرستہ میں دلِ بیابا کو نہ نظر سے آپ التج کرتے ہیں سو سو بار آہنگری سے آپ یہ وہ جن ہے جو نہ اتر گیا کبھی پر سے آپ سہ کو بول کر پھوڑا پاپا ہے پھر سے آپ مان کرین ہم ہی کو لی جا لے ایسے باز سے آپ پونچھ لینے میں گراؤ کی خبر کٹر سے آپ ہر کو طوفان کا یہ غصہ شہ اپنی چشم تر سے آپ تنگ ہے میں بہت سویرے دلِ مضطر سے آپ یہ نکلتا ہے پہلے کراہ کر کی چادر سے آپ ضعف او تھکے تھکے تھکے دیتا کبھی بستر سے آپ اک توں ہی کیا ماصل تھا یہ دیر سے آپ بغرض شیشے سے فی سطلب چشم و ماغریبہ آپ
---	---

جون تصور خود چہ پہنچ یا لیک خط اوں شوخ تک
اوج پہرے کیوں ملتی ہوں کوئی نامہ برسے آ

بحسب میل مٹن محذوف ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p>ہاں فقط صرف زبان یہ داستانِ عنذ لیب لال یہ آسے گئے تیرے گویا زبانِ عنذ لیب پر کہیں پرہین کسیجا اوستخوانِ عنذ لیب کل شکر سے پاہیہ بہرہ نہادانِ عنذ لیب آج گلشن میں جلا کر اشیانِ عنذ لیب تیرے ریسر حمی نے لی ستیا و جانِ عنذ لیب چھوٹے یہ تجھ کو نہ آہ جانستانِ عنذ لیب وفل گل میں کر نہ ایسے ظالم زبانِ عنذ لیب</p>	<p>کب رکھا ستیا دینے باقی نشانِ عنذ لیب چھوٹوں سے بندے اپنے بیانِ عنذ لیب نام کو اتنا نشان گلشن میں باقی رہ گیا یہ میرے شیریں لب وغنیہ دین کیے روحِ خوان یہ مسم سیا دینے کیا اپنا دل ٹھنڈا گیا لوقص میں گلے فرقت سے تڑپ کر مر گئے یہ یہ در سوزِ سراق گل سے لے گچھیں مجھے میری جاوگی پڑا رہنے دے گلشن میں کبھی</p>
--	---

اوج سے ہوز مرہ سخی میں بوقت کیا مجال
ہم صغیر وہی فقط عجب اگمانِ عنذ لیب

بحسب مزج مسدس مقصور لہرکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

<p>کیا میرے نے کجوا شکل تصویر وہ بیشعور ہم میں بہا لکڑا میرے نالو کی ہمسہر ہوگی بیل شعور کیا پڑا ہوا پر نہ تھی جھجھتے کوئی ساعت گدجا نی ہوا بے ہوش</p>	<p>ضرور اپنا ویکھا لگی تڑپ دل مضطرب تھا کچھ ہوئے عشق میں کیا فعلِ نامح خدا کیواسطے انجھ چہر وہ خود تیرے لادین کہے باور یہ کیا لکھا ہوا چہا چہر</p>
--	--

میرے نالو نہ کہتا ہو وہ ظالم نہ کھلے پر مدبار کھڑے چہر
خیالِ عشقِ باہری ہو اگر اوج کنا و شمع کماندہ سر چہر

بسمہ محبت خدیوت مغالین من لائن مغالین من لائن

یہ کیا جمال کہ ہمسہ ہون چچ و تاب میں سنا
خیال کامل مشکین میں لگ گئی حب آنجہ
رفیق دامن دولت سے پہرین والیہ
جو زلفین خربہ دقن کے قیرن ہیں ہم سمجھے
وہ آئینہ میں تھے محو کاشف رخ و زلف
چہد اجوتیہ مژدے سے میرا دل بریان
ایہ ہر کشیدہ میں ابرو اوہ میرے زلف میں بل
ہوایے رخصہ جو اس مد لقا کے لئے
تمہارے انہی کا کل کا اک و ثناء نہ سکا
نشلی آنکھوں میں تیرے مژدے کے عکس نہیں
تمہارے کامل مشکین سے بل کی لیتے ہیں
ہنر دیکھاؤ نہ ایسا زلف شبگون کے
جو خوشخند امیان اپنی وہ شہسوار دیکھایے
وہ زلف مشک بھی خوشبو میں ہیچ میں سنبل
ایہ ہر چہو کہ مٹا بلبلے زہر افسیے زلف
خیال مچھیناؤ نہ نئے زلف پیچان کا
نید تیار کے زلفوں پہ دم نکلتا تھا
نہیں سیگار یہ مجمع میں موزیوں کا منہ

تمہاری زلف کی آئینے میں کس حساب میں سنا
تمام اتر نظر آئی ہر کو خواب میں سنا
یہ آستین کے عبث پائے میں حجاب میں سنا
سحب سے دھوپ کے منہ چشمہ گلاب میں سنا
نظر پڑی ہم میں پہلوی اقباب میں سنا
تو اہل دید یہہ سمجھے کہ یہ کباب میں سنا
بلا کے غلط میں بچھو میں بیچ و تاب میں سنا
تو سمجھے زلف کو ہم نشہ شراب میں سنا
یہہ مہر غلط ہے کہ میں فروزہ زباب میں سنا
مگر پڑے ہیں پری ساغر شراب میں سنا
کہ میرے کوفت کے میں اجنگ عذاب میں سنا
وہ فور شہم سے دو بین کلین نا ب میں سنا
جس میں دوڑتے اتر و چہدین رکاب میں سنا
بلائے بدیہ ساہی میں اب و تاب میں سنا
نظر سے گزریے نہ ایسے کسی کتاب میں سنا
کلین ہیں اپنے دل خاندان خراب میں سنا
بلائے جان تجھے ہی عالم شباب میں سنا
یہ عکس زلف سے اک و خوش تاب میں سنا

ازل سے آج ہے جہان دلمین الفت حیر
کرینگے ہر مسکرا کیا قبر کے غدا میں سنا

بحر دل بہمن مجنون مقصود

سکتے ہیں میکے پہ لوں میں قرار آتش آب
واہ کیا خوب بجاوت میں ہیں یار آتش آب
شیر خالی بہنیں ہووین ہود و جارا آتش آب
دو نو جانب کہ دیکھا ہے میں بھارا آتش آب
گئی ہم سے یہ بے باں میں قرار آتش آب
انہرید ہے اچھی آوار آتش آب
نوت عشاق کا یہ لیل و نهار آتش آب
خاک اور بادیتہ میں شمار آتش آب
کاشن حسن پہ ہے تازہ ہوا آتش آب
ہو اپا اک طرف میں رکھتے ہیں قرار آتش آب
یکے آپس میں اوٹھتے ہیں رخا آتش آب
پہنہ میں مایہ میرے قریب ہو قرار آتش آب
کیونکہ وہ ہے مایہ گلے کا میرے قرار آتش آب

ہوں اپنے ہر تار میں آوارہ دیار آتش آب
میرے تلواریں رکھتے ہیں قرار آتش آب
ہو جلتی سو رہے اوس شعلہ میں جھڑا کا مسل
میرے روئے پہ گرا تپے میں وہ ہنس کر بجلی
دلکی سوزش میں دھیسے نہ نہ رونا چھوٹا
چشم گریان دل سوزان بسر مایہ میں چھوٹا
غیظ کھا کھا کے پکارے میں خون دل زار
خو کر میرے نہیں چار کی ہنس کر بشار
نہ میری آلودہ نہیں عاریت گل رنگ اوکی
جیسے روت نگارین میں وہ ہنس کر پلو
ہیں روتے دل سوزان پہ نہ چپکے آسنو
ذو بتایا کین پر وہ صفت جل مرتا
کیسے لبت دل سوزان میں در شک کے ساتھ

اشک بے ڈونے نہ آہوں نے جہاں چوٹا
آئے اپنے تویہ آج بکار آتش آب

بحر دل بہمن مجنون مقصود

کوئی حشر ہو نہیں ابرق منہ داری سے خوب
 بہت کو ایسا بڑا کھٹا تو نہیں یار سے خوب
 لب ہر جگہ گل تر یار کے رخسار سے خوب
 دل پر سادہ ہے جو منظور ہو سودا یہ کیے
 نیچے سے گزریا قفس سے کنارہ پکڑا
 شوق آتی فرقت زندان ہو تیرے مجنون پر
 لٹکتی بازو کے شوقی سے فطر کرتی ہے
 چوہا کب اور تیرا وہ جو پہلے فاتر ترست پر آئے
 دیکھنا ہے جو حال رخ زبان و لہجہ
 دل لگا کر ستم پیشہ سے دھویا گیا
 قلمتہ ملت ایک ایک قسم اوٹھے ہوا شہ پنا
 کل میں سے جو کجا جواب آگے آئے کیا ہے
 بھی ہم جی اک مولن تنہائی ہے
 اگر کسی سے یہ کہو وہ غیرت یوسف بیکھے
 اپنے دلین ہوں مسندِ شانہ سے
 بد زبانی کی صفت اور بیان کیا کیجے
 سہل تر وادے خیریت سے گد جا بیگے
 یہ بوشید کوئی کھتا تو کوئی سودا ہے
 سبھی جی حال کی منجانی میں محبت ہی آج

قتل عاشق کا ہے لیکن ترک اسی تلوار سے خوب
 دیکھ سلیم سے حقیق تیرے گزرا سے خوب
 ہنر کو کہنے نہ دیکھا قد دلدار سے خوب
 بحث کرنی نہیں باج کو نہ سہیدار سے خوب
 تنگ آئے ہو گھبان میرے گزرا سے خوب
 رو یا ناویر لپٹ کر رو دو دیوار سے خوب
 پروہ ایجاں ہے تہین نرگس ہمارے خوب
 آشنا کان تھے پازیب کے چھکار سے خوب
 صاف کہ صاف اس اکبندہ کو زنگار سے خوب
 باج لدا کھانا او سے پھیلے ہی دو چار سے خوب
 اسپ لاکھ درزی آپ کے رخسار سے خوب
 آج ماہہ آئی بریت او سے انکار سے خوب
 مشورے پر چمٹے ہیں خلوت میں والی سے خوب
 جگمگے چوکن میں ہوں مدھر کے بازار سے خوب
 ہم فقیر و کفایے تکیہ سے دیوار سے خوب
 پھول جڑتے ہیں راجی آپ کے گوش سے خوب
 ربط تلو و نکو ہے لوک سہرہ فار سے خوب
 ہم نے پایے میں خطاب عشق کے کرکے خوب
 آپ آراستہ ہوں حجب و ہتھار سے خوب

شکر و شکر کہ اوس فتنہ دور آنکے چلے | ملے سوئے مد و طبائع بیدار سے خوب

آوج شایدا کہ گرو عفو کی کھوئے وہ بت

ماہر ہند مو کے چلا جا بیٹے زار سے خوب

ردیف تاپے قوقانی

بحر مقارب مقبض و انم فنول فعلن جہا ر بار۔ بخوا۔

ہو بی ہر دے سے ترک ملکیت ساکنانِ بہن سے محبت
فلک نے دی کھو لے فتنہ چھوڑا کیے اہل وطن کی محبت
برائوں ایسے پشیمین بن بیدار اپنی خلو تین کر پوئال
سدیچی قول ہیں ہمارے کہ بدیہو سے تم کنار سے
نہ کس طرح کیے شکار واد علی نہ لطف حیات کیو کر
بلای تباہی کہ زلف و بے تابیہ اولجہا بی زندگی بہر
قبول نہ دی ہو جی سے جہا مدت می نہ لپ لپائے
ایدر تو دیکھو یہ کیا قسم مردوں کو تھکتو مو عاشقوں کے

گئے نہ گلشن کو چوہ زکر ہسم تجہہ ایسے شیرین سخن کی محبت
وہ یاس و حسرت وہ جاوشت و خوش راز و غن کی محبت
رکھ لگی انگلیں تجھے بھی غافل ایسے رنج و محن کی محبت
کر گئی بزم و کچھو پیار سے نہیں کسی بد چلن کی محبت
کہ شور و جھوٹ کو بے مدیر تجہہ ایسے شیرین سخن کی محبت
اوشٹائی دینے ہمارے یکسر تسم مشکِ سن کی محبت
یغیر ہوا غلط جو دیکھ پائے قسیم ہاں شکن کی محبت
اوشٹائی صاحب سے سچھے سمجھے مگر کسی راہزنی کی محبت

وعایہ کہ حق سے آوج پر فن کہ اپنا کرب و بلا ہو مافون

نصیب ہو جب کو بعد جرون شہید ملکون کفن کی محبت

بحر مل فعلن جھون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

اؤ کو کل سے رکھا پایا گو گہر سے محبت
اس کو لے چلو میں پہنچے رہے بہلا بہت
جو دی کا میں ہو کسب ہاتھ لگایا شب کو

و سو سے ولین میں کیا کیا نہ کھون آئے بہت
دل وافر نہ کو ہسم راہ پیون لایے بہت
جمہ کے آشفہ نہایت ہوئے شراب بہت

<p>شاق گذر اسحر وصل ہے بڑھ کر نہ کوئی ہسیر کی نہ تھی اوس کا کل پر پہنچ ہے تاب طلب بوسہ جو کی اویسنے تو بولے بس بس پہر لہر حیف نہ بھولے سے وہ قاتل نکلا اپنے دلغہ جگری ہے او سے کیا نسبت ہے کب سے پرتا دل عاشق مجب و صل قرار سچ ہے کس منہ سے لگد کچھ تعصیب سے مست کو غیبت و ملاقات مبارک ہو وی کام گریہ سے شب و روز نہ کرتا ہے خود غرض سب او سے کہتے تھے نہ مانا افسوس</p>	<p>دن بڑی یوں تو فلک نے ہمیں دکھلا ہے دیکھو سنبل بنے عبث باغین بل کھائی ہے بڑھ چسپ منہ جو لگایا اجی انرا ہے بہت بھی نظر اڑھ سے لاشہ پون آئی ہے شوخیاں لالہ پر خون ہمیں دکھائی ہے بہت اس کو کتنا ہی نصحت کرے سمجھائی ہے بہت ہمپ الطاف و کرم آپ نے دیا ہے بہت ہم کو ملجائیگی صاحب سے بھی ہر باب ہے بہت کیون نہ لالہ ہوں میں وضع سے مایہ ہے دل کو جب ماتھے سے کھوینے تو چھتا ہے بہت</p>
--	---

کف ہو کیا قصد یہ ہے آج خدا کرے

دیکھ کر زلف سپہ فام کو لہریں اہیت

بحمد اللہ منہ و ارکان افعال و افعال و افعال و افعال

<p>یہ ہوید اہر گل و غنچہ سے رنگ بویے دوست واہ شمشیر ملائی میں خیم ابرویے دوست دل ہو اجب سے اسیر زلف غیر بویے دوست کیون نہ سمجھیں گلشنِ جنت سے بہر کوی دوست تو جگر سوراخ پر جون طایر فربہ نہا سچ ہے بہر نیز نگہ سے کیا دل وحشی بچے</p>	<p>سرو کی برحق یہ آزادی دلیل غیبت دوست سر سبز سچا سنی ہے ایک ایک جلقہ گیو بویے دوست دو فو آنکھیں ہیں میرے جو بال یہ دوست میں نیم صبح سے حاصل برابر کو بے دوست ہاں پہر کنی میں بھی رکھ لہر غل نہ دوست حید کر لین منیم کو جب اہویے دوست</p>
--	--

آوج یائین - شوریدہ ہوزالومی دوست

بسم الله الرحمن الرحيم

کہتا ہے کہ نہ ہو سکی کہی بات کی بات
 کیوں وہ سینے لگے اس ہو و اوقات کی بات
 وصفِ نوحِ مستاہون او نکا تو کہی تجھ پر
 ہمیش آ دشمن جانی سے بھی الطاف کی سہارہ
 کیا قنارت سے خبر وہ نہیں لیتے تو نہ لین
 ہو گئی حیرت کچھ نیچی لگا ہوں میں تہرار
 و لکے چہلنے کی یہ چالیں ہیں خوشامد کیسی
 شغلِ می نوشی کو چہنپنے کی ہین بے غلط
 کیسی بیتاب وہ گھر پر سے روٹیہ آئے
 نہ شک نہالی کا تو پہرا کی ہما موقع لیکن
 رہی یہ عاشق کا اثر کرتے ہیں بھٹکاتے ہیں
 ساف آئینہ صفت پای نہ بنوٹ نہ فریب

وہ پہلے اپنے عیادت کو کرم فرمایا	آئیے بالین پہ تو ٹھہرے یہ کوئی بات کی بات
سچ ہے یہ ہو جو سخن کو تیرے رفتی کیونکر جاتے وقت نہیں ہے آج کم اوقات کی بات	
بحر مفارح ارب مشن کفوف محروا کاں فوواف علا تفاعیل مناعلن	
<p>تیرے چہ بھاریہ حربین جو ہر دم تمام ات ایسے شاہ حسن ایک نہ ہونے سے آپ کے دشوار اپنے خرم جگر کا یہ التیام ترے کرایے مائے کی روئے سر دہا یعین پھوڑے اونہین کیسے سولی سحر رہینے سے تیرے شاد ہوئے غیر مکو عنم شنا نہ کیا تو زلف پریشان مین غیسر پٹ سے لپٹ کے نالو نہیں بہہ تہی کی جبر وہ ماہ چارہ جو میرا ایمان ہوا ہر کو سوا ترپنے کے مطلق خبر نہیں</p>	<p>رویہ کی اپنے حال پہ شبہ تمام رات صحبت وہ عیش کی رہی ہر دم تمام رات رویہ لہو کے آنسو دن مرہم تمام رات محفصل تھی اپنی مجلس ماتم تمام رات او گلا کے دو ماہ یہ سم تمام رات عید اور طرف اید ہر تہا محم تمام رات وہ ہمسے نے سبب رہے ہر دم تمام رات مان سچ ہے آج گھر مین نہ تھے ہم تمام رات خفا گھر مین ایک نور کا عالم تمام رات سوئے مین کس طرح بنی آدم تمام رات</p>
ایسے بیروت آئیے نہ چون ٹھون مبر بھی لی	ہیران آج کا بون پر دم تمام رات
بحر مفارح ارب مشن کفوف محروا کاں فوواف علا تفاعیل مناعلن	
<p>آیا نہ جب وہ حور شامل تمام رات ایک دن یہ بھر کو طالع بیدار دیکھنا</p>	<p>ترپا کیا مین صورت بسمل تمام رات سلوادیے بار کو سے شامل تمام رات</p>

<p>حال شب فراق نہ عاشق سے پوچھئے آبِ روان کی سیب جو کچھ او نکو بہا گئے بیرو یہ بتا تجھے اتنی خبر بھی ہے پھیلے یہ پاؤں شوق کے اپنے شبِ مہال فرقت کے بعد اونسی جو جلوت ہوئی لیب اتنا تو کھل اویٹھے وہ بگر کر الحمی شکر غمِ زیون کا خوب پکھلایے مسلا مگر کل اپنے نرم میں جو وہ آرام جان نہتا</p>	<p>کائی ترپ ترپ کیے بہ مشکل تمام رات بیٹھے گز گئے لبِ ساحل تمام رات وہ پر کرانا کون یہہ بیدل تمام رات رکھتے گلے میں ہاتھہ حامل تمام رات رویے گلے سے یار کے بل تمام رات رہے ہمارے جان پہ نازل تمام رات آیا نہ غیبہ اپنے مقابل تمام رات ہنسوں میں بقیہ رات رات تمام رات</p>
--	--

اس بگنہ کو آج کیا اوسے گوشہ بد

رویا مگر بہت سیہ اقاتل تمام رات

بحمدِ مل مشن مقہور اکان فاعلاق فاعلاق فاعلاق

<p>کی سحر اختیار نے کس کس فراغ دیسہ رشت ناحہ خلوت رہی ایک رشید کمال سے رشت رو کے اک شب کج غروت میں کیا ہے جو غور جس کو دیکھا تو بہ تو بہ کفیکے بہر تابیہ دم جھل کی جس نہ حجت و جہلت نہ نکلی کوئی راہ اویشہ اپنا کلبہ احسان نور ہو تو خوب وہ ہنگو غم غم من تاویر بہت کلب سیم بہتانا مسوم شہادت میں اسیر</p>	<p>دست برول ایک ہم نکلیتے بھل سے مشورے ہوئے یہ کیا کیا نہ اندو لیسان سخت تر فتنہ کے شہری گور کی منی سے لانا ایسے بہت خود کام جو نکلا ہے بھل سے سابقہ ہم کو پڑا ہے واپس کس جاہل سے کیا تکلف گر ہوئی روشن منہ کمال سے رات داستانِ غم سیہی سنگری نال سے ٹیکے کر لیتے تھے کچھ سازش میں قاتل سے</p>
---	---

<p>ناویش کو کا قیس خستہ کیا پاتا نشان کا ایسے خال زار کی کیا حاجت شرج بیان کون دلدادہ گرفتار بلا بسمل ہوا ہو ویسے عشرت میں لبستر صبح نکلوں کیسے</p>	<p>تھی سیاہی میں منڈولن زردہ گل ہے رات یہ تو ظاہر ہے بسر ہوتی ہے جون بید بس رات تھی مدد پرورد وید کو چٹ قال سے رات فرض کر لیجے میرے جان کوئی اپنی دل سے رات</p>
<p>کروٹین بد لین کر ایسے سہو ہنا تر با کئے اپنے وقت میں کئی اے آج کس شکل سے رات</p>	
<p>بہر دل مقصود و ارکان فعلاتن فعلاتن فعلاتن</p>	
<p>تیرے زلفوں سے امان ہے کیسے بارگاہی رات ساقیا قہر نشے کا ہے اوتار آج کی رات سیر وریا کو چلا چاہیے یار آج کی رات اب تو بالین پہ اپنے ظلم شمار آج کی رات ماتہ آبی ہے تقدیر سے یار آج کی رات ابراوٹھے میں الا تو ملا رات آج کی رات سو گوار اپنا پس و فن تو غفقاہتا مگر صاف ہو وصل میں عاشق سے کہ دور کیسی مل جلونگی کہیں آہیں نہ گرائیں جیسی لیس سب ناوک مرگان میں پہراب دیر گیا سر و مہری نہیں مان لیس اسی پر وہ ہیں لاکھ دستار ہوائے کا یہ کیوں نہ آئے</p>	<p>انہیں دو کالون نے رکھا میں مارا جکی رات جان رند و نکی کہیں لے نہ شمار آج کی رات چاندنی کی دین و یکسنگ بہار آج کی رات تیرے عاشق کے دھوکے شمار آج کی رات ہمسے تاج رہی بوس و کنار آج کی رات بانیاں ہسم لیتے ہیں چہر حلبے سنا آج کی رات روی حسرت میری بالین غرار آج کی رات میری جان دور کر دو ویسے غبار آج کی رات کوئی ٹھہرے نہ میرے قرب و جوار آج کی رات شوق ہے ہو دل وحشی کا شکار آج کی رات دلکا صاحب نے نکالا ہے نجا آج کی رات فرض مہندی کا لگانا تھا لگا آج کی رات</p>

<p>دور و لیسو جو کراہا تو وہ بولے دیکھو کروٹیں بدلیں جسگرتھا کراہے ٹرپے وہ شب ماہ میں آئے میں جو افشاں چنکر دیکھ میں جان بازی عاشق کا تماشا کل بے ٹرکے پسے جو وہ پٹی سے نہ پھر کر وٹ لی دیکھ کر ابیت سے ہمار کو سب کہتے ہیں یے اوڑی حسن خدا داد کو ابے رشک پری بیتے افشاں کی پہن دیکھ کے دل کٹا ہی وحشت و درد میں بھی رویے سے دیکھینگے کچھ سہ گرہ میں تو یہ عاشق نہیں رکھے لیکن شاد ہوں وصل سے لپٹا نہیں گلے پار کرین دعوت دست جنوں کو لکے دل کرنا ہے</p>	<p>جان بلب کون ہوا رہ دیا راجگی رات بقدری پہ رہا دلوں تارا راجگی رات چاندنی دوسری دیکھاتی ہے بھار آجگی رات چار سو شہر میں کرد ویدہ پکار آجگی رات بھان رہا روح کو تا صبح فشاں آجگی رات کل نہ ٹھہرے لگا بچا بھی جو یہ نہ آجگی رات جامہ زیبی پہ تیسے طرز نہ سہنگار آجگی رات چاند سے کھرب پتار و نکو اتارا آجگی رات ایدل غمزدہ ہمت تو نہ ہار آجگی رات لفت یہاں آپ پہ کر دینگے ستار آجگی رات ولین حسرت کوئی نہ بجائی نہ یار آجگی رات کوئی نہ بجا ہی گہیاں کا نہ تارا آجگی رات</p>
--	---

جس تو آج نہ درگاہ میں نوچندی ہے
 چو کی بھرے کو وہ ہو دینگے سوار آجگی رات

رویف ثانیے مثلثہ

بحر الٹن مجنون و مقصور کان فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر

<p>یار کے وصل میں جب ہوگی تذبذب حیف یار سے سخن سے نہ مجال پرواز خود دہ دیوانہ سے وابستہ کیسوی صنم</p>	<p>ہم سے فرقت میں کیئے نالہ شبگیر عیش باغ عالم میں ہوں چون بلب تصویر عیش اسکو کرے ہوا سیر غل و زنجیر عیش</p>
---	--

<p>ہو نہ غم نہ ونگے در پیے فلک بیر عبث چہا نیے خاک میں کیوں طالبِ اکیر عبث ایسے کشتے کی جے فکرتہ شمشیر عبث نامتھی اے بخدا یہ تیری لقتیر عبث ہو نہ اے نالہ جاسنور گلگوں عبث دیر میں لائے مجھے خواہشِ بخت عبث بختِ منزلِ فانی کی ہے تعمیر عبث</p>	<p>اوس جوانِ بخت کی کب وصلِ یہاں ہیں لاشاد کھد ویجا ئین اوٹھا کو چہ جانا سے غبار خود ہون چورنگ سے نیچہ ابرو کا بغ می کشی و عشقِ تباہ ہوتا ہے فرقتِ یار میں جی کھو لکے رو لینے دیے وصلِ محبوب سے عہدِ می رکھنا تھا مگر ولین جب کر کسی اوارہ وطن کی گھر کر</p>
---	--

آج بھتہ ہر لب لباب میر خوشی لب پر
آہ پر درو کی تو دیکھ لے تاشیر عبث

روایف جیم تازی

بج مضارع مثنوی ازب کفوف می و مفعول اعلیٰ مفاعیل فاعلن

<p>باقی رہے نہ کوئی گریبان کا تار آج دہونا یہ ایک عمر کا دیسے غبار آج فرقت میں جانِ بلب سے تیرا ویتا آج پورے کہیں ہوں وصل کے قولِ قرار آج سدرہ پہ خاکساروں کا پھونچا غبار آج پھونچا صبا سے عروہِ فصلِ ہار آج دروِ سراقِ کل یہ ہو بوسِ کنار آج روحِ روانِ اجل سے مکہ شہرِ سار آج</p>	<p>صبتِ جنون پہ اپنا جو ہوا اختیار آج ایسے چشمِ تر سراق میں اشکبار آج آج لے لے سب کہیں غفلتِ شعار آج روغنِ فتنہ لگی کلبِ اسرار آج گدڑا سب غرار جو وہ شہسوار آج کیونکر گھس دین نہ زخمِ دلِ داغدار آج تنگ ساز ہے فلکِ سفد کر قیتین بہشتِ اکچہ اور شہرِ صمیم زار میں</p>
--	--

<p>کھائیں گے مٹو کرین سر بخوت پذیر کل نو آپ اوڑ کے مایر دل سدا رہ ہو کیوں چھوڑ دین شراب کو ہوتی جو ہو ہو کچھ اوسنے دفعتاً کچھ لطف پہ سہری گستاہت سے ہجر میں گشتیان جو رہا خود بل رہا ہوں آتش سوزان میں ہجر کے پھونچا ہے یک یک جو داغ اپنا چسبج پر بیکل رہے اویکے وعدہ گل نے رکھا ملام</p>	<p>نادان نہ کجکلا کہرا اختصار آج سینے پہ مین کیسے اوہیں غم شکار آج واعظ کسی بے خدشہ روز شمار آج دیکھے بچشم گردش لیل و نہار آج افسوس خودی ہے اوسکے دموں کا شمار آج ہوں اس جہان میں رشک و خست چار آج ہیسے کیسے زیر پامیہ انگ فرار آج لکھا کبھی زبان سے نہ دے اختیار آج</p>
--	---

تلاو کسی زلف پر تنیان مین دل پہنسا
 ایسے آج بے سبب تو نہیں انتشار آج

بحسب المثل منہ و اگر کا نہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p>نہر قاتل ہو شراب ناب نے جانانہ آج ساقیا لے مان دیکھا تو صمت مروانہ آج میہان کلب احسن جو رہا جانانہ آج اب وہ شور و غل کھان پر چار ویرانہ آج نے تکلف اوبت خود کام چاتی یہ لپٹ کیوں پر اس قدر سوز جگر سے کیا عجب رونق افروز ہو کچھ کر بام پر یہ روز عید تیری تعقیر اسل ایسے صیاد کچھ ہرگز نہیں</p>	<p>گردش گردون سے گردش پہانہ آج ہے ہوا بدلی لٹا ناچا بیسے میخانہ آج رشک فردوس معلے ہی میرا کاشانہ آج اس جہا نیوا و تہ گیا شاید تیرے اوہانہ آج یہ شب و صلت خدا کیواسطے شرمانہ آج جو بکشتہ کر قصر تن پہونے کے چہارے خانہ آج دیکھ لین ہیسے گدا بھی شکست شانہ آج کیسے ہی لایا قفس میں اپنا آب و دانہ آج</p>
---	---

<p>بستہ خیمت سے کہیں تو زاهد استادان اوٹھیں رولقِ محفل وہ کافی ہے ہجومِ عام میں بادہِ حسن ایک اوسپہ حسنِ بادہ واہ واہ مدحِ لعلِ لب میں ان کی اک زبان ہو کیوں لال یہاں نشے میں بھی گریے تو یار کے در پر گریے</p>	<p>صومعہ میں ہے مناسب صحبتِ زندانہ آج اک چراغِ حسن پر ہے مجمعِ پروانہ آج پہننے کیوں صاحبِ پر اک اک قدم ستانہ آج گنگ و صفِ زلف میں ہی سوزِ بان و شانہ آج ہیسے بڑھ کر پال تو کر لے کوئی فرزانہ آج</p>
---	---

مستِ پیرِ نغان کیسے یہ کیتی ہے ہوس
 آج چسکر توڑیے قفلِ درِ میخانہ آج

رولف جیم فارسی

بحرِ دلِ شمعِ محبت و ارکانِ فاعلانِ فاعلانِ فاعلان

<p>اپ کو مرکز نہ زیرِ گنبد و دارِ کعبہ لطفِ وصلِ یار اٹھایا جیسے بھی بارِ کعبہ بقراری کرتے تھے آہِ انتشارِ کعبہ شوق سے پہلائے یوں پہ پائوں سے سایہ ترے تک آجایے وہ بہرِ عبادت کیا عجب یہ ہے یہاں دیشہ کہ روڑے نہ کیا دل کا جواب ایفلک میں بات کی پوری نہیں انکارِ فرق یہاں بہت شوقِ شہادیتے ہیں قاتلِ بقرار گو وہ آہنِ قلب ہے تو بھی دیچا اپنا اثر ہمسکوتہا بسترِ غم پر مولا با مددِ تون</p>	<p>ہاں کندِ لطف میں اور ونگہ دل یار کعبہ نوشِ حاصل کر چکا اب نیش کے زار کعبہ بیٹہ کر چلے تیرے محرابِ پروار کعبہ ماتمہ تو عرض و طلب کا پہلے ابے مکار کعبہ انتظار اوس بیوفا کا کچھ تو جان زار کعبہ ماتمہ میرے قتل سے لیے کافرِ خونخوار کعبہ امتحان کی پلہ میں زنِ من گو سوار کعبہ کے کہیں مقل میں ابہرِ زندانوار کعبہ شکلِ مقناطیسِ خربِ الفتِ دلدار کعبہ اب تو بہاؤ میں اوسے ابطالِ بیدار کعبہ</p>
---	--

بال او نکر لعل کے اون ترے رکھ عارض کا عزن اس سے بڑا کر اور کوئی التجا رکھتے نہیں او کو دل دیکے خود مجبور حسیں ان گویا بوقت خود تو تشنچ و برہمن دو لو کا ہو	ڈھونڈ کیوں اشک غم کیوں گلاں عطا کیوں عفو کا خط و دستِ رعصیان پہ آفتاب کیوں تو ہر اک دکھ کو نہ کیوں اپنے طرف ہشیا کیوں ہاتھ میں تسبیح لیے تو دوش پر زنا کیوں
---	--

اوج کیسی چھپے کرے مین مرغان چمن
تو بھی نابے وقت محبوب مین دو چار کسبج

روایت حایِ حطی

بج سنبھل مین کھان آپ کے گیسو کی طرح ایدل سو نہ چنگاریاں نالو کی تیرے زندگی بہرِ حرم و دیر کو یکساں برتا نا توانی کا ترا ہو کہ پہراؤ مٹنے نہ دیا کوئی پہراؤ دل وارفقہ کو گونگر سمجھایا چوڑے قائل نے میرے ہاتھ جو چھوڑ دیے جنش ابرو کی تیرے ایسے بت کا فرخندہ چھوڑا دیں تیری تیری بولی بولی پانوں پہ پیلا کے بس اب سوئیٹے تا شریعے قبر ایضاک پلہ سزا و عواذ مین نقل ہتھام دفع سوزش دل کیا کیجھے مسکد ہاتھ او کی تراکت نے لگا پے نہ لگا	حسں ملاں اپنا دیکھانے تو اس ابرو کی طرح کیا چمکتے مین شب تار مین بسگو کی طرح اسکو اسلا مین کیے طواوت بہت رکھ کر گرے مجاہد و مین کھپ گئے آنسو کی طرح یہ بھی بجز انظر آتا ہے تیرے نو کی طرح کھپ گئے میر مین تن پہ اس اُلو کی طرح نیشنیت دل بیتاب پہ چھو کی طرح وحشت انگیز مین کیوں آنچہ ریاں آنسو کی طرح مانکا آغوش نہ پایا میت سے چھو کی طرح خود مین یہاں سفتہ جگر تیرے ترزو کی طرح اتو مالہ بھی جگر گریے او کی طرح دو برہی دور سے مہینے گل نشو کی طرح
---	--

آج ایدل نہ رہے مگر عشق سے پاؤں	جسکو ثابت قدمی چاہیے برز و کس طیرح
بارِ دوشِ رُقعہ کے نہ ٹھہرے ادا شکر	لے اور یے آج کے میت کو صبا کو طیرح
بحسبِ ملِ مشنِ محزون مقصود ارکان	
ابر تہا لو نہیں دیدہ تر کا مذاح ہوسن کا نہ کسی صاحبِ زر کا مذاح دوریے آئے میری گھر پر وہ کلچہ پڑے الامان دیکھ کے حالت میری اپنے بھولا غیہ کا آج ثنا خوان ہوں وہ بلبِلِ نہیں صورتِ آسیا پہرے پہی حاصل ہو قیام واجبِ لعن وہ خود ہے بخور کیے ولینِ حسد بے حجابِ پکا جیسے رخِ الزور دیکھا آنچہ ملتے ہی حدف تہا نہ ہے چاکدستی قناریے کے تیسے ظاہر ہے حلاوتِ سب پر	ہے ہنس میرے آہو نیکنے شکر کا مذاح عقل کہنی ہے کہ رہ اہلِ ہنس کا مذاح اپنے مالوے کے نہ گونگہ ہوں اثر کا مذاح خود بمن در ہے میسے سوزِ جگر کا مذاح گلشنِ و ہرین ہوں اک گلِ تر کا مذاح ہوں نہ وقفاں حضرت کا نہ سفر کا مذاح ہے اک عالم تیسے منظورِ ظیف کا مذاح سخاوتِ پروہ کبھی شمش و شمس کا مذاح طائرِ دل ہے تیسے تیرے نظر کا مذاح ہے عبث ہو جو عدوت میں شکر کا مذاح
بر زبان اونکے رخِ ذلف کے توصیف ہو آج میں اگر ہوں تو اسی شام و سحر کا مذاح	
ایضاً	
تبدیل اندون میں جو تحریک طیرح	بگڑے ہیں مجھے وہ میرے تقدیر کی طیرح بل کھا رہے ہیں زلفِ گرہ کی طیرح

<p>رکھنے ایسے نیام میں شمشیر کی طرح بخشش کرا یوں فلک پہ کی طرح اک غل بپا ہے نالہ زنجیر کی طرح تغیر جرم عشق ہو تندر کی طرح اس باغ میں ہوں بلبلِ نقیہ کی طرح کیوں دل پڑا تیرا ہے سنجھ کی طرح مردہ توں کر کرتا ہے تمہی کی طرح دل صاف کیجے اسی لغت پر کی طرح</p>	<p>و تو آترسم تیج زبان کا یہ التیم تجھ کو بھی ہو حصول یحیٰ آئینہ بلند یہ صرف نر زلف تیرا مجھوں پہری پری بہتر ہے اس سے قتل نہ پرائیں ہجر میں نالو کا شوق یہ نہ تمنائے دید گل یار یہ کہے تیرے وہ کا ہوا شکار کوئی ہے خود اجل تیرے بنایا کوئی بستر کب ہے جواب صاف کی بر بات میں مند</p>
--	--

آئینہ ش آوج یہ کس ناگس سے پر ضرور

دل کشمنوں سے بھی شکوہ کی طرح

ایضاً

<p>اندون پہر کچھ ہوئے تو تھکے پہر ٹوٹے ہیں خواب میں گرد و نیل تار پہر بال اوس کا فتنے زلفوں کے خواب پہر ہم سے تیرا دسویئے چرخ تار پہر طاقت صبر و تحمل میں کنار پہر پینے آہوں کے لکھنے میں شہر پہر لطف ہر روزہ سے برہتے ہیں سہار پہر ہم سے ہیں سیمان تپ غم کے حار پہر</p>	<p>باغ میں ہویتے ہیں نر گس سے اشبار کی طرح کیا پہر تیرا ہے بخوبی دن ہمارے کی طرح کسکے سے جاتی ہے یارب کسکو سودا ہو گیا ساکنانِ عرشِ اعظم کی الہی جنس ہو دردِ فتنہ تو ترمی پر ہے کیا ہو دیکھئے یہ یہ اندیشہ کہیں دین عالم امکان نہ ہو ہم کو یافتہ جواب صاف اور غیب کے یکجہ کیا ان بتوں کے سونے کے سبب</p>
--	--

اب یہی ہے کہ اس لغت کا ہوا انجام کیا
 سمجھنی نوبت کو جس علت کی تپو ریسی کیا

ہا یہا میں بدعہد سے کیا قول ہمارے یہاں
لوگ بالین پر میسر اگر پکار سے بطرح

اوج اوس سے رحم یہ کیونکر چکی جانِ زار
ماہتہ دھوکہ ہی پڑا پیچھے ہمارے بے طرح

رویف خای مجمر

بحمد مل مہتر مجید و ارکان فاعلا ترفا علا ترفا علالتن فاعلن

ویکچہ بے گم ہونہ دیگھی نرگس بہار سرخ
 تشنہ خون دلِ عاشق ہن بہرہ چہرہ سرخ
 نختِ دل نیکلے جو اشکون سے بہیم بکار سرخ
 فصل گل آئی جنوں پے دامن کسار سرخ
 بہن جلوس شاہ اوروی کے رسالے فوج فوج
 یہہ گلوئی نازنین سے رنگِ پان کی جے جھک
 الامان کیا گوسان ہن آہِ آلتبار کی
 ویکچہ کراوس شوخ سبزہ رنگ لائی رنگ
 ہم کو حاصل ہی صفیہ ان چین پر اختصار
 جب بیا اوس شوخ نے جامِ شراب لالہ گون
 فصل گل ہے آج گلشن میں جھپو کھانے چل
 بات تو سید ہی تھی وہ اولیٰ نہ بھیجی لیے فہم
 مینق عشقِ خسرو یا نیسے مستغنی ہوں میں

یہ شراب لالہ گون سے چشم مست یا سرخ
القصم و لعل لب و واپ کے چنار سرخ
ہم سے گوندیے پنجہ مرغان سے کیا کیا ہر سرخ
بکچے خون کف پایہ سر ہر خار سرخ
زیرِ ران شہدِ سبزہ رنگِ مین اسوار سرخ
یہ شیشہ میں پری صہبایہ آفتاب سرخ
اپنی زندان کی ہوئی سادے در و دیوار سرخ
شیخ صاحب نے بھی کی تویب سر و تار سرخ
فضلِ مدح گل سے ہے طوطی صفت منقار سرخ
اور دونا ہو گیا وہ چہرہ گلنار سرخ
خندی ل لاکھا جامہ چوہہ چمن زکار سرخ
حق یہ ہے منظور کی کی خویشی ناعق و اسر سرخ
و رسم دلِ محو در مین وینار سرخ

چرخ تک پہنچا نہ اپنے اوسوزان کا اثر
جان فدا کر دیے ہیں عاشق سو رہا ہے قتل عام
ناکمر شاینے سے یہ چھوڑا جو اس کا وسیع فراہم
کان کے موئے ترے جو رشک پروین پہنچا پری
اک نظر تو ہی تیرا کر دیکھ اب ابرو کمان
ہے عبث الشوخ مہذب کا لگا ناکیا ضرور
طالبِ بوسہ تو ہم تھے کچھ مٹنے خوئے لال
خط لکھا تھا خونِ لب سے جب کیا قاصد نے پیش
بہادر دیکھو نہ قائل سے دوبارہ ہر حال

جسکے پیچھے ہر تہفہ ہوتے ہیں پندرہ لکھ روپے
شکل بازار ہندوستان کو چھ ولد دار سسر
ہی دہان زخم کی تحیر خون رنا ز سسرا
بنگانی کو عکس عا میں بیتہ دوشہ ہوا سسرا
خون دلیسے ناوکے مرکان ہوا سونا سسرا
دست و پا کے شوق سے خونیں سسریا سسرا
آپ و طریقت سے ہوئے ہیں کہون ہر ابر
خود لگو ویا کے پرہیز کے وہ دیوار سسرا
ہو گئی مجھ نہ تو اتنے خون تو دیتا تو اسرا

درویش رویت بچے لگی آج کیونکر جانِ نزار
ہر نفس کے ساتھ کھٹ جانا تو خون و چارہ

رولف وال ہسل

بحرینج اخیر کثوف مقصورا کان مفعول متاعیل مفعول اسمائیل

تھے ہر گل و ریحان سے عیان ہوئے محمد
 مایل ہو نہ کیوں طائر جان سوئے محمد
 ایسے ساجد و حق سے بھی عباد
 میں باعثِ ایجاد ہیں شافع محمد
 دیکھو کہ رکھا آنکھوں میں ہر ایک ملک
 خوش تھے دل کافر بھی جو صحبت میں در آئے

یہ سنبل ہے شاخِ سپرِ ہر موی محمد
یہ قتلہ اے بابِ یقینِ روی محمد
چہک جاؤ جو دیکھو نسیمِ ابروی محمد
پہر کیوں نہ ہو کہ نین پہ قابو ہے محمد
سری کی بستہ سایہ نیکو ہے محمد
کیا آپسِ اسحاق مٹی کیا نو ہے محمد

بارگنہ امت عاصی کو آہن یا سنگین عمل نشت اگر بن تو نہیں غم	الشذریہ قوت بازو سے محمد پتے پہ تو اپنے سے ترازو سے محمد
یارب نہ ملے مرتب قیصر و مفتور وے آوج کو تو قیصر ملک کو ہے محمد	
بحر محبت بحرِ وفا کران مفاعلن فعلا تن مفاعلن مفاعلات	
کریے بلز نہ کیونکہ بہر پنج بان منہ یاد عقب سے پہنچا ہے صبا کی بہان و یاد ارے خدا بھی حسینوں کو دہرت رکھتا ہے کھین یہ نہ طبع پسرخ پڑی نہ برہم ہوں اس اپنے عمر و روزہ پہ ہولتا ہے عبث نشان نہ جھٹکے ہیں گرو کار و ان کا ملا عجب کو دھنسل ہی تیرے مجنوں کا مثال شمع خاموشی کا یہن بھم ہے کمال وہ ناپے تیرے میرے محو خواب ہوتے ہیں پہرے تیرے ہاتھ میں صبا دیکھے یہ دن گذرا امان نہ دست لگا دیتی پائی گلچین کے	ستم رسیدہ کی ہے باعث امان منہ یاد مگر ہو یہ میری خود بلات جان منہ یاد تیرے مستم کی کرین جا کے پہر کھان و یاد اسی سے کہنے تہن زیر آسمان منہ یاد دوست خندہ لب پہ باغبان منہ یاد نہ ہنسے مثل جس کی کھا کھان منہ یاد جس لو میں نالہ پر سوز مہمان منہ یاد جس لای ڈالین جو آویسے سحر زبان و یاد کچھ اپنی رکھتی ہے تاثیر داستان و یاد الحی اب تو سینے کوئی ہر زبان و یاد تمام عمر ہوئی اپنی راہ لگان و یاد
نہ گوش زد ہوئی اوس گلہ گلی وایے ستم ہماری آوج گئی تا بہ لامکان منہ یاد	
بحرِ لاشن مجنوں مفتور کران علا ترن علا تن فاعلا تن فاعلن	

<p>جس کی سوا کی نہ کہ سیر نہ گلزار کی دید جنس و گوشت کے بازار دیکھ کر بیٹھے آئینہ پیش نظر بتاتی ہے زلف مشکین ترجما ہوتی ہیں عاشق سے محفل میں ہم گمراہ شیخ حرم کو نہ گئے لفقان کیا یوفا ہر کوئی شناسا نہ سمجھ غیب سے بھی کھوئے دامون کوئی یوسف کا سریدا نہ ہو سیر فردوس کی ہو تھک و مبارک زارت کیون نہ مشتاق ہوں روٹے ہر گھر پر و جان</p>	<p>دوبدم بار کے ہو سبز و رخسار کی دید میں مناسب ہی ہر ایک چیز میں دیکھ کر ہے کبھی سیر حجب کی کبھی تاتار کی مے کناری پہ کناری سے برابر کی مے صنم خانے کی بہان ہی در و دیوار کی آکہ حنائی تو نہیں عجیب سے بیمار کی کھینچے چلے ذرا مھر کی بازار کی دید ہر کو کافی ہے فقط کو پہ دلداری کی عید کا چاند ہے اوس ابر و رخسار کی دید</p>
--	---

فضل گل آئی جنونیکے میں تقاضی ابے آوج
لو اوٹھو چلے کروادی پر خسار کی دید

بحمد اللہ میں مجنون معذور ماعلا ترنا علان فاعسلان معلان

<p>ایسے سن سیکڑوں میں زلف سید نام میں تلخ و شیرین تیری سب نوان کرم چکے کر کیا وہ آتے جو کبوتر سے نہ آیا پس کر تو بہ تو بہ یہ زبان کی تو درازی دیکھو ایکے دن نیک کوئی وصل کی شہری صاحب کیا ہوا دام صحبت میں پشور گر ایدل وصف شیخ ہی تو کبھی مدحت زلف محبوب</p>	<p>مرغ دل ہوتے ہیں آئیے تیرے دام میں جیل لی محبس سستی کی کس آرام میں میں یقین نامہ بری کی ہوا الزام میں جہش کیوں پر ہے نہ بند اور نہ دشنام میں استخارہ کی مناسب نہیں ہر کام میں اچھے اچھے لوٹھاتے ہیں بری کام میں ہوں میں وارفتہ شایع سو دشنام میں</p>
---	--

یہ وہ صناد میں کہتے ہیں جسے سب مستحق
پاک عطا کو می طلب کو گرین دام میں قید

چسل نخل نبا علق بن نہ ہو کر آزاد
(آج دنیا کے عبث ہری طبع خام میں)

بحسب محض و ارکان مفاصل مفاصل مفاصل

نہیں یہ سب ظلم خداوند اللہ جان کو پسند
پھر اس کلام میں اپنے ہو کیا کب کو کلام
بجسم نہ او لیسے حتیٰ اک شہر میں تو تھی آہ
ہمارے ویسے نہیں دور ہوتا اک ساعت
خوش میں اک نظر لطف کے ہوا آ حاضر
سمجھو سمجھو نہیں اوشے کا ناچ شریعہ
نہ چونک دے کہیں ایک رو نیو یہ دلین خطر
الہی اسکی زبانی وہ دل لگا کے سنیں
ملا جو رہنے کو مست ہے کو تہہ جانان
چڑھائے تیوری نہ بل ابرو و پنہ والے تہ کر
نشان نہ او کا عدم تک نہ اسہن جائے سخن

گروہ بات میر جان کہ ہو جہان کو پسند
قتل خاطر پر پیر مر جو ان کو پسند
ہو انہ یہ سبھی سنم پیشہ آسان کو پسند
کیا بے عینے اس او جڑی سو بے مکا کو پسند
الہی ہو کسی محبوب قدر و ان کو پسند
یہ گوشہ اتھو ہوا تہ میر جان کو پسند
کیا بے آہ نے دت سے لامکان کو پسند
یہ داستان سب ہی آئی تو قہہ خواگو پسند
کبھی نہ مینے کیا گلشن خبان کو پسند
کیا کیسے بھی خاند لگی کمان کو پسند
کمر کو او بچے تو ہرے کیا دمان کو پسند

یہی ہے خوف کہ چہرے کس طرف کا ہوا ہے آج

کرنا اہل بھی نہ کر تجھ سے ناتوان کو پسند

حسدل مشق و علا تہن پہا ربار

یہاں چچم سر شہ اندوہ سے ہر دم پسند
سوق کی کیا اپنے خالق نے طبعیت تم پسند

<p>چمے دلِ شید کو اونیکے ہی ادا ہو رہا ہے کیا کیا ہے دلِ محسوس کا مہم ہوا ہے اوسکو برتا پائے خصلت جو ہو عالم ہوا فرشِ برگِ گل نہایت کرتی ہے تنہا ہے چمے دلِ وحشی کو تیشِ یلفِ ہم درخشاں خاص میخوار و نکو سے برسات کا موسم ہوا</p>	<p>گلستانِ ویر کو کیا خاک کر دے ہم پسند وہ لگا ہے ہین ہزار الزام اوٹھتے بیٹھے بد مزاجی ترک کر لے بہت خد اکبوا سب سے کیون نہ ہوا اس شوخ کے خسارِ رنگین پر عرق اسپنے ہو کر مبتلا ہو نہ ہی نہ پہرہ نہ نجات شغل گر یہ کیون نہ لبین سرشارِ چشمِ ست یار</p>
--	--

آج اونکی سہی ادا وہ ناز وہ شوخی کسان
 محمدِ نبی کو محبت کیا خاک ہم کر دے پسند

بحرِ دیگر ارکانِ فاعلا رت

<p>نہ ادا رہا و لوقِ ایمان مشران کا باعثِ نسبت ہے بنیل کا گلستان کا ہے اونہیں قیظِ محبتِ حیران کی دست کی سیبِ کرین اور بیابان کا جاتے عبث ہر مہین کو غیب کا صورتِ بیک ہر شاعری بزدان کا پیشِ خاطر ہے بہارِ رخِ جان کا کیجئے پسکے اگر گنجِ ہشیدان کا کہ جو ایک بار کسی جگہ زنداں کا</p>	<p>زشت کیونکر ہے سواِ خطِ جانان کی دید مسیحِ افندہ ہو نہ کیون کو پہچان کی دید نے نقاب آج دیکھا ہے ہین جو آفتِ رخ مدد لے جوشِ فضلِ بھرا آسمو پہنچی جو گرہوں سے طے خاکِ مین کیسے کیسے کر کے نظارہ حینوں کا ہرے خلقِ درود کسے کیجئے پہرہ بنیل و ریحان کی سیر جانِ تازہ تر سے کشتوں مین ابھی آئے مسیح مچو ہو محبتِ اربابِ صفا لے واعظ</p>
--	---

مسکن کوئی منہم ہو جو میر لے آج

پہر کرین انکھ سے اوٹھا کر نہ پرستان کی دید

روایت ذال معجمہ

بحر میں مشن مجنون معصور ارکان فاعلاتر فاعلاتر فاعلاتر فاعلاتر

سے لبر لوزیہ ایجان تیسے سر کا تعوید	بے اگر شمس کا چہرہ پکا تو تیسرے کا تعوید
عز جان یہ ہے پئے عاشق تیسے سر کا تعوید	ہم سے دیکھا نہ سنا ایسے اثر کا تعوید
ایکسے ویسے رخ گل رنگ پہ پڑتی ہے نگاہ	باندہ لوجہ رخ کوئی نظر کا تعوید
عشق اور تیسے کا میرے سر سے پڑا جن ہو کر	کیا عظمت ہے دو کیسی کدھر کا تعوید
سبب پہ روشن تیسے طالع کی بلندی ہو مقرر	یہ ہے ثریا ہے فلک پر نہیں زر کا تعوید
عین کا گردش دورانے موافق ہے نصیب	سود بخشا کبھی لکھا جو ضرر کا تعوید
ایک تیسے ہر عالم میں چہانی پر تیسے	کوہ غنم زیت میں مرقت پہ جب کا تعوید
ماشاء اللہ وہ اوجہ سری ہوئی سینہ پہ سنم	کتنا زیبا ہے آبدھار و دھار کا تعوید

نقش لوح دل مضطرب ہے جو نام اوس بت کا

یہ تھی آج میرے در و درجہ کا تعوید

بحر محبت مجسود ارکان مفاعلاتر مفاعلاتر مفاعلاتر مفاعلاتر

جو کچھ کوئی سادہ ہی ہر پرانے کا غنہ	بلایے مجھ میں اپنا ہوسہ زجان کا غنہ
ملازمین پہ نہ بالائے آسمان کا غنہ	اجل بنے خود میرا ہو وہ کھان کھان کا غنہ
زبانی کہی سب احوال خط الہم میں کیونکر	مداد و حنہ کھان قاصد اکھان کا غنہ
میں آہ و نالے سے باز آؤں وہ بدہمدی سے	کچھ میں کچھ ایسا ہے روئے دہان کا غنہ
بہ نامہ باز تک ابے میل اشک چھو کا دیے	حباب جیسے کھاتہ دہرور وان کا غنہ

<p>مین خود لکھون جسمی محفل مین خط خلای کا ہو گیا یہ میرے کتابت کچھ ویسے نفرت گلے مین رکھنے کوئی میرے ہاتھ کا تویند نہ چھو پناخت بیت جانان تک ایک نامہ شوق اوشیا یا اوسکو سنبھل کر قریب کی تحیر</p>	<p>یہ سب گواہ ہیں دیکھتے تو میرے جان کا غلہ اوڑا لیکے پرزے جلاتا ہے بدگمان کا غلہ اگر نہ خفا نازک پہ یوگران کا غلہ عبث عبث کیا لکھ لکھ کے راگھان کا غلہ گلے مین یا رکھتے ہر کولہ چہان کا غلہ</p>
--	--

جواو ج شش شب غم لکھون نہ کامی ہوں

اگر سب میں طبعی سہفت آسمان کا غلہ

روایت رائے محل

بھٹن سب جہنم کا کان آن مفا عیسیٰ مفا عیسیٰ مفا عیسیٰ

<p>وہ نادان ہیں جو ہوں مسرور و ذکی حکون نہ است دست سوسو مرتبہ کھینچنی بدست تھوڑا کام پر بندہ کا یہ اوسیک مشیت کھوپڑی فائدہ اگر نکال دے اپنے اپنی تربت یہ تفسی آنا چاہیے ہر کسی کو سب سے تالست نہاک تیس تیس مہین دعویٰ تین مہین کے فائدہ عجیب ہے انہوں دشت چین کو اپنی تربت ایسے دل پر ہوا افسانہ سب سے بڑی تربت یہ سب ان تربت دلاتا ہے کیسے گلزار تربت تو پستہ کوچی لیسکی ہونہ نامہ نہ است</p>	<p>نیکانیز تربت پر گچھ پیر و سائیں کے تربت نہایت نہ باریک اجارہ کیا طبعیت پر دوا دل بھی برائیں لگی ہے دن صبر کرو لکھو فرو ہو سب غبار کھڑا کر صاف ہو جاوین تپ تپ تپ گم گم گم رنگ و غفرانی ہوں قرار و طاقت و قدر و تحمل سب نکل چلی گے نہ کہ و روز میرے خون مین و کپ کریر رفیق حال ہر وقت کی ساری سختیاں جیل میں سا کوئی صدمہ کا اپنی آنکھوں مین ہر ایسے واسطہ طلب کرتا ہے جاوہ ندرت حق سے جو انہا مسئل</p>
---	---

<p>کیا ہے ہنسنے ایک بوسے پر بہہ سمجھو تو وہ جہش کین بانٹا ہوں تو نہ ہو کر مانیو ایدل کیا جب امتحان کچھ بھی نہ ٹھہرے بس چلو صاحب لفظیں ایسے کہ کچھ درو دل عاشق سے ماہر ہو ہمیں دینے بھنسا یا با یک عشق زلف چان بہن نہ کیوں بھارتین گریبان تنگ ہو کر تیرے ویو آ</p>	<p>سختی ہنس جان لازم ہے مایل کے فضا تیر کیسا بھیا بی بھی ہے کام آتی ضرورت پر یہ وہ کھائے کھائے کھایا آہستہ چو مٹی بہت ہر ہوا وافر تہ وہ آئینہ رو خود اپنی صورت پر غضب کے حال چو کے حیف ناؤں کے بہالت ہر کہ زینالی کا جامہ قطع ہے بوٹے سے قامت پر</p>
---	--

رہ دامن کرو فائل کا لو ہے آج جیسا دو
نہا ہے نہو نکا و عوٹی اوٹہ رار و قیامت پر

بحسب ائمن جیرو اکران فاعلان فاعلان فاعلان

<p>میں سچ داکٹر پر پائل ہزار پانچ پوکر جہش ہے پایا در معنود پر نہا لے لے لے لے سب زبہ بین تیرے حراب ابرو میں منم جو یہ منظر لفظ ہم شور غنونا بھی مل کچھ مکر یہ کھان جاتا ہے اے آئینہ رو بیاں اے غافل تھا ہر اہ جزا عمل چشم تر خاضر ہے دھقان خشک سال بہ رو ہر غزال دنت جو چشم سحر اکیں ہے ناہتہ کٹ جاوینگے چو پناہ جو کاشنے کو ضرر آجہا ہیں ڈالا کیسے قید میں پو پو پو بات</p>	<p>دعوت حسن زیارت اب ہر قرآن چھوکر نشہ لب آیا سکندر آب چھو ان چھو کر دیر کو سب گے کعبہ کو مسلمان چھو کر افزہ نہ لیتے کان ملاحظت یہ ہنگام چھو کر سرب زانو عاشق بید لکھو حیلان چھو کر حاکم و دولت سب گئے فقور و خاقان چھو کر کس سے پالی کا ہے طالب ابر باران چھو کر سانہ بین او سر آہوی چین کے بیابان چھو کر کھدو گلچین ہے کھلجائے گلستان چھو کر سرخ اوٹھائے یوسف مصری نے کفالت چھو کر</p>
---	--

خانہ تن ہوئے پہر آبادنا ممکن ہے اور
کتب چھڑے جو گیا اس گھر کو ویران چھوڑ کر

بہت قریب مقبوض و انظم ارکان فعل فعل فعل فعل فعل فعل

بنایا خالق نے شاہ خوبان تجھے تباہ زمین سے بستر
پہرہ حیدر روشن ہیں سب پہ پہچان کہ چشمہ مبارک چون
نکستہ ستم زلف آفت بہان جو تختہ برابر وزیر و کان
بیان ہو کس مذہب سے وصف موت کہ سر پرانہ کی قدر
تجھارا دیکھی جو خوش کا کل نہ گھایے کیوں پہنچ و تاب نہ ل
تم آج دیکھو منہم تاشاکہ بھول اس میں کیسے کیا کیا
یہیں مجھ کو ابے شکر گزلیے سوزش ہے ہمیں کیر
ہیں بیکے سودا کی کتنی باری و آیا سجت میں کل تمہارا

یہہ جامہ زیبی تمہاری جانان ہر لاکھوں گل بہن ہر
چہاں جو طہمت میں ہوشیاں نہ نہا تمہارے ہیں ہر
جو شک و دیر عدل میں و دان قلوب میں اہل نہیں
بہنیں قامت مگر قیامت ہر سرو باغ عدن سے ہے
بدن ہر خوشبو میں تیرا اچل کھین گل باہمن ہے
ہر ایک رخ ہر گہرا اکھین سے سب میں ہے
خوگاہو شید ز دھشت ہمارے داغ کھن ہے
بھلا کیسی بھی ہوشیاری ہر آپنے دیوانہ ہیں

رہی جب اہل ظن میں آملانہ بوی لعلت نہ خوی زیرا
اسی سے ایسے اورج میں بھی مجھ پر و شت و رت و کھن

بہت مل متھن مجھوں پر مقبور ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

اوی کی وقت میں دلا نالہ و منہ یادی
شاہ ہونا لہ جالسوز کی بلبا د نکر
ہمیشیاں رہنے دے ویران اسی مینا دگر
مل استارخ قہ اندوہ میں رکھ شاؤ مگر
روح کو ہے قفس تہا ہے رہی مٹھو

ایسے بید رو کو بھولے سے کبھی
مرغ روح اوڑ قفس جسم سے فدا
مفل گل میں تو ستمگر مجھے براد
کون کتا ہے ستم دید و نہ بیدار
ذبح کر ڈال ہلا سے کھین آنا دگر

<p>یہ شب چرخِ جویش کش کر یہ مین کی قتلِ جہم کیا حیر جو نہا ہوتا زلفِ شبگون کا تو خودیے دل دیوانہ سخت جالی کی ایدہ ہر کوئی دعویٰ پیکار دل دو کھائیے کی تو خود کرتے ہیں چہر پر کا قتل کرتا ہے کہ آزاد کہیں ایسے صیاد قرصِ عائدہ نقاشِ ازل کی حیات دیکھیں عشقِ صنم کو دل ویرانہ جگہ نیجان چوڑ مقل میں تر شامت اٹل دغدغہ جوشِ جنون کا ہے خبر واز چہر تو تم کہہ رہے شایم و رضا پر غافل</p>	<p>ہائے کیا دیر ہے سو رہا بگرا دنا حکم دے دین کا مٹی میری برباد کنکر جہدِ بچا ہے مسلسل مہینِ خدا و کنکر نور والی مین کی محتجہ قولاً و کنکر اور اوپر ہے یہ تاکبد کہ خدا و کنکر ہو جو منظور سے کباب مین ارشاد کنکر تو تھائیے قلم مائی بھنڈا و کنکر کیسی عقلت ہے پہر اس ویر کو آباد کنکر اتنی پس رہی تو حق مین میری جلا و کنکر قہر خون لیتے کا بیکار ہے فقہا و کنکر جہد ہے عبدِ بختہ دعویٰ شہاد کنکر</p>
---	---

سخنِ غیسر تو شایانِ ثنائی ہے آج
 عیب دیکھہ اپنی خطا جوی اوستاد کنکر

بجز و بکر

<p>یقین تھا چین بائیں گے ابل کے مہمان ہو کر ایسے کبتک چہا رکھیں گے کا قارونِ ران ہو کر عبت محرم رکھتے ہو امیدِ شایگان ہو کر اگر نے نیچے جوالی مین جو آگے تیر کی صورت صفت مین رہے و روشن کے تیرے آئینہ حیران</p>	<p>موتے پر بھی ہمیں یسار مین نے آسمان ہو کر لٹنی مان دولت ویدار گنج شایگان ہو کر کبھی تو جلوہ پر نور کو کھلا دو عیان ہو کر وہ اب گوشہ نشین مین ضعیف ہیں کماز ثنائی زلف مین عاری ہے تانہ مذر پان ہو کر</p>
---	---

نہ ہوئے فاختہ بے بھول تربت پر رکھو لیکن
 خود ہوئے حوض میں بخت چٹائی او میں پر پوینچ
 تھا پیسے زغرہ عشاق میں شامل ہوئے آئے
 دیکھو ہنر مشکور اس بخت رسا کا ہون کہ جا بھونچا
 لہو زنجیر ابرو کا اوٹکے کوچ کرنا ہے
 وہ بھین باندہ بھین سب دن ہوں بانہوں بدل
 سبک جن بوی گل باب اوٹا گلزار فانی ہے
 جو کہیں پناہ چپ اوٹا کو ماہن دیکھ سکدو ہے
 ہنر کا انداز ہے جوش جنوں شاد باش کیا کہتا
 نہ فرت ہی تک خوف ان ہوں اسکار فانی
 تنہائی وصال مہوشاں سے سر گذر ایدل
 لطیف اور دل کو آزادی بوی کچھ قص ہو
 کچھ کہوں خوں ایجان تمہاری سرخ زبانی
 ہوئے سب خاک لاکھوں حیرت واران گئے لہوین
 دل پرستہ و اندوہ سینہ میں جب لاشاید

کہیں گویا غم بیان سے تو نکلو میر جان ہو کر
 ہر اک اوٹکے کا پڑنا عکس رنگین پہیلیاں ہو کر
 زمانے میں کہا ہے نام ہدا ہے نشان ہو کر
 مسکرا کے کانوں تک تو صرف داستان ہو کر
 کس کتنی دل میں ہے یاد و ترہ نوک سنسنا ہو کر
 بسہ اوٹکے تو مہو بخال صرف داستان ہو کر
 دلیہ دوش باران ہو بسہ ی بہت گراں ہو کر
 ستم زمانے کا یہ فطرت ہی پیکر ہو کر
 اندر میں چھپنے کی ریاں گے نو دامن دھجیاں ہو کر
 بیسباب دیکھ کر منت میں سب نکلا جہاں ہو کر
 نامی نہ سہرہ و بگا ایک شب شادمان ہو کر
 میں اپنا دشمن جان آپ شہساز خوش بیان ہو کر
 بیتازہ گل کھلایا آپ سے غنچہ دامن ہو کر
 داس دوا رحمن سے کوئی اوٹھا شادمان ہو کر
 نکلتی ہے کچھ اتواہ بھی نہ ہے جان ہو کر

سینہ اگر روشِ تقدیر بجا ہے توج کیا کہنے

ہوا کچھ یوں پیچھے کبار آؤں سامہ بیان ہو کر

جس دیکر

آپ اللہ گریہ ہم جاو بابل دیکھ کر

دل ہوا سیرِ وقت پر اوسکے مائل دیکھ کر

ہو نہ خود درخت کو بلی زہرہ سہا مل دیکھ کر
ایک بھی چوڑا نہ ہاتھ اپنے مقابل دیکھ کر
اؤز گیا گو غریب ان کو برادر دیکھ کر
کون کرتا ہے زمانے میں شکستہ شے کی قدر
بھائی و مان کی دل و حشی کو کچھ ایسی منہ
حق یہ ہے شوق اسیری اس کو کھنا چاہیے
یہ نور روشن ہے زخمی تاب جمال روئے یار
مار کر شکر کسی افتادہ کو چلنا تو کیا
او نکو پکنائی کا دعویٰ نہا چہ سدا رہ گئی
جو متلی ہے اپنے تیغ و دست و بازو کو و گشت
کو حق محشر کا دین یہ فرض مینے کر لیا
مسیر سو تپ غیب جلا یا تو بگر
پاس نام و ناک بھی عشق کے خمی پہ داں
روزہ سبھی میں پہ کیونکر نہیں پکنائی ہو

مان یہ کو چاہے بلا ہے بد بادل بچ کر
وای محرومی پہ سدا کیوں جھک و قاتل بچ کر
خستہ ہو و تھا پسار ہے پاؤں منزل دیکھ کر
سب خریداری ہے دیگدب برادر دیکھ کر
پیشہ جنت میں گئے ہم کو بے قاتل بچ کر
پانوں نیر مجنون کے خود چھیلے سلاسل دیکھ کر
چھپ گیا بدلی من او نکو بد کا مل دیکھ کر
پانوں بھی رکھ تو زمین پر نہا غافل بچ کر
انین میں یک یک اپنا مقام مل دیکھ کر
آن قاتل میں ہر اسبعل پہ بسمل دیکھ کر
جیتے جی لکھ نہ پہ یار و کی محفل دیکھ کر
خود وہ چھتا یا کے پہرون میرادل دیکھ کر
بھاگ ہی لکھ لانا مجنون کا رشک دیکھ کر
م بخود میں باغ میں مجھ کو عادل دیکھ کر

زیت ہر کرت مینے ہر فرد و قیس ؟

عشق بازی میں میں آئے آج کل بچ کر

بحر دیگر

دور خدمت سے فقیر و نکو و ایشاہ نگر

اوسکا طالب ہے تو ہرگز ہوس جاہ نگر

عندرون پرستم تازہ پہرہ بند نگر

جادو صدق پہ چل آپ کو گستا نگر

<p>عین کو سوز و درون سے کسی آگاہ نہ کر واجب النہان کو یہ ارباب غرض تیری پسند عقل کہتی ہے کہ دشمن تو اسے دشمن ہے چاہے وہ منزل مقصود کا ہویاں یہ اگر زلفِ شبنگون کو نہ ہرگز نہ رخ روشن چھو یوسفِ عیش کو اپنے تو نہ کر نہ دانی خود ہی کہا اور کو دیے ہمت شیرازہ یہ ہے</p>	<p>دم کھلبے اپنے دے قال ہے مگر آہ نہ کر کھ دیا بچہ جو تیرا اب سے کہ خواہ نہ کر بھید سے دیکے کبھی دوست کو آگاہ نہ کر جس کے دل میں کسی خود گم شدہ کے راہ نہ کر دند بے لہب یہ اندھیر تو اسے آہ نہ کر یوں نہ لینا اسے جہان گئے گانوں چاہ نہ کر التجا عینہ کی ہر صورت رو باہ نہ کر</p>
--	---

نامراد اوہ ہے گئے عشاق گذشتہ ایسے آج
 بھاگ اس نام سے الفت کے کبھی چاہ نہ کر

روایف زای منقوطہ

بحسبیت محسن و ارکان مفاعیل مفاعیل منسل

<p>کیا عینہ کو اب تک نہ آشنا کو تینہ کسی کا ہوئے نہ والتتہ باعث ازار طبیعت آئی ہر خوفِ رشتہ سے کیا کام پستانہ کلین ماوانا فاک کے گردش سے کلین پر دستہ زانیا جفا ہی ملیں ہے لیکن خاک میں کون او ہو اکیسے مودا طبعیہ سپاہِ ہر نہ کو تو زبرد کر تھیں</p>	<p>یہ کس طرح کا یہ اوس بانی جفا کو تینہ پس اتنا چاہیے ہر بندہ خدا تینہ نہ اسمین زند کو دیکھ نہ پار کو تینہ زبون و نیک کالب ہراس سب کو تینہ ہوانہ عیف یہ گلچین جیا کو تینہ ہسلایہ اونکے کمان عشوہ واد کو تینہ رضا بقہ نہیں پسیر کیجو داکو تینہ</p>
---	---

یہ آپے وقت پر جو کبھی لا کلام لے کر
جوان و پیر کا مطلق نہیں فقہا کو تیسرا

بحسب لاشعری محنت و ارکان فاعلا تین فاعلا تین فاعلا تین

کیا بچا بگڑی یہاں رہتی ہر اپنی دلیر و نہ
شہر غمخواری اپنے گیتے میں ظالم مرہبا
مہرسم و لطف و نشی چاہے اس حرم کو
یہ صد امین شہر و در و تائب و تائب
سکے نالے کو آجے روئے تپے سر و نہ
کیسی غفلت نالنا کیوں ہے الہی کیا سبب
قیس کسب جذب الفت کر خود اگر خد میں
کیجے رو دا و غم اپنی بھی او کے گوشہ
یہ تہن اجاتے کہ کب ہوں راہی ملک عدم
کیا قباحت ہر گرا تے نہیں تم خود چلو
و بدو اک ہوسہ تو بے نالو نہ مجھو تو سہمی
لیتے ہی رہتے ہیں یہاں پیر و تائب اپنے
اپنا نقشہ اوس پر پوش پر دلا جتا نہیں

در میان آتی ہے کیا کیا گفتگو جاہل سے و نہ
دست بردل ہر ہم نکلے میں تے سے نفس سے و نہ
حال پر سی کیا ہے تیر عشق کے گھل سے و نہ
آکے مشق نالہ کر گلش میں اس بیدل سے و نہ
ہر شب وقت سے ہوں ہو کس شکل سے و نہ
یہاں طلبگار شہادت ہوں میں قابل سے و نہ
صوفی نظارہ ہوں سے پر وہ ہوسل سے و نہ
عشق کے قیہ تو ستے میں کسی مائل سے و نہ
ہوں مگر قصد سفر کرتے میں اس منزل سے و نہ
شوہر پہرون ہی رہتے ہیں اپنی دلیر سے و نہ
مہربان جلیل جہان زیبا تہدین جاہل سے و نہ
شیخ ہی زند و نکو بیت مرشد کامل سے و نہ
چیکے مشق نقش حب کچے کسی عالم سے و نہ

اپنے روضہ پر گرین یا دا ورج کو بہر حسین

البتی یہ ہے کتاب حق میں صدق و جہتہ روئے

بحسب لاشعری محنت و ارکان فاعلا تین فاعلا تین فاعلا تین

<p> ہر صنف ان کہیں کہیں ہیں اپنا عزم ہونہ قید مستحق ہے جسے حشر ہے میں باہم ہونہ جو کر کے کہیں کیا خاک آبادی کا قصد کیا ستم ہے میکے الفت ہے کیا سوای خلق اس کی دل کو حرص و آرزو سے رکھتے تو باز ہر کوئی کو قید قاسمی نے کر دیا خاک آویں ہم دین تیسے وہ بہت اب کہاں کئے آئندہ میں سے کیفیت عالم کی سر یہاں کہاں جس ملک میں ہو شاید ٹھنسیہ عشق صادق تا ابد اپنا دیکھنا ہے اثر زرق چھوچکا ہے وہ رزاق عالم حجاب </p>	<p> ایک عالی زاد پر روتی ہے خوش ہونہ دم ہے انکھوں میں گر آواز وہ ہر دم ہونہ و خشت دکھانا اپنے ہی و ہی عالم ہونہ وہ صابریہ مال سے مطلق نہیں مرم ہونہ پر بہتہ فزان ہے اپنے غنیمت میں ہونہ پر گیا ویسے نہ عشق زلف خم و جسم ہونہ ہیں کہیں چرخ چہام برتن مریم ہونہ بنی چھلوں میں ہر رکھتے ہیں ہر ہونہ ایسا دیکھنا پر یوں نے بنی آدم ہونہ ربط مقناطیس و آہن دیکھ لین باہم ہونہ کو ہے یہ نہ صبر و عفو و کیش و کم ہونہ </p>
---	---

حسیہ کی حالت کیا ہے آؤں نگین رویے
 اپنے ہی قسمت کا جب در پیش ہے ماتم ہونہ

روایت سین ہل

محسن مل محنون معصوم رکاز فی علانہ علانہ علانہ علانہ

<p> کچھ بادل موند نکلی کسی ازوار کی پاس مشوہ و ناز و ادا میں جو میری ناری کے پاس کس کو روئے ازم ہے کسے طونے کی ہوں دو نسپہ حقدہ چشم آورد و شمشیر ابرو </p>	<p> لکھ موعی اسے بارہ کی طرح مایہ ہاں ایسے ننگ لکھان چرخ سنگار کے ہاں اب تو بار و بار کا ہے بستر تیرے دیوار کے پاس جوڑ عمرہ میں میرے قاتل خود خواہ کے پاس </p>
---	---

مہینے لاف میں سے دل پر خون کو جگمگ
 کفر و دین دو لونگے اپنے برتے ہیں الشیخ
 ایسے نیکو اور ایسے اچل کے ہوں تیرے
 سخت تیری بہتین کچھ غش کا سو آسان
 قہر کو دام بلائیے جو ہر ایسے عیاد
 کھوپڑے و امون کسی پوسٹک کا نہ سو واپس
 شجہ ہی صحبت بیک رنگ میں لاؤ تشرف
 دل سے افریجے ایسے وفاداری میں
 غور کر لازم و ملزوم ہیں رنج و راحت
 ایسے یار بیت سے سرکار میں کیا آئے نصیب
 دیکھنے ہی کی جوانی میں تیرے سب جوش و خروش
 یو فائو نے عیادت کی تو قریب عجب

ہوش ما ہے بھی طعنے سے دست مار کے پاس
 دیکھ لستہ سچ بھی جہان کہتے ہیں زبا کے پاس
 اتو جھولے سے کبھی مجھ کے پیار کے پاس
 نقد جان پھیلے ہو مٹی میں شہر پار کے پاس
 اکہ میں بہر خدا تارہ گرفتار کے پاس
 چسکلے غم شہر و قلوب لاسیر کے بار کے پاس
 جلسہ رند و نکاحے گل خانہ خمار کے پاس
 ایسا لاکھون میں نہ نکلا کسی دو چار کے پاس
 مزار گل سے جو قرن تیری تو گل خا کے پاس
 جنس عصیان کے یو کیا ہے گشتا کے پاس
 ہم نے جز دل غم کچھ پایا دل زبا کے پاس
 ہاں کون آتا ہے اسطوری پیار کے پاس

دل سے ہر روزی اسی پہلو سے کرو دور یہ کونج

بیٹے دشمن کو بھی دیکھا کبھی شہ پار کے پاس

بحسب مل متین مجنون معصوم کان فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر

دیکھ ہر حال میں رہ شاد گماں افسوس
 دن جوانی کے ہیں غفلت سے ہی ہو ورنہ
 کسکو قابو سے گویا کھو تشویش ہے کیا
 اوسے منہ سے میرے تیرے کو بھی برا دیکھا

جب کو نادان سے عیب نہری جہان کا افسوس
 شرتک ہو گا اسی خواب گراں کا افسوس
 میرے سبب تو نہیں والدین کا افسوس
 نے نشا کھے ہو اکتون کو نشان کا افسوس

یہ ہے پرگندگی راہنہ ان کا افسوس	ایک جنون چلے جو حشر کو نہ سہاں سکا الم
جسم لاعنف کو ہر اس بارگرا کٹا افسوس	عمر سہ ہر ہستی میں تو عصیان بھی بڑھیا ہے میں
پسیر مدد سالہ کا کچھہ غنم نہ ہوا کٹا افسوس	اب اجل ٹھیکو رقت سے کنار یہ پایا
چاند کو بھی کمین ہوا بیت کٹا کٹا افسوس	کر کے صدارہ بگراؤ کو بجایے غفلت
موسم گلے نہ شادی نہ خندان کا افسوس	گلشن دربر میں چون بلبیل تصویر ہوں میں
آبرو کا متبہن کچھہ پاس نہ جانکا افسوس	ایسے بیباک نہ دیکھے نہ زمانے میں سے

ظہر

توبہ توبہ کرو تو نام خدا اسی رہی ہے
اوتن کیا ترک ملاقات بتان کا افسوس

روایف شیدین معجمہ

بحمد سرع اسرار کان فنول فاعلان فنول فاعلان

یہ اہل دیسہ و لکویٹیک و عاکی خواہش	اکیر کی طلب یہ ہے نے یہ عسلا کی خواہش
ایسے ہوا محسوس ہوس ہے تو کرند کی خواہش	رکھہ دور دیسے غافل کل بدعا کی خواہش
کسب چشم حسن کہیں کو ہے طوطیا کی خواہش	پر دے اوٹھے ہوئے ہیں اسرار برمدی کے
یہ توجہ رہے مالان نے کچھہ و خاک کی خواہش	اب مردہ دل ہوں جانان یکسان ہی سہو و نقصان
افعی کا سہر کھل ہے زلف رسا کی خواہش	کہک دردی خجل ہو چکے ہو ایسی چسپائیں
غافل لگر ہے توجہ کو تبہ خد کی خواہش	نزدیک غفل ہی رہہ دور اہل مکرو کہیں سے
بنی بین کیوں ہو ملتے کر کیمیا کی خواہش	خاک و ہر سم ہے کد و مہو سون سے
لای اجس کے منہ میں اب بقا کی خواہش	جوبای جام انت چاہ و فتنہ میتہ و زلی
اسن چنبرہ کو لوپے کس کس بلا کی خواہش	نہوں میں دل پھنسا ہے غمنا ہے ابرون پر

پایا ہے تلو خاک ز مایے کی چہان کر	پایا ہے مشکو
خان و پکھے تو آوج و فاوار کی تلاش	

بحر مندر از بحر آب زب کف و مندر و کان منور ان علالت بفایض و اعلمون

عاشق کا دل ہے بار کے جوہر و جہاں سے خوش	آرام ہے نہ شاد نہ لطف و عطا ہے خوش
رہیتے ہیں ہم سے خاک نشین بویاں سے خوش	اے دل کو ناز ہے قاتلین کے فرشتوں پر
رند و لیسے شاد کام پہلے پار سے خوش	دار فانی میں اپنے بھی اچھی گزر گئی
لجھوٹے سے سر بلند ہے ظلِ صما سے خوش	عالم میں تیرا سا نہ دیوارا ہے پری
رہتا ہے یہاں اسی واسی و ام ہلا سے خوش	کیوں نکلے او نیکے زلف مسلسل سے دل پرا
دیکر سناوہ شاد ہم اپنی خطا سے خوش	وہ حسن پر ہے ایک میرا فعل ناپسند
خوشتر سمجھو اویسے کہ ہوا و سکی رضا سے خوش	موقوف رند پر ہے نہ صالح پر کچھ قرار
غنج چمن میں رہتا ہے باو صبا سے خوش	تسکین دیکے واسطے بہتر ناموں آہ سرد
کھدو ہتھیں اوٹھا کوئی دار فانی سے خوش	لیا کیا سب باریہ حسرت و نایب دروند
طبع مرادین تجھ سے نہ ہوگی و وایسے خوش	دہاڑ تو ایسے شیریں گل اسنم طبیب
سو ورنہ یہ یہ شونے رنگ خلیاں سے خوش	دشمن ہونے سے ہاتھ کوئی دشمن کوئی نہ گھار

ایسے آوج کچھ سنگا سے جو رفاکے سپین
مدر شکر اب گذرتی ہے قاتل و نایب سے خوش

ر و لیت صا و مہملہ

بحر مندر از بحر آب زب کف و مندر و کان منور ان علالت بفایض و اعلمون

یہ می و دلی نہ مجھے چیتہ جواں کی جہاں	یہ جہاں جہاں جہاں جہاں جہاں جہاں
---------------------------------------	----------------------------------

کیوں میری خاک نہ پکڑے تیر کو وہ میں تیر
 جوشِ وحشت دے تو ہوجا مجھے سوئے زبان
 ہوا جات تہن لپٹا کے گلے پر یار کرین
 بسترِ غمیدہ پر اموت کی تکھا یہ راہ
 رنجِ بدین پیتے ہیں خونِ حاجی پر جا بے شہر
 یارک اللہ تیرا دستِ جنون کیا کھنا
 ویدہ تر ہیں میرے غریبِ صدا پر دیا
 کیا ترقی دے دے وحشت کی یہ اللہ اللہ
 نیے نقاب آج نکل برجِ شرف سے یہ
 دیکھ پائیں جو تہا یہ لبِ رنگینِ شیوہ
 یار کے غمِ نورس کا یہ ایامِ غم
 تو یہ زانو کی ہوتی ہے مسئلہ بیل

لہجہ بی لائی ہے بیل کو گلستان کی صحر
 یں گن قیس کو کتاب سے بیابان کی حصر
 وصل کی شب تو نکلیا ہے پر بارہنگی صحر
 کب حریص تپِ فرقت کو بے درانگی صحر
 اور جو کچھ دیت تو کبابِ دلِ بریانگی صحر
 لیکے دامان کو برسی چاکِ گریبا کی صحر
 کہ دو دو مقام سے کر بارشِ بارانگی صحر
 ایک ذرہ نہ رہی وراثتِ دامانگی صحر
 ایک عالم کو یہ دیدِ رخ تابانگی صحر
 جو مہرِ پیرِ نکرین اس بدخشاںگی صحر
 تب کو بیکار سے نظارہِ رحمن کی صحر
 بچو وہ کتنی ترقی یہ صحر کی صحر

فکر لازم ہے مجھے زادِ سفیر کی ایسے توں

وہ کہتا ہے جہاں کے سرو سامان کی حرص

بحر ملہش مجنوں و فاعل تریغی علما تین فاعل ثلاثی ناس من

فیر میں گدڑی ہوئی جبتک زندہ ہی خلاص
مرحبا قاتل جو کراندوہ چھاپنے ملا
سج کتے پیچھے ملا رست بھی ہوتی ہر ضرور
کیسا بے بس کر کے ہمارا نفس اتار دینے والا

او اپنے دام خطر میں ہو کر نصف چھاپنے لگا
 حشر تک پہنچا۔ یہ سب گزشتہ احادیث کی علامت
 پادشاہی کی ہوئی یوسف جو زندانی میں تھا
 ہم ہوئے بزرگ تیرہ گزشتہ احادیث کی علامت

فلان لکھنے کی قسم اس سال ہمس کھاتے مرور
رازدن سوئے تھے کس رام سے پہلا کی پائون
وہ کھنا کدن ڈوبوئیگی یہ پہلا شک میں
تیسے آئے میں اصل حاصل میں کتنی نعمتیں
یار کی مفضل میں اپنا بھی گزر ہوتا مبرور
غیب سے تیری رہی مرتوں منت ایجنوں
تجربہ میں دولت لٹاتے ہیں نہیں سلا شک
پائون پہلنے سے ہوئے ساکت تو اپنا پہرہ

آج ہم کرکے ہوئے الزام و سببائے نفسے مناس

روایت مذاکره

بسم الله الرحمن الرحيم

سہ تیان سنگدل سے نہیں بھائی
 روئے کے وقت میں ہماری آبرورکتہ عیسوی
 آویئے در تک جویر و بالائی گزشتہ تانہیں
 اک کھاہ لطف ایدر بھی ہو کبھی ای شاد سن
 خط کیسا اندون بھولے یہ وہ ستر سن
 تجھ کو آنا ہے تو ایست آند ایک واسطے
 ایک رات بر کچھ چکاگرتس میں بے باز آئیں

<p>حال اپنی پاؤں کے چہالوں کے شورش کا تمام بجھسی بھی کچھ بڑھ کے وہ کراہے خود لڑتا ہے</p>	<p>اگر کوئی پوچھے تو خود کر دینے بان نہار عرض جس سے ہم کرے تین اندر وہ فراق بار عرض</p>
<p>کون کھڑے آوج کیفیت تماری رہا شکستہ کسی سنسنا ہے بھلا وہ شورخ گجر فثار عرض</p>	<p>کون کھڑے آوج کیفیت تماری رہا شکستہ کسی سنسنا ہے بھلا وہ شورخ گجر فثار عرض</p>
<p>جس پر ج منقبض ارکان مفاعیل مفاعیل مفاعیل</p>	<p>جس پر ج منقبض ارکان مفاعیل مفاعیل مفاعیل</p>
<p>مقد حرم کا کیوں کرین دیر تباہی کیا عرض اکیسے فرار کو اوسینے مٹا کے یوں کھا درجہ بگ کو عین کجے مسم تیری بلا ترک ہمارے قتل کو کافی ہے اکل نگاہ شوخ انکلا ہے حسن پوٹ پوٹ مسل سے محمد مبطل نفس کر ضرور زینت تن و فضول یہ بندہ پر گناہ کو غیب رضا طلب نہیں چم کی بھاریاں اور وینے چپکے پوچھے اب جو نہ آئی ہم اچی سہجہ ہماری جان گئی دیکھ اوس کی ذات پاک واسد ولا یکشیر ہے یتیمے مرض ہجر کی آنکھوں میں کیوں کٹی نہ است زمرہ نوان نہ لاکھ کش غنچہ گل گنی نے ہوا چسایے ہم کو سامعین ہنر سخن سے بہرہ ہوا</p>	<p>اپنا تو مدعا ہے تو سارے جہاں سے کیا عرض خود بھی ہوا جو نے نشان اوس کے نشان کیا عرض نوش گذران دہر کو خستہ ولا کیسے کیا عرض سہم نظر کا کزبیت ترو کا نیسے کیا عرض ایسی ہار باغ کو باد تیرا نیسے کیا عرض حسن کین کو غور کر نقش مکان سے کیا عرض چسایے ہو کچھ عطا کرے تار و جانی کیا عرض حق پر و جی کچھ جو خیر اپنے کیا عرض کھیتے ہیں تو کھلی کھلی ہسکو نہایت کیا عرض اوس کو سچو لیے بالیقین وہم کیا نیسے کیا عرض پشیم پرہ نظر کو خواب گراں سے کیا عرض لیل نقش ہون چھے نفس تیرا نیسے کیا عرض کوئی تو تیرا دریا ہے سپر ہوا نیسے کیا عرض</p>
<p>دلی برا بیان تو آوج نہ پریان میں لیسر</p>	<p>دلی برا بیان تو آوج نہ پریان میں لیسر</p>

	پہلو سے جلد بھینک دو دشمن جاننے کا غرض	
	حسرت منقبض رکھنا مفاعل مفاعل مفاعل مفاعل	
<p>الی نشان کے واسطے حق ہے کیا تمام غرض تہہ تو ہے عاریت سے مال کا تہہ غرض حسن زبان سے کہ شجہ شانِ خدا کا ہو غرض دیکھ بچا ہن و فوگاں مسلح نو و فو لال غرض کتب میں شجہ مختلف ویر برہن معنی غرض نیسے لڑنے آہ کے سینہ فلک کا پہاڑ غرض بدلی ہوئی یو ہے پیرا برا و تھا ہے چار سو غرض تیرے زمرے سے اسے نہ حسرت کا نظیر غرض</p>	<p>جان اور بس کو خاص تو ہے جو نہیں عام غرض زانو سے گویا ضرور ہو جس کو ہے اہتمام غرض فتنہ کش کو پہنچے کیوں ہی یہ ہولا کلام غرض ہر کبر و ایسے خیال اور کو یہ تمام غرض نہانہ یار کا طواف ہمہ ہوا دام غرض دشمن جان کے واسطے سب یہ پر مقام غرض سب کو چکا ہے ساقیا بتو ہے دور جام غرض ہے یہ عیان کہ خلق اور کو کیا غلام غرض</p>	
	<p>بیعت پسکرو میں نے بھی آج کی تو کیا اہل حق سے کہیں کرتے ہیں اک نام غرض</p>	
	خلاف طای مہملہ	
	بہشتیاری غرض کہ کفوف میں آکاں مفعول اعلانیہ عبدیل مفاعل	
<p>شکوہ کا اس طرف سے محض یہ گمان غلط حاسد کا ایسے حضور سے چھینے بیان غلط قفسہ دین کا قیس کی ہے استعمال غلط ہے اونکے باور کرنے کا وہم و گمان غلط کو ہے جس سے غلط کہے میں خوبیاں غلط</p>	<p>جو چہ بہ نہ غلط ہے و دہرہ بہان غلط غصہ نہ کہنا مواظبت نہ کر رہن غصہ ہر سے کو کہنے اور نہ سانی بہت غصہ ایدل یہ دیتے ہیں اتی میں چکیان غلط غصہ کو مفعول کو شیکا انیشیخ کا جھول غلط</p>	

بہشتاکی عند لب ہے اک روز دیکھتے بھوٹے یہ فائر کا ہوا قہر پر جو وقت گھڑا زین کبھی جو بیکر چھپے تھے	کمال سے کون کسکا ہوا آسمان غلط مجھ سے نشان کا اوسنے کیا تو نشان غلط بہل کر ی وین سبق بوجہ ان غلط
---	--

نالان جو آج ہے دل مضطرب کی شکل صد جف کی اسے رہ کاروان غلط	
--	--

بہشتاکی عند لب ہے اک روز دیکھتے بھوٹے یہ فائر کا ہوا قہر پر جو وقت گھڑا زین کبھی جو بیکر چھپے تھے	بہشتاکی عند لب ہے اک روز دیکھتے بھوٹے یہ فائر کا ہوا قہر پر جو وقت گھڑا زین کبھی جو بیکر چھپے تھے
---	---

کتنی خوشنما ہے عارض پیار خط اوس خود غلط کو شکوے کی دست پر ہن لکے کھینچو ہر آب سب میری غفلت شعاری سے جانا سف کا اگو ایساں سید ہو بے اپنی بہر صیت اس کے بعد رک اوں کا سرق بین سے کہ اپنے مدد میں ہاں کی فطرت اپنے سر پر بند ہے پہاں بنائیں چشم دل دروند کا عشق مدح خواں من بہرے نخل عند لب ایسے گلزار ہے ہی سب کو جو ہو کیا جانے کیا سمجھ کیے نہ اوس تخی نے پر	دیکھ لایمے قدرت سرور و کا خط ناخستہ ہوں ختم جو کھینچے شمار خط ایتو دیکھ رہا ہے بہت انتظار خط مشتاق کو رسم ہی کہی ہو نگار خط کھینچو ہر آب سب میری غفلت شعاری سے جانا سف کا اگو ایساں سید ہو بے اپنی بہر صیت اس کے بعد رک اوں کا سرق بین سے کہ اپنے مدد میں ہاں کی فطرت اپنے سر پر بند ہے پہاں بنائیں چشم دل دروند کا عشق مدح خواں من بہرے نخل عند لب ایسے گلزار ہے ہی سب کو جو ہو کیا جانے کیا سمجھ کیے نہ اوس تخی نے پر
--	---

قوت ہر اک آج بہر ہی اوس سرور و قلیب انکھوں سے بھون لگان نہ پھر بار خط	
--	--

بھی مفسر معترض است کہ موقوف محدود ارکان موصول علامہ علی بن فاضل

اسیے بار ایک تو نہ ہوا ہمیں بیان فقط
باقی ہیں جسم زار بدن چند استخوان فقط
کافی سہی اک موافقت سار بار بان فقط
مطلب یہہ ہما منایئے اسکا نشان فقط
شکر خیر اکو خلیق ہوی سی زبان فقط
آگے ہمیں تھے ایک تیسرے قدر دان فقط
ہالی کا خواستگار ہونے تر زبان فقط
دامن کی اک بنوں نہ اوٹھیں وہ چمیان فقط
کینچے گلے پہ پنجہ ابرو۔ وان فقط
بلبل کو یاد دے سبق پستان فقط
تھا قفس میں رہ گیا بن بچان فقط
بہرہ کیا کہ آئیکے رہ گئیں دو چکیان فقط
تھا میں غیب سے تو نہیں مدد گمان فقط
اس رات او نہیں سنا تو میری داستان فقط
پھینکنے سے بچ گیا تھا کہیں لامکان فقط

بگڑا تو کیا بنا یگا یہہ آسمان فقط
مر کر ہوں شہ تار یک کوئیے یار سے
بھینکا غیب فیس ٹہری حال چوک پر
آننے سے اونکے فاتحہ خوانی نہ سہی غرض
دشمن کا بھی گلہ کہے صرف بیان ہوا
ایسے گل ہیں ابو چاہیئے وایئے ہونے ہمارے
حاضر ہے چشم زمزمی کھدے کوئی درد
یہہ لطف ہے کہ ہوئے کر بیان بھی تار تار
عاشق کا تیغ تیرے کہوں خون خون چھا
اپنے سے پیچھے رہے کہاں فرمے کہاں
ترا و ایک ایک کو صبا دے کیس
ہوئے ہے اوسنے باد تو شاہید نہیں گیا
دل اپنے ایک دل سے بھی کیا کیا خیال ہیں
چند انہ ذکر کوئی ہے سترۂ یون
لو خاک اویسے ہی کرو با شعوان کیے آویسے

تعاریف اویسے بھی اوج بنا نا نہ بار پئے

اکم فول تھا ہواونکے میسر و بیان فقط

روایت ظاہر ہے

بحر مل مشن مجنون مقصور کان فاعلان فاعلان فاعلان		
<p>ہمکناری کے مے کموتا ہے ہر بار لحاظ جان عاشق پر ہے ارجان تیرا و شوار لحاظ وقدہ وصل پہان کیسے جو بوبے تو نہیں دیکھ دھوکا او نہیں تو رہی پلا دین تہب چشم نرگس کی نہ گلشن میں نظر سب دیکھا قتل کی وقت روکا ہست او خاکر سو بار راحت اوس گل سے بہان وصل کی پائی کسینے اسکی حسرت رچی باقی سے دیکھ دیے شونہیو کجا ہے مٹھاریے دل مضطرب شوق دوئی قیمت پہ سے آزان دل مدح میرا</p>	<p>طابق سنیاں پر رکھو الشوق تہسک لحاظ یہ سب وصل سے زیبا نہیں ہے یہ لحاظ عجب سر او نکار باغیت انکار لحاظ بار کا توڑ لگی مسالے شریار لحاظ کس قدر کچھ میں رکھتا ہے ہر بار لحاظ یہ عجیب کی کار و مال خوشحال لحاظ ولین کھنکھاپی کیا جون خلش خار لحاظ تو تیا کاش تیرا ایسے بہت عیار لحاظ نے حجاب کی ہوس سے نہیں دیکھا لحاظ ترک ہے اسکی وفا و حسن یہاں لحاظ</p>	<p>اوسے ہمیشہ میٹھتے ہو محفل میں کیا بانے آوج یوں بھی حطاط ہے اوٹھا دیتے ہیں ایک لحاظ</p>

ردیف عین مہملہ

بحر مل مشن مخدوف فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان		
<p>کیا نہ ہوگی اوس بت نامہ بیان کو اطلاع فقد آئینکا ایدھر کرتے نہ روز حشر تک م لبون پر سے وہ آتے ہیں عبادت کیلئے ہم سے جاتی ہیں او کوئی نہیں لبخند</p>	<p>بے سے حال نہ ہوں یہاں کیا کو اطلاع تجی نہ اس انجام سے روح روان کو اطلاع و اسے محسوس ہوئی ہے کیا کو اطلاع ایسے صبا کر تو ہی اہل کار و ان کو اطلاع</p>	

<p>ساروں پر کچھ کا سینا دھپٹا دینی کو ہے دل بے ناوا لئی کئی غفلت ہی میں مسخیر دعویٰ جاننا بیکار کرنا ہے لوی ناؤ شکار تر محل رحمت میں یوں پتو بچے محل پر بار کے تیغ جو نیلے پیر پری نجد کی جا بھٹکار حق کو کاغذ اور اگر دے میں بے عنوان در عقیدہ پر کھانا نہیں ہر کچھ کی پیرا ہے چل بسو سامنی بلب اپنے ہمسرے سے چھو کر تالے بے ہل رہے کی جگر لگھا ہو کوئی یا مال غنیمت ملان نہیں پروا نہیں</p>	<p>ہو الہی ایتو ایسے ہر سہاں کو اطلاع بخت نغمت ہے نہ کی خواب کر اٹلو اس اب اصل کر توئی اور میں ابرو کھان کو اطلاع جسکی صاحب کو نہ ہے پاس بانگو اطلاع سال محزون ہو رہے ہے سائیا کو اطلاع اب یہ سہا کرین پس یہ بانگو اطلاع ایسے کی کسی رنید بد گمان کو اطلاع تیرا قنادہ کی کیا وانیف گمان کو اطلاع کج ادائیگی نہ تھی نہیں گمان کو اطلاع کب سے مال ہویت پیل دمان کو اطلاع</p>
--	---

اور جہاں بھی گزرتی ہے ہر نقدیر آوج

ہر جہاں ڈیٹ نہ ہو چہ اسمان کو اطلاع

بسم اللہ الرحمن الرحیم انما اعلم بان علان علان بان علان

<p>خود بخود ہے جو بگ رہن فاش فاش شروع دلو بہائی ہی جو او۔ تھکے تھکے تو سیکی بہا خوف و اموشی میں اتنی بہا باد ہی یوں تو اپنی نہیں سینے وہ کسی شکل رایل جہلن ہر میں صا سیٹ بہا یلے میں بطور غرور و شوخا کرنا وہ کھانا دل کا</p>	<p>عشق کا ہر وہی محب کو ہوا زار شروع صدم بھی اب کرتے ہیں مشق خط گلزار شروع ہر سینے وہ یوں کیا حافظ کا کئی بار شروع مایہ اب کیجئے انکو پس دیوار شروع ایتو ریت سے ہوا پھر وہی دیوار شروع کیا یہ احوال کئے تو ہے تم کا شروع</p>
--	---

دو پری یوں تو نہیں آسکی قابو میں بری جے بہہ وہ در کہ چارہ نہیں جھکا بزرگ افکو جی بکے کیا تیار نہ بولے نہ سنے خط کی آمد تو نہیں ٹکے نعلین ہیں چنیدار بقلم آمد و شد خط کی پی کی یار نے بند	نقشِ ستغیہ ہر دم کر کے کرو یا شروع ہوں مہراج کہ غلبت کرن غنوار شروع جے ستم جگے ہوئے لگے انار شروع وہ کھان تھی جو بہا کل خنار شروع تو ہوا خوب علاح چٹول ہیا شروع
--	---

مختصر سا اوسین لکھو کوئی خط مطلب نہ
آج شکو و کما کیا تھے تو طو یا شروع

روایف عینِ مجملہ

بجھتا ہوں جب کہ خوفِ رند اگر ان مہول فاعلا انفا عین فاعلین

رکھنا عبت پریش رخِ اشین چہ راغ ایسوز دل و کجا اثر اتنا تو بے مرگ عافل جلائیے قلب گراہ کے نور سے کیا مدحِ ریفِ بار لکھے رہشنی طبع رکھتے ہو کسکے رخِ انور تہِ نقاب بیتِ ای کر تیز سپید و سیاہ میں زاد ہیں غلط و پند میں ہم رند جانتے برہم ہوئی وہ نرم شبینہ نزار حیف	بے نوزیہ مقابل مہر بین چہ راغ اگر حبل الہیے تیر پہ وہ بہ جین چہ راغ اندھیرے کرے جو نہ روشن کہیں چہ راغ کالی کے سائے ہی جے بدلتا کہیں چہ راغ پہناں کہیں ہوا ہے پس استین چہ راغ نار کی جہل و کفر و غفلت میں چہ راغ رکھ جاہلوں کی راہ ہاے بدلقین چہ راغ جاسم و شراب و بار کہیں اور کہیں چہ راغ
---	--

تو اوج بوسہ لبِ شیرین چما کے شمع
رکھتی نہیں دم کششِ انگبین چہ راغ

محضر عہد مل و کھنڈ و ارکان مغول و علامت عہد مل

برو اندہ چکیجے کی نہ گفتار کا دماغ	یہ چہ سہ رخ جلد میں چہ پیر کا دماغ
سکر صبا یہ آہ نفل ہوا۔ کو	کچھ اور ہی ہے بیل کلار کا دماغ
نہا ہوں اپنے نالہ نشت بگر کے سب	آشت ہو گیا در و دیوار کا دماغ
ستے بیٹریے نیسے آہ کی اسے مسخ	بھونکا خاک چہ کتے پیار کا دماغ
مونس گدڑی کیوں نہ تخی قفس میں نوز شکر	یہ ایسا ہے میرے حسد کا دماغ
ابالہ اغدا بہ ہر میرے آں جان زار پر	جو رقیب عجب کا غم پایا کا دماغ
جو دے مجھ کو مل اسے اپنے ہتھ سے	لیکن کہاں یہ ترک تگ کا دماغ
عاشق بہ بات بات پہ کیا کیا گریختے ہیں	کہو فکر اوئے الہی بہ سو بار کا دماغ
سیتے ہر غم سلم لے اوس شہ زار کی	نازک کمال ہوتا ہے یار کا دماغ
رہے لیتا مویے زلف منہ رشک پینک کر	خالی خل سے ہوتا جو غطا کا دماغ
مفسر و مہمان حسن سے موت پہ وہ غور	کستہ و میت پائے میں زر دار کا دماغ

کہا کیا چبا کے برم میں فتنے چرگ نہ ہا

دیکھو تو اوج و اعظم کیا کا دماغ

بحسب من محمد و ارکان فاعلا تر فاعلا تر فاعلا تر

اردو جون سے جمال وی جانان کا فروغ	آج تک دیکھا یہ سپر و زہر نشان کا فروغ
لبے وہ شور سلاسل اب کہاں وہ بندہ	سب یہ اس محبوب کے دم تک زندہ انکار کا فروغ
اپنے کو چہ بنے مجھ نالا کو اپنے ظالم کمال	شودہ خونا بہ عنادل سے گلستہ انکار کا فروغ
جس کے حیاں سیلا جو زمانہ نوح کو	ہمسم تمہیں انکو نیسے پھیلا بہ بین الوفا کا فروغ

<p>النت محبوب جمع لمین نہیں رفتوں میں مصلحت جو بھی سبب نہ بن سکتی نہ بنان اسے قناعت نفس مارہ کو مارا پاس ہے قول غبر و نکاح کیجیے سے تباہ ہے نصرت ال لب یگلین نے صاحب کی کیا دو لوگوں کو بات</p>	<p>بہیں عزیز نصیر کے بائیں تہا کفان کا فروغ دیکھنا محنت کو تو زور دے پہا کھا فروغ سیر پر کیا ہو گا گل تیز زبدا نکاح فروغ راست پر کرے سنا کا لون نے بننا نکاح نعل کی قیمت رہی باقی نہ مر جان کا فروغ</p>
---	---

اوجِ غافل خاکسار فی سہ جلائیے قلب کر
 باعثِ جہود و عقیقہ ہے ایمان کا فروغ

روایتِ فا

کمزور مجتنب اربکان دغا علی مفاعل مفاعل

<p>اب بھی سبب نہ پئے خراہی بھی تو باقی ایسا تہا کون پسہ موت جیسے شکا کر لیا ابو ملا دیے ساقیا جمع میں سارے شیب ویر و حرم تو میں بجا بھان دے منہ تو وہاں خدا اپنے دل شکستہ کا ٹھکانہ کوئی مشتری اتنے سبب مال ہے جیتے ہی اگر نیچے تو کیا فوق عینہ زہر کو حسن پہاویکے ہی سلا ہاتھ لوشی اوکے لوان ظاہر دلوکویسہ کھان پتھلے ہی گدھے دلیرا راحم و حرم و شکر گالوں سے نہ لے پری کب سے مثال ماہ و مہر</p>	<p>فندیات کو چکا مہر عزیز کر تلت کیسے کمان کے تیر کا وحشی دل یہا عقیقہ جام و شربت بار و یار نے وہاں چک و ش سنج تفاوت اسکا کیا تو یہ ایہ ہم اس طرف اسکو دیکھا کے ہم نے کو چہ کوہ کد کھنٹ بھلوں میں کھڑے کھڑی دل سببہ نگان چون صد ہاں بسناک پیری بڑے کے نتھاکوی شکر ابرو چسپری وہ جون طمان تہرہ وہ وہاں تشہی کہی پہنے نہ بچے سے ہم سے نہاں باقی داعی یہا وہ زور دلفض کر سکا</p>
--	--

بحر محبت بحر مہذب ارکان مفاعلن مفاعلن مفاعلن

بیان ہو کس سے وہ کب لکھ سکے فلم تکلیف	اوتھانے پر تیرے وقت چہے ہم تکلیف
سوئے ہیں بحرین جن کے اٹھانے کے ہم تکلیف	وہ تیرے فرامین و وقت تکلیف
کچھ ایسی بھاگی دکھوت سے مستم تکلیف	کہ مری جان جو زایل ہو کی مہم تکلیف
تیرے ہی حیرت و خیر یاد رکھ غافل	اوتھانے کوئی صاحب کرم تکلیف
یہاں ترپتے ہی گزری فراق دہرین	ترقیوں پہ رہی اپنی دہم تکلیف
جوم داغ نے دی بہکو مفاسی سے نجات	اوتھانے کس لئے ہو صاحب دم تکلیف
یتے گلی سے قدم اور طرف برائے کیوں	چمن چمن بنا مبین گلشن ارم تکلیف
اوتھانے بلا کے ہمیں انتظار کے مدد سے	یہ ایک عجیبی پوچھو تو کیا ہم تکلیف
کوئی فرار میں آزاد نہ کر ہو ورنہ	ہر اک پہ مہم تھی ہے دنیا میں مہم تکلیف
بشر کو عشق کے نزل سے حق رکھے محفوظ	نفس نفس ہوا دیت قدم قدم تکلیف
ہمیں مصالقہ و ان ہی تو دیکھ لیں کیا ہی	گوارہ دیر سے کرتے ہیں تاحم تکلیف
نجات مدد و وقت سے غنیہ مگر یہ	کرین جہاں سے نہ جب تک سوئی عدم تکلیف
جو تیرے بحر میں ہم راہوں اوتھانے میں	کسی پہ ایسی نہو بانیے مستم تکلیف

بناب جہد کرار لائے کے تکلیف

ہمیں سہوگی کہی اور مرے دم تکلیف

دلہن کا وقت

بحر محبت بحر مہذب ارکان مفاعلن مفاعلن مفاعلن

اوتھانے کوئی صاحب کرم تکلیف

اوتھانے کوئی صاحب کرم تکلیف

اویکے جوڑیے پر جو امیرانِ خاطر لبس بے جی گوشت ہی میدانِ بکھا کچھ ہے فن فاطمہ خانی کی یہ اب قبرِ محبوب پر موش	لو بہر ہیزانہ مشکِ خن کا اشتیاق ابک دست سے بریکر باک پر کیا بے تو چھو پچانے توں تک کا
--	---

مستل مابق پہ ستیرامولا بلا لنگ عروہ
اوج ہے گرروضہ شاہِ زمین کا اشتیاق

بخشتہ محذوف ارکانِ مفاطنِ مصلحتِ مصلحت

اس انقلاب نے بدلا اگر جہانِ طریق جو کچھ اوس نہ کامل کو بیکسر مدحت وہ پہلے قدمِ مقدم منہ و سیکے چلتے ہیں گیلے پہ رکھ کے چسپری با بار اوجھاتا ہے قبلِ عرض نہ آپ بھی ہو تو یا مروت وہ جس کی ان گشتیں کو گلیاں لگے دینے خطا ہے اتھن ہر ان ابرو نہ پل کیسا خطا ہی ہو یہ بیانِ شفق کی نگاہ بھی ہو عطا و لطف و شمس کا دل بھی رکھ خوشید منہ پرست جی قابلِ نیلے اسکے جدت کا دروغ و وعدہ سے جو چاہیے انتہا کرے	دست پر نہوا ہے آسمان کا طیب دل شکستہ ہے پیدا کیا کثان کا طیب ہے اجکل وہی ہنسکا ہو امیان کا طیب ہریتے پہلے سے قاتل کے امیان کا طیب منون ہے عیسے قاصدِ تبریک یا کرا بڑا ہے بلو خدا کے لے نہ زبان کا طیب پستہ ڈر کیسے یہ نہیں ساتھ کیا آں کا طیب وہ اختیار کرو یہ جو بہ بیان کا طیب یہی ہے سینہ دارِ امیش بستان کا طیب کچھ شہوت ہوا ہے مہمان کا طیب یہ ارشد ہے جسم کا یہ خزان کا طیب
--	---

کچھ اپنا اوج ہے لاندہ بی عجب مذہب
کمان کے گتہ و ستان یہی کمان کا مین

سبزل مجنون مقصود

مجلو خالی بنے ازل سے کیا دیوانہ عشق	خائے دل سبدا مخصوص ہی کا شانہ عشق
سچ سے فریاد پہلا کوہ کنی کیس کرتا	مان مگر سخی یہ فقط سمیت مردانہ عشق
بسر و نوش علی الفت کو جگہ دیے دین	اوسکو اپنا نہ سمجھو جو ہے بیگانہ عشق
موت بخت پر مریض تپ و زفت کیلئے	گوشت گور و غریبان سے نفا خانہ عشق
اوسکو حاصل ہوئی افسلیم ضو کی ستاچی	سایہ گستر ہو جس فرق یہ پروانہ عشق
یہ قبا اپنی نہیں تاسر و اماں صد چاک	نیب قامت صبر سے غلوت تالانہ عشق
باعث رولق گنج دل ویران یہ ہوا	یارب آباد رہے تابہ ابدانہ عشق
وحشت انگیز سے تاج اوچٹ جاگتی نیند	آپ سنیو نہ نہ کہے لئے افسانہ عشق
مصلحت سوز سے عشاق پہ کیا چائے کلام	بے یہہ ادھے سی او ایسے دل متاثر عشق
سینچے سوز میں خونما جگہ گرے پائے	فرغہ خاطر غمناک میں بودانہ عشق

اوج صہب ہوئے بین سر تار بی الفت و بخت
باب مقصود دیکھا ہے در ضحانہ عشق

روایت کاوت تازی

بحر محبت محمد و ف ارکان ماعلم فدا لاس مندا علن معلن

گہنی تنجب سہرا نہ سہر قدان ہر خاک	ہماتے ہم جو ہوئے ریشہ آستان ہر خاک
نموجو تو ہی نوہ پیر گلشن جہان ہر خاک	ہم نمیب ریزے رب بوستان ہر خاک
ملا جب ایک نہ تو ہی تو دو جہان ہر خاک	بے طلب میں اوڑھی گھاں کھان ہر خاک
ملا جب ایک نہ تو ہی تو دو جہان ہر خاک	ملا جب ایک نہ تو ہی تو دو جہان ہر خاک

<p>گوارہ کب ہو کہ اس عسکر وادان پر خاک سند و کرستے تھے اسلئے گر ان پر خاک رہی نہ خشک زبان میں کسی کان پر خاک خود آ کے والدی اس مشیت و سخاوت پر خاک ہماری اوسے اوزارانی اسی گمان پر خاک گو لب کے پری کی کھان کھان پر خاک منہ ہون پر شکر گئی اندام گل خان پر خاک بتا کہ لالی شکوہ ترا زبان پر خاک نہی ہوا و شکستہ نزار و ناتوان پر خاک</p>	<p>بغیر تیس جواب بقا ہی تھیں ملا ہے زمین کا ہو گئے پوند شب مشجر و شمس شکستہ چشم نے فرقت میں کی وہ طعنان لو آپ کو میری مٹی حسنہ زانو قاتل رہی نہ کوئی و قیفہ بیان بر ماوی گئے جہان سے پہر گز گئی نگروش بخت کیا جو خور تو لا کھون چمن میں زبیر زمین بتلا کی مچھ کو مٹا با مگر کیا نہ غبار و قور ضعیف سے کر و شکستہ کی ہل سیکا</p>
--	---

درست قول ہے ای آج خود نہ رسوا ہو
جو دل لے دیکھ کے افعال بد زبان پر خاک

بحر مل میں مقصور کار کاں فاعلا ترقی علامت قی علامت فاعل حسن

<p>وہ کریں اگر عبادت کیوں بخیر زارتک کیا تکلف جو کر بیان کا نہ چہرہ زارتک لیکھا بخت رسا اگر خاندہ خارتک یا مزاج حسن ایست کی ہون سدی گارتک می طیبو تشو کیا ہوئی کی تشخیص مرض ن کیچھا جذب محبت آج اپنا چہرہ اثر کا کیا باعث ہی ایدل وہ نہیں سنتا ہے</p>	<p>جب اجل کو عاری ہو ایسے اس جا بہ تک و بچان و منت جنوں ہو وہ اس کھارتک آج رہن می سمجھو لو جب سہ و دستارتک اک نے راپلے خیر امان ہر کے بدارتک جب ہو نچا دم میں افلاطون ہری آزار تک ہو لا و میں ہو فاکو طالب نے پیدارتک نہری مالی تو ہو پوچھے گندہ و دوار تک</p>
---	--

<p>سرخ ہی خون کف پاسے زبان خار تک ہے صنم شہتِ خلق میں دھوم مانا تک بادِ صحرے نہ وہاں رکھا نشانِ خار تک منہ بسا ہے ہمارا رخسہ دامنِ خار تک ابتدا سچو سچی تھی جس فی پیری و جوانی تک سرخ ایصالِ ہایہ خونی ہو سو فانی تک کہا سکا ہی نہ میری مرغِ آشوبِ آری تک بخت لے پہنچی پسل و سکے سایہ دیوانہ تک تہمتہ لتبج نے کھینچا مجھے زار تک</p>	<p>سب سخی ہی ہماری پاویہ کردی کا حال زلف مشکین ہی موطر کے یکسر بن داغ بیت جس گلشن میں رہتی تھی ہم پہلو گو دہر کیے کیا قاتل تھے تلوار کے پہل کا مزا تو نے شفا کر دیا میتا دے دل راز عشق چوڑ تپ ناز کو توری چٹا کر اس طرح آفتِ ری آہستہ وقت کہ جانب کے بعد کیا غرض ظل تھا سے کب ہی طونے کی ہوس کفن و دین کا سلسلہ ہی ایک جو دیکھا نبوہ</p>
--	--

بار کی دست نگارین کا جو ہنسا مجروح آج
 میرے زخموں پر نہ ہنسا مرہم زنگار تک

بحرِ مل متین معصومِ خدو اکران فاعلان فاعلان فاعلان

<p>یہاں بھی سرِ خط گذرتی ہے جہاں جہاں تو ہر حال میں موجود ہے ڈرا بک اب ہی رہتا ہے رازِ خیم جگہ ایک پابن کے نخلِ محبت کاشت ایک نظرِ دب سے میری جان ہے خط ایک یوں تو درپیش رہا ہر سوسر ایک</p>	<p>روزِ غیب و نشی و آنات سے کھیر ایک و سلمین جی کا وقت تین تلف ہوئے کا کون کتنا ہے پیٹے درو سے صحت کیسی حصہ ہی یاد مراد اپنا کہ تلوار کا پہل یوں بچ کر پوری محفل میں نہ آؤ صاحب ہمارا بخت نہ مقصد کبھی نے سچو سچا</p>
---	--

دیکھیں صبا و کرے کوچ کہ ازاد مجھے
یا وہ خود آتے تین ایدل کہ اجل آتی ہے
ہم تجس میں عدم تک تو میان جاہر و خفیہ
اس رہا نے کی سپید اور سر کو دیکھو
ہم دیکھا ونگے لاکر تیرے چہرہ و نون سے
اس سے دنیا کو گذر گاہ لقب کرتے ہیں
ابرو چاہی کہ جان اوس کے طلب میں دیکھیں
خالی مقل کو چھپو اس نہ دیکھا تو اتل
موت ہی آئے بلا سے کہ میٹھا آئے
پونچھ ہی لینے کسی سے بیکر کو چہ کا پتہ

ہی انہیں دو میں اوسے مد نظر ایک
دیکھ ہوئی سے ہی تا بہ سحر ایک ایک
باندہ ہی لایٹ کے مضمون کمر ایک ایک
رنک لاتی سے نیا شام و سحر ایک نہ ایک
آہی نکلیں گے کبھی شمس و قمر ایک ایک
وہ جو جاتے ہیں لو انا ہی ابد ہر ایک نہ ایک
شدنی دو طرح پر ہے ضرر ایک ایک
وہ میں اس ہمت ترپتے لو او ورنہ ایک ایک
یا القی میری لئے جلد حجب ایک نہ ایک
آہی نکلیگا کوئی راہ گذر ایک نہ ایک

ان حسینوں سے نہایت رویہ شہسار ای افوج
جان ہی لیگا کوئی با لے شراک نہ ایک

رویف کاف فارسی

بحر مل مہمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

قیس و اہل قلی نہ ٹھہریں کبھی پانگ میں ٹہنگ
میں ہم لہجہ داؤد کی اہنگ میں ٹہنگ
فلک سفلہ برے ہیں تیری نیرنگ میں ٹہنگ
خونی و تر دو بالا ہی جو ہون سنگ میں ٹہنگ
کتے دلچسپ ہیں قاتل تیری چوڑک میں ٹہنگ

عشق بازی کے دم میں اپنے دل تنگ میں ٹہنگ
یہ سے لغز سے نہ کہو فکر دل فولا دیو موم
شاو رکھتا ہنہیں دو دن کبھی خد بد و نکو
دل میں بہادے نہ مہر و وفا کو اسے ثبت
ساتھ ہر ضعیف بارو کے جگر تھامد کھت

اک بچہ جانے سے پیدا ہے بناوٹ کیا کیا دل میں جھڑپیں اور ہی تجھ الیسا می ہم ہی رہیں کہ کریں چسکے ساتھ لیل	کچھ لوگ کہتے ہیں سنگا تیری جنگیں جنگ آج اس بخودی بادہ گلنگ میں جنگ نکلے اوس بت سے صفای کا کشتی رنگ
---	--

ہو طرح کوئی مقصد کہ مسجع اسے اور ج ریتے ریتے کی نزلے میں ہر رنگیں رنگ	
--	--

بحسب قول من محمد و ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

بانا م محفل میں تیری فقیر نے خود کار رنگ نامہ اعمال فعل بد سے کیوں عیار رنگ مرحبا بان کہ کھیا سے قلب بکرتبار رنگ برہم بدلی ہو اسی ساعیا الیسی تو دے صاف ظاہر ہے جس کے خون گناہ پاک اثر مقتسم بھی ہیں نہ کیوں نہ محبت و لدا کو تو کچھ کھود و رد دل مکتا ششی تپ و رتور ایراو شے ہیں مائے مندی سیر گلشن کیجے ایک عالم کہ کیا بسیر لگا ہو نہیں سبہ میں ہے اوس شوخ کو مضمون رنگیں چشم تر لال میں اپنی زبان شہج نزاکت کیا کریں کی نہ پسندیں شوخ محفل میں سرسراہی بات موسم بارش ہی گلشن کی پھول کھانے سے پہل چوڑی کھڑکیا و پناہ اوت کا منہ رینا	فقیر فقری سے پکاتا ہے دم اقتدار رنگ خون سے جیسے رنگے و تپ باز او خوار رنگ ہجرت میں کھیل گئے اپنے دیدہ خوبا رنگ آج ہیجان میں ہی لائیں کوئی دوجار رنگ کہ گناہ ہے سرخ آفتاب یار و سیر خوار رنگ سے روڑ لائے نہ پہر کچھ چرخ کو قرار رنگ لاکھ دکھانا ہی اک بل میں تیرا بار رنگ یہ قیامت آج ہو جوڑا کوئی گلزار رنگ اسے شب وقت بسا بجا چہ فانی تو ہی سدا کی کو غول سے چون مظار رنگ ہے سرور است اوس کھنہ پا کو خا کا بار رنگ یوں نہانے میں کیسا گنبد رنگار رنگ سہندی لال لاکھا جا جو نہیں گلزار رنگ ہم بسیل کی خدرا انوشے ہی گلزار رنگ
---	--

<p>حالب پیدای دنیا نہ عقبے اسنوار ناتوانی مجھ پہستی ہرین اپنے حال پر خون نابھت ہر شفق اسکو نہ قاتل جانو بد قماشو لگانہ ہو محتاج کر سہ کو سو حنت واعظ انسان عنیق رنگ و حسرت چاہئے</p>	<p>یہاں دے نہایت زانو قاتل و رودلوار رنگ عین ان کا اندو لایا ہے جسم زار رنگ تیسے کشتی کی وہی چادر ہر ہنگار رنگ ہوں غلامو نہی ہی اسے غوریدر و چار رنگ فابدہ جونے یہاں سے جیتہ و دستار رنگ</p>
--	--

آج کی رنگینی مضمون سے کلون انجمن
 پر ہے ہر شعر لطافت خبر میں ای بار رنگ

بحر دیگر

<p>پر زے ای دست بخون ہو دامن کسا ترک ای صنم ہر خدا آہج کے کیمیا ترک کل ہر رہن جام مٹی ہی جیہ دوستا ترک منہ پسارے ہی ہمارا زخم دامن دار ترک لوک کی لیتی ہی صحر میں زبان خار ترک آج کو میں بند ہوئے تہن روزن دیوار ترک ایک ہی پہونچانہ اونکی طرہ دستار ترک ہریان کہانے نہ میری مرغ آتشخوار ترک نام کو باقی نہیں اب ہی نشان خار ترک شیخ پہونچا درسد سے خانہ بخت ار ترک</p>	<p>کیا اگر حبیب و گریبان کا پہونچتا ترک و تو نظام ہر چلے سب موت کے آثار ترک شیخ جی پہونچین تو صحت میں کسی بخوار ترک کیسے کیا قاتل تری تلوار کے پہل کا مزہ تیری دیوانی سی خود شاوہ ہی کٹکلی ہوئے بد گمان اس مرتبہ ہمسے ہی وہ پردہ نشین کو کلام فصل گل میں غنچہ دل ایمنون ایک میں وہ سوختہ جان ہوں گرد عورت گرد دیکھتے تھے حیف جن باغ میں ہم پہونچو کی دہر کس قدر دلکش ہی تو ہوئی شراب لالہ فام</p>
--	--

لسے دلو خواہش طوبے ایوخت رسا
 بیت ابرو سے ہوا و عارض رنگین کا عشق
 پہر سو پست کی خریداری تمہارے سامنے
 پانی پانی ہو گئی تو بہ کہاں وہ آب و تاب
 ہاتھ ہی قبضہ ہی ایو صفاک چوین گے ضرور

ہم کو ہونچا دے بساں فکری سایہ
 مشق شعلیق سے ہونچو چھٹ گلو
 دیکھو چکر ہمت شہ مصر کی بازار
 اونکے دان تو نے ملا دیکھے در شہر
 کھا کے سو منہ کے ہونچا ہی ترقی تلوار

بند کر بیٹھے وہ راہ آشنائی ہے اوج
 اب تو مدت سے نہیں آتا خیال یا رتاک

بھر دیگر

مرغیں فقر تیرا میا کرے دمنو کا شہر کتبک
 حکومت و حسن زور و زور پر تیرا یہ دار و مدار کتبک
 کیا جو عرض و سنے وقت نصرت کو گویں بقدر کتبک
 ناز فریق وطن کا شکوہ خیال احباب و اقربا کب
 بنائے باقیں بساں کو چل کہ روز کی کل سی جی ہو پیکل
 سنے جو صید افگنی کے شہر تو ہاتھ پر مرغ دلو لیکے
 چلی ہو وہ مصر حواث کہ بس سچو ان ہی غنچہ دل
 جو غم دلی بقراری زبان پہ آف سیل چشم جارے
 پہن لو گنگ کوئی جو ز فریق جوین کے ہونو کوڑا

اجل کی اب راہ دیکھتا ہی رہتیر انتظار
 شراب نخوت کا کیلتے ہیں رہیگا سترین ہمارا
 پیسے کے فریاد پر ملینے تو بول و سہاں کیا
 غلامی بجائے ہمیں کہیگا گندا غریب لیا
 یہ جو بڑے فقر و کالی اری جل کر کوئی اعتبار
 دے تہیں یہاں پر خلائو بجائے ہو کافور
 اسنچ او جڑی ہوئے چمن ہیں اتنی آئے کہاں
 ستم ہو سواری پر ہا می رہینگے یہ تین چار
 چلو نہ میلی میں دن تھوڑا رہو کچھ سنگار

ہمیں دیکھا تنگے یا متھریہ رنگ لیل و نہار کتبک
 ہنس نہ خوشی کی ہوں چار باتیں کہ لیس تہا کتبک
 کسی سینہ پہ یاد کو میں کون کا موگا او ہمار کتبک
 اس چہ مشتاق یک نظر کو کہو گے میدوار کتبک
 عیش و عشق یہ تو سب نہ ہو گا پھر آشکار کتبک
 کہو تو اس حسن عارضی کے بتو سب کی بہار کتبک
 او نہیں کیا اس اہیت سراسر بسا میں کچھ مزار کتبک
 وہ خاکسار و اپنی دہلیں رکھینگے آخر غبار کتبک

وہ جسے بگڑ ہو میں کس خطا پر ہوا کہ لکھیں لکھتو رہ
 ویشی کہ وہ دیکھ کر تو میں کہی تو آپس میں ملک میں
 ملائی سب علم اس زور میں کہو تو چھائی کو یوں کو میر
 اٹھائے لٹو دیکھ کر دیکھو سیکان حاصل تو بدعا ہو
 ہو جو خوشی را تو وہ کہی ہی جیلو جو پیر چاچن کو ملک کی سیلو
 بنا و صورت نہ رو کی پیک کی کسی کا خوش کرو جے
 جہاں کہ سب کرم و کمال لکے گیا یہ خدا ہی جانے
 سب اور یہ قصاصات کہ ہیں کسی بربادیاں تو دیکھیں

کیا جو عویش و عاشقی میں کچھ اوج آگے سے بڑھ چلے ہو
 خدای جانے تمہارے سپر رہیگا چن سوار کتبک

بحر دیگر

جہم جائے اپنا بھی کہیں پروردگار رنگ
 دستار شیخ جی کی بھی آج امی نگار رنگ
 حرا صفت رقت سے بدلے ہزار رنگ
 لایا ہی سپر کچھ اپنا دل داغدار رنگ
 آگے میرے ہزار نے بدلے ہزار رنگ
 سجادہ اپنا سے تو امی باوقار رنگ
 اوس مہر کا لباس سی ہو ہو کے پار رنگ
 لائے ہیں گل سی بڑھ کے صنم کے غدار رنگ

ایک دم میں ہوں نہ مانہ بدلتا ہزار رنگ
 ہم پر تو چکا میری جان کتنی بار رنگ
 محفل میں شب جو بندہ ایک بار رنگ
 کیونکہ نہ کہیے فصل بہار عنقریب ہے
 ہوس نہ اپنے نالہ پرورد کے ہوئے
 فصل بہار میں بھی جو نہ بدنی نہ پے
 کیا کیا نہ اپنی سب کو دیکھتا ہے شوخیان
 حسن ووجام بادہ گل رنگ دیکھئے

<p>ہر فصل کی یہ ہمہ تھا فتنے جنون کے ہیں لکھا ہوئے جواکس و آب و ہوا و خاک حیرت ہو سکی سرخی سے پرویجے مثال پہر اور کیا نزاکت جانان کرین رستم اور کر فلک پہ پہونچا ہو کس خاکسار کا</p>	<p>لکھو و نکلے خوشے دشت میں ہر نکلے ان چار رنگتوں نے دیکھائے ہزار اونکے لبوں سے نکل کا ہو شہر ہندی کا جیسے اونکی کعبہ پاکو ہار بنکر شفق جو آج ہو لا یا غضب اراد</p>
--	---

<p>اسے اوج اوستے آنکہہ نہیں ہم سے پیر لے ہے یہ دیکھائے گر دوش لیل و نہار رنگ</p>	
---	--

<p>بحر لثمن محسن و ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن</p>	
--	--

<p>لوں کہتا ہو جاتی ہے صحبت بعد مرگ مگر دنیا یہاں رہ کر قیامت بعد مرگ طمعہ حب علی سے داخل جنت ہوئے دولت کو نہیں ہے بیشک ولای اہلبیت عجب تک پہی عین موقع سے چو چاہو و بچو یقیناً سے شب فرقت کی گواہی نہ دیند ہمارے چار و کھانہ خیر نام ہونے سے بخیر بہت دھت ہو کر لے لیت ہیں کچھ کا خیر یقیناً جو شکر تک بیتانے کے سبب</p>	<p>ساتھ ہی اپنے سدا مار اور فرق چین یا پائے جیتے جی نہ رہیں پریشان حال کی نوبت دانی آبرو دنیا میں اسید شفاعت ہم انکا نہیں بہ عیادت چین سے سو لینگے تاج قیامت ان مگر اوسے جو آری تیری دست کام لےنے کی نہیں غافل یہ دولت لرزہ قائم رہے مابین حرب و</p>
---	--

<p>گوئی دم مسدود رہتی ہی پہلا راہ عدم فصل گل آئی سین لہ فیض و زنا ہوں کہیں یقیناری سے لحدین مروت تڑپا کیے مالع تعلیم یا رہا سا ہوا محبوب ہوں یاد ہی رکھنا خدا شاہرہ ششیرین ہمیں</p>	<p>کیا چلے جاتے ہیں سب نوبت نوبت بعد مرگ گوشہ مرقہ سے لے نکلے نہ وحشت بعد مرگ جب شب فقر کی یاد آئی ادیت بعد مرگ بن گیا چانی کا پتہ ترنگ تربت بعد مرگ پہر اوٹھا دیگا تیرا جوش محبت بعد مرگ</p>
---	---

یہ بد اعمالی کا باعث ہے حقیقت میں جو اوج
منہ چپا کر لے چلے مت کو ندامت بعد مرگ

روین لاہم

بحر مل مٹن مجنون مقصود ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p>آگے تو بھی تو اوٹھا کلبہ انہر انہین پھول باغبان دیکھ لے گلشن سے چلے خالی ہاتھ پہر وہی فصل خزان ہو غیغی گل بین نہ ہمار ہو گئی او کی پسینہ سے دو بالا خوشبو وہ گل اندام رہا شب بکھر جو صرف تقریر ساقیا ایسی بلا دی کہ سطر بودہ ساغ فاتحہ کسا کمان شمع ہو چپا در کسی نغمہ پرواز می مرغ خوش الحان سنئے باغین دست نگارین سے کرد گل چینی وحشت دل ہی کتنی ہی کہ چیل سحر کو</p>	<p>ای پری ہیں تیری دیوانہ کے زندانین پھول لے شریب میں رکھتے ہیں نہ دامانین پھول عیش دور روزہ پہ بلب لب گستاخین پھول رکھ لے توڑ کے اونے جو گریباغین پھول ہر طرف خوب لے صحبت جاناغین پھول اج بہر کے تو لا صحبت زندانین پھول دو ہی لایا نہ کوئی گور غریباغین پھول فصل گل آئی ہی جو بن پگستاخین پھول لوگ دیکھیں تو ہلا پنجہ مر جاغین پھول میں گل ہی کلبہ وحشت و بیباغین پھول</p>
--	--

ہوئے ایسے نہ کسی روضہ صواہرین بھول

بحسب دل میں مجھوں مقصود فاعلان فاعلان فاعلان

ایک ایون نہ کسی ہے ہونہاں بار کی شکل بے کمین اگر بھون ہے تیرے ہاکی شکل خوج کا حکم حاصل ہو رہا پی ہا رب کاہش عینے اگر زار و بون ہوتا لیکن ایفلاک خاکین گواں بے شک و ملک چھوٹے غیب سے نوم میں اوپر ہر مرتبہ گرم کلائی ہی کھانا ہے اوپر ابہ کان یا ترسیر رشدہ سچہ نہیں ہے اوٹھائی گردش	خواہیں ہی نظر آئی نہیں دلدار کی شکل تیرے فرقت کے بنا بااوسے آزار کی شکل کوئی نیکو تو مجھ آفت کے گرفتار کی شکل عینے کے آنکھ میں کسکا ہی کیا حسرت کی شکل سہ پہر اوچو کیسے ہی بدت ہی ہوتا کی شکل سنگوں چپ فقط اک سہ پہر گنگا کی شکل کیسی جبرت سے ہن بکتے درو دیوان کی شکل جانہ ہرنی جو گلے گرب کے زنا کی شکل
--	--

آج تو اوقن نے بھی خوب اوڑنی سلاہ

جھوٹے آئے میں بھانہ ہے سسٹار کی شکل

بحسب دل میں مجھوں

کس پر کیا عشق ہے ایجان بھڑا جکل میں بھیری حب سے غفلت پرورد آجکل جوش گرہ پرین اپنے دیدہ ترا جکل میسے چھپے دتہ دھوکری پڑا درد و فراق کیا عجب گر فانی فتنہ میں اپنے پہرین	رات دن اک جہنم ہوتا رہتا ہے کیا دیکھائے دیکھئے اپنا مست یہ یقین اونٹے کوئی طوفان کسکے چھلو سے جدا ہونا ہے وہقتہ میں رہے چہری کے
--	---

<p>اک چکر مراد و سبکی من کیا گیا اہنام فونے لے بتا ہے دل کیا دیکھا مایے اثر پہ پہلوی ہو جو مجھ پر خج کہ فارینے ایسے جفا پر ہے بنیاد و دون سب کر مسلح ہاتھوں کچھ اونکے دامن شاید مے گشت بار کی آہستہ برداری کی غایت ہی میں</p>	<p>روز چرتے میں زمان پر تیغ و خنجر آجکل میری صورت وہ تپا دیتے ہیں کش آجکل رشتہ سیلاب ہوندا ہے میں مہم آجکل صم ساؤنہ چپ جانیت کے دکرا آجکل مانہ پر شوق آتے ہیں برابر آجکل اتوبہم بھی ہیں صورت سکند آجکل</p>
--	---

فضل گل یہ نقص تو بہ کرہ گنی ہے ہوں
 اور جلی لو خیکے قسم ساغر کے ساغر آجکل

بکسر دل مہن محمد منظور

<p>یاد رکھئے پہلو میں ہوتا ہے میرا آجکل نامہ بر اپنا جو پب کیوں کہ کھو تر آجکل حسیوں پر مے تلاوت سب میرا آجکل او نکی نری جزاکت میں روز افزونی شکل کیوں جگرتے ہو پہلو کیا مہ حسینو نکالے قتل غلط میں اب تک جو بکا ہر نامی ہر شرط عندیہ جان کس کو ہے ایسا صاحب کوئی فدا تو ہو ہوں تب فرقت سے لایسا کہ کھو کھو کھو مے پر ہے ہر سو الموند یہ خیال نرا عشق قاتل و لہار ہوں من ناتوان</p>	<p>طالب بہ ہر اس پر اپنا ہے یاد آجکل منظر بگتے ت دلتے ہیں پروہ آجکل ہم بھی رکھ لیں مسکرا جانی پہ آجکل خار مے زیر قدم جو لو کا بستر آجکل ڈھونڈ می لینے کو یہ سرب بہنرا آجکل ابرو دیکھ کے نیچے دیکھو تو لشکر آجکل خود سہیلی پر ہے ہر تپ میں یہ سہیل دوست کیا دشمن ہی رو بہت میں کش آجکل فاسخ مرتد پڑھنے میں اگر آجکل جلیے ہر عیا شاخ صنوبر آجکل</p>
--	--

ہین کے متبع زبان کی خوب جہد سر آجکل
بابہ احسان ہی بہل کا میری - سر پہ آجکل

اور گزشتہ رو کیے قبضہ میں رکھے مہربان
اسکے ہاتھوں پاؤں پہیلا کر تو سوئی قبر میں

فرط غم سے اب یہ نقشہ ہی نہ چھاپنے کے اس پر
 اوج کو دیکھا نہیں تھا یہ کہ دلیر آجکل

اوکے اندر اپنی عاشق و خدیوہ سے پہول
 مخنچ کر دیکر دیکھا۔ پتہ نہ پڑا۔ سب پہول
 یکتا۔ تھے باغ و دیوار۔ شہنشاہ کے پہول
 میر و مہاراجہ گریہ کر رہے تھے۔ پہول
 میٹھی تھیں۔ پہول جو تار۔ پتہ نہ پڑا۔ پہول
 نیکستین میں امیر التاج سے پہول
 باغ و مہاراجہ گریہ کر رہے تھے۔ پہول
 بیعتین حضور اور مہاراجہ سے پہول
 اوٹھ کر تین آج میری اور تیرے پہول
 اوٹھ کر سورج میں تیرے پہول
 آگے تین اپنی آگ کے پہول
 دو ہی تو باغ و دیوار۔ پہول
 کہلاتے ہیں میر و مہاراجہ۔ پہول

صدقہ اور تارسی بزم میں جو تیرے سر پہول
 ہر سو ہو واہ واہ ذرا لب تو کہو لیئے
 شہر سے نہ اؤ کی عارض نگین کے روبرو
 مہی کا اؤ کی بزم خبا نہیں باجورنگ
 اوس شاہ حسن لئے لیا ہر فردی خراج
 ہر صبح سر دہنوں کا ہر شغل اسلئے
 اہم جو تیرے عارض نگین کے روبرو
 اک روز چلے باغ میں گیندہ تو کیلئے
 جس شک گل کے نازا وہاتا تھا میں شید
 ہمراہ فصل گل کے خزان ہی ہر عذاب
 بیشک بہا بل غم خون میں سوختہ جگر
 و اماں مجیب دیکھو فانی ہیں باغبان
 گلزار وہ ہیں شمع نوبہا رہون

ای اوج اور اس کے آئنے کو تو کدیر سے پہول

مدولین میسم

بحر مل شمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

<p>باز بانگور ہتی مارگ ترو نام سے کام ذکور اجتہوت ہتی رات کو ازام سے کام نے مجھے کفر سے مطلب نہ ہی اسلام سے کام چور دو عاشق بید کو چلو کام سے کام مطلب آغاز سے ہی کیا ہمیں انجام سے کام ہم ہوئے غیر تو ہر نامہ و پیغام سے کام ہو کو صبا و قفس سے ہی کچھ دام سے کام طوف کبہ تونہ مقصود نہ احرام سے کام میکشون کو لہر و جام سے ہی کفام سے کام زلہ شرب کو ہی کیا دولت اسلام سے کام رنج کتے ہیں کہ ہی کو سرشام سے کام واکو موہو شربت رب ذوالاکرام سے کام</p>	<p>عید راضی کو نہیں بخش و انعام سے کام دلو جت کپڑا اوس بلیکام سے کام لڑا و عجب یونین اک بہت لاندہب کا دل تو را تہہ آچکا بقل سے کیا حاصل ہی ہو کسے نار جنم سے ڈر اتنا و اعظ کہیوا درویشی سے ہی رسم کماہت فاصدہ صبا اک زلف کا خور کا ہونین گرفتار اجل روز ہم کہ کے لہر قاتری ہویت ہیں خم و خمنا نہ سلامت رہی ہو پوری ساسے دل خشی خود بی بین اب سہرے پورا و اعظ کہ کے جائیکو تو عروہ نہ سحر ادب سے چاہیے احمد و حیدر گشتا ہر زبان</p>
---	---

اور رور و فانیات یہ نصیحت سن لے

اوج کر پختہ بہبودی انجام سے کام

بحر مل شمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بدرم خون شد مجروح بتیری دایم

ای سوئی لالہ نظر کن ہا نظیر سے دور

<p>تہا مہم قدرتوان رفت بچہ بازو دل تیرے گنجش صید شود ممکن نیست صومیس نہ احد اگو تبہ دستا میاو آئے فلک برہ و خورشید چہ باری کس میست و شوار اگر پشت و تابی فلک</p>	<p>کہ چو پروانہ نہ پروای صفت کردار و تعین حیف چہ بچہ حقیقت نہ انکہ مانیزد و رین مصطفیٰ پرست بعین کہ ماہسم بقل بد پرست آہے تو انا چہ غنم چون تو طرب</p>
--	--

<p>چہ شکایت اگر م طاعت خود کاری میست آوج شکستہ کہ توکل بہت برے طریم</p>
--

بحقیقت مستغنی و لم فعل فعل فعل فعل فعل فعل فعل

<p>میں ہیں لایے کی شوخو کو و لا مقرر مٹا نکل کے من شیم گلشن وطن کو پر کرنا کرینگے تو یہ اس عاشقی سے کہیں نہ دل پہر گنا یہ عہد صاب کے گرب کیا تاکہ پر نہ صورت و کما نسیم کے ہنرے کو اک نیا دل کا ایسے ہر روز لائیں یہاں برو چشم کا یہ ایا منون و عشوہ و کما یہ راز افشاخوی شکل کھانا تک پوچھا ایتھا و دوائی کو جام حکونہ منہ کسکو لگائیں لیکے کو تقدیر کے جلا کیا سرشک خوئے کھلین گئے ہن فخر آرزو کے انہیں کھلا</p>	<p>گلو نشی سینہ کی فصل گلہین کوئی نیا گلا سوئے جو آوارہ محبت تو کوہ و جہاں لایا یہ لطف است او خدا کسی سے جوابی باری بچہ بیان نواکشان رخ کا ما جوابی تو صفحہ کیا یہاں چہ جو تو دل بچہ مصیبت سخت مشکل یہ قول ہی باری کے لہو کا جہاں لایا عینی کا معجزہ کیا یہ پیر و مریدم دل جو کسی پر ضرور مال یہ راز بکریہ بچہ ہو تو کین ہی کے غم لاد نہ خبر سبھی کہ جو کجا جو زمین بچہ تو یہ بچہ سری من چلو گلو کے کیا جواشا ہی راز چو</p>
---	--

بست دیدہ من سے یکم زانو و ششنام سخت پائے
پہلے آج پہلے ہی کون نہ سمجھے کہ اکون نہ کی کیا ہے

بحسب مفسر معنی ازبیر کوفہ و مخدوم و مغول و ملا و غلام و غلام

دل دیکے آشنا ہوئے رنج و الم سے ہم
پھوٹے نہ ایکدم کہیں اندوہ و غم سے ہم
لب کے بھی چلینگے زبانت کو پر ضرور
ایحق و حبادل ویران کے مہمان
چو زین ابد جسد پہ کیون شیخ کوئی دوست
ہاں ایفلک بس اب بدستیر آہ سو
سینہ زنی بے گل علم مذاہ سے
خلوت جو اپنی بے مل محرو بنے رات دن
جفا وہ چاہے خواں کرم سے عطا کرے
لیا حال ناز و دور و جدائی و رسم کرین
اب وہ مل شکستہ ہمارے غمگسار
واغظ جنانہ ناز و جہنم کی گریبان
ہم دونو ایک شکل گرفتاری سے
ایہ ترک متوق کرگ میں چین ایکدم کھان

خفت و غم زانگہ تیری قلوب ہم سے ہم
کیون آئے تھے پس کرے لک مہم سے ہم
پلے جو لو کی مرتبہ بہت صدم سے ہم
آباد ہو گئے نہ کینہ من قدم سے ہم
رکھتے ہیں کیا عرض سر سے باغ اہم سے ہم
تنگ لے ہیں بہت تیری جو رسم سے ہم
جانی میں ہر صدم بہ حادہ و شتم سے ہم
سیر جاگتی کرے میں ہی غم سے ہم
کارہ میں ابے موس طلب عشق کم سے ہم
لاغر و بزمین اہو زبان فلم سے ہم
آگے بے مسکویا تے مار و زخم سے ہم
طوفان او بھائیٹے جو جس شتم سے ہم
غیر و لیتے و دھستے کہیں اور شتم سے ہم
جنگل قمار میں ہر شتم سے ہم

کم بے خوشکردہ نوازی ادا کر بن

بغیم میں ہوا درج خدایکے کرم سے ہم

رویت لون

بحر مل شمن مجزون مقصور ارکان و علائق فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p>غیرت ابر مرے دیدہ تر ہوئے ہیں پانی پانی در و ندان سے ہوئے ہیں شعلہ زن سپید نسوزا لہے شمر ہوئے ہیں گل اگر خار تو یا قوت حجب ہوئے ہیں فصل گل آئی ہرے زخم جگر ہوئے ہیں بی وفا ایسے ہی دنیا میں بشر ہوئے ہیں آبے ملیں میگر جامی شمر ہوئے ہیں تیغ و خنجر او نہیں منظور نظر ہوئے ہیں نیش زن نالہ مرغان بھر ہوئے ہیں خوار و بقیہ دست یاب زار ہوئے ہیں نوحہ ہا ہی جو نفس میں کہیں پر ہوئے ہیں</p>	<p>غم و اندوہ کے سر سبز شجر ہوئے ہیں رج جگام کی خجل شمش و قمر ہوئے ہیں جھک کر ڈر ہو کہ کہیں پہنک ندین جنگ کو کوہ و صحرا میں مرے خون کف پاکے بہب ساقیا بادہ کلنگ سے کر دے سرشار استاد جادہ الفت سے نہ پایا تجھ کو واغ سینہ کے توکل میں شجر الفت کے قتل عشاق کا ہی قصد خدا خیر کرے موسم گل ہی میرے زخم جگر پر صیاد ہوس و حرص سے بہتر ہی فاعلت ایدل بدگمان ہی میری جانب سے یہ ظالم صیاد</p>
--	--

کسر دین سبکی یہ دنیا ہی دنی ہی اوج
ہیخبر خود میں جو لوگ اس سے خبر ہوئے ہیں

بحر ہنر شمن سالم ارکان مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین

<p>وہ اندر زبون ہو سپا یل پیدا حیران ہیں کچی تصویر جاناں مانی و ہزار حیران ہیں ہمارے حتم ہی کیا مرضی صیا حیران ہیں</p>	<p>رقیب و ناکو کیا محفل میں اوسنے یاد حیران ہیں مشی صورت نگری گو تہی پیری اوستاد حیران ہیں قتضی ہوں تقدیر کو یا کرے آزاد حیران ہیں</p>
--	--

<p> بارے سخت جالی برا و دریا حیران میں تم ہی ابتدائی عشق کا نام ہے مستفسر یہاں تالیں حضور عاشقی پر حکم قتل و سنہ غضب سے میرے ترک و نشہ توالی نہ کر بیٹھ سے دوائے پریں کا دشت میں جیسو سنا شہر حوض غم کو گر شیران سے نکلا لاک کا شعلہ اوجاڑ ہی گیا گلشن سے میرا آشیان ظالم جواب صاف یا کچھ پیام وصل لا یا ہے ہوا پر انداز و خوش جنوں فصل بھار آلی </p>	<p> ایک رسم اپ رہی جو سحر و لاؤ حیران میں تمام شرم سے کیا ہو بیان رو داؤ حیران میں کھون کیا میری حبیب میری خود آواز حیران میں عیون سکا کر کے کیا بانے بید حیران میں ہوا مجھ کو سودا و اتق و قمر ماجو حیران میں میری آتش فراہی و کسک فدا و حیران میں سدا ہم جو رکھیں سے ہی رہا حیران میں ہوا قاصد ہمارے حتمین کیا ارشاد حیران میں خیال سلسلہ بندی ہر سب حیران میں </p>
---	---

الم بے آواز اپنا دن بدن بربت ہی جاتا ہے

نہیں معلوم درد و غم کی کچھ تعداد حیران میں

بحسب مقارب اعراس کان فعل فاعل فعل فعل فعل فعل فعل

<p> بات بنا مانتین کھانا کیونکہ کمون ترویر نہیں دلیں مگر وہ گھاؤ ہے کاری جسکی کوئی تائیر نہیں خط غدارین روکتا ہی قرآن بالانقیس نہیں یوں تو کسی عاشق کی جہان میں سچ کی کچھ تو حیر نہیں ہنسکے کھا کیا بجا ہی غافل اسی تری تقدیر نہیں بام فلک کو چھوکتا لیکن آہ میں کچھ تائیر نہیں کسکو کون خط لکھنا لکھائی مگر حیر نہیں </p>	<p> سے تو کچھ غیر سے لٹا پونچھو تو میری تعمیر نہیں یوں تو لٹا ہر سینہ پر بار و زخم نشان و تیر نہیں لہر دیکھ تو مصحف سو کوئی ہی کچھ نہیں دست خواری گوہر نان میں جا ہی کسی کے کان نہیں مینے کہا کہ رحم ہی قاتل وصل و اکدن ہم ہی ہون غفل وہ جلا یا بہر جو ممکن ہو کر گری پنے میں لکھنا جن سے ہمیشہ ہی تھے شمال میں ہمارا نام کے قال </p>
--	---

اپنی توہمت تاب بنوئی چکی نئی سحر میں کی
ہے یسین اس خواب بوئی عیاجل میں

اوج اوٹھو بھی نکلو بلا سے جلد ملو اس وقت سے

کاپلی اسی نام خدا ہے ہو تو جوان کو یہ پسین

بیٹی ہو عشق زلف گر گلب راونین دیگر
شکر سے عروس زندہ میں لائے شریع
دریغ سے زلف سے عشق سے قدم
پہا لے نہیں ہیں وہ ایک پہ پہو لے میں جوتے
ہوں خود میں او سے سلسلہ زلف کا اسیر
بیشک ہوا ہے خون سی عاشق کاپلی بوز
ہوئے تیرے تیرے دل خنکان خاک

ایسے اوج و رنگ اس کے رسائی ہو کس طرح
یہ پھان و تپام صورت تصور بر راونین

بجھ سہج منقبض کران مفاعیل مفاعیل مفاعیل

جھکے جو کچھ چون آہ گرم سنو زسراق بلین
تختہ گل کھلا ہے یار اس دل داغدارین
بائمن چارون رہے ہم نہ کبھی عیارین
سنو زسراق و نسیم ہو تھا اس دل تھڑپڑ
دانتوں سے اس کے بید کر لاکے ملائے ہو
پونچھیں وہ میسر حال قلم سدا تو بھی بہرہ

گک و طی آگ بید کر چرخ شمشاد
دیکھو تو پیار سے یہ بجا ہوگی نہ لالہ
کیا کیا نہ دربد چھپ کے گردش زدگار
مر کے بھی عین کب لا اپنی تین فرار
دیکھیں کھان مہر چمک گوہر آبدار
کیتھ تین کیو روز و شب آپ کے انتظار

یہ ہے چہ بلی وواہرت و سل کے سوا
سٹہ ہر ازہ بوین ہشتین ہسرت ہسرتین
وشتین روون میں ان گرتہ شومون ہسرت
اوسکا کلہ کرین تو کیا تو نے جو کچھ تہ کیا
وکلہ ہمارے ایسے قریب کند زلف کر
پا نے جو رولہ ہارین نہ کوئی ہو بہ ستلا
تھوڑی سی شب سے میرے جان سو وچہ چکر ہار
تاصحا کیا ہے کہہ رامہ پہ عجیب بل پڑا
اب حیات گریا پا نے خضر کی عم کیا
بھلو میں نقد دل لئے کر کے تلاش تھا گئے
اب بھی تو یہ روان روان ہنس کے بکولہ و شان
کر دین بل جو حسیاب فغی زلف لا جو با

سنی طبیب کر لکھا در و سر و بخار میں
مشک خشتن ہوش گریں جا کے چہا پار میں
فیض حجاب مگر دیدے اشکبار میں
یہ غرض ایک ہو فاسو میں کہوں خوار میں
اس سے بڑھ کے سحر لطف کسی شکار میں
بعد قنایہ و کلہا سنگ سر فرار میں
پیارے نشلی انکھیاں نکسے ہر من ہمار میں
دل سے کیسے جا چھنسا کا کل ہدیار میں
شیخ سے لطف ایت کا بادہ خوشگوار میں
جنت و فاجو ہو تو لیے جا کے کسی دیار میں
گردش بخت سے عیان صاف ہے غبار میں
دیکھ بھلا کے پیچ و تاب کب کسینے ہار میں

اوج کلام مختصر کہہ دینکہ ہو جمع پیشتر
اپنی ہی جیب میں نہیں سیر طبع کے انتشار میں

بھی مضارع احزاب ارکان آن مفعول علان مفعول فاعل سلاتن

خاک سے لے زلف شبکوں جسدن سوار میں
یہ نہ خستگان تربت دیتے جو کیا میں
شطہ اسرو دل بد آگے جو کچھ بدی ہو
نہایت قدر دینے بھالیں وندان لہر اپنے

ہم پیچ و تاب کھا کھا سیر ویدیا سے میں
بالین پہ گویا اوسکے رور و کار میں
جو پیچ میں وہ کسب است کو اپنے میں
احسن و کسب ہم اکثر حد و اواسے میں

وعدہ کا آپ نے کیا ٹکریاں یقین ہو کر چہ

اے آج منہ پٹہ بنا کیسے غنیمت کے

میرہ وہ بلا سے بدین جو ہمارا تار سے تہمین

بسم الله الرحمن الرحيم

ہے کائنات گلشن چکیدہ گلرو و نخلتے زمین
 بہم غنیمت سرسبزیدم وہ کمان ابرو و نخلتے زمین
 کیجا بیٹھ خافل تمام کرو امن قناعت کا
 رقیب و سہ کو بھی ہوا ہے نرم جانان ہر
 پہ جاوید ہے ہر نالہ کہ سپر ہو گزرا ہو گے
 جو دیکھ عاشق بسکوی فراق اویں و غنا کا
 اوٹھا کروغ و رفت مر گیا ہر جوتیرہ عاشق
 و لا لہ انتہ زلف پر شکن کیے سچ والی پر
 چہ کا دیے بادہ گلگون سج و کجید آج ایسا
 وہ جہنم ہاں سید اقلنی ہوئے زمین حشر
 مقام انقلاب قلبی ہے چہ صحبت جانان
 اب درو گلو کسیر کامل ہذا ایفلک کہو
 کیا تیغ نہائی غنیمت کو ٹکریے جگر شاید
 ہا باقی نقد اکاں دگر نقشین میں مجنون
 او کھتہ پند کہ اتھیر سجا سیر و لعل

تو وارفتو تیکے ہم کس کس میں ہر
ہمارا ناکہ ہم تو زکریا کو نکلتے
ابھی گنجینہ قارون تہ زانو نکلتے
پیام مرگ بھی لو مور کے بازو نکلتے
ہم اب سامنے گلین ہرنگ اب نکلتے
جگہ کی قبروں کے نالہ کو کو نکلتے
شوالہ کے ایک قبر کے سر نکلتے
یعین کو زہر کو دشمنیں ہو نکلتے
یت سے موت کی کو نکلتے قارون
ہما وج فلک سے نکلتے اتر نکلتے
مسلمان کفر سے نکلتے گوند نکلتے
ہم اس نام بلا سے نکلتے اوبد نکلتے
مسلسل سخت دل گریتیں جاکے نکلتے
وید ہر ہون کب ہم نکلتے
کوئی دام ہلا سے نکلتے گیسو نکلتے

معدیے کلام اپنا کوئی ایسے اوج کیا سمجھے
یہاں ہر وقت ہر روز کس کو پہنچائیں

بحسب لاشعریں مجذوف کراں علی علان علی علان علی علان

چشمہ آبِ ولایت میں دین پر ہم نہیں
کار ساز تشنہ کامی قطرِ شبنم نہیں
ایسے شبِ وقت سے تکس تو نہیں یا ہم نہیں
اپکے شیریں زبان کی کسکے حقیقتیں سم نہیں
حزنم دلو احتیاجِ بخیر و ہر ہم نہیں
شامِ عزت ہو کوسج حشر سے کچھ ہم نہیں
منصف کو نیکی میں اپنے وقت سے ہم نہیں
کیون ہوا زردہ اجی ہم آپ کے موم نہیں
کھلیں کہوں خستہ ہم کچھ عزت آدم نہیں
اوجہاں جہاں ہوا کوئی ہم نہیں
دہ لال بکچا میں تیکے لبر و ہر ہم نہیں

برقِ خالق سے ہمارے آہ سوزان کم نہیں
بوسیکہا لب سے لشکریں جلِ عیشم نہیں
تو گزرتی رہے یا جیسے گزرتی تھیں خود
جانِ فدائے تین سب سنگِ کلام و لایب
احسب برکتِ کائنات سے فقط یہ اتنا
وصل کی شب بھی رہا کرتا ہے کچھ کا بھی کلا
مرحبا لا کھوں شبِ وقت کی کچھ کا بھی کلا
باندھنی پر بند لگیا کیے روکے لو اب کھلا
تیکے کو جہ سے نہ کر کبھی اٹھیکسی اپنی کلا
اوپر سے پڑھنی جو گریجی اپنی کلا
کیون خود کچھ سے تیکے خلق کو اپنے کلا

جانگذا ہے اوج بیشک پر شلِ حالِ مرثت
ہاں اگر وہ ہر بیان خود ہو تو ہر کچھ ہم نہیں

بمختصر میروں اگر کان آن مفاعیل مفاعیل مفاعیل

ایک ستم ہے اتنا لاسنیں میں نہیں
نیشہ لسی جو بیکو تو مشک چین میں نہیں

اودھ تو رسمِ دل چرخِ عیب میں میں نہیں
بوی جانِ پری زلفِ غب میں میں نہیں

نہ بھی تو ایچھے انکار کے متواستدار
 صبح کو چہ ایسے عاریت سرائے زار
 خواہ اس لائقہ و برق تنویر و دروگداز
 سے طرے عیش بگمان ہر اوچھین
 نہ کیوں ہو جو سو اتنی سے روئے اک عالم
 وہ دن ہو کیسا کہ در پیے نہ مرگ ہو غافل
 سیرت ہر رنگین جس کے روم و شام او نیکے
 مرخص سپکا پو پیچھے وہ حال اگر تصادف
 نگہ تو کر رخ پر نور و زلف جانان پر
 وصال میں ہونہ کیوں نہاں رہے کاکھٹا
 شریک وصال با توں میں تالیے صاحب
 ہزار بار کیا امتحان دل نادان
 خیال وصل میں ایل ترپ رائے عیش
 دیکھا کیے آنکھ نشیون کو کر لیا تحیر

مجھ کو نہ ہونے کی لی سیلہ ال نہیں میں نہیں
 دوام رہنے کی قدرت تیرے کین میں نہیں
 وہ کیا ہے جو میری اس آہ آتشین میں نہیں
 سیو کا چاک تو کچھ حریب و آستین میں نہیں
 کہ اسم غیب کی سعادت تو اس نگین میں نہیں
 وہ کون ترپے اہل جو تیرے کین میں نہیں
 اب دستخوان بھی کھن بھی کھن میں نہیں
 تو کھیندو کچھ آفسوس اپسوس میں نہیں
 کہ واعظ اسے مونسق کفر و دین میں نہیں
 شک نہ تو شک کیا نیش انگبین میں نہیں
 فراق دیدہ کی تشکین چنانچہ میں نہیں
 وقت مہر تو طلق کسی حسین میں نہیں
 فراغت و شوق دوری میں ہوتی میں نہیں
 بتاؤ جسے تو ان چشم سگین میں نہیں

ہر ایرشکر کہ جسے عجب و انکار ہے او ج
 غور و کوسے تو اقوال کترین میں نہیں

جسے نرج سالم ارکان بن مفاعیلین مفاعیلین

یہ لہنی الامان کس کیسے دیکھیں دنیو آہ میں
 تماشا ہر دین کا بدیشہ اور سپند لایے میں

نہیں سپر تیری زلف و تباہی جان کا لہ میں
 نکلوی ہاتھ میں طوق زینت جو دایے میں

<p>بھارتی ہر ناصح دماغ دل جون تم آئیے میں خیال سل بس میں تختے ل کیا مٹے لے میں تھیں پلو سے اوٹھنا تو لو تھر سے اڑے جاؤ بھارتی ہر گل خندان میں چلے سیر گلشن کو او ورتو تادہ پنا و گلزار و سرستی ہے جگ سے پیست ساری درد مندی پسو حاصل الہی تھیہ ہو غم زری عشاق کا ڈر ہے ہندیاں انچکھ پو نہیں یہ سبکتیہ سیر سکی خاک لکھ میں دھویے دست و پا اس تشن کو رتیہ سونج و خود وقت و نہیں جاتیہ کین میں</p>	<p>جنون کے پاؤں کو ہر شجرت میں لگایے میں نقدیر میں دردندان کے سیر اکھائیو لے میں کلیجہ و لونو تھوں کی بھی ہم ہی سبھا میں شجہ پر پار میں شمشاد پر چوں نہ لے میں ایہ وقت ہر سیم میں درد و غم کے آؤ پکار میں یہہ و لونوی از بسے ہر کیوں پاؤں پا میں شباب آغاز ہی قاتل نے ترو پانکھ لے میں بتا لے لار و پھو کہ کپور و درخت و لے میں حباب انکو نہ سمجھو سینہ دریا میں چلے میں ہندیاں گاہ رسم دلبری سے بھولے بھالے میں</p>
---	---

اگرھے قصد چناری چلو اوج اسکے کوچہ میں
اجی ابرو کمان ناوک غزہ سب دیکھے بھالے میں

بحسب لہن مجنون ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

<p>وید جو بان جہان گرکین جوشاق انجیر سیر وید پہ لور کہتے میں اطلاق انجیر کیون نہ ایجان ہوں تیری شہرہ آفاق انجیر وہ کیا تیرے کی خسریر جے چشم بدو ایک لہ کو دیکھائیے میں عجیب لیل و نهار کچھ پہلے ہی و زویدہ کچھ کام اپنا</p>	<p>اک نظر چھو دیکھا دیے مجھے شلاق انجیر مر گیا کہو لکے ظالم تیرا شلاق انجیر چشمت و عشوہ و اندام میں میں طلاق انجیر ساغر شہر حاسد کی ہوں پڑاؤ انجیر ایشہ حسن تیری شہرہ آفاق انجیر جوشش غلط سے کہ شہرہ آفاق انجیر</p>
--	--

<p>ساعری سے ہیں ہوا سحر میں مشتاق اکھین یار رکھتے ہیں تیری صلت یا تو اکھین فرش ہر گام پہ کر دین ابھی شتاق اکھین شوغی و شینگے و عارت میں ہیں شتاق اکھین باتیں گدہ گدہ کے ملائیے وہ وفاق اکھین سہم وید و سپہ ہمار کھین شتاق اکھین عشق کی نزل ول میں میں قرق اکھین</p>	<p>بستی وہ گنج پر پی ناز سے دیکھا جسکو اچھے زلف کا کاٹا نہ ہوا جب دیکھا وہ کھین کلبہ احسن لہ کا تھی تو کھین بدف و ککے لے ابر و قرگان میں نہیں دلکے سے سپہ ویدہ کی صفائی دیکھو نظر لطف اب وہ فرس پر پی کھین کے کے چپکے یہ جان و اتق و قیس و ناز</p>
---	--

نالہ و گریہ سے کیوں ہونہ سو کارے آج

طالب بوسہ میں لب لبید کی مشتاق اکھین

بجھتے فرخندہ ارکان نفاعلین منداثر نفاعلین

<p>کوئی زبان بس آئندہ صفا نہیں ایک دم ہی جان کا دیا کچھ ایسی باتیں شب حال سنم کیا شب برات نہیں چہ میں لوہے کے ایسے غافل نہ نہیں تہیں وہ پیار کی باتیں وہ احکام نہیں جہاں ہے جو نظر کیجے حیات نہیں کچھ بہر کون کہ پھر لوہے دیکے نہیں سنم پرست تو ہوں پیر و مہنا نہیں مے کوں سر کہ مہنی ابد نکات نہیں</p>	<p>محیط مدح و تالیش خدا کی ذات میں اوہ سحر جب آپہن گلی سی التفات نہیں بہتیم و طریت بیدار و نقد بوس و کند نہ کہہ سگوچہ الفت میں بھوکہ نہ بھی قدم یہ کیا سنم ہوا ایک بار سپہ لیں اکھین روان ہے حقیقت میں شکل اب روان پری ہے چہرہ و روشن پہ کامل نہیں مے کوں کہ لطف ہے کمر بند نفاق ہنس کو سامع کہ کون نہ لطف آو</p>
---	---

یہی کلام مشکل کن تیرے لایسے کہلا	اسی دام بلا کو تیرے بجائے نہیں
بجلا اس ایک دل نمکسا کو کیا دین	وہی تو ایسے تو پھلوں میں اچھے دیا نہیں
تو نہیں یہ اسیر بننا خطلو کے	یہہ ورج کو تو می شہ سواری دوانی نہیں
یہہ اونکے عشوہ چشمیہ کا ایما ہے	قنوں ہوں فتنہ ہوں بیشک بنو بخت نہیں

وہ خود میں عازم درگاہ جا لگو تم بھی
کہ دیدہ بازی کو اوج اس سے بڑے گھٹا نہیں

بحکم مل متھن بہا مل متفاعلن متفاعلن متفاعلن

کوئی خالی ایسا مکان نہیں جہاں تو پار کو جائیں	جو نظر گیا کھان نہیں کرو غور و ملین کیا نہیں
یہہ ہم فراق تباہ نہیں کھین کیا اسی جو فضا نہیں	وہ یہ درد جسکا بیان نہیں وہ مرض ہی جسکو شفا نہیں
ہتھیں بولا کا یہ نہ زہری جسے سو گھہ لاکھ نہیں	تیرے بار امنی زلف نے کیسی سوچ پر ڈھا نہیں
خطر اویکے جو روتھ یہ کیا ہو اچھے آپ ہی تہلا	مے شکایت کی عبت لاکھوں کیونکر تیری خطا نہیں
یہہ محنت ایسی یہ بد بلا ہو جسکی خز و خٹہ و ملین جا	سنو خال و سکی حرا کا کیسی آہ پھولا پھولا نہیں
تو جو غفرانی لباس سے لرغش جب نظر گیا	نہ تھا ایسا تیری شہب کا کوئی زخم تو جو شہا نہیں
ہندیاں سکا حال کچھ کھلا گئی لیسے ٹا کے جڑ صبا	یہہ تم واپے غبار کا کیا غور جب تو تہا نہیں
تیری بار کس سے مثال دین نہیں سبق بس کہ چٹا	پیری کیا بلا ہے کہ جو میں پر جمال و ناز و ادائ نہیں

عبت و جرونہ بک بک تہ شکا و لپہ چہرک نمک
کبھی تار اشک سے آہٹک کوئی ختم جہیہ تو نہیں

نہج حنیف المدرس و محمد و ارکان علالتن متفاعلن متفاعلن

لکھو بے وصل اب تزار نہیں	نہ کہراے یار بار بار ہنہیں
--------------------------	----------------------------

کون اوں گل کا خواست گار نہیں
 گلشن حسن پر بھیار نیمین
 ست صہبائے حب ہیڈ در ہون
 دور ہو گا نہ اوں کے دیسے غبار
 قتل کو بس یہی خنجر ابرو
 سے باقمین فوق پر کیا رخ صبح
 نعت بوسہ ساروا وہ خاص الحق
 باغ عالم میں گل کھلاتے کچھ
 جہوش نے کی یہ اونکی پریات
 دیکھیں ہم تم نعل وہ نیستہ ہون
 سہجے مضمون کہ ریت پر سے حرف
 اب جو جی چاہے اور بڑھ کے کچھ
 میری صوٹ سے تم بھی بو سے لو
 نیکو بھولے سے بھی نہ کرتے یاد
 چشم نیگون سے کر دیا سترار
 اجل آیتے ہی تم بھی آجساؤ
 بانگ سکرنا اوٹھئے شب بہت
 دیکھہ روانہ کیسیا آہ
 خاک کر دینے گنبدِ افلاک

لکتے شیدا کہیں حسن نہیں
 کس لگی چوئی نہیں سگار نہیں
 تکتا او ترے وہ نما نہیں
 لائق عفو خاکسار نہیں
 حاجت تیغ آبدار نہیں
 شب دیو رسو گوار نہیں
 کچھ یہ مضمون پر یاد نہیں
 اسے جنون موسم بہار نہیں
 بولیں سچ سے تواعتبار نہیں
 بڑھ کے اس سے کبھی فساد نہیں
 راز سے خط غبار نہیں
 بھٹکیاں تک تو ناگوار نہیں
 جسم کہیں آج بار بار نہیں
 کیا کرینا پہ اختیار نہیں
 آپ سا کوئی ہوشیار نہیں
 اب تو یار اے انتظار نہیں
 چھوٹھی مرغی کا اغت
 حال دل اوں پہ آشکار نہیں
 آہ سوزان کے کم نہیں

مے لگاوت پر اک سے دیا کو بیکیتی یاتس چسرت و افستوس لیون پھنسے دام زلف بن بہہ دل لب گنیں بقیہ اریان دل کی ہے خدائی کی خوبی اویں میں	ایسی نختہ کا اعتبار نہیں کون کون اپنے عنکسا نہیں سیرجان مفت کا شکار نہیں چہن اب تک تہ فرار نہیں دیکھو چھو پریشان کردگار نہیں
--	--

سہو تو صیف زلف یار کی آوج

ایسے مضمون تو سچہ دار نہیں

بحر زج متن سلاطین کان مفاہیل مفاہیل مفاہیل مفاہیل

وہ اپنی جان کی کیوں جاوے میں آیا آجکل پر یوں سوال وصل پر پٹھو یہ کہہ اوشکتہ کہانیں بھار آئی ہوا جوش جنوں دو دن نہیں ملتے بہوت چھپکے ہو غرو نسے ملتے گزرا چاند انہیں دین دین دشمن نقد دل کھو یا ہلے یاد امان دیگانہ جوش گریہ اپنے جسم خاکی کو جو جسم توتی بھاری تین دن مردہ ہیں سچ دین دین و جوری ہے صحت یک بیک ہوگی یہ ہے وصل کا اتار کس دن کہہ تو القاصد لہذا شہد کا پھر کرنے کی تہمت برسر ہے نہیں	ولا قاصد یہ پیغام اؤ نکال آیا آجکل پر یوں وہی صاحب نے پھر فقرہ سنایا آجکل پر یوں یترا دیوانہ پھر کچھ رنگ لایا آجکل پر یوں پتا صاحب کا تہی بھی لگایا آجکل پر یوں مہین ویکہ پڑا ہو جس نے پایا آجکل پر یوں یہ فقرہ فرست سید لابی دے دیا آیا آجکل پر یوں تیسے فتنہ دین و وصہ مرہ آیا آجکل پر یوں بنو بہت وصل کا اسکو پلا آیا آجکل پر یوں زبان پر اوش گئے کچھ آیا آجکل پر یوں تہیں بندہ نے کتب اگر پڑا آیا آجکل پر یوں
--	--

کمر باندھے بہو آوج اس جہاں سے کوچ کرنا ہے

پیام مرگ جس رفدراہ آیا آجکل پرچون
بحرین میں سلام ارکان فضا عین فضا عین

وہ مال میں بار بار طوف و کرم کی مہر پرست ہیں تیرے کو چہ کر ہی تھیں لالی خاکساروں کو تیرے یوں دیکھتے ہوں ہر خوش افلاکی بھی شہرست گردن کوئی پرست اور تباہی پرست ساقی کمان پرست پرستی میں بے تیوی پڑا ہے کبھی یہ نہیں کو با عین اسے گلشن تیرے انسان کے عین نہ ہوں افروغ کیا ہے	قیب و سہت کیا کیا آتش غم و جھوٹ میں سے صوت نقش قدم چھان کر کے حیدر خان ہوں افغان جو دیگر کو بھی سہت ایسے کوئی دم کو سیکھ میں جن برسے نہیں ابرو گرد و پیش یک بار کسے مہارے دیکھنے کو دیدہ نگرسے نئی راضی وہ میں تو الامان کالو دھتے
---	--

ازل سے جیفگان اور جہر دلو میں اپنی جا کھجے

عجب چہ راب باد میں اسے اوتار بستے میں

جستہ رست ہوں اکران غول غول غول غول غول غول

وہ اللہ کیا شہرین جو تیرے گھر بیٹھے پائے دان رکھاوت کی اپنے سیر جان پا پائے بہت کو میں پست پر خوار و خراب کھائے سکھو شناق میں بتا کیسکو طوہ دیکھائے مہر خوار ہی سہل صاحب آج کھائے بھی وہ تھوڑے ملکہ صفی نور کا کھائے کہہ کر جان میں ہی بنا و تھکے بتو کھائے	بہت کھنکھرتے ہیں یوں فراروں کشت کو یہ کھنکھرتے تم اپنے عالم سے رابطہ کر کے ملاں قوت اوٹھ کھنکھرتے پیشہ کو کھنکھرتے ہیں سگرب عشق پناہ پائے یوں ان کے اندر پناہی تمام عالم کو بچا پائے ضرورت میں کھنکھرتے ہیں مذر و جہت کھنکھرتے البرہنہ پائے پھر تو پھر غار کھنکھرتے دو کھانہ وادانہ پائے رکھاوت مل شان و راب کھنکھرتے
---	---

سے وہ تائب تو ان کو کیا ہی سپید بالوں کی پیر تپا ہے	نواز کو جس سے کلا ہی اجل کے پیغام آچکے ہیں
میرا رولانا نکو کا تیرہ یہ کیا گزرنی ہے سب سپر	یہ نہ فکر کلا کا ہر دیدہ ترا بھی تو طوفان اوٹھ چکے ہیں
ایک دین کی بکری کی خزان اوپر دین غنہ تو ان	ہیں گل انیم سے سیرندان وہ سیر گلشن کو چکے ہیں
پہاؤ کو راضی کیا دوا پڑا ہوا سے حزن اوتا رہا	اب گئے باقی ہر کیا وہ مارا پری کو شیشے میں لکچکے ہیں
ہنہین نہ نظر ان کو آنا فقط ہر ہندی کا اک بھانا	میرا سوت ہر جلانا ہر اونکے طلب کو پاچکے ہیں

نہ نام یار ان فرستے انہیں کو اسے اور جگہ بھی جالے
پہننے کو اب کیا وہ جانو الے کہ اپنی اسٹی بسا چکے ہیں

بحسب مہرۃ مقصود ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

کیا کرے چون چہرہ جا ہی نہیں	اللہ اللہ تیرا ہمتا لی نہیں
دل لگا لئے کا زمانہ اسی نہیں	لاکھ سہر ہو پروہ سودا ہی نہیں
تمنا سمیہ تو دیکھا ہی نہیں	جان دیدے سے کوئی پروا ہی نہیں
پھر ہوں زندہ یہ تمنا ہی نہیں	ہو میٹھا بھنی تو پروا ہی نہیں
اکے جاننا زنی عاشق دیکھو	اس سے بھتر تو تماشای نہیں
حسن یوسف کی لعلی کیا خوب	متکو اون لوگوں نے دیکھا ہی نہیں
اب یہ نقشہ ہے کہ چون نقش قدم	نہ مٹے خاک سے اوٹھتا ہی نہیں
کل کی تشویش یہ کیا مہم جو آ	ایک دم کا تو بھروسہ ہی نہیں
مے بغل میں دل نادان لیکن	ایسا چہرہ کہ سیکھا ہی نہیں
ترک کرتے ہو دفنا کا شیوہ	ہنسکے کہتے ہیں کہ دیکھا ہی نہیں
دل کسی اور کو دیدینگے چلو	تمنا مہرہ کوئی ملتا ہی نہیں

وہی امید وفا سے توبہ	یہ بہ بداندیشی کی کامی ہو
----------------------	---------------------------

اوج عشق و فانی کیش کجاست

اعلیٰ امین ہے کہ ملتا ہی نہیں

بعضی از این بکفوف می شود که اگر آن بکفوفان علی بن ابی طالب را معلوم

دیکھئے نہ رنگِ بزم تو وہ نظمِ خوان نہیں
 اس مخمّر کو حاجتِ شمع و بیان نہیں
 شکستِ خمین و قمار نہیں کا مران نہیں
 راحتِ نہیں شکایہ نہیں شادمان نہیں
 پھیلا کے پانوں میں سے سوئیگے حرکت
 اپنے ہی ذکرِ عشق کے سنتے ہیں مردوں
 دل جیسے ہیں اک نظرِ التفات پر
 کیا صاف گوین ایسے جو پوچھا کہ وہ ہیں
 کوئی صنم میں شوق سے چلے کہ آج کل
 اویران و دول ہیں تو ایہ بیان نحو
 ایسا ایسا اب کوئی کامیسا بہرِ بیان
 جانتے ہیں لے اڑ چکے سو بار بانہان
 پتھر پتھر پہنچے اسے یہ دراندازِ سلج
 پہنچے پہنچے دلق و سب و صفا چرخِ سر
 آہ دلتے ہو آیا جو خاطر میں خط سے

سامع نہ قدردان ہو تو لطف بیان نہیں
 اسے یار تیرے حسن کا جلوہ کھان نہیں
 بس نہ اس سب سے خلق ہو تو مہربان نہیں
 آغوش میں ہو تو ہنسن آرام جان نہیں
 کچھ قرار سے کوئی بہتہ مکان نہیں
 مطبوع خلق اور کوی داستان نہیں
 لے لو کہ خوب جنس سے ہمت گران نہیں
 نہیں بہت سبھی بت کو کھتے ہیں کان نہیں
 اندیشہ و قیہ نہیں پاس بان نہیں
 حقا کہ دے مکین تو وقایہ کان نہیں
 حق ہے نہ نہ مانا کوئی قدردان نہیں
 اس بوستانی میں اب ہوں شیان نہیں
 جنت و زمین اثر کار و بان نہیں
 سب عیش و نعمت پیر فال نہیں
 آتا تو سمجھو اور کے زندہ من زبان نہیں

اگرچہ سرکش پر طبع جولان بیتا فیکار تنگ میدان
کیمیت خامیہ کی آوج نالان ایدو سے ہم گاہ ٹوٹے مین

بحسب منہ منہ سالہ ارکان ہفاعیلین ہفاعیلین ہفاعیلین ہشت بار

چسپو تیر گاہ پیرینک زلوار رکھتے مین
بوجھن کو کیوں میں نے ترسینہ لگا رکھتے مین
کہ لاندہ بھین عاشق کنو وین عار کھڑے مین
کہ ہر چہ پید سے الگ کیفیت گلزار رکھتے مین
تو ہے حاجت و ای تعلق وہ سرکار کھڑے مین
نخیں گواستین پردا میں گنہگار کھڑے مین
ہفت تال نے پیری نے بھجوا لیا ہر کھڑے مین
نکیر نہ نال پر سوز مہو سب غار رکھتے مین
ہمیشہ تیریت پیہر مان سے کار رکھتے مین
یہ تہ بندی رقم واقعی کو دم میں مار رکھتے مین
غرض عیشی سے ایجاں کر بے تیر مار رکھتے مین

احل آنی خیال ابرو سے خدا رکھتے مین
یہ کہ کسی جنبہ شکر گمان سے دل انکار رکھتے مین
پلا میں دلچ ہونے سے نہ تار رکھتے مین
چچم داغ نہت اس قدر قلب حبس رکھتے مین
کیزن پہنچا کیوں خستہ مہم جو تو کیا پروا
خیر کیا بخش کر یہ مین اپنے اشک ٹوٹی کو
اشارہ سے کہنشی ابرو کہ متسل عام تو ہے
صدی گریہ اپنے سما میں کے دل بھلائی ہو
وہ رند نے ریا میں اچھت رندہستی ہوتی ہو
خدا محفوظ رکھے اوس بت کافر کی لغو تہ
تپ تپ کا نماز گاہ حیات جاو والی ہے

ہمیشہ صحبت ناز و اولے آوج ریتی ہے

بگڑے مین وہ سپاؤں ہم پر بار رکھتے مین

بحسب منہ منہ سالہ ارکان آن ہفاعیلین ہفاعیلین ہفاعیلین

تیر سو ابھی شکر سرت ہوا رکھتے مین
تیرہ دھوڑی ابل مین دپے آکر رکھتے مین

قیامت ہے تمنا یہ وصال یا رکھتے مین
دل نادان و عشق لبست تو توار رکھتے مین

<p> یہ زمین کب مکیٹی سے عار ہو گئی اتنی مصل گل توڑ سے لے انکار کر گئی نات کہید بیکان سوچے پر کیا ہو گیا تا ہے عبت کیوں آتش دوزخ سے لے لیا ولای دیگا اک شب بدلتے ہو گئے ہلوین لانی نہ مغل یار کی اغیار سے خالی بک سیل سالٹکا ہے خاک کوئی باہان سے بارخ کیا سودا بنے یارب تیسو کا ی صورت تو ہم بھی اوگلی صورت دیکھی لیکن </p>	<p> عورتوں کب جام سے کتبہ دوسلار کھین پہلے واعظ ہوا غنائت در کھین لکین واکوٹاک جب کاف و دنیا رہ گئی مجموعہ بھی تو آتش دیدہ تو باری کھین حقیقت میں گر ایدل طالع بیدار رہ گئی جہان بیکھا جگمہ چلو من گنگھار رہ گئی موتوں کیوں ہوں اسیہ کی بیکار کھین یہ کچھ ہویٹ سے بھگداری باز رہ گئی وہند ایدل حراک گوروزن دوار کھین </p>
---	---

تو ان سے آرزو ہے و وفا کی آج اے توبہ
خیال خام یہ کیا آپ دور از کار کھین

بعض افسانہ کار کا ان بنو فاعلاتن بنو فاعلاتن

<p> شفاق پکڑی کیا کاترس رہے ہیں شہوہ میں دشت و صحرا کھسار رہے ہیں قدی بھی مبتلا سے دام ہوں رہے ہیں گلشن میں ہم بھی بلبل اگلے برس رہے ہیں دوپٹے وہ دیکھو اک ساتھ کس رہے ہیں ماتوس ہوں گمہ گاہے برس رہے ہیں محبوب با سبق حب فیاد رہے ہیں </p>	<p> تکے میں اوہ بے محسوس رہے ہیں موسم بھاری سینہ کے گل کھلے ہیں تے بد بلا ہے یہ جاشنہ الفت خفت پہ پڑ گئی ہے کچھ اوس کی ورنہ جابر و پریل تو تیری پڑی ہوئی ہے اپنی دای قیمت شوخ و فغان بن گدڑی یسا یہ سنگدل ہوشتا نہیں کسی کی </p>
---	--

لواند فرسچر کچر جوش اپی چشم ز کو
خاص عشق زلف شگون کعبه بر بوی
صدیق فضل ملک بن صیا بویب تو چو پل
حاصل یواز او لسنر بمان خیر تلخ کامی
گم سر میران برین برین بر سر گرم صحت
تسری برید بجان آست تو یکم لیسینه
خافل قیام کیسا کل کو چھے مستر

اندیسے من را بر نیسان سولی بوی
با این خواب کالے جو ہو کوٹس
یاں ایک ہم اسیر کج فقس و سیر
مشتوق و عاشق اسکے شہد و گس
غیا بے بوی برین ٹھنڈی شمس چلے
برے برین اب تو جو کج بے باقی نفس
اس عاریت سر این گوان جیس

تسے اورج او کنا بوسے کنا نہیں لوالہ رہا
بساں طلب ملین برسوں بمان بپس و پس بھین

یہ بویہ برین غور غور بیکر بید دل ہی جو فنا ہو بپس
نایشن سر فہر و ام بلا چنسا جسکا لسنر چلے ہی نہیں
مجھے جو سزا تو برین جوا جو کہ شکو کم زہر لطف عطا
شہید کو کہے کوئی فوق لاسیے یوسف عہد شہان
آسی قاتل کی عید تھی ملین بپس ہی او برین شہ ناز و اوسمی
تیسہ وری کہے شکو بپس گنا گنا گنا گنا گنا گنا
تسب بپس کیا کہیں بار واکا کوئی اپنا شریک الم زما

میرا دل لسنر شمع نیا کوئی مجھسا اسیر لالہ
بپس ہر دے جسکی و دہائی نہیں بپس ہی نہیں
کبھی خیر فریاد گناہ خطا کوئی انش کو کنا
کونوئی شمس ہو ہی تو کیا جو شہ شمس ناوا
بپس بپس کسے خوشی یہ بوی کہ جو باقون دنا
بپس بپس بپس بپس بپس بپس بپس بپس بپس
دل نہ بپس بپس بپس بپس بپس بپس بپس بپس

میری خاک تھی خاک ہم من اورج ہوا ہو ملین شکہ جسم
جو ایساں شکہ نشان قدم کسی دیکھی برین را وٹھاپی نہیں

بحسب من مخرج من مقتور کا نال علاء الدین فاعلان فاعلان

<p>قتل ہم ہوئے میں وہ بھی تو پہلا آویں سیلاب نہ کیفیت دریا دیکھیں لشت و خون اونکو ہے منظر کسکا دیکھیں حال زار راج وہ اس کشتہ غم کا دیکھیں وہ کھان طوریہ کچھ اور ہی آیا تھا افتر یون بھٹکے تین رہتل جانبازی کو بچا ہے ہیکے قاتل کو نگاہ بدست ہتو جان میں سم سمہنے کو غم کھلے کو وہی بویٹ کو ہر کچھ جس میں دعویٰ کھدو بچو نگا مرض الموت ہے آزار عشق وہ بھی کلی کبطح چین نہیں پانیکے منع نہ تہا ہی چلا جاتا ہے یوسف کا سر رکھا لنگے ڈسے حضرت دل جا لنگے یون باز ار دیکھا ہی تو قبل میں لیکر سگر ٹانہیں خجالت سے اکڑنا کیسا</p>	<p>راج جانبازی عاشق کا تماشا دیکھیں بہوش اونے ساسیے دیدہ تر کا دیکھیں کیا تر اکھستے تین یون ہی اچھا دیکھیں بالہی کہیں بھولے سے ایہہ آویں آج میں بام پہ او حضرت مونس دیکھیں ہم سے اگر خضر آباد یہ میا دیکھیں رحم کاری میں تو ہوں لوگ نہ حاشا دیکھیں پراونہیں بھی تو کسی بات کی پروا دیکھیں اک ذرا منہ تو پیرا کینہ میں اپنا دیکھیں کس لئے کیوں مجھے پھرتے کیٹھا دیکھیں کھدو ہیکے دل شوریدہ کڑوا دیکھیں کچھ کہیں ہم بھی جو پٹا ہوا سو دیکھیں زلف پر پتہ پہاوس شوخ کا لہر دیکھیں اک نے اتنا بھی نہ لوکا کہ یہ کھیا دیکھیں ہلے ایک دن تو تیرا قامت زیبا دیکھیں</p>
---	--

کیون کہتے ہو کھلی راہ تو ہوا صاف ہی آواز

باغ میں جی نہیں لگتا چلو محمد آویں

بھرتی میں الم ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

<p>سے گل چھلے ہیں شربتِ ارواں بکھلے ہیں ہوا پر میں ترتیبِ رویداوار کے پتلے ہیں خدا علیہ السلام عشاقِ گواشگون سے پلتی ہیں نہاں ترسہ زبانِ گواہوں ہی الیہام لیتے ہیں بہلا اوکھ گلی سے حضرتِ دل کے سبب بکھلتے ہیں ابوہدین فرست نہیں کد وادِ رسم ہی نہیں خالی یہ پوشا ندید سید اوشتمے میں عاشقِ اویس کو پہ پہ ہمارے سبب میں اختیار پر کس درجہ درتے ہیں لکھو کی بوائے خاتمہ اون کے طبع سے پہ میرے بیت کو لے بھاؤ نیدار واسکے کوچ سے جسے پھر توفیقِ اسنی صحبت سے بیاہشت سعدیہ بکھلنے کے کیا بچھی نہیں ہنوا کا سونکی یہ کیا اولیٰ ہے سچہ کس کی دروگی جان کشتی لگائی اک بود و نورف سوزِ محبت نے</p>	<p>تیسے تیار کس نہ نہ جڑے قال ہیں اہلِ آقا میں بیشک سو کچھ جہاں یہ بلغ و برین یہ سچو لے ہیں اونیہ یہ سے وعدہ نہ وعدہ جیف کس لکھتے مٹے جانے میں اون سے میں پھر نہیں ماں شل جتا ہر جہاں کفِ افسوس نے وہ آدم میں جوتے افسوس سے لکھتے گرچہ جہاں میں لازم افسوس سے لکھتے زمانے کی طبع سے کس کس ہر ساق تھر چلے ہیں دم لیستہ میں کاشی کبھی گل تھے پر اب کاشی کی صورت شالِ نقشِ مالکے شے مالے سے خود اوس رشکِ شکارِ زاروں دم لکھتے وہ شمعِ زرم میں ہم صورتِ پرواہ</p>
---	---

احمد محفوظ رلے آج ان افسون بیا نون سے

یہ سچو لے بھولے دھنسون میں حشاؤں کو چلتے میں

بکسرِ انجمنی شوبہ ارکانِ اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ اعلیٰ

<p>ہم مضامینِ نزلِ رشکِ سپردِ اکبرین ہی یہ سودا عشقِ زلفِ سپردِ اکبرین</p>	<p>ہم مضامینِ نزلِ رشکِ سپردِ اکبرین ہی یہ سودا عشقِ زلفِ سپردِ اکبرین</p>
--	--

<p>ابعد میں جا کے غم نہ پڑے پسے بددہسا تو کوئی نام نہ پڑے قصہ ہر اک ہنم بھی چپ کا چکر پڑے یہ نہ دیاں آیا کسی کے دلیں گہ پڑے دوسرا کوئی بھی کریش لطف پڑے اور کیا اس بے دلی ہنم چپ پڑے کیونکر اتنا ضبط اسے پڑے گوشت پرین پرین او نہیں جو شہ پڑے سینکڑا شکون سے خلل پڑے چاہے سوزند ان کے دیوار و اج پڑے جیتے جی گلزار جنت میں گزیر پڑے</p>	<p>یہاں تو کچھ وصف میان یار ہو گیا نہیں اشتیاق اپنا لکھیں اور شے بالقیس کو سخن سوچ اپنے باز آتا نہیں وہ نگدل وای نادالی چھوے نہ جی ہو سکے ہر ایسے خود میں سے کبھی رکھے نہ چشم التفات خاتمہ بالجنیب ریا و نکار ہو کر تیری عشق تو ہی نصف ہو کر ان حد تو نہیں ہی لہر نہ دم پاس جہت ہو کہ فتنہ سے رکا کرتے ہیں دو تجملت عزت و دلسین تو او کا بوچکے میں جو جہنم جوش و جہت میں لگا کر ان راہ نکلے آمد و شد کی جو کوئی پار سے</p>
---	--

دن لبر ہو وصف رخ میں رات یاد یفین

آج اپنا شغل پریشام و حیر پیداکرین

بحر لہر میں مخدوف ارکان فاعلاتر فاعلاتر فاعلاتر

<p>شام سے بیٹھیں جو رو کو سپیداکرین مشاک خود و عذہ سارا لہر سپیداکرین یہ ہر صفایہ رنگ تو شمشق شہ پیداکرین لاکھ سچ فقس میں الو پیداکرین تجسس و کوئی تو بات اس جا پیداکرین</p>	<p>آرزو سے ربط گریہ اسف پیداکرین دغل کیا ہم جو ہوا و نکلے شیم زلف سے میری کا او نکلے عارضی گد و حکیا فصل گل اکی نہاے ہم میں جیتے کے ہی توقف نالان و بلبل جہنم سوز و نسہ</p>
--	---

زلف کا سودا ہی لین یہ لڑنے دیکھا براؤٹھا ہے کے کوئی ایسی پلاوے ساق اگ پانی میں لگا دیا تو کتنی بات ہے کیسیا بھی لین کوئی کھد نہ چھائیں کہ چہا	دوسرے بھی تو کیا درجہ بگیرا کریں آج کو کیفیت جسام نہ پیرا کریں لاسمان چھو نکلیں جو آہ پیرا کریں جاکے کوئی دلہا اکسیر پیرا کریں
--	---

ساتھ لینا چاہئے چہ توشہ اعمال نیک
اور ج لازم ہے کہ سماں سفر نہ کریں

بحر میں شمن مجنون مقصود کرانی علائق علائق اعلیٰ علی

زلف پر پیچ منم کسکی لگو یہ نہیں اتر و کاٹھے فقط اہل اکرم سے سایل تمامہ برہم کے ہم نہ کیا بھی تو کیا دوسرا اسکو طلب جسے کیا ہی ہو ہم ستف گرد و نکو لاکر بھی کر ڈالے خاک ہو گا دل و نگاہو خواب میں اپنا بوسال زلف پر پیچ سے پہر کیا دل عاشق چھوٹے کس سے پھر کر تباہی صد پارہ دل عاشق کا دنگ بان گوارہ ہوا باغ ہے الفت کی دنگ یونہی تو کیا کہیے وہ میری نہیں سنتے زباد کیسی کیسی نہیں سنیں کہ بڑا کر جیوڑا	وہ بھی دل ہو ہمتہارا ہوت تینہ نہیں اس گرد کو طلب منصب و جاگ یہ نہیں اپنی کیفیت دل لایق محتسیر نہیں دل نے صبر ہے حرم میری تقصیر نہیں کیا کریں آہ میں اگلی سی وہ تاشہ نہیں معتبر اس سے توبہ کر کے لی اقبیر نہیں آکے رستم جسے توبہ یہ وہ کز نہیں کوئی توشہ نہیں خبر نہیں ششیر نہیں قدح زہر ہے جام شکر و شیر نہیں بلا شایا گانا لہ شگب نہیں کہ نہ پوان بخت کے درتے ملک نہیں
---	---

یہ یہ ایک کے آج سے کر رہا ہے اور ج

<p>ابتو وہ چشم غایت نہیں تو تیر نہیں</p>	<p>بحسب لہجہ سخن مجنون المقصود ارکان فاعلا ترفا علان فاعلا ترفا علان</p>
<p>اوسکے در تک تو رسائی کسی نہ تیر نہیں وہ نہ آئیں گے کہیں تو ہی کسم کراہیوت آج مجلس میں ہے بہر شور سلاسل کیسا ستحق طلب و عارض کے محاصل کا کون کعبہ دل کی نہیں چاہئے اصلاح ضرور ہم کو جو بحث سے نفرت ہی میری جان و نہ دل کی صورت اسی پہلو میں لئے پہنچے نہیں بدن تیر لہر میں اول حاضر ہے شرح توصیف میں تاویل کی صورت کیا ہو میں ملشی میں ہمت کیا عرض جو خوف طلب</p>	<p>خود پہلے آئیں وہ ایسی میری تہذیر نہیں محل عجلت کا ہے لازم تجھے چہ نہیں نہیں کوئی مجنون تو اسیر غل و حرب نہیں تجہ ہی نصف سہی عاشق کی یہ جاگیر نہیں ہے خدا ساز مکان میں کی کفہ نہیں کوئی گونگے کیلئے عاجز تقریر نہیں زیب افروش و غل کب تیری تصویر نہیں ایسے جتنی سے تو بہتر کوئی تجھ نہیں صفیہ نہ صرف چہ ابھی القیہ نہیں ایسا جسم کبھی مستوجب تہذیر نہیں</p>
<p>ہو لہضیب اور ج کو خاک در میو لایارب</p>	<p>ہو س جہاہ نہیں خواہش اکسیر نہیں</p>
<p>بحسب لہجہ سخن مجنون المقصود ارکان فاعلا ترفا علان فاعلا ترفا علان</p>	<p>وہ بھولیں بھی آیت نہ عرف پر کھو رہوں تلاش یا میر جانی میں ہٹ کے کو کبر رہوں ہٹ کے احباب ہی راہ کے صف گفتگو رہوں فقس میں گھٹ کے پڑ کا ہی کیا میں تندہ رہوں</p>
<p>وہ بھولیں بھی آیت نہ عرف پر کھو رہوں تلاش یا میر جانی میں ہٹ کے کو کبر رہوں ہٹ کے احباب ہی راہ کے صف گفتگو رہوں فقس میں گھٹ کے پڑ کا ہی کیا میں تندہ رہوں</p>	<p>وہ بھولیں بھی آیت نہ عرف پر کھو رہوں تلاش یا میر جانی میں ہٹ کے کو کبر رہوں ہٹ کے احباب ہی راہ کے صف گفتگو رہوں فقس میں گھٹ کے پڑ کا ہی کیا میں تندہ رہوں</p>

تمنا و امید و دست و ارمان کا مسکن ہو
 جھکی محبت شمع از روت تل میں ہمراہ
 سکانات عمل کیا غیب کی چمنی ستار
 وہ طوطی شکر خاہون کہ پیش آئینہ مجھ کو
 کہ نازک ہیز زلفون کو نہ چھوڑتی اوٹھا لگے
 اور ٹھٹھا یا ہے وہ عطف و جج حبس دل کی بہتاد
 اتکا رہیں میں تجھ کا دھڑلے میں حسین و جمیل
 اعلیٰ فاضل پر لوی کا سے لاون حسنای تو بہ
 امواجی پائے غم و ہزدار کوئی تو بہسا ہو
 او سے غم و گلاب و شک سے کیونکہ نہفت

اسی دلیں رہی سو و طوسج کی آرزو برون
 یا غنوں دل ناشاد سے اپنا و ضرور برون
 ہنس یا ایک ساعت گر تو زلوا یا اہم برون
 بٹھا کر کی ہے اوستاد از نے گفتگو برون
 یہ غم و ہزدار کو سہمی تے ہی گزرا ہو برون
 جہاں شیعہ تل یون میں رکھ دیر بگلو برون
 دون دوشے رکھا شش جہت پچا ہو برون
 کر کے دنیا خوار کے تیرے روبرو برون
 و بیکش ہون چو ہا ہتہ سے جام و ہو برون
 پسینے کی تیرے لبے کا بھنا سو گئے ہو برون

تمام عالم کو چھوڑا اب او با ش بد تو سے

مشادی اونج اک دم میں بن کر آبرو برون

حسن و شہنشاہ اک ان نفع عید نفع عید نفع عید

مقرر غم بھی حصہ ہے زمین پوٹل بان برون
 رکھا شیریں ہون کج قلب کا دہان برون
 چھپے نا توں کے زوہیں اچھے نفعان برون
 تمہارے سر سے الطاف سے بھی مستحق برون
 نلون میں تمہیں جو چین کیا خاک کمال ہے
 بھلا وہ خود نہ موشاہ اکسویا کرتا ہے

اسے کہتا ہے اک حالت سے و آسمان برون
 وہ ہیں جو ہے خواں کر سے یہاں برون
 رہے نالان جس کو کیا کان وان برون
 اونچے دیوے بگر پر زخم شمشیر بان برون
 ابھی طے نہ چھایا سکے تو اونسے آسمان برون
 نہ بھن نہ کھوایل کہیں دو چکیان برون

<p>سے تھیں پیشک القادریہ باہمت ہوا حسن خالق ساز کا دیکھ اتنا عالم کو عجز کے بعد یہ بھی دلاوی خشت میں پڑی یہ کہولنے کیا کو چشم فرقت کو چالی نقاب کو خود کیو اسطے کہ طالعہ کھلاؤ</p>	<p>وہ اپنے تھیں ان میں رہے جو ہر ان پر ہوتا پری کا شک رہا اور کراؤ سپر گمان ہر گون رہے فدا و قیس ابدتہ است ہن خان برسوں وہ ستم تھار اچو مال بار گراں ہر برسوں حجاب ابر میں کہ چاند رقتا ہی نہان برسوں</p>
<p>یہہ جلستہ تباہ شہرین نہ ہوگی اون جہلم لیکن کہیں گے یاد و فکر سے کجوت دروان برسوں</p>	<p></p>
<p>بجز سبز خنجر سالم اگر کالی شہریت تو سب جلتا ہی راہن نیجان برسوں رہا ہے جگہ گلیں ہمارا اترشیاں برسوں کھلا موی میاں اوس بتک فرسے کھبتہ اوسے پہر کیا ضرر ہے اتنی وارنم کے دھڑ کف حشر لے روز از روی دستبازی میں دلاویران کو پہر آباؤ کہلین عشق خوابان رہے برباد یوں میں ٹھوکر نہیں ایک ترک ہمارا حال ضابطے حشر کے کستہ میں نہیں نقصان و خالی برکھری ابو قاتل دھونچا پر کبھی حسن سخن تک سی خطا لم</p>	<p>رہے یہ کہ شل سنگ سیدہ میں نہان برسوں چمن میں ہنر کی لیل کو قسیم فغان برسوں انار کے اُتبات و فنی کے دیوان برسوں تری منو گھی ہو جسے کامل غب نشان برسوں تنائی قدیموی میں گر گزین اڑیاں برسوں وہ ہر یون ہون خالی ملین سے حوہ کان برسوں ہمارے ہی نہ کھائی جیفنا نہ اوستو ان برسوں ہجینون جو گلیں کر جہاے باغبان برسوں یہ غفلت ہی ٹوڑی رکھی جو پس من گمان برسوں سنایا ہی کیا میری حقیقت قصہ خوان برسوں</p>
<p>دیر مضمون یہ کہ کیا سامعین کے شوق کس کچھ</p>	<p></p>

تجھان اے اوج کھلتا ہی نہیں فصل بان برسوں

بجھتے تھوڑے ارکان مفاعلن فضل اتقاعلن مفاعلن

تمہارے آج تو محفل میں یارم ہی ہیں
 نکلوانے رشک وہ لالہ زارم ہی ہیں
 وہ سستی تو جنوں سے دوچارم ہی ہیں
 ہفت کیا ہو اور ہر و کمان نے اپنا جگر
 شد آکھو اسلئے جس دم رکھ نہ اسے ساقی
 یہ کہہ کر پیسہ ہو لایسان و ہر ہول خالیر
 یہ کہہ کیا فقط نہیں فریاد و فقیس و التوقل
 نہیں غیشم جو وہ کاوشے الگ کا تلا
 پیاوے کے کان کا مولیٰ گرج گنا و فیل
 دیکھو خوب تو دل بھی نہ دینگے حق پر گواہ
 بلا کی بجلیاں گرتی ہیں عین بارش می
 نہ بھکواسمین اس عایت سکر کو قیام
 ابد را و در جہر و نسل ایک نفس ہے
 ہوشیار نہ کاف کہ جو کرتے غشور
 یہ راوے حسن گلو سوز کا ہر قول صحیح
 نہا کر پلو بھاگو نہ قاسد والیر

لگا ہ لطف کے امید وار ہم ہی ہیں
 جہان میں اک چمن نو بہار ہم ہی ہیں
 وہ نیسہر میں تو نے اختیار ہم ہی ہیں
 تو بول و تمنا دل وحشی شکار ہم ہی ہیں
 کہ تیسے دوڑیں اک باد خواہ ہم ہی ہیں
 کہ عاشقوں میں میان شمار ہم ہی ہیں
 گنبدین تو پانچوں تہہ سوار ہم ہی ہیں
 کہ آج عینت ارباب ہم ہی ہیں
 صدف کی شکل سے سینہ فگار ہم ہی ہیں
 ہوتو و غرض ہو وہ بیت ہوشیار ہم ہی ہیں
 وہ کس سے میں ایدہ اشکبار ہم ہی ہیں
 فنا ہے سب کو غیب الدیار ہم ہی ہیں
 وہ میں اپنا لے تو کچھ شمشام ہم ہی ہیں
 بتوں کے دیر میں طاعت گزار ہم ہی ہیں
 کہ ایک قدم پروردگار ہم ہی ہیں
 تمہارے پیچھے مثال غبار ہم ہی ہیں

حصول الراجحے اور یہ تہہ را و دستار

خدا کے فضل سے اب مالدار ہنم ہی ہیں

بحسب نرج سالم ارکان ان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چلے زردان سے حاصل ثروت کی جاگیر کرتے ہیں
 شہر والوں پر ہی کوہ طرس چڑھ کر رہتے ہیں
 ہنمیں مطلق خیال اسکا سداحس کھینچ رہتا
 ہمارے واسطے فرستے ہیں بھی فطرس ہونیکا
 بہت آسایا جیسے پسیا عینک مارو کو
 سوئے جاتے ہیں فست میں ہون لانا مگر
 کسے دیتا ہر عرب حسن خصلت ہم کلامی کی
 مہمک و شے نہ کیوں اوں گلکے باغ غنچہ کی
 نہ گریبان ہونہ کرنا لے نہ وقت میں پیر نادان
 وصال نہا ہوا ہے خواہ میں پر اسکا باو کیا
 اوسے جے جو پیش لے میں شیک پیش آج
 وہی وقف میں جس آن خط کی حقیقت سے
 ہمارے جان لینے میں ایدر جلدی اہل کوہ

یت سے دیوانے ویران خانہ آباد کرتے ہیں
 لے چلے کھینچے ہنم فطرس جب تو کر رہے ہیں
 عمارت یحان کی سنگ و خشت لکھ کر رہے ہیں
 یہ بہتوڑ اپنے مجرم کے لئے نقد کر رہے ہیں
 بسا ب تنگ کے ہم بھی نالہ شیک کر رہے ہیں
 میری آگ کے گوشت کین جوان پس کر رہے ہیں
 انہم میں جیتے دیکھا صوت تصور کر رہے ہیں
 ہنم سے پھول بھرتے ہیں وہ جب تو کر رہے ہیں
 شہر ایدل تھرا بوسل کی تہ کر رہے ہیں
 وہ زو و تیار ہے خود جس سے طلبتہ کر رہے ہیں
 ہم اس لکھے کی پابندی پہر تقدیر کر رہے ہیں
 تمہارے مصحف عارض کی جو لکھتے کر رہے ہیں
 اوہ راہے میں وہ اللہ کیوں تاخیر کر رہے ہیں

ہوئی کس ملت وند ہے پیر و اق سچ کھدو

کہ زاہد عقید میں برہمن تو کر رہے ہیں

بحسب نرج سالم ارکان ان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ترتیب میں کیسے وصل کے ہوا ہنم تھری ہنم
 ہم انکیت سے کیسے کیسے اراون میں جیتے ہیں

نہ سمجھے دل جلوئی نہ کدک کا نوغین رہی مین
 مقام اعلیٰ پر مروت بیستہ صدیوں کو
 زلف کی جل نہ ہے اک شمع رو کی سو فشتہ
 انہیں دیکھا وہ زرافہ طلق لغتین کی کیا
 نظم اس قید و بند میں جس نہ مل جیگا
 صبا نکلی اید پر کو تو رو کین ہسم لبہ کیا ہے
 کہیں ہر شک مسلسل انکو یار جو پیش دو دریا
 کھلا ہی چاہتا ہوں سے پریر و عشق کا پردہ
 وہ چہ چہ پران ہو دیکھے کس دن چلے آئیں
 بھلا کیا خاک اٹھائیں لطف صحبت تب سے انہ
 تیری ہر شک مرگان پس غمخیز پہلے قابل
 نفاق کفر و دین کیسا غلط کہتا ہے تو واعظ
 تیرے شیل اشک اپنی مین بے انصاف کہنے
 یہاں ہر شرب و مذہب ہے ملتے طبیعت کو
 جسے بزم شرب جو حسن صبرت و یاس آکے ہم سے
 دریاں پانی بیٹھے تو اپنی خاک تو ہی اوٹھے
 دوس مین سے شام تک گلزار علم مین
 اوامی شک و خلاق جہاں کیجی تو زیبا ہے
 جو کون فوج کا شوق گر کین ہو کوئی دینہ کی

ڈر اسینے جو ہے اپنے جیگا کو مین
 ہندین دیکھا پر طاوس قرانوں مین
 ہمارے ضبط کے مذکور پر والوں مین
 سداخوان تو کل کے جوہاں مین رہی
 کھین لفت کے سودا ہی بھی زندہ انوں مین
 یہ ہر باہم مشورے روزانہ کے دکانوں مین
 ہم ان کچھ کہتا ہوں مین طوفانوں مین رہی
 تیکے دیوانوں کا تہہ اب کریا انوں مین رہی
 اسی عریض کشتی ہر ان والوں مین رہی
 یہاں زندہ کیم ملت مین دیوانوں مین رہی
 کوئی مانہ ہو کیا رہی ہے جیگا انوں مین رہی
 وہ مین نہا جو تہج کے والوں مین رہی
 بھلا کب ایسے موتی آپ کے کانوں مین رہی
 کہ شادان ہند و مین خوش سلطانوں مین رہی
 یہ ہر ہر خاص عاشقوں کے کانوں مین رہی
 گرفتار ہوں محکم و مالوں مین رہی
 کسی رشک گل تر کے تناؤ انوں مین رہی
 ہمارے نظم کے شہر زبان والوں مین رہی
 فقیر کے چکر لیل گستاخان مین رہی

بیشتر کو اسطے منوانے کج لکھنوی سے نہ ہوں محسوس درجہ الفاضل ابو الومین رحمہ اللہ

وطن چو پاتا تو آبادی بھی ہو پورا آج بھٹے
لے اور بٹے ہوئے وکے تو پورا نوین جیسے ہیں

بجہ سنج سالم ارکان منفاعیلین منفاعیلین

وہ جنہوں نے طلب کئے ہیں سے آغاز کرتے ہیں
کسی گارو کا وصف حسنِ خالق ساز کرتے ہیں
وہ ہر گز ہوا ایمان معذرت آغاز کرتے ہیں
خلک سے صید کرتا ہے کیا طائرِ سنون
نہ ہر گز مخفی ہے طلب عاشق کو فائزین
سب جب استخوانِ باقی تو پھر کیا لطف طے کا
ہمیں باعاقبت ادیشیوں نے یار کے مارا
محبت کر ہی گزری اب جو کچھ ہوئی ہو یا منت
کتر ہی ڈالنا ہی دیکھ کر صیاد بے مضلت
زہے شوق اجل غور بیکفِ قتل میں جا پہنچے
دلِ عشاق زیرِ کفشن کیا کیا ہنسن پستے
اوشا صد و نہ صدی جس کے گزرو کی جیل بایدل
سفرِ پیش یار کو کسی نزع میں چسکی
کے کہتے ہیں تو ہی کسی توبہ فضل گل آری
یہ کافِ مروتہ صدیاں ہو کر سے جلاتے ہیں

جس کے رزاقی پیر ہم باز کرتے ہیں
بیان سے بند لطفِ بلیبل شیراز کرتے ہیں
ہم اس نر دل پر سوز سے جو ساز کرتے ہیں
عقابِ کز جب مال پر واز کرتے ہیں
نہیں دیتے اور سے لبت جسے ساز کرتے ہیں
میری تعلیم کیوں طاؤسِ آتش ساز کرتے ہیں
وہ اپنا ہی ستم غریب کو تو ہر ساز کرتے ہیں
خیالِ خاتم کا ایمان کب ہم آغاز کرتے ہیں
مفسر میں ہی جب پیدا پر واز کرتے ہیں
وہ دیکھیں آگے کیا نام عاشقِ جاننا کرتے ہیں
وہ جسمِ معشوقِ گلشن میں سلام ساز کرتے ہیں
یہ معشوقِ حسین سو سطرَح کا ناز کرتے ہیں
سمندرِ بحر کو سیوے عدم صماز کرتے ہیں
یہاں پسینِ خانِ ہر واعظا چہ ساز کرتے ہیں
اکھالِ یامی بہت قدتِ سخن ساز کرتے ہیں

<p>یہ بھی دو چار حیف اپنا فشاہی راز کرتے ہیں ہم انہیں دیتے ہیں وہ ہم پر ہاتھ کرتے ہیں ٹھٹھکے بیچ روان پریر پر واکرتے ہیں یہ بھی دو دہائی اپنا فشاہی راز کرتے ہیں پری کیونکر نہ سمجھیں تافلک پر واکرتے ہیں ہدف حیدر کو کو خاص تیر انداز کرتے ہیں میری جان عاشق و محبت کا اسرار کرتے ہیں کبھی سیر میں ناخوس کی آواز کرتے ہیں</p>	<p>میرزا کا خوش چشم شور نالہ و افغان الہی شکر رسم اتھا و آپس میں جاری ہیں مصمم مقصد ہی کیجے شکار عقلموں کا تعلق کسے نالوں کو ہوا و رکھوں کی شکون کو کچھ ان روزوں دلخاویں ہلکے چرخ چارم پر اوڑاؤ واکرتے گرگائے سیکر طائر دل کو تسلی کیجے کچھ گوشتہ خاطر میں جا دیتے کبھی دیتے ہیں کعبہ میں اذان جا کرتے ہیں</p>
---	---

امین سے آوج و وطن راہ پر لائے نہیں پائے

کبر ہم پر طبیعت یار کی غماز کرتے ہیں

بحر مل مجھوں میں ڈاکہ کان فصا تین فصا تین فصا تین فصا تین

<p>اسے پریر دیتی ہیں ہر شے سے دیوانوں میں پریرے حور و عین پرہیز و کربنی جانوں میں بلبلوں میں تو وہ گل شمع میں پروانوں میں زبرک کیا ہی سحر راوٹ انہیں پیکانوں میں خوش گدز چالنگی دیوانے کی دیوانوں میں میرزا بچہ پن آباد ہیں کاشا نون میں ایک پچل میسے آمد سے مرزا نون میں وڑتے اورتے سے پڑی اپنی ہی کالوں میں</p>	<p>نام کو بھی نہ رہے ناز گریبا نون میں خوش لقا لہذا و دیکھا نہیں انسانوں میں دہم ہر نرم تو شہرت و گد تانوں میں نہ بچا تیرے شہر کا تیرے زخمی اسے ترک چلے اوس سمت جہاں قسین بھی فراد بھی ہم مقس ہی میں رہے فصل گل کی لہروں میں چار سو گرمی باز ارجہ نون سرور آج پیر میں آپ غیب سے رہا ہی محبت</p>
--	--

<p>سہل تیر میرا قاتل نے ادا کر لیا رب اندھنوں رنگ ہی بیٹھو رخصت کر کے ایسے دیوانے کو لیجا کے کہاں بیٹھیں گے بوسہ لب سے تیرے روح نے طاق پائی یوں کہ بھی آتش فشت سے نہ جلتا ایشم ہوٹے ہوٹے خواتی ہے لب کی تیری شور انگیزی لے ہی ڈولی مجھے طغیا نے انک اکو کار نے گلے پٹے نہ بوسے لئے نہ پار کیا تھی تو سب کچھ یہ کسی میں نہ ہوئے محنت شیخ جی زندون کے مدعو میں لکھتے تو سنو کسا کشتہ ہوں کہ میت پر یہ نہ لگام ہے کل میکے کو نکا جواب آگے خدا کے کیا سکے آواز تیرے سر سے لب کا شیوہ حق نے بخشا ہے حسینوں کو قہار</p>	<p>بار و مین کر عطار و سکت نشان میں پہرے ہی رہتے ہیں چور چور سے دکان میں چلین لہتی میں نہ دل لگتا ہے ویرانوں میں کب یہ نہ بھولوں ہے اسطو کے شفا خانوں میں کاش ہوتی کھین خلقت سے یہ روناؤں میں یہ نہ ملاحظہ کی ہی پائی نہ نمک دانوں میں کشتی تن نہ سلامت رہے طوفانوں میں دم جو نکلا بھی تو اپنا انہیں ارمانوں میں ابنودت سے شمار اپنا ہے بیگانوں میں حسرت میں جب وہ دستار کے سامانوں میں شایق دید سماعی نہیں سید انوں میں آج انکار سے شامل ہے وہ انجانوں میں پھپھکے چھیکے ہوئے العلین ہی کانون میں لوگ طاؤس کے کچے کچے تیرے ڈانوں میں</p>
---	--

اے شہزادہ تیرے سید تیرے کیا ہے

شہزادہ میں بریں بیت بتجہ انوں میں

بحالار مت برونی انار کان فلول فلول فلول فلول

<p>ایک اشارہ میں بار و مین و آج انہیں ہی میں ایسی تو ہے اڑیاں میں کہ انہیں ہی میں</p>	<p>ہم اسطو تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے انہیں کہاں کا دیکھو کہ ہم اپنا قصہ تیرے تیرے</p>
---	--

میرا دل تو ہے میری جگر و فراق ہے جہاں ہے
ایک لڑائی ہے یہ تو نسیم کے جوئے ارہم میں
صنایاں کوکان کھلا کر انہیں کھلے کاٹو تو بلا ہے
چھپا گھٹائیں ہی بہ کمال مادیات ہیں حق پران
یہ نہ بنیاری کی تہ تو بہ زبان ہو جاو کوئی کر کیا
یہ کہنی لڑائی یہ پلا غضب کے چوں کہ تمام ہے
ہمیشہ مہلی سے تھی ہم ہوشمیری دور اکتیم ہوئے دو
عجیب کا موقع ملا وہی پر ہے قصہ کوں نہ تباہ محشر
بجلا او کیا خاک سمجھے ماح بہ فرنا زوینا کہ میں
یہ کہ بیان رستم جیل کتا چلے کہ جہان گنگ غارا
وہ گزین الزم و پل لبون و آج جوین لبون
ہاں سے روئے پسین ہی جاوے دریا کا منہ کیا
نہیں ہر آج کوئی پہلو لبونہ کہت گھنٹے کی آیا
ایک دل تیرا میں نے نہ ان مہر و ضبط چھوٹے
جہاں اتفاق و جدت ہے نہ جیسے سنا ہو وہ یکہم میں
کوئی جو پوچھے تو کہیں کی یہ اپنا سوتا تھا تو کی
اتفاق ہے اسے عز و ہر دو گردون میں تیرے

تھانے میں اس طرز کے فراق ہے پیغام ارہم میں
چوکت تیرے میں چن میں بلبل گل اپنا جو کھلا ہو
بچا میں لپٹوں نہیں کی جاو وہ اکھ تو نہیں میں
او وہ ہشتون زلف پر رخ ایہم کہ ان سول میں
بتوں میں نشان خدا اچھا وہ اپنی قدت کو کھلی میں
کھو جائیں ہوتی کیا وہ امی سے تو قہر فانی میں
لکھا ہے نہ کتا ہے یکہم کہ او کو پڑا ہے میں
وہ سہرا نہ لک کے اندر بلا بلا کھلا ہے میں
کبھی وہ ہر میں کہو یہ کبھی ہی ہم انہوں میں
مگر ہے فولاد کا دل اپنا کہ صدیہ کہ بٹھا ہے میں
کبھی شناسا تھا کوئی اپنا کیسے ہم شناسا ہے میں
ارہم یہ ہر تکتا اپنے کھا لکھتے تو جاوے میں
انہی بہ موت کی ہر چکی کہ ہم انہیں یاد ہو میں
وہاں تانافل شعرا لکھتے ہی تجھے آنا ہے میں
کہ دیر میں کی بخون کے پورا ہم میں صرنا ہو میں
بتوں کے انہوں میں دل سپہا اسیر ہم بلا ہے میں
نیرا تو کھاتے تھے سائی جھوٹا انہیں کو کھاتا

خدا انکریہ ہے مجھ کیا وفا ہی ہر بلن تو تھی تو
نہ آج فقر و غنم ان کے انکریہ جوشی الفت جہاں میں

بحر حیرتے درجنون ارکان متعلق مفاعیلن متعلق مفاعیلن

<p>دکھاھے صائیکہ محو جمال یار ہوں بائیں کین کسین ہر دم کا چشم بہ انتظار ہوں آپ میں چار فصل میں رشک دہ ہا ہوں ہوں سگ یار سے نخل ہولتے شہسار ہوں ہے یہ نسوخت ہم نفل اسکا میں عکسار ہوں کچھ کم و بیش ہوا اگر تو میں گناہگار ہوں میں تپ ہی یار سے ہی یہ کچھ نزار ہوں اتو بجای میں اگر صرف سنبلے دار ہوں دم سے لبو پلے خبر سے میں تیرے تار ہوں</p>	<p>دیہوں کبھی نظر اٹھا غیر سے کیوں دوچار ہوں وعدہ شمار یاں مٹیں اتو نفس شہا ہوں سینہ پہ خود کھلے ہیں گل سپر میں کی کیا ہوں تن میں تپ فراق سے کچھ نہ رہا فرستوں صبر و قرار و ہوش و عقل سب سے چپے سوا ہی دل کچھ نہ نوشت ہے فرد عمل مفا بلہ پلٹتی جل ہزار بار فریش مرض پہ ڈھونڈ کر اونکی مرزہ کے عشق کا ہم پتہ ثبوت ہر دم ہے ہر بخدا نہ دیر کر نزع میں مشب ہونی سحر</p>
---	--

اکل ہوں ریاض دستہ تازہ کن دماغ دوست

خمر نہیں اسکا اوج اگر چشم عارضین خال ہوں

بحر حیرت میں درجنون ارکان آن فعلاتن فعلاتن فعلاتن

<p>ہر عجب سوزش و چسپ ان انگاروں میں در ہر شہور نہ ہو جاؤ دل آزاروں میں یاس غزا دار ہی حسرت میری غمخواروں میں ڈھونڈو نہ حربہ بھی کر ارہ کوئی ہمت ساروں میں بچ و غم سہنے کی طاقت نہ تھی بچاؤں میں بہینی بہینی سی ہو یاد ترے ہوئے ہاروں میں</p>	<p>اتش گل تو نہیں آپ کے رخساروں میں لک جھگڑوں میں تو دن گنتا ہی تکراروں میں کہ دہی تو ملے یار وں داروں میں سخت جان میں میں پھیل جان ہوں قاتل من فرما دی دیتے تو پھر کیا کرتے کہ بہتری پسینے نے بسائی اسے گل</p>
---	--

شوخیان صنف کی بدلی پہری بیمار مین
 ذکر الفت میکے رب چہتی مین اخبار مین
 جنس ناقص کہی کہتی ہنیں سرکار مین
 روشنی چاند مین پھر تھی نہ چمک تار مین
 کوئی روزن ہی تو پاتے ہنیں دیوار مین
 رنگ یوسف کا میٹھ مصر کی بازار مین
 دل نے تسبیح کے ڈالے گئے زار مین
 اتنا تو ہو کہ جگہ پراؤں گنہگار مین
 پر ترقی ہی رہی بار کے انکار مین
 قدوان کوئی جو مل جائے خیر دار مین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

سے کشام تکتے تھے ہماری ہیرائی ہاں ہمیں
 تہہ یون ل کیسکا لیکے ہر اب ہن انکا کیسے
 اہل پست تان یک طرف سے بھی ہو جان لڑکھن
 نہ اس غلطی کے ساتھ پیار سے ہیرا کر لڑاؤ انکھن

فلک موافق می سخت یار و ٹھو اور جلد اوج مضطر
 وہ خود بین آئے قدم قدم پر چھاؤ انکھن بچاؤ انکھن

بجست طریقہ محدث مفاعلن مفاعلن مفاعلن

خفای راز کو فترہ یہ ہے مفید نہیں
 جو کی تلاش جہان میں ستم رسید نہیں
 خلاصہ ہر بین میں انتخاب چید نہیں
 یہ دل لگای نہیں لگی حسد کے لئے
 جہان سے یوں تو ہزاروں گزر گئے عاشق
 گلے لگاتے ہیں خنج کو نثار ہو ہو کر
 شباب میں جو اکر طے تھے تیر کی صورت
 وہ سیر باغ میں ہیں انکھ بند کر گس
 جمال یار پہ کیا فوق حسن یوسف کو
 یہ بد زبانیان عاشق سے وہ واکا خوب
 کیسے تیر مژدہ کا ہدف ہوا کیو حکم
 کنا گوارا سی حسرت سے ہم لگے مدحیف
 اوٹھائے لاکھوں میں دنیا سے شاد کام پر خ
 بری حال و تیر سے قیس خانہ بدوش
 جنوشی قفل دہن سے زبان کلید نہیں
 ملا نہ مجھسا بلای و سراق دید و نہیں
 از لے سپر مغانکے میں یہاں مرید و نہیں
 سمجھے شیخ مجی حضرت میں سن سید و نہیں
 بس ایک قیس تھا ہون ایک میں سید و نہیں
 عجیب عید آج آپ کے شہید و نہیں
 وہ اب کمان سے بھی بڑھ کر کے چہرہ نہیں
 یہہ شورش چشمی اسے خاک تیر دید نہیں
 یہہ چشم دیدہ وہ اک بات ہر شنید و نہیں
 کوئی غلام سے صاحب کے زر خرید و نہیں
 اٹھی یہ دل و حشری تو تہا رسید و نہیں
 گلے لگایا اوٹھوں نے کسی نہ عید و نہیں
 برائی تجھ سے تو اپنی نہ اک اسید و نہیں
 مگرین خانہ فراموش ہوں جسید و نہیں

مخوشی اپنی میں جیسے سخی نہیں آوج
میں لاکھ ہوں گویا زبان برید و نین

بستقار بقبوض و انکم ارکان فحل فحل فحل فحل

وہ اپنی کو چسپے غرق و کعبت عبت کیوں نکال لیں
بتگاہ قہرین دیکھ ہاتھوں بخائیں ہر حق بکارتین
کیسے کہتے ہیں شادمانی کوئی حشرت نکالتے ہیں
نہار ڈر لاکھ دسوسہ میں شام کے دن میں ہاتھین
دیکھ کیوں ہوں خست و کونالان دیکھتے کیوں بکارتین
جو میان دانت و کھاؤ کے یا تو برسا کھرن سے بکارتین
سنگ کی صحبت میں سچ لہوین ہر بلا جو از رنگ کیوں سحر
لا ترق خیر سننے سننے ایدہ ہر بے یار و کاک کب دل
تصور یا ہر فرش میں سکوت حاصل ہے یا غموشی

اسیر و دالم کسی سے نہ بولتے ہیں نہ چلتے ہیں
پہر اوسے پہر گریہ تیر و ندان ہم اپنی بھلو میں پاتھین
گہرے تیرے کے عاشق کو فراق میں مارا لہن
نکل ہی پڑتے ہیں جھپٹے میں نہ دیکھتے ہیں نہ ہاتھین
چلتا جاتا ہر اور نادان ہم اسکو جوں جوں پہناتھین
جو یاد آئی تو لعل لب کی توخت دل منہ سے ڈالتھین
کیوں نہ بگڑیں بلا کے فقری قریب آکے ڈالتھین
ابن و متار شہ انبک کی زبیدی جاو چلتے ہیں
ایک تصویر کا سا نقشہ نہ بولتے ہیں نہ چلتے ہیں

کھین لکھلا جو اوکر پاؤ تو اوج تم ہی نہ ایک مانو
کچھ ہلکی قول و تم تو نے کو کہہ چکے دے چکے تالہین

بحر مل نہیں مقصود مجھوں ارکان علا تر فاعلا تر فاعلا

سر سے آفت شب تپالی کی ٹل جای کہین
و لکھو اسو اسطے بھلو میں لیے پہر پہر میں
لا مکان ہی رہیں سب عرش کے حامل شہید
دشمن کب کیسے کا وہ مسج آ پھوچن

وہ تو آئین کے نہیں دم ہی نکلی جای کہین
ہے پہنہ نادان کی صورت تو پہل جای کہین
اپنے آہر شرفشان سے نہ مل جائے کہین
کیوں اڑی ہر مری بالین سے ابل جائے کہین

لہذا مشتاق شہادت کو خدا را محرم
 لے آتا ہے تو جو ٹھون نہیں کھتا کوئی
 ہر سچا الم و درد سے اپنا دل زار
 کی پیہن غم و غم اور نہیں آئینے گم زار
 غم ہی میں ہونے مثل پہ دیکھو دیکھو
 کہ ترک ادب ہی نہ تڑپ اسے تن زار
 ہاں اس بے کج اگر آئینہ بنا ئیں ہم بھی
 لے کو چین پر چہرہ اسوا دل کیا کئے
 یہ سب مطلب خاطر ابھی حاصل ہو جائیں
 ہر ایک کے مناسب ہی قسم ہی لینا
 نیلے برگ پہ سرکش سنجہ الفت سے

ماہیہ اس سمت بھی قائل کوئی نہیں
 بے وہ آتے ہیں میرا دل تو سنہاں جا رہیں
 ہو تو کچھ وہ یکے بدل لین جو بدل جائیں
 ایدل اچھا تو یہ ہفت سڑ جو چل جائیں
 دل نہ بچان کسی وارفتہ کمال جائیں
 جے تو قائل یہ کہ سن نہ دل جائیں
 آہ سوزاں سے بہت پر جو کچل جائیں
 ہو جو بس میں تو کوئی لیکے کچل جائیں
 اور کی صحبت سے جو غم و غم خاں جائیں
 ایک بد عہد سے شاید نہ بدل جائیں
 گل تو کیا کیا نہ کھلائے جو چہل جائیں

و لکھا ہوا کہ تو کہنا نہیں بہتیرے اور
 کیا کر و گے یہہ بناؤ تو جو چہل جائے کہیں

بحکم ارمکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

اوی عاشق تو چہل سڑ تو چہل سڑ تو چہل سڑ
 نہیں بچنے کی ہرگز صدمہ و فرت اٹھ نہیں
 تہن حاصل ہی کیا صاحب کیسی دل کو نہیں
 نہ گلشن میں کوئی گل ہی نہیں شیا ہے
 خیر صاحب کل کیا ہر اک نظر کے دیکھ جائیں

ہو جان مشوری پیچھی ہوں غیر فکریا نہیں
 ہی آئے ایدل فرو کیا ہو جان جائیں
 کہ واسطے باز آؤ یہ خصلت نہیں اپنی
 ہو وہ جانیں ہی اسے فضل قرآن سے
 ہر سچے یا قسمت کوئی اتنا نہیں کہتا

<p>بہم کیا کیا ہے جس بے بجا واکا ایدہ وقت گزرتا ہے کہ ہمتی اپنے جان طرحدار و حنین صاحب لاکھون میں فری خون جگر پیڑی میں محنت دیکھ اویہ میں کاوش عبث ہو خاکسار و نکار کیسکو دخل کیا صاحب خدا کے کار ہزار اوٹھتے ہیں فتنے ایک و تک</p>	<p>امید و لرز و ویاس و اند و غم و حسرت عیادت کے لئے عاشق کے وہ توفیق الہ میں چلو ترک محبت ہی بھی یہاں ڈھونڈ ہی لینگے میری کام و زبان سے پونچھ لو جسے اوٹھا کرین ہنہیں بٹھی کا بھیالسنے بے لٹی نقش قدم ہو نہیں ہمتیں معشوق بے پروا بنایا اور ہمیں عاشق بیاہوتا ہے محشر جب حسرت ام ناز کرتے ہیں</p>
---	---

مگر یہ آوج روپوشی دلیل اقرار عصیان پر
یہی تھی مصلحت اپنی کفن سے منہ چھپانے میں

بحسب لاشعن معصور مخون اگر کان فغلاتن فغلاتن فغلاتن

<p>تو گرفتار بلائے شرب یلدا ہوں وہ بیمار کہ عیسے سے نہ اچھا تو جو گل سے میری جان بلبلی شیدا خیر لب و بیکہ چیکے جا پئے اچھا اپنی جانبازی کا خود محو تماشا ہوں کیسے اب میں تنگ کا پاسا ہوں چشمہ چشم کو دعویٰ ہے کہ دریا آج ان دو میں الٹی تو کیا ہوں مٹسے بیار انہیں دل لیجئے وینا</p>	<p>بستہ سلسلہ زلف چلیا ہوں میں رو بہ صلاح طبعیوں سے ہلا کیا ہوں میں تو اگر شمع سبستان تو میں پروانہ ہوں کیا تھا عاشق کے عیاد کو جو آئے دم نزع پھٹک رہا ہوں ہمہ تن ہر چہ اغان ہو کر ہو نہ ہو ہی چاہتے کی ہمتے بے ساری عمر سوز دل سے ہے خجل گرمی خورشید خشر وہ نہ آئیں جو منانے تو کرے موت پسند مار نہ رود ہی رکھ کر کاغذات کی نظر</p>
--	--

<p>والمشقة حبرہ زریا ہوں میں تم میرے واسطے بدنام ہو رہو سوا ہوں نہیں عاشق زار کسی آئینہ رو کا ہوں نہیں کھدومت جاؤ گناخو و نقش کن پا ہوں نہیں جب وہ آئے ہن کبھی آپ جاتا ہوں میں</p>	<p>والمشقة حبرہ زریا ہوں میں تم میرے واسطے بدنام ہو رہو سوا ہوں نہیں عاشق زار کسی آئینہ رو کا ہوں نہیں کھدومت جاؤ گناخو و نقش کن پا ہوں نہیں جب وہ آئے ہن کبھی آپ جاتا ہوں میں</p>
<p>جلوہ حور ہے گرجاتا ہے ان آنکھوں سے کسا اسے اوج عزین دیکھنے والا ہوں نہیں</p>	<p>جلوہ حور ہے گرجاتا ہے ان آنکھوں سے کسا اسے اوج عزین دیکھنے والا ہوں نہیں</p>
<p>بکسر قوال و نکل زلف کا دم بلا ہوں نہیں پہ لیب محبت محبوب کیا ہوں نہیں یا بڑی نہ بار طبع خویش و اقربا ہوں نہیں بہار چہرہ سیرت خیر کا کیوں آشنا ہوں نہیں یہ خون کا مہا کیوں عبت ہو تار و اس سے ہیں کیوں دیر اپنی سے اڑو اینٹیں کا شہ ہی چو کا تو بریم شاہ خویان تک نفیہ و نکو نیز بچہ کین کیا لکھتے ہیں آزار محبت کا ہرگز اپکا شکوہ نہ غیرو کی شکایت سے لو کیو واسطے جانے ہی صبا و حب خطا بخشو ہو کر واپس وقت سے گھل گھل کر اجل کی بھی</p>	<p>اشارہ سے یہ ابرو کا کہ شمشیر قضا ہوں میں وہ شاہنشاہ ملک حسن و خوبی پر گدہ ہوں نہیں بسان بکھت گل رکب و ش صبا ہوں نہیں نہ منہ پھر و نگاہ گر طایر و تباہ ہوں نہیں قیامت تک نہ بن چٹھی کا قاتل و فام ہوں نہیں کھو اوٹہ جاؤ گناخو و نقش کن پا ہوں میں طلب کار اعانت تجھ سے سخت رسا ہوں نہیں کتاب عشق سے جو بای فال مدعا ہوں نہیں دیجہاتی سے جو کچھ تقدیر یگانہ و پچھا ہوں نہیں تہدین قرار کے پورے ہو مطلب آشنا ہوں نہیں نہ کام آیا تو آخر کس مرض کے پھر دوا ہوں نہیں</p>

<p>از لیسے مستحقِ اُفت و رنج و بلا ہوں میں پسکوئی اپنے منہ سے یہ تو کہہ دیکھے ظاہر سر و خاطر مقبولِ رند و پارسا ہوں میں دل بیتاب کی تقصیر سب سے بظاہر ہوں</p>	<p>عدم سے بھی امید لیا تو بھی گریہِ رفاقت میں اچھی سوچ ہو گئی امید بھی یاد میں ہم کو منانے کے جو خلوتِ زاہد و نشی ہے تو صحبتِ باد و خوار و کیا بوسہ طلب اس نے تو خزانِ دل کی یہ</p>
--	--

تمنا ہے نفس سے مرغِ روح لے آج جب چھوٹے
 تو بس پر وائے شمعِ مزار مرے تھے ہوں میں

بحرِ دیگر

<p>دل پہ مدت سے ہجومِ خفقان رکھتے ہیں پاؤں ہم پہنکے رکھتے ہیں جہاں رکھتے ہیں جامہِ تلبیس کا تن پر دگر ان رکھتے ہیں ساتھ آہوت کے سبب کیا جو دہان کھتے ہیں اوپ بھی ناظرِ نازک و ہار ان رکھتے ہیں تیرے رکھتے ہیں یہ نہ ظالم نہ کمان رکھتے ہیں بس علم جانی کا اب قصدِ میان رکھتے ہیں منہ میں ہم بھی تو میرِ جان زبان رکھتے ہیں دل تو پسلو میں نہیں دشمنِ جان رکھتے ہیں اپنے ہم پیشِ نظر باغِ جان رکھتے ہیں خالی نادان ہیں مکیں سی جو مکان رکھتے ہیں دیکھو کمرے جو مانند کتان رکھتے ہیں</p>	<p>زلفِ پر پیچ کا کس شوخ کے ہیمان رکھتی ہیں وہ بیان چھوٹے کا بھی خستہ جگر ان رکھتی ہیں دور کر کر پر یادِ لوق سے اپنے ورنہ جگر و دل ہی تپ عینے جے سینہ میں نرم سے کر تو چکے ہم کو نکلوا کے سبک کس سے کر لیتے ہیں معشوقِ ہدفِ طائرِ دل یہاں تو ہاتھ آیا یہ صاحبِ کمر کا مضمون بات یہی نہ سنی تھی سو ہی و شنام اس میں اندیش نے رسوا کیا بدنام کیا کچھ محنِ درجہ ان سے لڑی رہتی ہے کر لیں پہر عشقِ تباں سے دل و جان آباد پہر گلِ پیشِ نظر چاند سی صورت کی</p>
---	--

لڑائی ہوئی رفتار تو اونکلی دیکھو	پاؤں پرتا ہی کھان اور کھان رکھتے ہیں
ہستے مانا کہ وہ ہمیشہ میں لڑائی میں	نامہ پراپنا بھی بھان جس بیان رکھتے ہیں

عاشقانہ ہوں نہ کیوں نظم کے ضمن لے اوج	
سپہ خود میں پہ طبیعت تو جوان رکھتے ہیں	
بکر دیگر	

کچھ منحصر کسی حد و امکان پر نہیں انصاف سے تو ہائی میر بھان گز نہیں س سے کھین ہو اکا بھی وہاں تک گز نہیں نکلیں ہی سے قاتل عشاق بن گئے لہو نہیں یار کے شمع روشن کو دیکھ کر پر کے نہ دل پہ ویسے بچے نہ نہ نہ نہ نہ بے روی یار لطف شب چارہ کھان سقف فلک کو پہنچ ہی دیتے وہ دین ج غ جہا نہیں نخل محبت عجیب ہے لڑ بھی کیا ہمیں صیا دے تو کیا یہ پسند خاطر خوبان دہرے ب کیا شب فراق کے صدی اٹھا سکیں پہرای او نیچے قول کا کیونکر ہوا اعتبار	اے یار تیرے نور کا جلوہ کہہ نہیں ہے یہ شب وصال عیناں نہ کہ نہیں یہاں جان بلب ہیں اور نہیں مطلق نہیں کبے بہت ہیں جنکو خدا کا بھی ڈر نہیں کیونکر پہر ایک جا کہیں شام و سحر نہیں سیف زبان کی نوح میں پیدا نہیں اندھے ہیں وہ شمع شبستان اگر نہیں پر کیا کریں کہ آہ میں مطلق اشر نہیں گل لاکھوں میں طرح کے کھلائے نہیں افسوس اپنے لایق پرواز پر نہیں ایک نہ صرف عکس ایہ ہر اور نہیں وہ ہم نہیں وہ قلب نہیں وہ جگر نہیں مان ایک بار کر دے تین بار دگر نہیں
--	--

کچھ اور سیر باغ جہان اور ج کی یہ کیا

بے جان دیئے تو موت کے ہاتھوں سے ہرگز نہیں

بکھر دیکر

وہ میکش میں سے چھپ کر مٹا کر گئے ہنشین ہر سون
برابر رہنے پر سے ترمیم و راہ کو فروز دین ہر سون
کٹی عسپانی بے اندیشہ کب سے لگی ہاتھوں سے
لے کیوں چسکا زبان کو بول بول کے چوس کر بھی
کسی صورت لکھا قسمت کا مٹ جاتا یہ حسرت بھی
نہ بستر اپنا اون کے سایہ دیوار سے اوٹھا
انہیں شغل و غم میں رہنے کے کٹی عمر پرانی راحت
اسے تو بہ خدا حافظ ہے ایسے بزمِ حرامی کا
سوال وصل پر ہانکی اور دہلے بخت کھان آئی
نظر کی لگی کیا ہو گئی یارب یہ جہ سے ہے
خمارِ بختی تک او نہیں اب پایا نہیں جاتا
فراغت پائی درس عشق سے مجھ پر نہ سنا
نہ ہو مدفون دل بیتاب شامل میرے میت کے
وہ سودا ہے کہی جویش جو نہیں لے جو حشر کو
او نہیں ہاتھوں سے اب پیٹتی ہیں خاک اڑا رہی ہیں
شیم کلف ساون کے کوئی نافہ نہ ہاتھ آیا
میرے جیتے تو بیٹھے پاس وہ ہر گز نہیں بولے

نہیشہ ہاتھ سے چھڑا نہ سے سے ماکین ہر سون
جو چھوڑا دیر کعبہ کے رہنے حلوٰت گین ہر سون
رنگِ گرب بغل دیت تو مارِ آستین ہر سون
اوٹھائی لذت و فند و نبات و انگبین ہر سون
جو ہم نے آستان یار پر رنگریزی جین ہر سون
رہی فردوس کے ہمسایہ جنت کے قریب ہر سون
چوڑا دامن آستینوں پر رہا کی آستین ہر سون
وہ رہتے ہیں طبعیت سے خود اپنی ختم ہر سون
رہی در و زبان اون کے برابر اک نہیں ہر سون
گذرے ہی نہیں آنکھوں سے اب دیکھیں ہر سون
جو تھے حننا نہ عنشت کے سرشار و مین ہر سون
وہ کرا کو سردار امین راز زندان نشین ہر سون
ہر سگی بتلانے رزقِ پیہم زمین ہر سون
نشان و ہم و گمان نے بھی زیبا کر مین ہر سون
بلا مین جن سے راحت کسی کھر کے لین ہر سون
خفن طہر و ملاہبت چھانکے صحرا میں ہر سون
جہان سے اپنے لوٹنے پر رہے ہم نشین ہر سون

بہت چاہا یہ ایسے رات کی جستجو میں ہی کسی صورت وہ ہنسیکے طبیعت راہ پر آئے پھر کہیں چاکر کرے غیر سے توبہ وہ کس صورت	اظہار کا نہ پایا وہ ہر حسین برسوں کیا کیا کیا نہ مکے بستے انکی دل نشین برسوں کہ جب ہم سے بعد وصل ہی وہ شکرین برسوں
---	--

پس بجایا ہی نعل اویں بت کا کیا حاصل ہی جانے دو
عبث اے اورج کہنچی تم نے آہ آتشین برسوں

بجز دیگر

یہ نہ لے سوش خورشید محشر تیز کرے تہن فلان پیچھے چڑھتے ہیں خجرتیں کرتے تہن از بان کج کے کہے دل اور چپ لہے کا قطف مع دھوش طیر رم کرتے تہن دشت و دریا در سبب چکی چکی زنجیر میں لینے کا طاہر کئی جان چاٹتے ہی چاٹتی ہو ٹوٹہ ایک بوسہ کے ایں دل جو ٹ جاتا رہتا کلا ہی است غزلان ختن کا خشک خون ہوتا ہے جلد سے فرشتہ ہو تو لٹکے سر کے بھل جاوے محبت میں وہ ہنسی صدف فرقت اوٹھ لے مستحیاں جہیلین ہوا سودا ہی عشق راف پہچان جو طبیب اکثر اور ہر روح ہے حال حال کی محبت میں نہ کہ نہا چا کر مضمون نادر باندہ لائیکے	جمل طوفان کو اپنے دیدار خونیز کرتے تہن میسے جی کے ہلا کو دعویٰ چنک کرے تہن کسی ہیکس چپ بیسا بھی لے خونیز کرتے تہن جو کھٹکرا لے جالسنور حشرت خیر کرتے تہن سمندر روح کو سوی عدم مہم نہ کرتے تہن یہ شیریں لب کہیں زیر بھی آئیں کرتے تہن یہ دل اپنے میں جو گڑیاں تیری لنگر کرتے تہن وہ جسد مجسم وارفتہ تیز کرتے تہن جزاک اللہ وہ کیا تفریر دل و نہ کرتے تہن کہ تحسین پہ لوان خطہ تبسیر کرتے تہن سیر تبرید میں مشک شستن آئیں کرتے تہن ایہ ہر نگار ہے تہن زند حبس و شیر کرتے تہن ہم اپنے ابلق طبع روان کو تیر کرتے تہن
--	--

یہاں راضی میں بھگولے اجل آئندہ لک ہو

میتل خود میرے بیمار سے پرہیز کرتے ہیں

جو جوش جنون لے اوج بانی گرجا چاہے
تو ابکی چلے عرس دامق و پرویز کرتے ہیں

بجھو دیکر

وصف وہ تیسے رات میں کیسی میں جو ہم نہیں
گشت ہر جان سے خلق کے دور تو ایک دم نہیں
اپنے توجی بہ آتی نکلو کچھ اسکا غم نہیں
بے شب تار مجب یارہ دوین ہیگا ایک ہی
جام و شب اور چکھنے ابرو ہوا بھی ہے مگر
نکھر خد کہ اپنی غم گئی ایک طریق پر
نصن ہوا و آرز سے پہلے تو قلب صاف کہ
کیا یہ شب فراق یارہ روز خزا سے جا ملے
ایسے جنون کے جوش میں خطا نہیں ملے کر کیا لکھیں
ریت رنگا ہوش نے بلکہ کے اجل سے کیا
رہ گئی دل مسوس کے جب کبھی یاد آگئی
سورگ نشا دل سے بے شباب کے رنیت
یہ تے تے رسل پر کسکو بہلا ہوا مت بار
یہ تے تے رسل پر بہلا ہوا ٹہکے کہ کھڑا جاؤ گے
پاکر کا بے میں بھی مان پہ طلب کی دیر ہے

کو نہ سافرق افسری رہ میں تیسے قدم نہیں
کسی نہیں تو ہر بان کسی تیسے کرم نہیں
اس سے تو بڑھ کے میر جان اور کوئی نہیں
کھتے ہیں تجھ سے حج تک تو ہی نہیں یہ غم نہیں
صحبت غم میں نرم عیش تو ہی جو اہل غم نہیں
جب خوشی کی سخی خوشی اب ہمیں نکلا نہیں
بڑھ کے اس آئینہ سے پھر وقت جام و ہم نہیں
زلف رسا کے طول سے دیکھا تو بشیں کر نہیں
غور کیا تو حال دل صرف کن رت نہیں
دیکھا جد نہ نظر اٹھا دم میں کسی کے نہیں
اپنے وہ شوق و ولولے اونکے وہ ہم نہیں
اب وہ کھان سے قلب اتو و ختم نہیں
اوپری دیکے مان کے ساتھ قول نہیں نہیں
غور کیا تو دنوں آپ میں لے نہیں نہیں
کون ہوا ہے خلق جو راہ رو عدم نہیں

<p>اگر کسی وہ کوئی حسین سے مست نہیں قبضہ میں جسکے ای فلک جاہ نہیں شہ نہیں کھتا ہے جسکا بال بال دام بلا میں جس میں</p>	<p>اگر وہ ایسا کون من حسین ہوئی کوئی نہیں یہ تو تبا کینہ وہ کہ کوئی کیا ملا اوپر اتھاری زلف کا سر میں آکے کیا بیٹے</p>
<p>بھولے میں شیخ و برہمن و دونوں کا جب کینہ ہوا ایک بیٹھ نہ آج پر سردیاں دیر سے گو حرم نہیں</p>	

بحرِ دگر

<p>جھکے دیکھنے میں ایسے کہ انسان کہے کہ یہاں کچھ نہیں دم ہے اور عبادت کو وہ کہے انہیں جہنم سے ہر ملوں دیا ہوا ہے میرے راج جگہ لائے سے بلکہ گنگا لائے نہ غمخواری کریں ایدل تو پہلے پر لائے اری چل چکے نہیں وہ ہم ایسوں کو اور لائے مٹی آلودہ دندان جب سے پہلے لائے متم سر کی بھاری آج ہم سے کیا لائے کہ وہ اب ہم کچھ پہلے گھر کے لائے انکار آلودہ ہاتھ اوس گلے جیسے پہلے لائے شہنشاہ کی میت اٹھانے لوگ لائے کوئی چوٹوں میں کہہ دیکھ کہ تشریف لائے نگہ سے سب گری و جب نظر نہ سہ لائے</p>	<p>تیرے آئینے انداز سے پری کیا دیکھ لائے عجب رنگ آسمان نے غم کو دکھ لائے دراںک حارے و غوطہ کسے مارہم سے کہ کیوں پہ اپنا سیریل غم سے ہو مل چھکا محبت ہو تو لطف زندگی غم سے حاصل ہے نہ پھیلا لائے شہوار ایدل ہاتھ آنا ہے سیرجان گر گئی اپنی نگاہوں سے در ابلق بسوا وعدہ و سل اب نہ مانینگے نہ مانینگے پریشم تر ہماری پہ کوی طوفان اٹھا لائے لمو رہے ہیں گلیے گھر کھنڈ فوس ملتے ہیں کوئی کھدی رہی نہ کوئی تم کو تم بھی چل بیٹھو ابھی اٹھ بیٹھیں غم خدای طاقت صحت ہو بحان و خاری گشتن ایسا دیکھا کچھ</p>
--	--

وہ ہٹ کر تے تہن چلے پر لید ہر لینی صورت خباہ خاطر نازک بین جہڑ کو یا نکلو اوڈ خدا چاہے تو اپنی نظم منظور حنف ان ہون کچھ اونکی اس طرف تشریف لاسی کی خبر سنکے	جگر کرا کبھی دل دولہا تو نئے دبا لئے تہن کدیر جائیں یہ کدو آپکے ہتھو کما لے تہن کہ پہلو حسن بندش کے ہر اک مضمون کے تہا تہن سسرہ اپنے فطر شوق سے آنکھیں چھپا تہن
--	--

چلو جلدی چلو اے آج کچھ نظارہ بازی ہو
بڑا نے طوق منت کے وہ لو درگاہ آئے تہن

بھر دیگر

کھائے تہن گل ایہ نہ بھی میری جان کھان کھان پھونچا ہے سبیل دیدہ گریان کھان کھان جاؤ گے ایگل آج غرامان کھان کھان آج امتحان نہ بکتر ہوا بجان کھان کھان دل میں جرم میں کعبہ میں دیر و کشت میں والشمس تیرا صوف رخ نے ظہیر ہے تیغ زبان کے جو ہر ذاتی تو دیکھ لیں پتلا نشاط کا ہمہ تن میں شہید ہوں لوٹا ہوا جو ہر تانہ کوئی مشتری ہوا پھر نچا جوئے دستوں بدلو صحراے نجد میں ولمیں گبر میں ہینہ میں چلو میں قلب میں تیرے فطر سے طایر دل تو اوڑا دیا	دیکھینگے آپ سیر گلستان کھان کھان اوڑے تہاں اپنی آنکھوں کے طوفان کھان کھان آنکھیں بچپا لے عاشق نالان کھان کھان دیکھیں نہیں نہیں ہے کھان تہاں کھان کھان جو تہاں تہن بسترے گبر و مسلمان کھان کھان صل علی نبیہ قرآن کھان کھان کھان شایق کدیر کدیر ہیں سخن دان کھان کھان دیکھو دمان جسم میں خندان کھان کھان دل ہیچیا پہرے پر لیشان کھان کھان اوڑا اوڑا کے دیکھیاں یہ گریبان کھان کھان حسرت کے دغ کھتے تہن نہاں کھان کھان کھتے ہو کس صفائی سے ایجان کھان کھان
--	--

باز آس منظر آبِ آمون سے درگذر
 بہو لے وہ بن کے کھتے ہیں تم بھی تو دیکھ لیں
 آباد تاجہ شرفِ نگی محل رہے
 مدفن سے گلرخان جہاں کی کرو تو غور
 یارب تو دیکھو کہ چالاکان کی حیر
 باہر نہ آئے ہوں خدا را ٹھہر ٹھہر
 بقل سے میچ و اسطو سے کیا لے
 رویا ہوں جنگل میں پھراؤ نین قبر میں
 یہاں تک خوشیت رہی یہاں کہو یا ضیہ
 بادران فرسگان سے نہ حاصل ہوا نشان
 خوبانِ دہر قاتل عالم ہیں جا بجا
 او لہا جو بیٹھے بیٹھے کبھی یادِ زلف میں
 پیروں کے جھگڑے میں تو بڑے حسدین کے
 کیا پاس کے کوئی مہر سے صنعت کی انتہا
 یوں دعویٰ غمہ سنجی کی بلبیل کرے ہزار
 اویں ہم کا آج تک تو نہ دیکھا کوئی نظیر
 قلوبِ گورِ توتیہِ خفا غل سے چن گئے
 قاتل جگر بڑی پہلو بھی دل ہی گلو بھی ہے

رسوا کیا تو لے دلِ نالان کھان کھان
 وہ حستین کدہ میں وہ ارمان کھان کھان
 رہتے تھے روزِ سیرِ پرستان کھان کھان
 زیرِ زمین کھلم میں گلستان کھان کھان
 پھونچے میں اپنے نالہ سوزان کھان کھان
 کیا قصد ہے ارے دلِ نادان کھان کھان
 ڈھونڈ رہی تو درجہ بر کی دروان کھان کھان
 یاد آئی مجھ کو وقتِ زردان کھان کھان
 لیجائے کچھین گردشِ دوران کھان کھان
 دلِ صورتِ جو رس رمانا لان کھان کھان
 حیاتِ نذر کیجئے اک جان کھان کھان
 کو سون نکل گیا میں پریشان کھان کھان
 عالم دیکھا رہا ہے پرستان کھان کھان
 دیکھے بشر کا دیدہ حیران کھان کھان
 پر جو نورِ داو سے ہے گلستان کھان کھان
 ہے ڈھونڈتا تو ہر فرخشاں کھان کھان
 کس کسپہ تجھ پہ طرفِ ہمدان کھان کھان
 پس لگا ایک تجھ پر تیران کھان کھان

پہلے موسمِ بھار ہے اے اور سچ پی ہی لو

دبے پس گئے پھلو میں ایمان کھا کھان

بخت بیل ارکان فاعلا تعلق علالتن فاعلاتن فاعلمن

جلوہ گر معنی میں گو لقمہ فتنہ آن میں نہیں
آج دیوانہ میت شاید کہ زندا نہیں نہیں
وہ جسے جسے چاک کچھ چیب کر یا نہیں نہیں
اسکے دریاں فتنہ تھپڑا طوقان میں نہیں
خوبیاں اتنی بہم تھوڑی جان میں نہیں
آبداری یہ کبھی تیر وں کے پکا نہیں نہیں
خون کا دھبہ ہر سر خار غیلان میں نہیں
جب نظیر خواب بھی گویا نہیں نہیں
یہ تختی لوز کی ہر سر دختا میں نہیں
پر یہ سوز و درد مرغان خوش الحان میں نہیں
کیا یہ تلچھڑا اوس بت کا کمان میں نہیں
گلبن مجھ سے و وفا پر اس گلستان میں نہیں
جلوہ گر خود آپ ہی صاحب کے ہاں نہیں نہیں
لوگ تو ٹوٹی ہوئی نشتر کے شیرا میں نہیں
اپنے دلچسپی کی صورت باغ ضو میں نہیں
یہ ہمہ چمک الماس میں سحریہ جہان میں نہیں
تازہ باغی کوئی محکم دامن میں نہیں

کچھ سوا و خط ابھی خسار جان میں نہیں
غل کا غل پاتے میں نے شور سلاسل سے اثر
سیر ہی اپنی عرض گلشن سے تھی ایے باغبان
کب نہ ملتا ہر روضہ جبرے معجون وصل
شوقی و ناز و آواز آواز و حسن و بوی
ہو گی جنش سے ہر نوک فزہ سینہ کے پار
آج تک تھن کف پا سے ہمارے دیکھ لو
جا کے پہلے حال عدم حیرت کس سے چھپے
آج جو حاصل ہو دس ہر کے رخ گل رنگ کو
مثل اپنے باغ میں یوں ناکشہ دیکھ نہ ر
بس اسی گردش میں تو ایسے کیا چرخ رہ
ہم نے ایدل خوب سیر گلشن باجیاد کی
جاؤ جاؤ اس غلافی قول کا کیا اعتبار
کیا یہ پیکان سا کھنڈا یہ جگر میں دیکھنا
چوڑ کر کوئے صنم یہ صاحب اگر کیا کریں
یار کے دندان و لب سیا کی نشتر میں کیا
اپنا پسہ میں تو کیا اسے ثروت حوت حبا

زور حاصل ہو کسی دھب کا زور زور کہتے ہیں
 یوں تو کہہ سکتے ہیں ہم بھی وہ کمرہ کہتے ہیں
 میہان ہیں کوئی دم حسرت سفر رکھتے ہیں
 کھد ولتہ ستانے سے میرے باز آئیں
 ہمت غفلت انہیں مجھ میں رہے کیونکر کہنے
 شمع اپنے شب فتنہ کی درازی کیا ہو
 کان تک و تک سے انالہ دل کیا چوچے
 گرم ہے صحبت ہزاروں ساز آسپین
 درگزر تو بھی نہ رکھے لے اسے بت لجا
 ایسے جمع میں چلے کیوں نہیں آتے کھد
 اس قدر کھانے میں گل قلب جو گرہ پیس
 منتفی سوز درون ہو میرا کیا خاک طہیب
 جب سے خود بینی پہ پائل رہے طبیعت او کی
 نے دردِ بخت کے اوتار ہی نہ دیکھا خوشوقت
 کیا فرغ اوں کا تمہارے لبِ دلدان کے جلو
 آج تک ہر نشان مومی میاں کا مستلا

جان سے فصل یہ ہر وقت نظر رکھتے ہیں
 پردیاں ہیں نہیں کھلنا کہ ہر کہتے ہیں
 اپنی حالت عنایت شمع حسرت کہتے ہیں
 تالے ہر درو رسیدہ کے اثر رکھتے ہیں
 کچھ کچھ اس ہمت تو دوزیدہ نظر رکھتے ہیں
 شام محبت کی منبے وہ حسرت کہتے ہیں
 زلفین بہرے ایدر اور اوں دھند کہتے ہیں
 وہ بگڑتے ہیں ایدر بانوں پر حسرت کہتے ہیں
 ہنظر صبح پہ اسے بانی شمر کہتے ہیں
 قل عاشق وہ اگر یہ نظر رکھتے ہیں
 نازِ بلغ ایک ایدر ایک اوہ ہر کہتے ہیں
 ولین پنہاں صفت سنگ شمر کہتے ہیں
 آئینہ پیش نظر آئیں چہر کہتے ہیں
 جو کہ علم و ادب و عقل و ہنر کہتے ہیں
 محل کہتے ہیں یہ وقت نہ گھر کہتے ہیں
 اتنا سنتے ہیں کہ محبوب کر کہتے ہیں

اوس کے کوچہ کے بنگھان سے نکالی ہے جو راہ
 ہونے دوں میں اے اوجِ حذر رکھتے ہیں

بار و دش اپنا حقیقت میں دگر کہتے ہیں
 دیکھو حال بھی کچھ نوحہ کر رہتے ہیں
 مگر خیر فلک نیوفسری کیا جانیے
 دیکھا ہے کہ درازی میں کتے بنتے ہیں
 کیسی کہنی نہ تیری سختیاں چیلیرا تھے
 چلبلا پن و طبیعت میں تو سہو لی باتیں
 قابل دید ہر آج اونکی بہہ منوالی چال
 شکار غار اینہیں پادہ فولاد نہیں
 خاک کر دین اسی جڑ میں سکاڑم میں
 ایدھل مل اور ون تو تبارک صیاد
 ایک اعلیٰ پہ پہ کچھ بختہ سیرا پر خ
 ہے کسی تیغ عقوت سے ذراتا و اعظ
 جی کہ لازم ہے جسد میں بخلق اپنا
 اولتہ کد و نہ بلائیں نہ بلائیں ہرگز
 بہت بزار افسانہ نام ہی جان کی خوشبو

نصیب خرق کس سودی کی جویر کہتے ہیں
 نوحہ دیکھو گیارہ پین جو اسکی خبر کہتے ہیں
 الا کتہ نیکسیر بشتہ بہ ہرگز کہتے ہیں
 زلفا و مسرہ نہ تیرے دل ہم ایدر کہتے ہیں
 دیکھو ہم ہی کوئی ہتھکڑی بگر کہتے ہیں
 دیکھو کس میں ابھی چہرہ ہی خبر کہتے ہیں
 بانوں پڑتا ہے کدہ اور کدہ رہتے ہیں
 ارم کا دل یہ سیان جنس بشر کہتے ہیں
 اشد مال تنگ سے نکالوں سی خدیر کہتے ہیں
 یہاں نہ ازاد و مفسر سے نہ پادہ رہتے ہیں
 دیکھو چہرہ ہی کوئی ایسٹو میں نہ کہتے ہیں
 بیسیر ہم بھی لوتو تیرے سپر کہتے ہیں
 خود کیسے ہوں کہ اپنا کوئی کر کہتے ہیں
 ایسے صحبت سے تو میان آپ خد کہتے ہیں
 ہرچ ہے مشک مقابل میں اگر کہتے ہیں

اوتی غفلت یہ غشی کی نہ میں قنوت جاگی

بانوں یہی لاؤ کہ زانو یہ وہ سر رہتے ہیں

ہم اس کا غدار نہ تیرا صحبت دیکھو ار کہتے ہیں

نہ تیرا اینہیں از سر وئی یاد کر رہتے ہیں

نہ اپنے لہجے کی وجہ سے وہ کیوں ہر بار کرتے ہیں
 گدا رہے ہیں ہر بار غریب کے صحبت میں و دو دو
 بانی وہ شوکت حسن خدا و ان حسنوں کو
 نہ چھو جائے ہمیں کوئی نار ساری بخت کی آہیں
 انہیں کی خوش بختوں وہ روز و رات بخت ہو
 انہیں باری دادوں پر تو دل عاشق کا چل بیٹھ
 تم ہی ہر دل و نگاہ کے لیے چاہتے ہو
 سچاں ایسی وہ کیا بات ہے جس پر گزرتے ہو
 نہ تو وہ نہیں مشک لین اتوری ہوئی بال ان کی زلفوں کے
 عجب یک باغ گل کھا کھا کے سینہ پر کھلایا ہے
 ہی گوشتہ میں ایدل بیٹہ کراہ بھاری کر
 بہت کس بیدار سے ڈال رہی اپنا سابقہ یارب
 نہ شہد ام کو کسی ابرو کمان صدف بستہ ترکان کا
 او نہیں ہم تک تو آیا رمت سے خوشامد سے
 سولادے ایک رات او شوق نے پروا کو پہلو میں
 ہمیں کچھ اک نظر لین نزع تک بھی گریے آؤ
 ہمارا باب یہ صورت دیکھ کر ہر ایک کہتا ہے
 مساوی اپنے مہربان میں ہے کف و ویر کی تاروا
 شریک راہ خلوت جیسے ہم نے دیکھا یا ہے

چلو ثابت ہوا ملنے سے بس انکار کرتے ہیں
 میں سدا اس صفائی کے پہر انگلیں جا کر کرتے ہیں
 اگر یہ شمع کی محی ٹھنڈی گرمی مازار کرتے ہیں
 کہہ تو نا اہم او بکے پس دلوں کرتے ہیں
 کیا بھوی میری اک اک قدم پر جا کر کرتے ہیں
 اور او پر تپ سوز دیکھو کہ پہلے انکار کرتے ہیں
 تم میں نہ کچھ ہے فقیر نے طہار کرتے ہیں
 تو ایک نلو خدا شام ہے کھجور کھجور کرتے ہیں
 وہ نادان ہیں جو غم تربت و تانا کرتے ہیں
 کہ سیر گلشن رضوان سے ہم انکار کرتے ہیں
 بہت کیا اور و نکو بھی رسوا سہ بازار کرتے ہیں
 بکرا او تھکتا ہے جب چھ جان لکھتا کرتے ہیں
 انہیں تیروں کو عاشق کے جگر سپا کرتے ہیں
 اسے ایدل تجھے اسکا کا مختار کرتے ہیں
 تیرا استخوان ایطالاج پیدا کرتے ہیں
 ہمیں بہر قصہ گویاوت کا پس ہمارا کرتے ہیں
 سفر و نیا سے ایسے صاحب آزار کرتے ہیں
 طواف کعبہ و رشن و میر کی ایک بار کرتے ہیں
 برابر اہل تہم سجدہ و زنا کرتے ہیں

کسی صورت حجاب لوز سے جلوہ دکھاؤ بجے	لناره صبر سے ارجا لب پیدا کر کے ہیں
حقیقت میں ہوا جب ایک ہی مصلوب و لوکا	تو شیخ و برہنہ پس میں کیوں تکار کر کے ہیں
تیسے کچھو کچھو اگر تم وحشت نالہ و اغزان	سفر نامی رسوائی بھی دوحار کر کے ہیں
یہ جو بھی اور جمل کیوں اسطے کش کو صبر ہے	
چلو میں آج کے دن جہ و ہتار رکھتے ہیں	

کوئی ہر کھدے حجاب کو چلیں لین کسٹام پڑن	اب کچھ کچھین تو یہ کیا تیا وہ جہو گرا پنے پیر میں
ہوئی میں ہرسم و مچھن ہب نہ دیدر کے کلام پڑن	ہمارے ملنے کی طور ایک فقط پیام و سلام پیر میں
پس خدا پر تو جلد کیے کسے میں خدین یا کرتے	تمہارے آسائشوں کے جہے تو سب محول غلام پیر میں
یہاں و ساقی ایدر ہی دید جو ہے ستو کی سیر و کچھ	کشتی تو کراچ اپنے تو سہ خطرا کی جہام پیر میں
یہاں جن جٹ کے جو جو بیٹھے کدہ کے لین کنے لڑا کے	کذاصل نبوہ عاشقوں کے تمہارے دیوان عام پیر میں
جو ایک تھے دو دو غم کے شامل وہ میں کو قمار سخت مشکل	خدی جا حیرت دل پہنسی کچھ کسٹام لین
سنی اریہ پور زانیسی دیکھ پری کیا خیر تو کسی	ایسے مشور حسن غولی تو سب لکھا و کلام پیر میں
یہ وہ لو غار میں گل ترہیز و لو کسٹو ہے معنبر	جو صبح صادق ہو و نو تو فوق رکھتے پیر میں
کروندہ پیرستان گرا کھل اچل و بھل کے داکان	دلو کی پامالیان سیر جان تمہارے حسن خلام پیر میں
و حسن جوت وہ کل لہ ہماز و شوقی خیا کے شامل	تو سنڈا کی ختم ایدل ہمارے ماہ تمام پیر میں
کچھ ہی نہ ترین گے و اچھ کو کیریاں میں برہنہ کچھ	جہنکا تو واعظ نہ میں سو سہم اک طوق لہام پیر میں
یہیں کچھ سب کچھ ظلم ساریہ رقم ہو پیر میں تمہارے	جو اس زانی میں قول سے ہم اپنی کلام پیر میں
کچھ ہی نہ عشق سے وہ آئین الف ہر حسن و عشق میں	کچھ شیشہ کے نقیرن ہم اپنے اس عمل تمام پیر میں

ہمیں صبح پا در رکھتے ہیں فقط صلب کی ہر جاہ سکے

ارادے ملک عدم کے اپنے شہر پرین نہ شام پرین

خطا و سہو کو لطافت سے آزاد کرتے ہیں

بتوں کے عشق سے شادان دلِ ناشاد کرتے ہیں

ہر گز خستِ جوشِ جہنم ادا کرتے ہیں

ہم از رختِ تنگو اسلے آزاد کرتے ہیں

ایک کچھ کچھ توجہ و افاق و فرا کرتے ہیں

سی صورت تیری صورت کا خاکہ سو نہیں سکتا

ہر کسما کسما کو ہوا بہتوں کو نالا ہے

ہر کسما کسما میں خود جب کم قتل ہوتا ہے

میں کیا خاک اس لٹی سمجھ کو وای ناوانی

جنوں پر اندازِ زور و نیپرِ فضل ہمارا لی

ہائے لائے فولا و کول جسکے سپنے کو

سکایت و کی کیا لکھا ہے اپنی اپنی ہمت کا

ہر جس میں جو ان جنت کو پری کیا ہے

تو کی نصف ہی ہے بت خدا کی واسطے کھد

وہ کہتی تیرے گردن اور اید پرہ اپنے قاتل کو

بلاشبہ پکارا وٹھا ہے قہر کی طبع کو کو

تو جو روزہ سپہی پر نہیں اوتا کرتے ہیں

نے سر سے پہر اس کہ بہ کو ہم آباد کرتے ہیں

تو اب کی چسکے سرس و افاق و فرا کرتے ہیں

گم بیان سے گلا گھٹتا ہے جب فدا کرتے ہیں

کہ بابِ عشق کی لقصیر ہمت یاد کرتے ہیں

عشرتِ خفا کیوں مانی ہو بہ یاد کرتے ہیں

ایک سہا و بچہ میں ہمارے حق میں کیا اثبات کرتے ہیں

مشکاتے تیغ میں وزر اور طلبِ جلا کرتے ہیں

کہ خود ہوئے میں رسوا اور ہمیں برباد کرتے ہیں

نظامِ سلسلہ بندی میرا تھا کرتے ہیں

کہ ہر روز وہ اک تازہ شہم اچا کرتے ہیں

کسی کا دل و کھاتے میں کسی کو تباہ کرتے ہیں

ملک کہ نہیں سکتے جو آدم زاد کرتے ہیں

ایسے جانفشانی کا غرض بید کرتے ہیں

و غایِ خیر و خیر خیر فولا کرتے ہیں

کسی کا شن میں جب نظر رہ شمشاد کرتے ہیں

طلب میں اس کی صورت ایک گریب سدا کی
اڈان میں یہ توفہ ماقوس میں فریاد کرتے ہیں
تیری جوش جنون سے چہر کر نازنگ لگے گا
ارادہ خون کے لینے کا عبت فصا کرتے ہیں

حاج
احمد
علی

پلٹ کر آؤں جی بھی کیا جانب ملک عدم جا لیں
میں پوری ہم اپنی قید کی میاں کرتے ہیں

بکریں میں مقرر کر کے ان کے علاوہ ان کے علاوہ

دل آؤ لہجہ ہے تیری زلف ووتا سے کچھ ہو
سے طبیعت مرض الموت ہے آزار عشق
انتظار اوس کے میں کھینچ میں نفس خیز فوس
قلعہ شرم میں کیوں بچہ مر جان ڈونے
سچ ہے عشق توں سے ہوتے نہیں جانے عشاق
سیر احسان ہو سبک دوش بھی ہوں ایقاتل
شک میں ہیں ویکشت کر نہیں دل کو قیقین
جلین کو چہ الفت میں دم کہہ بیات
طالب سجدہ ہر عشاق سے توبہ ہے بت
حسرت یار میں شکل ہے گذرنا ایدل
ہو کے ہر دم جو ہوئی عہ سے کتابت موقوف
ظاہر اوس کے میں نہیں ممکن ہے بوج
بہترین جو خوش و مقصود ہر کان مفعول مفاصل

ہوئی سودا کہ اجل آئی بلا سے کچھ ہو
ہو دوا جسکو موثر نہ دوا سے کچھ ہو
ہامی مہلت جو تقاضا می قضا سے کچھ ہو
ہم سہری گزرتی ہے رنگ کف پا سے کچھ ہو
جان لے لیتے ہیں انداز واداسے کچھ ہو
غم سے چوٹیں ہوتی ہے تیغ جفا سے کچھ ہو
بات پوری بھی شب وصل حیا سے کچھ ہو
آشنا امی رہ ہم وفا سے کچھ ہو
سنگون تو ہی بہلا خوف خدا سے کچھ ہو
جاہی سمجھو سچیں جو مد و بخت رسا سے کچھ ہو
سم نہام زبان ہے صبا سے کچھ ہو
بان کر ہر بھی تو تائید خدا سے کچھ ہو

بنواریہو پاکہ یار سارہو حق میں ہر حقیقت شہناہو
 دیوانہ ہو مورد بلاہو سودا کیسے زلفت کاہو
 بہر جو لیا جھپک کچھو لے دیکھو کوئی نہ دیکھتاہو
 لائی کی ہوس کے وہ جسکا پیمانہ سیر چکاہو
 زلیخا کیسے ہون بدو آیت کا فہم ہو جو تکبیر اہو

ہم سو بار نے جہاں کیا کہتے ہو طالب آشناہو
 پسند نہ ہوں کب عجب تمنا عیسوی میں کیاہو
 نہت کہ پوچھتے ہو تیری عریض سخن میں کیاہو
 نہ شکایت نہ کہہ کر زلفت کہ رو بہر گویاہو
 اوس گل کی زوہد لای ہم تک اسے بالہ نیم حل ہواہو

کرم طبع تو سوسے شستہ انش ز تار کو تو رہا چساہو
 ہر دم کہ نہ خوشنمائی افح حامی تیرے ختم انبیاہو

بحسب لہر مرغ و کار کا فانی علاء اتقیا سلطان و سلاسلین

نہیں رہو سر چلتا مے بنا کر چپا کو
 لایا کیا اک شغلہ آو دل پہاں تو رہے
 سیری باتوں پر عبت اوس ت کو ٹیرا کر دیا
 شے آمد آہ اس محبت کی وشت سجد میں
 توقع پر کرین دیوانہ بننے کی ہوس
 شش جہت میں صانع قدس نے دیکھا ہی کیا
 لایا ٹھیکے خدگان خاک پر کیا خشرے
 لے لایا ہی اشک تیرا سر اعراب کے
 دیوانے ہو کر کیا اسکا ہونی ہو شعور ہو

دیکھیں یہ سپر کس کس رویش سیر لالہاں کو
 اترا اشتیاق کھستے ہیں میسے رومال کو
 تو نہ بھولا سپر رخ محبت را اپنی چال کو
 متزلزل سے آئی روج قیس استقبال کو
 دیکھتے ہیں سنگ اسستی میں نے اطفال کو
 زلف و رخ کو چشم کو دندان لب کو جمال کو
 ریب پاکر نا اے کجا ناں کہ میں خلفاں کو
 چاہیے دشنام و زنا غصہ نہ اعمال کو
 اوس زری سپر کے کہ لڑو نہ دے گل حلال کو

بحسب نوح اعراب کا ہر فعل معانی معانی

شادان و داد و در خود سرور ایستاد
 غمناک ہو کر بلبل حقت اپنی حاصل ہو
 دیوانے ہو خدا و ہشتیار ہو غافل ہو
 حسین لب ہر زبان کا غور لہی ہو جاوے
 اک بوسہ پہ نانصف و شام دے کیا کیا
 فاعل میر اکمن سے خوف نہ در جاوے
 انسان قوت کیا منہ کی کھاتے ہیں رشتہ خان
 لاکھون تیرے بھیاں جنوں مشتاق زیارت ہیں
 کیا دیر ہے اوڑھائے دل تل کو چہ بانان کو
 رکھتے ہیں تن بھیاں پشتارہ گناہوں کا
 کیوں قصہ یوسف پڑھ واعظیہ کھاتی ہے
 ہے اسم عیسیٰ یار و کیا نام خدا و یحوی
 صبر سیر قد پر اپنے ہی لکھ دینا
 کہ کتاب ہے سلا تو کہ کتاب در مکتوب
 مشہور مثل ہی کہ ہر اور جہر و موزون
 بحر میں تیرے مجھوں قصور کا لعل افروز

خون اپنا اگر وقف تیغ و دم مسل ہو
 داغ واپس پر خون سے کیا لالہ مقابل ہو
 ہر فصل بجای آئی تباہ سلاسل ہو
 گرنال نہ عارض پر نہ صورت فغل ہو
 پیشہ کو کہ ہر تھے چہ دہلین تو غافل ہو
 شاہان تن سے نہ رشتہ نہ سبیل ہو
 وہ چاودن مہمتیں جن کے چہ بیل ہو
 لے شک و ہیلے واپر وہ محمل ہو
 حیرت ہی کہ میت جی فردوس میں داخل ہو
 دیکھوں یہ سرب کیوں کر لگو کی منزل ہو
 وہ فہرست زبانی محبت کا ناقل ہو
 حل تھی بولیا منہ سے گو کیسے ہی مشکل ہو
 یہ ہر دو فالت میں لبت نہ مایل ہو
 دانتوں سے تیرے اکڑ دھکے لگو غافل ہو
 بان میں بھی تیرے تمولوں میں داخل ہو
 بحر میں تیرے مجھوں قصور کا لعل افروز

شان خالق رہے کوئی حسن تباہ دیکھو
 ہم سب کی کیا کرتے ہیں ایجاں جہان دیکھو

لوز حق صاف ہی باطل سے عیاں دیکھو تو
 ملک غیور سے جتائے تہو کہ مان دیکھو تو

کیون اور اسے تہمت دامن دیکر پڑے
 الامکان کو طیش دے جو بگڑے نہ ہو کھا
 یہ کوئی بات ہے زندہ ہو عاشق پس
 نوبت کوں حسیل آئی پر کھلتی نہیں تاکہ
 شکوی خاطر سے فراموش ہو کیا امکان
 کیا عالم پسیری نے ہو آتے ہی شباب
 نون کف خاک کیونکہ نہیں ہونا اکسیر
 اچ بھلو ہی میں ہو دیکھا دل کا نہ خیر

اک ذرا سے نظر ارض زبان دیکھو تو
 آہ سوزان گئی کسجا سے کہاں دیکھو تو
 کوئی ٹھوکر تو لگا کر اسے ان دیکھو تو
 غافل ہو بخود سے خواب گراں دیکھو تو
 نظر لطف سے چوٹوں میری جاں دیکھو تو
 سیل طوفان ہی نہیں عبرتوں دیکھو تو
 آنکھ اور ٹاکر ایدہ ساری شاہستان دیکھو تو
 ہو عیب نہ غیب نہ غریب کا کھانا دیکھو تو

بحسب حال من مخرج صور کان

اک نظر ہر اوہنیں ایجاں سنیں کچھ تو
 کیسے دین تہ خاک مکن دیکھیں تو
 رض الموت ہی مانا نہ چون گالیسکن
 بل جگر تھام کے گر نہ مسئلہ ان پشیدی
 سناوی یہ کراونکے یہ سکی ہے ہر ہر
 بنائیں جن میں ہر ہر کہیں ہم کو کر
 دکاں اجی چوہ جاتی ہیں کیونکر اکبار
 مہر ہر تو اسے کان ملاحظہ کر لے
 یہی خاک میں سامان تکلف ہی نہ خاک

گو وہ آئین سے یکتا دتیرن کچھ تو
 غور کر مال نظر سال زمین دیکھیں تو
 بہت شکیں وہ نبض اس کے کہیں کچھ تو
 آنکھ اور ٹاکر ایدہ ساری شاہستان دیکھیں تو
 کوئی ٹھوکر تو لگا کر اسے ان دیکھیں تو
 غافل ہو بخود سے خواب گراں دیکھیں تو
 نظر لطف سے چوٹوں میری جاں دیکھیں تو
 سیل طوفان ہی نہیں عبرتوں دیکھیں تو
 آنکھ اور ٹاکر ایدہ ساری شاہستان دیکھیں تو
 ہو عیب نہ غیب نہ غریب کا کھانا دیکھیں تو

<p>ہے جس کو دستانے سے نہ باز آئے او کو اوٹھ جانے کی پہلو سے اسی طرف چسکے سو رہے اشارے اوجھارین ہم بھی کوچہ یار سے تو بہ او سے کیا نسبت ہے</p>	<p>مان چلی جاتی ہو کنگ پیرہین دیکھیں مستقل تجھ کو کچھ آفتاب نہ دیکھیں تو اسطفت سے وہ محل میں کھین دیکھیں تو اکھد و رضوان سے اسی حلیہ دیکھیں تو</p>
--	---

آج جہکڑا اسی دیوانہ بن فیصل ہو جائے
 پر صرلے سے گچھہ اونکو فترین دیکھیں تو

بحسب ملٹن مجنون حضور اکاں غلاتن غلاتن غلاتن غلاتن

<p>دیکھتے اک نظر لطف سے گرم مجھ کو جہکڑا آپس میں میرا آپ کا فیصل ہو تو خوب آج ریزو نہیں ہر شے میرے پیواری کی کیا کریں تجھ سا گل اندام جو پہلو میں نہ ہو فرض تھہرے جو سارے دیکھنے کا طوف گریہ طوفان ہے اوٹھانے پر خدا خیر کرے تھے ہمیں اک نظر تیرے حق داروں میں تھان خود اپنا نہیں پاتے ہیں نشان و دوا دماغ کھایا ہے تیرے میری حسی روی پر بہرہ رانی ہی جو ہر بار طبیعت اسے آج</p>	<p>یوں نہ آنکھوں سے گرائے تکیں مردم مجھ کو شکوہ سچاؤں میں معقول کرو تم مجھ کو کیسا ساغ کہی کافی نہ ہوا ختم مجھ کو بستر خار ہے فرش خسرو قاشم مجھ کو خاک مجنون پہ نہا سب ہے تیسرے مجھ کو کشتی تن کا زلے ڈونے طلاطم مجھ کو تیرے ایدور نہ دیکھا ہے تیسرے مجھ کو آسقا ریادے راج کے کیا گم مجھ کو میں بہتہ نگران دیدہ انجم مجھ کو کسکا یاد آگیا انداز تیسرے مجھ کو</p>
---	---

بجہزج سالم ارکانش در ہر مصرع چار بار مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

الہیری اور لی ادنیٰ چیمہ او پھوچی ہر حسبہ ملو
کچین ہون افہ مشک خستن ممکن اگر ہم کو
نہ مگو خوف رسوائی غیب سے خط ہم کو
عدم ہو سخا نگینی تالاشِ مضمون کہ ہم کو
نظر آیائے کوی حسل اسکا بار و رہ کو
تظہران طور پر پڑے کو آئی بام پر کو

مطلع

نہ اس کو خوفِ خالق کا نہ بھان مونسے و ہر کو
 نہ آمنت نے تھی سستی کے گاڑا تاکہ مسکو
 کہ اگر ملک ہستی میں نہ آیا کچھ نظر ہر کو
 بھان کافی ہے روزِ حشر تو بہ کی سی ہر کو
 دیکھا اپنی کشش کچھ آج پر آہ اتر ہو
 سمجھو ایسی بھان کی نیلے رنگِ داغ جو ہر کو
 وہی میں چشمِ پوشی آج کرتے دیکھ کر ہر کو

نہ ہرگز اوج سونے علم ایجاد نہ کرتے

پہ کیا گئے نہ تھی انجام کسی مطلق خبر ہو

الحسن بن سالم اگر کاننشن در مروج چهار ارفاعین بنیادین بنیادین بنیادین

میهن جان سحر ہی نہ کیوں یوں چھپنا سارا جہان ہم کو
رہا کو اتفاق سیر کلز ار جہان ہم کو

نہیں ہاتھ آئے تقدیر سے اس قدر روان چلے
نظر آئے گل سے کہ تو بھی غنچہ بہار ہے

الحی میں جب طرالی نہیں ملتی امان ہو
 طلب ل کر کے ہو کیا اترائے مہربان ہو
 دیکھا کیفیت مرا کہ سب روستاں ہو
 روالی آب کہاں بقصد میں اپنی گوشہ گیری ہے
 اسے سارا جہان چھانے روز و شب کے گوشین
 وہ آج اس خود فریب میں شاید یاد کرتے ہیں
 گئی مٹی ہو گئی دیر کی کہد و شوق سے کھائی
 کھائی اپنی درد و غمت اور انکو سولے
 حق میں چین سے سوئی گی کیسے پانون بھلا کر
 طبیعتوں میں تشخیص مرض میں در کس کھینچو
 خیال غیب کی اس میں گنجائش کہاں صاحب
 جو پانی پانی ہو کر آج جہت میں مین ڈولے
 تیرے رات سے پہلے موت ہی آنا مناسب
 فخر اس خاک میں خاک اپنی مل جائے کی حشر سے
 سو پر کیوں نہ مرغ نیم عمل کی طرح کر پیچیں

نہ دیکھا چین کیا زیر زمین بھی آسمان ہو
 یہ کہ کیا ہے جب غریب ہی نہیں صاحب جان ہو
 کوئی چھوٹے گل اسے مینا و یاد آشیان ہو
 بوڑھے نے بنایا تیرے شکل کمان ہو
 دیکھ اپنا فلک اولنا کو کوئی نور جان ہو
 چہ آتے ہیں ہبیم خود بخود جو چہ چایان ہو
 عزیز آتش سب جہان کے کب ہیں آستان ہو
 بہم تو باجو کوئی قصہ خوان خوش بیان ہو
 دیکھا ہے کاشمیر میں شکر کی بہت خواب گران ہو
 یہ ہے سودا ہی عشق کا کل غنہ نشان ہو
 تصور اپکا کافی ہے پس میر بیان ہو
 نظر آئے جو اونکی محسوس آب روان ہو
 اونکے ایں بابرقت سے یہ کہاں تاب و روان ہو
 نہ دیکھا نام کی خواہش یہ پیر ہے نشان ہو
 کہ ہے سومان روح اسے اور ج یاد و نشان ہو

بحر سنج مفاہیل من مفاہیل من مفاہیل من

وہ ضرور انہیں کرنا چاہے نہیں مفاہیل
 کیسے در دل سے کی ٹھہری کچھ نہ خواہت ہو

ایسا کہ جسے ہنس میں سامع کو وقت ہو
 یہ اس طرف ہو کوئی بوسے کی اجازت ہو

سیم رہ سو دام جان توں میں فرقت ہو
 تم کافی بول طلب ہو جو عرض ہو بیت ہو
 وہ سہم میں جو حرکت ہے میں اوسو وہ سہم کہ
 نہیں لائے نہ آئین وہ کجاں تک چہرین نہیں
 تو احوال بھواد و کھین کہ کہہ سو اسی عالم کہ
 نام کہ خود اپت اہتہ سے بہت پرکھی ہے
 کلف جان دینے میں چہر جان اسے جل کسکو
 غنیمت جانتے میں ٹھوکرین کجاں تیری در کی
 پہ لگا کھیلن خاک سپر ایضاک کہ تک
 یہ مل جانے سے ایضاب غنیمندی میں بیگ
 لٹا دو آج مشتاقان کو چہر سے نقاب اوسو
 مل میں لا ہمیشہ حسرتی و احسان و دروت کو
 جو کادے سے سناقی و خط کی محبت میں جگہ
 پریشان لائے خود وہ اوڑن میں سہم میں لرب
 ایسا لڑ کر مجھ نا تو ان کو اسے بہت فرقت
 تیری جو روں میں ان صورت سے صورت ہی بنا و اعظم
 بلیدوں کھلے سو دینہ نسخہ نویسی سے تو
 تو در آتش سے زائد بھان تھی میں عقا و پر
 کہ وہ دھن خیر یا فویر میں ہو حکمہ بخشے

نہ بندہ پر کوئی ستر الزقار محبت ہو
 بلا سے جان مشتاقان ہونٹتہ ہو قیامت ہو
 وہی اک تم ہو جو غنیمت سے و شرب گرم محبت ہو
 انھی موت ہی آجای جہر گرا جی فرصت ہو
 گو آ رہ سب پہلے اسے عشق جو تیرے بدلت ہو
 تیرے کیا رہنے پہ پر قائل کا کیوں مرہون منت ہو
 عیادت کو وہ بالین پر تو آئین اتنی محبت ہو
 جہنم ہو عیب اوسکو جسے پروای جنت ہو
 لگے مٹی چٹکانے اوسکے کو چہر میں جو ترب ہو
 تھیں تھو کر جو ہر بان جو اسکی نیت ہو
 نہیں زیبا شمع حسن گر قارون کی دولت ہو
 ترا ہے تو نہ گر گز اسے معین ہو ویرست ہو
 عیان کچھ مال تقویٰ تر تو بدون کی کرامت ہو
 کھینچ کر چلتے راز دل ممکن جو خلوت ہو
 کہ فرستے پرست کوئی تھم سے اک نہایت ہو
 جو ہون ناز واد اوسکے کی او کی سی شہادت ہو
 میری جان خون میں سے نکلا جائے تو محبت ہو
 جہنم کیا جو اوسکا جوش پر دریای جہت ہو
 گنہگار و نکو کیا ہے قدر جو اوسکے شہیت ہو

کفیل حال ہر بندہ کا وہ رزاق مطلق ہے
 زندگی اپنی ہر قسم پر موقوف
 ابرو و لکھا کا اوکے بندائی ہو نہیں
 نالہ پر سوز سر ہوئے کو ہے
 خود چلے آئین ابھی دیوانہ وار
 فصل گل آئی حسن زور و نپہر
 سایل بوسہ ہے دل کچھین نہیں
 سلج استدار زبانی پر نہیں
 آج ملک حسن پر قابض ہیں آپ
 دھڑے پہر شوق سے اتمہ بان
 جس کفن کچھ ساتھ جائیکا نہیں
 کیوں شہادت نامہ کہہ میں کیا حصول
 کتیا کی فکر چھوڑا ہے بواہوس
 حکم آتھ بھی تو قاتل لیکے چل
 آکے در تک کیوں نہ پہر جائے وہ ستورج
 بیگنہ کا خون اسے دامن سے ہو
 دیکھو ہر چہرین مری کرنے لگے
 اوج پا رہا وہ فنا ہاتھ آگیا

یہ کیا ای اوج اب درو کا ہر ہوا
وہ مان جو ممکن و مسل کا تیر

رویف ہا کے ہونہ

بحسب لاشعرون جنت اراکان علانی علانی علانی علانی

فکر تیر سے بنا ہے نقش دیوار اٹھینہ
ہے خلاف مصالحت دیکھے جو یار اٹھینہ
صاف منہ دیکھے جو رکھتا ہونہ زنگار اٹھینہ
کرتا کیوں ایجاد اسکندر سہا ہنشا اٹھینہ
بہا ئیان ہوں جہین ایشق سے سیکار اٹھینہ
دیکھو اس خود میں کے منہ چرشتا ہے ہر اٹھینہ
صاف دیکھانا ہے سب رنگ تار اٹھینہ
نتیجہ خون آشام شانہ زلف جنت اٹھینہ
ہے گرلو ملی کو کرتا چبہ گفتار اٹھینہ
منہ کیسکو اپنا دیکھ لائی نہ نہیں اٹھینہ
کس طرح پتھر سے کرتے ہیں تیر اٹھینہ

ہو کے اوس سیلاب ویش کا عکس بردار اٹھینہ
ایضاً رکھتے نہ پیش زنگس زار اٹھینہ
خود وہی پر تو سنگر قلب مصفی چاہے
بانت خود مینے عالم سجت اگر سے
یکے چھلے کہ ورت سے دل نازک و صاف
ایک دن ٹکٹے نہ اور جانے یہہ ذکر ہے ہمیں
اوس ہی پیکر کی عکس زلف مشکین نام سے
انداز و نیکو فریق نرم خلوت میں یہہ چار
کیوں نہ چھکوں رو برو اوس سجد ہنسا رکی
دیکھ بپا ہر صفا اوس روی عالم تاب کے
آسی آہ گرم سے چھلا و پسنگین دل خوف

اوج چہر کیوں شتری وہ خود پسند اپنا ہوا
حسن کے کرتا رہے جب گرم بازار اٹھینہ

بحسب لاشعرون جنت اراکان علانی علانی علانی علانی

خفا کو غنیمت نہ عصیان گناہ کو رو دیکھ
دل کے آئینہ میں یہ عکس رخ یار کو دیکھ

جو کر نہ یار ب میر سے کردار کو دیکھ
دور کر جہ سے بس قلب کے زنگار کو دیکھ

چاہے گردن تیر شمشیر
کھمچے ہشتیا پس چاہے
آہ میں اپنے اگر تاشیر
سلسلہ بندی کی مان نہیہ
جو کہ مجھ سے ہے اور سے لہزہ
قول فیصل ابتدا تیر یہ
ایک ہوسہ اپنی بھی ہاگہ
پہلے ثابت تو کوئی اقبہ
خاف کو یوں در پے اقبہ
بس کتن میں یار کی قصوہ
خاک ہو جبکہ تو خود اکیرہ
قتل میں مجھ سے کیوں تاجیرہ
جبکہ برگشتہ میری تقدیرہ
ڈر کوئی شاید گریبان گیرہ
یا ابھی کہتے تھے کیوں دیکھ
ہم نہ کہتے تھے کہ خوش تقدیرہ

<p> تانا بندہ سے نہ کیوں زمین پھیلاؤں پاؤں سیدہ اتونہ اولٹ پڑ گیا ہفتے سے روئے چشمِ راحت ویدار سے ہے گلشنِ مین دل پر داغ کا نظارہ کراتے شکِ چن یادہ گری پر زبان کھول نہ لے دے واعظ حسن کے جنس کے خواہاں جو ہوئے نازِ بُرا </p>	<p> ہاتھ پہنچے جو مسیحا میں سے ازار کو دیکھ او غلط فہم دزدانوں نے گفتار کو دیکھ آنکھ اٹھا کر تو کہی نہ گس ہمار کو دیکھ سیرِ گلشن کو نہ کیفیت گلزار کو دیکھ کر نظر حق پہ بہ لاجبہ دوستار کو دیکھ نترخ پڑھتا گیا اب تو چہ دیدار کو دیکھ </p>
---	---

شکوئے ظلم و ستم اوج کر کے کیا لیکن
 پست نانا نہ کسی ہم سے دل افکار کو دیکھ

بحرِ دل میں مجھ کو مقصودِ اعلیٰ تر فاعلِ اعلیٰ تر فاعلِ اعلیٰ

<p> دل میں چھپتے ہوئے لوگ ہر رخسار کو دیکھ لک خود چال کو بھولی کسی رفتار کو دیکھ عازمِ منزل مقصود اگر ہے خدا گرمیاں آتش و دوزخ نشینی ہو گئی ایسی ہو گیا مصر میں یوسف کا بھی سودا ٹھٹھا مخلصی پائین جو ہو محو تماشا صبا کل و طائفہ میں خود ہو کے تماشایِ زلف اولین جنت ہے یا دوزخ بختِ ربا </p>	<p> آنکھ اٹھا کر یہ نہ حاشا اثرہ یار کو دیکھ سہو گزر گئے گلشن میں قیدار کو دیکھ ناصحا پہلے درخاۂ فکار کو دیکھ بریش ابر تر دیدہ خوب ار کو دیکھ اوشہ حسن تیری گرمی بازار کو دیکھ فرج کر کے کوئی اکھ کیسی دویار کو دیکھ محویت تیرے طلب میں حد تار کو دیکھ اوج چہرے حلقہ فرارِ شہ ابرار کو دیکھ </p>
---	---

بحرِ دل میں مجھ کو ارکانِ اعلیٰ تر فاعلِ اعلیٰ تر فاعلِ اعلیٰ

دیکھی لگاوت اس تہ نہ ہو کر ساتھ
 اب اوٹھے میدہ کو پا کر جو بیٹھ کر کے ساتھ
 فتنہ خان بھی رہے سب کی دنیا ہی دنی
 الٹا ٹھہرا شب فتنہ کب یہ نہ لوان
 ساتھ اپنی ہی اوٹھی سب راہ و رسم تکیہ
 ہنسے قاتل تو ہوتا اوسکا بھی منہ پہ گیا
 خط سیاہی پر کبوتر کو کیا ظالم نے فرج
 رخت بیانی سے بھی بہتر ہے دنیا میں لباس
 زینچ بھی تیسے الفت کا دم پر ہر تہ
 ہاتھ نہ لائے عورت اس پر ہر گل رنگ کا
 گو تیرے کسے پہلے عشق تھا نہ خود پسند
 لے نہ لکے گا کہی زلفوں کا لوبہ نے بھی دو
 جو عشق اپنے تہ پر طافت و عقل تہیز
 ان قضا پر بیگنہ کی دوسرا قاتل گواہ
 لے آتش سرین ہر پہر جدا ہوا یہ کیا
 لگ گیا قلیہ دل تامل کر کے اک غنہ
 عین نقصان ہی لکھیں تہ کی دوستی

رابطہ شیشی کا فرسہ جو موتیوں کے ساتھ
 عجب ہر وقت بن ہم نوا دل مضطر کے ساتھ
 دوستی کی ابتک اس تجھ نے کشمکش کے ساتھ
 آہ کی جھونکو سے اڑتا رہی ہر اللہ کے ساتھ
 دفن پاؤں ہو امین شیشہ و ساغر کے ساتھ
 اپنی گردن نے لگاوت کی بہت سے کے ساتھ
 کیا سلوک اب دیکھ کر تہ نامہ بر کے ساتھ
 جس نے فکر دارے چھوڑا نہ ہر گز مر کے ساتھ
 قول و اوت ہے وہ مرد و لکھا جو ہمارے ساتھ
 ایک قطرہ کو کہی بد لین یہ کس کوڑے کے ساتھ
 ہنسے بھی کیا اس سگر کا دیامر کے ساتھ
 بیچ اوٹھاؤ گے اولہ کرنے سب کے ساتھ
 چھوڑ بھا کے عشق کی منزل میں سب کے ساتھ
 دوسرے عادل بس میں اپنی خود کی محض کے ساتھ
 کہ جسم وہ ربط جو ہے شکر کے ساتھ
 ہے چڑھائی اپنی آہ و نالہ کی لشکر کے ساتھ
 اوج کو ح کو کر لو لفتش آب زہر کے ساتھ

جگر تل میں جہون قصور کا علان فاعلان فاعلان فاعلان

دل لگا شوق سے اوس پر صدارت کے لئے
 یوں ہو ہو رہی میں بھی بہت قسم ناز کے ساتھ
 شوق آگے بھی طبیعت تھی نہ انداز کے ساتھ
 مجھ کو مجھ سے جو ہو وہی کجا ناز بار بار
 زندہ ہو نہ ہوئے کہہ ہی نہیں سکتا کہ
 منہ جھانکے کہیں سناخ کی اور کبھی
 لوڑ کا شیش کا بھی جادہ تقویٰ سے قسم
 اسے پسینہ زنی کرتے ہیں نالو کو شیش
 اک قوی دھڑکتے ہیں میں نہ کیوں کر ہوتے ہیں
 کہتے ہوئے سے نکلتے ہیں کیسے برسوں
 مرغ جان اس نفس جسم سے ہو رہی تو رہا
 دھنا کسکی سکھایا ہر گستاخ کیسا
 سو کر جاتے ہیں کیا پاؤں کی آہٹ سے نہ
 بچتے ہیں ناؤ کیلے نہ اوڑھتا ہر گز
 کسی باتیں سے وقت میں رہا کرتے ہیں
 یہ گھر کا بہت تو کیا ہے لیکن
 کمرہ کی چمکی سے نکلتا تو نہ جتا
 آواز آئے آپ کے سب پہلے ہوں فرور
 خود ہی میں جمع احباب ترک کے سالان

شکر انجام کی کیا چاہیئے آغاز کے ساتھ
 جسطرح سایہ طائر اور شے پر وار کے ساتھ
 یوں وہ کب گھر سے نکلتی تھی آواز کے ساتھ
 سب کچھ ہو جاتی تو اتنا کسی ممتاز سے ساتھ
 وہ کہیں ہوں تو تو ایسا ہی انداز کے ساتھ
 تیری شہی کو پس انداز میں ہی انداز کے ساتھ
 پہرہ کا نقل مینا کے جو آواز کے ساتھ
 لطف اوس سوز کا پہرہ کیا ہے ہر سار کے ساتھ
 کام کھانک کا آتش ہے جو ہر بار کے ساتھ
 کہتی ہیں کچھ اچھی تو دیکھا کسی عمارت کے ساتھ
 جا ہی چھوٹے گا سبم ایسا ہی پر وار کے ساتھ
 لطف لازم ہے تین عاشق جاننا نہ کے ساتھ
 کان کرتے ہیں کھڑے گل تیرے آواز کے ساتھ
 قیس پیش آتا جو جمال سے کچھ سار کے ساتھ
 مشورہ کرتے ہیں ہر شب اسی عمار کے ساتھ
 اینڈ تیرے چلنے میں اک قدم انمار کے ساتھ
 اس پناہ کی کا ترارہ کہوں ہزار کے ساتھ
 دلا دلا کے کسی شعبہ پر وار کے ساتھ
 وہ جادہ میرا دھڑکتے ہیں اس عمار کے ساتھ

کیا بیان ہو کہ شب و دل میں ہلکے سے اون

ایک بوسہ تو دیا اوسنے بد سوناڑ کے ساتھ

بہترین شہنشاہ عالم ارکان فاعلین فاعلین فاعلین

بہشتا وشت میں چون قیسر تکیا تھا دیوانہ
کہ لگا ہمسے میخواروں کی تسکین خاک پانہ
تھے اک پی پی لگاتی ہر جسم یا داتی ہے
زبان کو وہ دھبہ نام نہم یا ہوتا د لکو
تھے اپنی بیوہ ساری اٹکلیا ہی شمع پر روشن
سی کو نہ لگایا اوسے بھان بنو ٹھونہ دم آیا
چمن پر رہے جو بن بلبا فصل بہار آئی
سے کیا کیا کچھ فست کے صدمہ افن کی رہے
کیا خاک لحد نے خاک اور لکو د اٹما جس کے
ہوا ہوں بس کہ صحر اور موت آبادی سے تھر ہے
پنا اوس یوسف ثانی کا سورہ الوہاب رک ہون
پس مردن میری یہ مشور کے ملے زندون

اوٹھا کر در و در بستہ میں گم گشتہ کاشانہ
گھٹا اور سٹی ہر دندہ پیکلے توڑ و قتل مینانہ
وہ باتیں دل کی شب کیفی سے جملانہ
گنیم میں عشق نے شیخ و برہنہ دو نو محسانہ
اگر جونہی گر سے ہر تو کچھ مجھ سے پر وانیہ
ہو صد چاک دل غم سے جواو کے سر پر شامانہ
بڑا و دوستی صیاد سے گلچین سے یارانہ
لیا ہے ضبط نے کیا اپنے دل سے کار مردانہ
کھلاہ زلفشان دیکھا کے پوشاک شامانہ
چہمہ ان روزوں پسند خاطر وحشی ہے ویرانہ
متاع جان ہی قیمت نقد دل بھوا و بیچانہ
وہ اسے دخت رزہ تھا اوج ہو مدفن ہی مینانہ

بہترین شہنشاہ عالم ارکان فاعلین فاعلین فاعلین

ہے کلید و مقصود بحسب اسم اللہ
یہاں بھی موجود وہین راضی برضا بسم اللہ

نوع ظاہر جو ہی برب تنہ سے بکھا بسم اللہ
نوع خاشق سے جو منظور تو آ بسم اللہ

اگر ایا جو وہ سرشار شرب می حسن
طاق پر متبر دانش کو علم نے رکھا
کیا ہوا جہنت جو مناس نے آئے
کیون فلک بڑھ نہ سکا بار محبت تجھے
کھینے قابل بحقیقت ایسے انجام بخیر
ریختہ رفتہ سے رسوا ہوئے و شام سے
جسے تو رک ملاقات پہ دھکائے تین
دو تو بار و میر نہیں لوح حین پر اسجو ر
دیکھ مل تھے جہاں پیشہ کو دیو کا کھایا
ہے یقین ہو گا مقرب شوق اے آج

پیشہ و جام سے خود آئے صمد بسم اللہ
مانو انداز سے جب اوسنے کہا بسم اللہ
ذکر گل کہے کہ منہ نہ تھے جا بسم اللہ
سہ پہر کہہ کر ان سے رہا بسم اللہ
شیخ او دھر سر ہوئی یحیٰں سگما بسم اللہ
عوض ان سب کا جو ٹھہری ہر جفا بسم اللہ
یونین مری ہے تو بہتر سجد بسم اللہ
ھے مکرر یہ قدر لگا کھا بسم اللہ
ہوئی سہل ہی عن سلطان نام بسم اللہ
کر رہا ان سوئے فلک تیر کو عالم بسم اللہ

اگر کسی غم و درد و حسرت نے دلیں
خدا نہ ہوئی آیت کو می صنم سے
رب ب الفت کا اتنا تو دیکھا
فکون سے اپنی اوٹھا ایک طوفان
اگر نام آپ کے جان بلب سے
ب آج ہو تو دور و دست سے آلا

بعض صانع انجمن کفر

پہلے لکھو اوتکی تین میں کس میں کچھ
رقہ نہیں بجان ہی جہاں سے سفر میں کچھ
یہ تو کی جگہ دل پیدا اگر میں کچھ
باب بواب ہو خط پر شوق کا سیسہ

بجائے تین ارکان فو لن فو لن فو لن

کیا آہ تو نے اثر رفتہ رفتہ
بنے رشک کا فورہ ہر اک ہوئی مشکین
جدا یا میرے آہ نے امکان کو
بہت نازنین اہل دولت نہ کیا کیا
کیا سقراری نے آئینہ کو رسوا
بتو کیا ہے اب عزت و دین و ایمان
جو ہے اسے جنوں قیل و قال جہاں سے

ہوئی اوتکی بد نظریہ رفتہ رفتہ
ہوئی شب یہ آئینہ سحر رفتہ رفتہ
گئی آسمان تک شہ رفتہ رفتہ
ہوئے کامگار سفر رفتہ رفتہ
ہوا خال دل شہ رفتہ رفتہ رفتہ
ہو تھا دیکھ کپٹ شہ رفتہ رفتہ رفتہ
اگر ہے ہوئے غیب شہ رفتہ رفتہ رفتہ

تسار ہو چلنے کا بد عود ہو عین کے
سے کیا جلا کے دل خاکسار کو
باب بہر کسے تیرے قہر کا ہدف ہوا
مرد اپنے گاد لگا کہ اہل غنہ کا ہی
میں کر ایک ایک سے اسی ترک جنبہ
اوس گلے بوسہ تیشہ میں کے سامنے
نہرے میریں کا ہتے اسی سیج

ہو ابرو پریش نام یہ کہ سر رفتہ رفتہ
 ہوا خند میں بھی گذر رفتہ رفتہ
 وہ آنے لگے بام پر رفتہ رفتہ
 یہہ جو شان ہوئی چشم تر رفتہ رفتہ
 یہہ چھو پچی تو اداں تک سر رفتہ رفتہ
 قہر آرا بھی جا لگا پر رفتہ رفتہ

یہ محبت اگر ان معنوں کا علاء اعلیٰ ملن

عقد سے غضب کہ میں نہ کھلی ہر برین کچہ
 گھر طے ہے دیر ابھی ہے میں کچہ
 بیشک اثر ہے اپنی دعا ہے میں کچہ
 آتا تو ہے نظر کمر نامہ بر میں کچہ
 یہہ کیا نہ بان پہ کچہ ہے حل کینہ و زین کچہ
 اوپر نہ ٹھہرے ہی منہاں نظر میں کچہ
 تو بیٹے خلش ہو کر سر جگر میں کچہ
 گو کہ چلو جسے جو ہمتارے نظر میں کچہ
 باقی تیرے تختہ و تیغ تو سر میں کچہ
 لذت نہ قند میں نہ حلاوت شکر میں کچہ
 صورت کھڑی میں کچہ تو تو پالت میں کچہ

ایا اور سب سے بھی نقص ہوئی تو کیا
 آج ہی ایک مٹی کی مچکی کے کچرہ بنتا
 دو نوہ ٹھہرے لایق تشبیہ روئی یاد
 آج ہی گھس پر صاف زنا کو بلٹ دیا
 نے سووے بہ بات نہ تے سمجھ کے
 ساتھ آج نقد شستر و اندوہ پیچھے

میا دہب ہکتے نہیں بال و پر میں کچرہ
 کچرہ کھگے ہیں سب کہ نہیں ہوا شیر میں کچرہ
 کچرہ نقص ہوا شمس میں یا مانت میں کچرہ
 وہ قول ہی میں یاد جو تھے رنگدین کچرہ
 غیبت میں اب کچرہ میں سر کاں لفظ میں کچرہ
 تھارا زارہ نہ ملک عدم کی سفر میں کچرہ

بحسب دل مجنون و معذور شین ارکان فعلان و شین لائن فعلان

خیر سے پہلے تو تیرہ مل ناکشاو کے ساتھ
 حور سے رکھتے ہیں الفت نہ پر زار کے ساتھ
 یوں نہ پیش آتے وہ ہرگز کسی تیرا کے ساتھ
 عشوہ و ناز وادائرم نزاکت چہ بلبل
 چہ پیر و ہری و لکی دو کھانے والی
 ہر سبق مدد سے عشق میں تھے یار و ان کے
 اپنے دیوانے کو خود آ کے مسلسل وہ کریں
 ہر صغیر و کئی ہر بیٹ نہ گلون کی صحبت
 گرجاں چہ بیٹے کے حیرت عووض کس کا لیا
 تمکمان نے سبب آنا نہیں بیل کیا
 قل کا علم الہی سے نسبت ہو جائے

بھول جاتے ہیں زمانے کو تیرے یاد کے ساتھ
 دل ہے اور کھاسی ترک شتم کیا دے کے ساتھ
 کچرہ بھی تاشیر جو ہوئی تیری فیما کے ساتھ
 بس یہ سب میں تیرے اک حسن و عبادت کے ساتھ
 سبابقہ بائی پڑا کس شتم ایما دے کے ساتھ
 محبت میں تیس سبب طلسم رہے فرما دے کے ساتھ
 کھد و زندا نہیں چلے آئین نہ خدا دے کے ساتھ
 ابتوہر سے سے بسر کرتے ہیں صیاد کے ساتھ
 کوئی ہم کو تو عداوت نہ تھی فضا دے کے ساتھ
 کچرہ تو جہرہ او نہیں شاید تیری یاد کے ساتھ
 آج خوش خوش چلے آتے ہیں وہ حلاوت کے ساتھ

<p>یہ نالوں میں تباہ و برباد ہو چکے ہیں نہیں نے ہلو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو پایا راسا تو نقشہ کی صورت نہ کیلچا رہنوی کے ظلم سے پر باد رہ رہ نایب عیدین سے بڑھ کر ہو یہ عید القیال بہ نام کامو ی پر نہ بھی چھوٹا و اللہ شہر ہو سنی ہم میں وہی تابع حکم</p>	<p>کیونکہ کٹر لیستہ میں دل وہ ایک فیرو کے ساتھ روزِ شہر بھی سنا ہے میری میاؤ کے ساتھ بد توں دیکھا رہے ماتی و جھنڈا کے ساتھ یوں نہ پیش آنا کسی خانہ برباد کے ساتھ آج ملتے ہیں گلے حجبِ فولاد کے ساتھ دامن سے ساتھ گیا میں دلِ ناشاد کے ساتھ اپنا کاسٹ کہہ رکھیں تیرے ارشاد کے ساتھ</p>
--	---

کچھ تو بگڑے ہوئے بناتے یہ صد حیف لے اوج
 رہے شور سے تقدیر سے استاد کے ساتھ

روایف یا ی تختانی

بعض اے اخیر ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

<p>سب فریکسکین طرف شہزادین ہے پیرچ جس سے سنبل شہزادہ مشکین چہر ہے کہتے ہیں کف کسکو کیسا کھو تو دین ہے حان آفتاب محشر وہ روی آفتابین ہے ہے نام عنبر کی کب سعت یہ وہ نگین ہے تھا کہ گڑگ چلو یہ مایہ مستین ہے</p>	<p>الہ رو کا سب گم گشت اگر نہیں ہے بہتہ بالوں پر وہ زلف غمیرن ہے سب سچ مذہب لاندہ می ہے اپنا کاکسی شوخی کیا گل سے او کو سبت ہم پالتے اس دلمین کیا سنا اس اپنے دلو چوڑا نہ پا کے قبا</p>
---	--

مے مہر کا اندر اس گلزارِ دیباں
وصلت کی شادمانی کہ ہے الم سے خالی
محبوبِ بالائوت ملتا ہے کسکو ایدل
ہے غمِ لیب اسکی پر سوزِ جون سمندر
پس اس دلِ حسین بن عشقِ صنم کو جادو
اس خط کو دیکھ قاصد کھینچو زبان
وعدہ یہ وصل کے کولِ صاحبِ جانتے ہو
عشقِ بستان میں توئی کی برادرِ گانی

کھڑکے سے شعلِ عشقِ شمسِ لعل
ہاں بلیش کا عشقِ شمسِ لعل
یہ باتِ عیند ممکن پران کہیں کہیں
بلغ شبابِ جاوانِ گلزارِ آتشین
یہ کہ ہے حقیقی ویرانِ بے لکین
دوری سے آپ کے وہ اب گو کہ دین
اس شمس کے ہاں سیرِ اصاف کی نہیں
اسے اور چہرہ میں آئینہ زباں

بجس طرح شمسِ عالم ارکانِ فاعیلین مہا عیلم مہا عیلم

وہ ہر دم اک لہک جیلہ سے اک چڑھتا ہے
گراونکا کیونکہ شکوہ فراغت کا جاتا ہے
فراقِ نامہ و پیغام تو وہ بند کر بیٹھے
ہمارے خستہ حالی پر شیشِ بنم اشکِ زبان
نہیں شکوہ حسینو نکا ستالین جتنا جی چاہے
سب تر تہن چلی کیا بچہ صدے قیامت کے
گایا پانوں کی آہٹے خوابِ برگ سے ہکو
پس میران بہت لے کوی دم تو چین لہو
دیکھا دور اگر نزعین ویدار از در سے

کوئی لہتا ہے کیوں غمزدہ نکادین کو کھانا
جو چپ رہے تو گھٹ گھٹا کھانا
مگر یک لختور اپنا کشتہ آنا جانا ہے
میری رباہ یون پر یہ بگولہ خاک اور لہا
نہیں اپنے کے کی یہ دل خود کام پانا
غیم ز فراقِ اب و بکھ کیا دن پانا
یہ ایسا قسبہ پریدار طالع کون آنا ہے
شمسِ الفلاک کیوں دل سداؤں کو شانا
یہ شیدا ہی جھانکے آپ کا شاد جانا

کدام نمی آید و این انتظار را بر شما
بجز سرخ شمرن لم ارکان مناعیلن مناعیلن مناعیلن

نهی لکنا که کشتن بدین سبب انجام می آید بیهوشی و کشتن لکنا قتل کو و ده شورش آتا جلالتی هم با فلان اثر سے معرفت تو غیبی په پیغمبر قشر و راز ہے تو ایضا لکنا خدا شهادت ہے او بت سو پری یا چه و غلامان ترتیب بیان هرگز نه بجا وین شل ایدل جگر سے ولین لسی انچه بدین انچه وین و به بولی بولی باقین مقلد و کج بوش کھارین	خیال رو رنگین ویکه کیا رنگ لانا سوار انون بجا جلا و با تون با تیر لانا پیر رنگ سیاهی پنه شو که سے جلا ملا دنیا ہی بچہ و نکاست گریخ کو آنا سوات سے کوئی کربانی انچه وین سما وہ آتا ہے وہ آتا ہے وہ آتا ہے وہ آتا ہے چنگل سر جو کجا ک اپنا طفل اشک آتا وہ دیدار بار اکثر عاشقوت کول بجا آتا
---	--

وہ دو کلمہ ویتا ہے سو سو شکل سے اسے ج کیا کئے
ستاتا ہے کوڑا تا ہے رولانا سے شانا ہے

بجز سرخ شمرن لم ارکان مناعیلن مناعیلن مناعیلن

برای بریت قلع خیم بروی جانان ریاض بر جانان ہوں سدا غم کا شجر جان سواد دیدہ و دل سب سرخسار جانان سے شامت کت لک جلالی آہ سوزان خبر گیری دیوانی کا حرکت شمرن جان	غیر غیبت نظم ملالی اپنا دیوان سے و در و در فکی شربت ویدار دیوان محشہ دست و دست کا خطر رجا نسرت جو دن گذرا تو سرھرات کو اشک کا طوفان ہجوم یاسر ک ہمت کا طرف غوغا طوفان
---	---

زاد بر مادل بلای ناگہانی سپرہ او بکلی
 مگر التیغ و پیکار ہے تیرے دستِ نامی کو
 آجکے دین خانہ دلمین نہ کیونکر عشقِ خوبان کو
 ہے لیس پیل پوشِ جوان و لبِ بے پشت بہن
 ہو آگشتہ ہوں کس شکِ چمن کے تیغِ ابرو کا
 کیا اک گردشِ ابرو سے دو کھٹے دل عاشق
 شبِ فرتقین روشن ہیں جواں و داغِ دل بکسر
 مجھے کھینچنے لگے جاتی ہے جنتِ جانبِ بحر
 وہی ہے جو تیرا سن سیکرہ ہیں تیرے حاکم

وہی جان اور کائنات کا عشقِ زلفِ بچان ہے
 نہ پاس ہے چہ فرحانِ عشقِ بچان ہے
 کلین سے جو کاجالی کی ہر نالی صحران ہے
 ہر اک تجالہ پاشا یقیناً خاتمِ عسلان ہے
 جو گلِ گل ہر اک اپنا دوانِ جزنمِ خندان ہے
 ستارے جو کیا تیرے ششیران ہے
 تنِ لاغر صابر جلوہ سر جو پراخان ہے
 شمعِ فضلِ گلِ بہت خونِ اپنا گہان ہے
 کہ جو ای اور ج سترار می سید و عرفان ہے

بسمِ تعالیٰ عن شریحِ ادبِ بلقوفِ محمد بن محمود غلامِ علی غفرلہ

کیا غسل و نہلے کا کلِ غبغبِ فنان کا ہٹ
 کھینچتی ہے جیت سے تیغِ بہرِ قد کھان کا ہے
 آؤ گئے میں ایک دور و دورِ شید خاوی
 لازم ہے ہر شہر کیلئے مہمتِ ضرور
 چھوٹا چمنِ بدی سے مقدز کے بالقیب
 ممکن نہیں جو تاحِ حشر ہو تمام
 تیرے پر ہو چھوٹے تیرے رانی میں غلب
 کیا لکھے یار کی کسر کا عدم کا وصف

بادِ صبا میں رنگِ لبِ لبیبِ ان کا ہے
 اسی ترکِ پہوڑ ماہر تیرے جو قصدِ آسمان کا ہے
 تیرے جلے غور و فراقِ زمینِ آسمان کا ہے
 اپنا بھی قصدِ سعیت ہے عینِ ان کا ہے
 قلین کا شکوہ کہ نہ کلے باغبان کا ہے
 التیغِ بہرِ ہولِ میری داستان کا ہے
 بہو لا ہو خود او کو سبقِ بستان کا ہے
 تیرے نکل چھوٹے کا نہ صرف گمان کا ہے

چلو من اپنی سپہ دل نالایق بن مگر
 پیہم کی بوسے لیسنے پہ بگڑے یہ کیا خیال
 میں نے زبان کہاں کہاں شکوہ تصور کا
 کیا مجھے ہاتھ آگیا صیاد چوڑ دے
 تھے ہیں سب کھینچی تیسے ابرو کو دیکھ کر
 ابیل حکام ضبط سے گم لیں تو کیا کریں
 اتنی تو اس زمین سے بھی خاطر غبار
 تیری زمین بھی یہ آج حوائی کے ولو

نا تو میں دیر کاٹنے میں کاروان کا ہے
 بانے بھی دو واجی یہ بھٹیٹ اکھان کا ہے
 فقہ گدھا ہوا یہ کسی مصیبت کا ہے
 ایکشت پر سے سلسلہ خیز اختر کا ہے
 بقیل جی جو تو میں تیر اس کمان کا ہے
 اندیشہ پردہ داری رازِ نمان کا ہے
 شکوہ فقط زبان یہ نہیں آسمان کا ہے
 تیار ابھی خمار اوستی خوابِ کران کا ہے

بخشہ سخن سخن سالم ارکانِ نظامِ عیسیٰ علیہ السلام

علی حامی بن بادل خوف کیا پر خشمگر سے
 کسی صورت نکلتا ہے نہیں تو رشید خاور سے
 مقامِ حق سے اوس گل کا شبد ای ہونہیں سکا
 فراقِ پار تازہ جب ہوا تا نظر سب کو
 مقید البتہ ہوتا کامل مشکین کے سودیکو
 ورنہ ہوا رکی کیا قدر آگے اوسک دانو تک
 کہی اوس نو خال حسن کو دیکھے تو پھر مگر نہ
 اجل اک ایک قاتل دو گواہ عیب سے نہیں
 تیرے واسطے ہم آفتہ جگر گر نہ چھوڑی تگی

توقعِ حنیفہ کی رکھ باو شاہِ داؤ گستر سے
 شبِ وقتِ الہی جلتے کیا زورِ محشر سے
 فرشتہ نام لے دو کر زبان کو آبِ کوثر سے
 بہت رویا میں خط کو یاد نہ کر بال کوثر سے
 کسی دُوب ہاتھ آجاتا اگر کچھ عطیہِ عزیز سے
 ہمیشہ کلیان کرتا رہے جوابِ گوہر سے
 کہے بلبلِ زنگل سے عشق نے فوری صنوبر سے
 مقرر مکن نہیں ظالم ہمارے خون کے محشر سے
 نہیں بچنے کی جتک پایا قل تلّٰیٰ خیر سے

یہ کہوں ہو سر زور قوت کو کس کا لغو ترے
 او کو چہ مندے بولو اور کیا بیشعور شد

بحسب سنج منہن عالم ارکان مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین

تو چون لقتل ہم پہنچے سے اونچے پہنچے سے
 یہ بہ جن وہ تھا کہ اور تراہی نہ جیتے جی کہی سے
 جمل باو مخالف ہر کسی کشتی کے سنگ سے
 شب بھوکا ہر کھٹکائی آرایش کے شکست
 کو چہ دیکر بدل ایستے ابھی ہم تشک از فر سے
 خیال پر بھاری ہو ہمارے دیدہ تر سے
 ہوئے لب بند قصد حیات قصد مکر سے
 وہ میں کظوف اے ساقی جو چکین ایکساغ سے
 سدا گردون سے حکم میں سے اقا ایاور سے
 طروق عشق کہوں بوجھے نہ اگر محض سے

کہا تو بہ قرب کا جو حاصل یار کے در سے
 بخت ایکدم کی کسے پائی عشق قدر پر سے
 سکون نام علی سے ہی مایہ زور قوت و کلو
 جی افشان ملی مٹی ہمالا کہ بنین لقتلین
 کہیں سنگی کے اترے بال و نکی کوئی ڈالنا
 کہ اسبہز بیکر کوہ محمد رو کے فرت میں
 صفت ہونہوں کی کرتی اور سے نہیں بیان
 شریک دور اول ہو کے ہم گرد نہ بھلین گے
 یہ کہ کہ ہو جو بچہاں اے بار کیا کشتا
 و مینس ای لہجہ خون بھاسا بھکا جو خراہین

بحسب سنج منہن عالم ارکان مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین

حقیقت صاف گھلا لے ابھی یوسف ہالون کے
 بریں طوبے سے بھی شاخ غور ان لوتھالون کی
 اگر خود جو بری ہی وقت در گرد گود کے لعلون کی
 بھالے خون نہ اکالم کا یارب دو پلاون کی

جو بچہاں لہ خطا و نیک گوئے کالون سے
 سنیں کیا گھراں بلخ و آشفہ مالون کی
 رہاں قمر میں چہی سے وقت و کمالون کی
 عمل مریج کار کستہ میں اوس سفاک کی ابرو

کہ لایک نے موی میان بار کا عتدہ
 چوکار ندو کو سامی و خط کے محاسن میں
 ہی اپنی کہ جو حاصل کرے تہہ باغدی کا
 وہ لکے جو ہے عمر و جوانی کے ہوئے حضرت
 ابھیاب لب سبب و فن و میری صحبت کو
 لالہ دان کو اپنے اسلے پہلا ہی پوئے میں
 و خوراک کہ جو تہہ قیامت ہی لالہ ہا
 بپنج کون چپکے زین پر کیا عجب اسکا
 گدے دین کے دگر و غر و غرض و جہان کو
 لکھی ہو تو تہہ فیستے رو روشن کی
 اسے عجب گہنی میں ڈال دے کہ سودی
 نے لکے بہر و قناعت خوان حسان
 لکھی مروت شرم عین اوس بت کا حصہ
 لکھی کہ صحبت میں لو آؤ کہ مالو
 لکھی کہ لکھی ہے لکھی ہے لکھی ہے

عدم تک لیکن قسم سا مارک جالون کی
 کہ امت کچھ تو زہد پر کھسے صاحب کمالون کی
 طبیعت عرش اعظم رہے تہہ ہا مالون کی
 نہیں بھولے یاد اب خواب میں لکھی مالون کی
 قوی دل ہو جو کہ معجون جسم او کو مالون کی
 عیان مارک فراجی سبب ہا مالون کی
 سند و رسم کھانا تہہ لکھی مالون کی
 چمک ہی عدل کی سینہ پڑی اپنے مالون کی
 شیفون کسے لکھی کسے شان صحبت مالون کی
 ضیائی شہم مرم ہے سیاہی جسے مالون کی
 و بال جان ہوئے یاد او کے کھو گھو مالون کی
 منو سلا سے ولادت فروں ان دو مالون کی
 نہ رکھتی ہوگی اتنی خوبیان اکھیں مالون کی
 بھی بخش کی باتیں میں بھی شکل مالون کی
 لکھی ای اوچ جسکا ہر شان خالی مالون کی

بحر مضامین و سبب کفوف ہر اک ان قول انما یل ما یل لکن

تھا کہ ہی روضہ رضوان میں رہینگے
 ہم صورت دل بچلوی با زمان میں رہینگے

ت جو لای شہ مردان میں رہینگے
 وں لاکھوں غم پران میں رہینگے

و پیش فرزند بر سر پر و جوان
 سر زبانی گلزار جهان در فغان
 بر تن و دو جلا خوش جنون و بکته ہی لیس
 شہر تو ہو حسن لب و دندان کا محتار
 منتظر ہیں لئے لب جان بخش کے بوسے
 وہ پختہ خون ہوں جس کے خون کف بار کے
 کہیں کھینچے کمال و خط بدل عشاق
 پورہ ہے اسی اوج شہر کمال و سبیل

ملک ہے کہ ہم عالم امکان میں
 پتہ ہی پتے کو نہ گلستان میں
 دوتا تو باقی نہ گویاں میں
 تو خبر نہ باقوت بد نشان میں
 ہم بن کے دیوان یار کے قیلان میں
 و جسو سے مرزا مغیلاں میں
 و شہی یہ سدا سنبل و بریں میں
 جل نکلو لبس اب کوہ و نیابان میں

بجائے عجب کفوف ارم مقول فاعیل فاعیل مقول

کس دن وہ سے کلب حسن انہیں
 شہر سے نہ گلشن میں نہ زند انہیں
 بکات ترک و عشق کے سماں میں
 ان آہوں کو تو گر نے نہیں گریہ سے بدل
 توصیف خط و خال منہم فرم ہے و آنظ
 یہ دیکھتے تھے اور کاو جسم کو
 قاتل انہر خدایت خولے سے کب
 ایسا نہ تھے جوش جنون میں قدم اپنے
 ہستوہ میں قاتل تھے ہرگز فرور کے

ماہر اسی حشر واران میں
 دلوئے تیسے خوش کے دلا نہیں
 قہر آج ہیں کل گوہر غریب انہیں
 شہر کجبت اب بارش باران میں
 ہستم صرف بیان معنی فرائض میں
 جگر کے بھی گریہ و مسلمان میں
 چہا لے تھے تیغ شہر افغان میں
 چہرے سے جشت کے کیا انہیں
 یہ تیغ عاشق کی رگ جان میں

۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۱۔ ہم ہند کی نوشوریں کہیں فریاد کی ہے
 ۲۔ نہ کہ ہم ہند کی تیغ ہی جلا دے گی ہے
 ۳۔ کہ ہم ہند کی جو رزمہ کسٹور سے ہیں
 ۴۔ ہوں حسین حضرت یوسف بھی کوئی کیا جانے
 ۵۔ کوئی صورت نہیں ہوتا ہے بدیو کا نقش
 ۶۔ جب کہ وہ طلب مل کچھ تو یہہ فرماتے ہیں
 ۷۔ نہ کہ ہم فکر میں صیاد ہے کھٹا نہیں کہہ
 ۸۔ کہ ہم مر جاؤ پہلو دست کوئے مس پتھر
 ۹۔ شہر نہ پای گیا جسم کے بدلے اوٹکا
 ۱۰۔ پتھر کہتا ہے تھمتی بین طلب سی گراؤن
 ۱۱۔ نہ کہ جانو کو بھی مان جانے تو ایک دن آئی ترک
 ۱۲۔ بہ مرقہ کو وہ مشکرا کے یہہ فرماتے ہیں
 ۱۳۔ زینت میں ہای ہای کی تو فتح کیا ہو
 ۱۴۔ فیدی زلف سلسل تو یہہ مجنون خود ہے
 ۱۵۔ ایجاد کہہ ہی سکتا نہیں وہ پارو نکو

۱۔ ہم ہند کی نوشوریں کہیں فریاد کی ہے
 ۲۔ نہ کہ ہم ہند کی تیغ ہی جلا دے گی ہے
 ۳۔ کہ ہم ہند کی جو رزمہ کسٹور سے ہیں
 ۴۔ ہوں حسین حضرت یوسف بھی کوئی کیا جانے
 ۵۔ کوئی صورت نہیں ہوتا ہے بدیو کا نقش
 ۶۔ جب کہ وہ طلب مل کچھ تو یہہ فرماتے ہیں
 ۷۔ نہ کہ ہم فکر میں صیاد ہے کھٹا نہیں کہہ
 ۸۔ کہ ہم مر جاؤ پہلو دست کوئے مس پتھر
 ۹۔ شہر نہ پای گیا جسم کے بدلے اوٹکا
 ۱۰۔ پتھر کہتا ہے تھمتی بین طلب سی گراؤن
 ۱۱۔ نہ کہ جانو کو بھی مان جانے تو ایک دن آئی ترک
 ۱۲۔ بہ مرقہ کو وہ مشکرا کے یہہ فرماتے ہیں
 ۱۳۔ زینت میں ہای ہای کی تو فتح کیا ہو
 ۱۴۔ فیدی زلف سلسل تو یہہ مجنون خود ہے
 ۱۵۔ ایجاد کہہ ہی سکتا نہیں وہ پارو نکو

اچ کیا بندہ منہ منہ سے کہہ دیا
بھول کر کہہ دیا کہ میں نے کہا تھا

اب دیکھو کہ میں نے کہا تھا
بھول کر کہہ دیا کہ میں نے کہا تھا

حیف کیا خفت دلِ نالاک میں باقی رہی
ہل ہو فریاد و فیس و وامق و عذرا و تل
عزق جب اپنی بھی گریہ کے کیا سارا جہان
کیا تیری دست نہائی دیکھ بانی اسے خوش
قصر تک کو جوش گریہ نے یہ ڈیبا جو عجب
شب کو اس خوشی میں شکر کے فروغ میں
فحاصی کی چار لائی قیت بہتی سے ملے
سادہ رخساری کا انوکھے پہرے میں خاصا
خاک کی صورت کھٹکنا ہی جو اسے فقدا و کچہ
شعنی و ناز و ادا خالق نے سب بخش دی ہیں
گرمیاں خوشی میں شکر کی کرنیں سرسبز
تیک صحت کا قطع ہے تو خور و لکھو بھی روک
بہل کے بدلے ہوا صد حیف اپنا ہی حال
شکلِ شیطانی تا قیامت خود باز نہ تو کیا
مجھ کو حیرت ہو گئی اس سب سے سوزان کے پار
موت بھی آزار الفت کا نتیجہ دینا سے

تہاں مضطر فروت جانان میں باقی رہی
اک یہی جان وشت کے واماں میں باقی رہی
بات پہر کیا فوج کے طوفان میں باقی رہی
پھلکی نیکت پہنہ مرجان میں باقی رہی
یہ عمارت کشتہ باران میں باقی رہی
رشتہ سنی کم کم مہ تابان میں باقی رہی
جب کچھ بات میری زندان میں باقی رہی
چھپا بہ نصیر کی تشریف میں باقی رہی
نیشتر کی نوک کیا شہ یا عین باقی رہی
کون خولی فستہ تھو بان میں باقی رہی
کچھ بھی گرجت دل سوزان میں باقی رہی
عرض اتنی خدمت دربان میں باقی رہی
رات تھوڑی جب شب پیران میں باقی رہی
جب عروت بھی نکال انسان میں باقی رہی
آب و سپنا کو تھوکان میں باقی رہی
کوئی کوشتش میری دربان میں باقی رہی

ای فتنہ طرہ ایسا نہ میرا عید کا چاند
 لکھنؤ شاق روکھائی جسم ہے حیات
 کچھ بشت نور دی کے اوتھرائیں ہر
 کے دل چھوئے جس کے طرز بیان اسی طرح
 جس کے راسخ جنوں تصور راہان علائق اعلیٰ مقامی مسکن

ایک فتنہ میں نہ دشا در ہے
 ان خوابان زیت غریب و شمشاد در ہے
 لم و بدعت سے پشیمان ستم ایجاد در ہے
 گدہ جای میری تودہ دل سے قاتل
 ہوا کھینچی نہ اوس رشک پہ پی کی اتنیور
 لکھنؤ کلر و سنجہ مگر سے عشق نہ کہا
 دیار ہوا کجی کوئی بھاری غیب
 رستہ تم بھی نہ ہوئی ایک غایت کی لفظ
 شہ جو بن جنوں سے ہی رگوں کو بطور
 ام اک و مت بلورین سے تو بہ کر ساجی
 گل انداموں کی کیا لطف اوٹھایا یاب
 بنجنوں ہو آدمی ایک نے جان شبین
 رہے محبوب کے اپنی نہ اوٹھی مر کے بھی خاک

کھنڈی مدت کئی ماہ رمضان و کچھ ہے
 شبیری جوئے لعل لبان و کچھ ہے
 در توان صحبت پر سپرد جوان و کچھ ہے
 ابو ہبیرہ ان سوز بیان و کچھ ہے

کھنڈے پر ہر کوئی سدا موش کیا یاد رہے
 انس و جن شیفہ و ارفقہ پیرا در ہے
 سینہ دوزی نہ تاناوک بیدار رہے
 سترگون شرم سے کیوں مانی و ہزار رہے
 سروسان اس چمن دہرین آزاد رہے
 فصل گل آئی نہ غافل کوین حداد رہے
 ہم تڑپتے ہی تو غجب رفو لا در ہے
 ستم کام پر اپنے کہو فساد رہے
 دسے فقیر وں کو ترا میکدہ آباد رہے
 سینہ زن خوب میری لاش پہ جلا در ہے
 وہاں سبز تیرا گلشن ایجاد رہے
 خنجر دیار وں میں کیا و التوق و فراد رہے
 تھے وہ مجنون جو سدا انیت میں برادر رہے

سرو کا نامیرا پر کے پرنہ کو کا نا
واہ کس درجہ مروت پیری جلال دین

یا علی اک نظر لطف سوی آویج بھی ہو

پہرے کی خلق کی ہولانہری ادا دین ہے

مجمع ہے تباہیوں کا گوشہ شہر
ہم نے عبت تلاش قریب و دور
زادہ تجھے قسم ہے کلام محمد
وے نقد جان کو جانس محبت نہ
نوبت کب آنی ترک ہو گئی
مشہور ہے غلام نوازی حسن
برائی از زونہی کسی نامیب
نواب کسلایہ دیو پی پی و در
زندگی شکیل دم میں چو آئی
پنے کفن کی یاروں نے فتنہ
شاکر یہہ او کے فیض نے
چیرہ پو لب شایب محبت کا

کشتی کی تیسرے شکل بنی ماہ عید کی
گھیرے ہو اسکے آئینہ دلین ویدکی
تصف منم کا روی کتابلی سے یا نہیں
بازار عشق میں یہ اسودا تو دیکھو
ملتی ہے اکھ تہج کی قبضہ یہ رکھا ہاتھ
خصلت یہہ لاجواب ہے لکھ سیکھے
یہ کہہ تو تیسرے دور میں ایچسج خود دین
سمجھا نہ حسن و عشق کے جگہ ٹیکہ ماسحا
زند و فنی شہج ہی و تفت بہ لایہ کیا
وہ جامہ زیب عین کے ہاتھوں دولہن بنا
طالب ہو جاہ کا تو قناعت شعاع
لوئی متاع حسن ہوا وصل حب نصیب

وہ دن بھی نہ تیرے ہر لطف خدا سے آویج

قاصد نوید لائے جو خط کہیں نہ دیکھا

پیشہ سیرج کسکد میں ہر دور

ہوا کہ یہ اپنے پیچم سے
 ہے کہ عشق زلفِ سمیہ سے
 اے چار سو دیوار و در سے
 جس کی خاک اپنی اونکے در سے
 ہی بھولے اے نکلو ایدہ سے
 و خیمِ محبت کشتِ دلیں سے
 اے ناشام و دوریا و محشر برابر
 کیا آفتاب روزِ محشر
 یہ اپنا را بھی ہو جائی سیدنا
 کہ پوچھ کر تک ہو جائے اپنی
 اے اربان نہ اپنے دل کا نکلا
 اے حسنِ روزِ افزون کا ہی قول
 کہ اپنی گرفتاری سے صبا و
 اے اول کا کس دین ہی خوب
 کہ ہو خون پہ عاشق کے پر کیا ہو
 کہ آپ کرتے میہانی
 مری ہو نہ جو کہم کا سب لہن
 کہ ممکن کہ وہ بھی چین پائین
 کہ کیوین نادانی سے غافل

اوتے ابرہہ کیا کیا نہ بر سے
 یہ سو دامن کے بھی نکلا نہ سے
 مصافحہ رکھو ہم ز اہل سفر سے
 گرا میں جنیر عاشق کو نظر سے
 بھرت مشتاق تر ہے خوب تر سے
 کسی نے پھل نہ پایا اس تجھ سے
 کبھی بیٹھی ہو روئے کو سحر سے
 ہمارے سوزِ دلِ جگر سے
 اے سیر و یکین تو وہ تر چھی نظر سے
 کہ تر کو چہا ہے تیشہ کر کے
 غضبِ الفت ہے اس ویران بگر سے
 ابھی شایق سیرا کچھ دان تو تر سے
 لیگا کیا تجھے اک مشت پر سے
 کوئی پوچھے تو اس بیدار کر سے
 لے بیٹھو بیچہ کھولو کر سے
 یہ آئی جاتی ہے کس رہ کر سے
 یہہ کا سرِ بڑھ چلے او کی کر سے
 یہہ مالے جائیگے مالی اثر سے
 امیدِ دروانی نے ہنر سے

لگا مسجد سے سوی دیو لچا ہا سے زائد کو
 اوٹھایا مانتہ ہو کر تنگ بخت اڑا دے اسٹونے
 ہوئے بامد تناسی ہر عابد و زاهد
 غلط تھی ہو جو اس کے شیم زلف سے سنت
 کیا ہی خوبای کیا تیرہ اسٹان چہنے
 میاں اہی حاصل ہی اس کے بوئے لب سے
 لگا با گل خان دہر سے کیوں غافل و لگو

ہو ہادی دیکھ دشمن ای بت کا فرخ
 مرض وقت کا جب پایا تو درد لاد
 خم ابروی جانان کو جو خوب سراو
 نہ باندا غنیمت و مشک غنیمت خطا
 وہ نادان ہی جو تھوہیر کو لالہ
 دہان یار کو سرہ چشمہ آب بقا
 بھار گلشن ہستی تو تھے تم نے لقا
 مگر جام جمشیدی سے کھول لگا

فقیر کو کھیر ہی افق ہفت پر شاہوں پر
 بحر میں جن جنوں حضور ارکان عالم

سنگدل ہوتے ہیں اطوار تباں دیکھ چکے
 ترش گوئی سے تو کھرت کیا عاشق کا جگر
 ان گل ندامت میں مطلق نہیں بوی الفت
 فاتحہ پڑھ کے لوگو غریبان سے چلو
 مدقون کوئی منم میں نہ اپنا بستر
 ہو گیا تیرے مڑو سے دل عاشق سو باخ
 کی جنت قرب وقت کی کر و لگی اوچھن
 کیوں نہ شہرہ ہوتی ہے جس کا یوسف سے فزون
 بیٹھوا سناں تبنائے سے بھلا کیا حاصل

خوب میرے نوان جہان دیکھ
 بس کرو برش شمشیر زبان دیکھ
 خوب کیفیت بستان جہان دیکھ
 نے نشانوں کا ماسیری جان لگا
 ہمتو دنیا ہی میں گلزار چنان دیکھ
 اوتیری خم ابرو کا کو حسن کمان دیکھ
 ہامی کیا کیا نہ میان خفقان دیکھ
 وہ شہنہ ہی تجھے نورد و کمان دیکھ
 صحیح ہے یہیں صاحب کو خیال دیکھ

مالغی لستی و ترک بتان سے واعظ
 خوشگامند دیدہ گریان سے بر سجانے دو
 بندہ چو لطف سے سامنی کہوئے نوزبان
 صبح کرنا ہوں سر شام سے رو کر جو خیال
 دل پساجاتا ہے انداز قدم پر برگام
 اب تو لازم ہے کرو توبہ و تقویٰ اسی امج

کسکو بھان و ہوس نہ روز شمار اتا ہے
 دل اوڈنا صفت ابر بہار اتا ہے
 چھپے بلبل شیدا کو ہزار اتا ہے
 زلف و رخ کھیت سے چریل و ہزار اتا ہے
 کو آن وارفتہ سر لوج ہزار اتا ہے
 نشہ باور شانی کا شمار اتا ہے

بحسب سراج منیر عالم ارکان مغل عین مغل عین مغل عین

ہتھین تو نے محبت او بنے پریم کر دی
 رخ روشن نے غم و مہ کی تویر کم کر دی
 کہی اونٹے بکر کر گاہ درو سے جیلہ سے
 رگ جان رہ بجای اس طرح کذب و بھال
 بڑا مایہ فقط آتا ہے جک و زہر جان کا
 برقی میعاد گو تما کشتی میں جہنم نالہ پر
 کھان ابرو دیوت کر ترخیر کان سے دلائق

ہمارے حب الفت نے گزرا شیر کم کر دی
 ہمارے لال ابے لعل کی تویر کم کر دی
 ترقی پر جو تھی صحبت بہت بد کر دی
 توجہ کیوں ہمیں کھسکتا ہتھ کم کر دی
 شب فرقت نہ کیوں ابوای رخ بر کم کر دی
 جو دیکھنا اتوان صبا و نے نقد بر کم کر دی
 عبت مفاک مشق ناوک نے پیر کم کر دی

بہنم اسی اوج مضمون پنڈ مرون کو ہے سیکن

تبھی کہ جس جگہ طول سخن تحسیر کم کر دی

بحسب مل سخن جنون مقصور کا فانی علا ترقی علا ترقی علا ترقی

تیسرے خوب آمد حوت آئی

فصل کل آئی غضب آیا قیامت آئی

اسے ہرین پسا ہو یہ ہے اسما ہرین
 سونہرے پھونک دل بہت سارے کو
 یہ کہ تو تیرے دوہین اینج خود غرض
 یار و نکی ایک دن کہیں اون تک گذر تو یوں
 سوچو آنکہ اوس بت خود مرے فیہ ہرلی
 منتولے پن میں بھی در جانان پہ لے کڑا
 وہ سچ سچا رہن سہن کے گل کیلے
 اب دیر گیا ہے چھت چپر رقم کرو
 آئینہ اور کے لے ہی گیا کوئی راستہ
 چھاتی کر کے بیٹھ ہی جائے الے الے
 سونے درون سے کراہا جو تیرے
 پہونچیں جو سقف عرش برین پر عجیب نہیں
 تم حسن رختے داغ گلون کو دو واہم
 مانا کہ قصد محبت اغیار کا نہیں
 لالچ دی و آخط اور وں کو جو ہمیشہ کا
 آواز دوست کے تو چھوچ بجای کان تک
 کہہ فرش پرین کے قدم پھونک پھونک کر
 ہم معکف تھے مرقد فرمود وفتیس پر
 لے لین بلائیں پتہ مرجان نے دوار کر

اسے ہرین پسا ہو یہ ہے اسما ہرین
 اکسیر کو لے آگ سے پاہ کو مار کے
 ارمان بھی اگلے میں کسی امیدوار کے
 لے آئیں دوہی فقروں میں اونکو اوہار کے
 مارے ہوئے من گرو شہل پنہار کے
 دیوانے ہیں اسل پتے دل ہو تیار کے
 کلچیں بھی باغی ہوئی دامن اسما کے
 مضمون تو میں ہے خطا خسار تار کے
 کام آئے کیا صبا میری شت غبار کے
 جسد لقا وہ دو قدم پہ سینہ اوہار کے
 مردے اوچل پست سے قرب و جوار
 انگختہ غبار میں کس شہسوار کے
 نالوان سے ہوش گھوٹیں میں بن ہزار کے
 پم کیا سب کہ آپ کو نکلے سوار کے
 بیجان دخت زربے عقدین مجہاوار
 کہہ دی کوئی کہ فاستحہ پر مے لے بکار کے
 برباد ہیں گزند رسان خاکسار کے
 عاشق مجاوار اب ہوں ہمارے فرار کے
 مچھدی سے سرخ دیکھ کے تاروں گل کے

تیرنگا کے دل و سنی ہر وقت ہوتے	تیران تیرے اہو می پیغم شکار کے
تیر لیسکی وہاں تو باغین تیرا پاں پون	بھاں ریتہ ریتہ پنیاں ترے آثار کے
آخ تیر کے فستیر جانان میں بھائی	مے جگر اوٹھانہ سکا انتظار کے

کافی ہے شب آل رسول نام آج
اندیشہ کیا میں پریش و نثار کے

منہ تہ جوتاب او کے سر کی	زائل ہوئی روشنی فستری کی
محسنوں نے تو میر وشت و در کی	ہسنے دریا پر ہر سر کی
خصلت چھوٹی نہ شور و شر کی	یون صلح تو او سے پیشتر کی
دشمن بھی تو چھوٹ چھوٹ روئے	بھیر می پچبیرے نظر کی
مراہے تڑپ تڑپ کے کوئی	اتنی بھی نہ او سے جاہل کی
پائین کیا کیا بنا پنا کر	اوس سے شب و صبح جی جگر کی
کل نرم میں کسے یاد رکھے	بھولے سے نہ اسطرت نظر کی
سنگین کر زانوی قناعت	بان خاک نہ چہاں و در بدر کی
مے نیک عمل سے رستگاری	نہولی نہ بچائیگی بدر کے
اغلب مے سنیں وہ بچہ زبان	نقتیر مے صحیح نامہ بدر کی
یون دل نہ کسی کا پرستانا	مجبور ہتھمہنے در گزر کی
باراجب اجل نے کوس جلت	نوبت چھو پچی نہ ہتھی گجر کی
فستیر سے شکار بخلا	الف ت تو ہتھی دیکھ بھلا لکر کی

۴۳
 سنو پتی میہ سیم دہی افوج میہ سیم
 رکھیں لفظ کریم کہ ہو غریب دیار ہے
 ہرچہ شریعہ عالم ارکان مفاہیلین مفاہیلین مفاہیلین

<p>توڑتے تھاک تہرت پر میرے بعد فنا آئے ہوں پر جان زار عاشق بیدست و آئے میں جاؤں گی سے یا وہ بانیہ جو رہا آئے سلامت کیا کوئی سودا ہی ترے لقا کا آئے وہ دیکھ اسی پادشاہ حسن تیرے شمع مغل پر اوٹھا بار کفن تک بھی نہ گر مال دنیا سے کوئی کھدی لفظ کیلئے اور ہر گلشن پر چہ سے باوین ولٹی دیکھ اس بیا فرقت کو کیسے کو کر نہ رنگ غم سے دل سوختہ تن کا ملین سپاہیوں نہ سم ہنسا فانی بری کی</p>	<p>ملا کر ہکوشی میں جو لکے ہی تو کیا آئے نہ وقت نزع بھی بالین تو اب ہو فنا آئے الہی دوسرے محبوب جائے یا فقنا آئے کوئی ٹالے سے ملتی ہرگز سر پر بلا آئے لفظ کیلئے پروانے بن بن کر ہما آئے قطع لیکر قبائے تن نقش بویا آئے طبق ہونے گل تر کیلئے باد صبا آئے طبیعت ہر سے بالسن یہ جو بہرہ و آئے تمجاری یاد ایسا جب جو چشم سر آئے مصاحب کے ہاتھوں ہاتھ جب رنگ خلائے</p>
--	--

تمنا ہے الہی افوج کی مشکل کشائی کو

بوقت نزع ابن عم ختم اللہ علیہ آئے

بخشہ مل شریعہ مجنون مقصود ارکان مفاہیلین مفاہیلین مفاہیلین

<p>جیسی جاتا ہوں نہ فرقت میں نہ یار آتا ہے اسی صبا کو چہ دلدار میں پہنچا دے اسے ہم شینو شب فرقت میں تیرے دوں مجھے</p>	<p>نہ اہل آتی ہے نے دلو قرار آتا ہے خانہ برباد و نکاحان اوٹے کے غبار آتا ہے بقراری ہی سے کچھ دلو قرار آتا ہے</p>
---	--

لکھو میری مستحسین کوئی وصل کا ثبوت
محمول جہا اہل وفا والاہ و شیدا

سیاری کی وقت کی دو کیا نہیں کرتے
اب ہم سا کوئی ووس پیدا نہیں کرتے

بس آج قدم کو چھالفت سے نکالو
دیکھو بہتری بات ہے اچھا نہیں کرتے

یاس حوت جو بستر عشق کے ازادین کر
کات جو اپروئی ترک ستم ایجا دین ہے
یہ کہتی حورین ایست نہ پر نیرا دین ہے
کیا ہو قید عتم وقت سے رہائی کی امید
اے کنچہ چین تیری تصویر پہلا دیکھیں تو
ولیں چہ بہ جای نہ کیوں ای وہ تیری چوٹ
ہم ہی دین زلف قداری سے لستہ مگر
حالہ بلبل نا شاد پہ گل ہنستی ہسین
وعدہ وصل نہ نہر اتو نہیں پہنے کا
اپنے اس جزبہ سچی نہ پہنچول اے بلبل
بر قدم خاک کے وزہ یہی چمک اٹھتی ہیں
نہ عیادت کے لیے فاحشہ شاید آجا لیکن
چٹکے رورے نہ سودہ کو تیری ہو میری
عشق خود کام نے کتنوں کو ہٹا کر چوڑا

خاک میں قیس کے بے قصہ فرما دین ہے
یہہ برش تیغ میں نے خنجر فلا دین ہے
آج جو بات تیرے حسن خدا وادین ہے
رہزہ مشہر ہی تو داخل میرے میعادین ہے
کتنی قدرت قلم مانی تو بسند دین ہے
لطف میں کب ہی جولزت تیری پیدا دین ہے
فوقی سنبل میں او اکون سی شمشادین ہے
طافہ تر رہم یہ اس گلشن ایجا دین ہے
زیست عاشق کی فقط آپ کے اشا دین ہے
کچھ ہی بود و کی طاہرے قیرا دین ہے
پر تو ہر درخشان تیری نیرا دین ہے
یہہ سوے پر بھی متادل نا شادین ہے
مقدون لینے کا کیوں خاطر فصا دین ہے
کیا تیری خاصیت اس شاہا پر دین ہے

واحد اباد پرستی پر طبیعت آئی
 آج کے وقت کی بارش سے فائل نے
 دھن کے بعد خبر کو نہ پہر کوئی مگر
 او طرف قصد عبادت میر سے عینے نکلیا
 قید بہنی سے سہ شام رانی پانی
 نزع تک بھی نہ کیا وعدہ فراموش نہ یاد

بقیہ اری لئے جام نے الفت آئی
 آنکھیں شہ کے جھکالی جو موت آئی
 خاک اوڑائی ہوئی حسرت تیرت آئی
 اس طرف لب کے صبا عثر وہ صحت آئی
 شب فرقت کے امیری کی زبوت آئی
 کوئی چپکلی بھی نہ ہمو و دم رحلت آئی

اوج بھی مل کتان چاک گریبان سر
 پاکس گلگی تجھے حاند سی صورت آئی

صاحب خم و جور تو کیا کیا نہیں کرتے
 بھان کب شب تنہائی میں ترپا نہیں کرتے
 اک پوسہ پہ اللہ یہ منہ اور یہ انکار
 ہاتھ آئے جو وہ نقد دل و جان سے تو لے لیں
 دے زیر مکان اوس کے جگہ قبر کو پار
 جاسوز بگر کو قفس جسم میں کیا دین
 سمجھے کہ قیامت مجھ پر اٹھکھلی کی مندر
 گل داغوں سے سینہ میں کھلی میں میری کیا لک
 تحفہ نہ کر زندہ شارب کی سن لے شیخ
 منہ لگا ہے اپنی دل دیوانہ کی سجا

اک دم میں کہ شکوہ کبھی اصلا نہیں کرتے
 چہو ٹھون و جنبہ لیں کبھی اتنا نہیں کرتے
 اچھا نہیں کرتے ہو تو اچھا نہیں کرتے
 اور وقت بھی پوٹھ کا تو سودا نہیں کرتے
 تجھے طلب سایہ طوبی نہیں کرتے
 عاقل حس و آتش کبھی یکجا نہیں کرتے
 کو بیٹھو تو محشر ابھی برپا نہیں کرتے
 اس گلشن تازہ کا تماشا نہیں کرتے
 ہمتو شیشے و زرداری چرچا نہیں کرتے
 پیار کے کسی سودائی سے اور چاہ نہیں کرتے

فقس میں یہ کیا صیاد بچہ نہ کرلے
آفتاب یہ ہوتا چھپے کرے نہ کشن میں
لجائی خود میں جس کی جھوٹ کھانوں
مقام کسی ہی میں سب کا تگہ میں
چک کر جا بگاڑنا سہل نہ اور سوا سب کے

پہ جہان حسن مائی جان مستدرا پی
سب سے بھی کہ ہوگی آہ و نالے میں سرانی
حقیقت سے نہ رو دیتے ہیں سب کے گداز پی
وہ عاجز ہیں نہیں تیرے لکھی کار گرا پی
فقس میں کیا کیا طائر نے بان پر اپنے

ہماری بدگمانی غصے کے اوج پہا ہے
گر ان اپنی راز سے پرگے شاید نظر اپنی

ہمیں کہ حجری جان بلب ہو تیرا عشق ابر
میرخان کو تو سینہ پر یہ کچھ لکھا او بہار
کوئی جا کے انہی ذکر کہ میری غم میں کسے شریک ہو
گذرا ونگار غم میں جو یہ وہ آئے تین بھی سب ہو
چلو بس زیادہ کرو نہ کہ شراب نوشی کی کچھ بھی
تجربہ بند میں تھی نہ ان کو کبھی حکم و طحا و ہوا
ہیں کہ تو میں ہی کچھ نہیں مانتے کسی بات کو
چلو سو کاہی عبت بیان بھلا لیتا کہ نہیں تو کہا
رہے ماؤ فانی ہو چم چمے آٹا شونہ ایک دم
نتوان لکھ نہ جہان نہیں ایک حق نہ پر
غیر کیوں حسد مل بھی جھٹلانی ہی آجکل

نہ لکھتے تو بھی کہ عینم مل و مند پار ہے
جمعے درے نکلونہ بید نہ کہ شروع فصل مہار ہے
چلو کچھ اپنی رفیق کو اسی دیون کا شمار ہے
میری بیکار لکھو دو تو ہی اگر تو اسیتہ سر ہے
لیجیاں وہ جو چشم بد بخت کچھ لون میں نار ہے
جو مثال ہی سائنان یہ ہمارے دکھ کا شمار ہے
جے عجب اسید یہ کھنڈ ہو نہیں جلدی و غبار ہے
جو پائیں سنائیں نشو و نما سب کے اوتار ہے
جو مٹا کے تنگ صدم وہ ہمارا سنگ فرار ہے
کوئی ہو نہ نہ ناوان کوئی غم نہ سب کا کار ہے
ہم پر تو کون سے غم غل اور نہ غل کو غار ہے

وہ کافر جو دشمن نکلا زامی اوج

سب سے لیا تھا تنکو پشتر سے

تسکری صرف نالہ شکیں ہوئی

ایتو منھاؤند اکیسے لقصیر ہوئی

یہ تو اولیٰ میری کچھ خواب کی تعمیر ہوئی

وصل کی یار کے ممکن جو نہ تدبیر ہوئی

تو خدا کیسے یہ بھی میری تقدیر ہوئی

نیت فوج عسیران پستی تکریر ہوئی

پاؤں جس صف نے بڑا یاد تیر ہوئی

دوستی اپنی مثال شکو و شیر ہوئی

ہم قفس سے بچھوخت گلو گیس ہوئی

بد اس رخت میں لیا تو کی تقریر ہوئی

اپنی ایک تو نہ ثابت کوئی لقصیر ہوئی

دشت و دشت کی عنایت میں جاگیر ہوئی

کارگر جب نہ اتم طو کے بھی تدبیر ہوئی

قدر شادی کی عاشق کی یہ تو قیر ہوئی

سینف صغیرہ ظاہر کیسے زامی ہوئی

شکوہ بھولے سے کیا ہو میں بسترنا کہ کلا

ہر زبان رات کو کچھ کہا ہوئی تو کیر ہو

تخت اس عالم امکان سے ہوا اپنا سال

آپ کی زلف جو بگڑی تو موزاتی ہی نہیں

یہ مدد اچھی کہ پیری پیری گلے پر زائد

ہم اسے ترک نہ کرے قدر اندازی کی

تجربہ ہم نہ کبھی یار سے ملکر چوٹے

چٹکے کتوں سے مجھے فرج کو لایا میاں

قوت تنگ کا اوس گل کے معرہ نہ کھلا

حکم کس جرم پہ ہوتا ہے نظر ندبی کا

عشق نے نجد دیا قیس کو فساد کو کوہ

ہوڑا یاروں نے طبیعت پہ چہ زاری کو

آؤں کی صحبت سے کلائے گئے وشتام نے

اور نہ رہتا ہے کیا شوق شہادت اسی اوج

اپنی جہنگ کہ نہ گردن تہ نشیہ ہوئی

جسم پر وکے لگائے کی پہلے تیر ہوئی
 پل سگالین موافق کوئی تدبیر ہوئی
 تھی جو سینہ پر رکھی زیر کفن کام آئی
 اگر کوئی تو دو نوٹے پٹکارا اوکو
 رنگ کیا کیا دپ غم نے پگھلائے تلو
 اب جو ٹھوٹھوٹھس کے معنی روشن
 غش سے دھندلے کے ٹیٹے گئے نکلے
 ای پری کفر کے بندے ہیں کھانکا اسلام
 کچھ خط دیکے پیام اتنا زبانی قاصد
 ای ہو کعبہ و لکھو تو نہ ڈھاؤ لکھتے
 بدلی پارے کے مٹھوس دل تیاہ کو بار

یہاں سے عاشق کو تیرے زلف گر ہوئی
 پہر گئی وہ میری برگشتہ جو تیر ہوئی
 ملک فی ہر شہادت تیری تقویٰ ہوئی
 دیرین سلیک بجا کعبہ میں تکیہ ہوئی
 ورد و ملتین اوٹھا سکتا رہا تیر ہوئی
 خط نہیں مصحف رخ کی تیری تقسیم ہوئی
 پتھری طبع جوان اسے فلک سپر ہوئی
 اپنا زتاہ گئے کی پتھر سے زنجیر ہوئی
 جان ہو یا جا سگی آئے میں جو اخیر ہوئی
 دست قدرت سے ایسی گھر کی تیر ہوئی
 خاک ایسی چنے جلا کر کپا اکسیر ہوئی

دل تو اسے اوج دیا اوکو بہرہ و جہم کے ساتھ

مستہین کیا ہیں کسی ایمان بندے سے تحریر ہوئی

سب چین کو چلے دل لگے بھار کے
 مارے ہوئے ہیں ہم تو انہیں تھیں چار کے
 اک موی زلف پر تیرے صدقہ اوار کے
 گھسے میٹھو دیکھتے ہیں تماشے بہار کے

جو بد لکے شائے سے زلفین خوار کے
 ابرو کے ختم گئے روق دندان یار کے
 چھلکے حوالا کعبہ نافہ چون مشک تار کے
 سینہ کے گل کھلے ہیں کسی سیر کی پوس

فیدہ سہی سے لی اچ رہی است اوج

نقدیں مہم میں تائب مسعود رہے

نہ ضائع عمر کو بہر تلاشِ مہم و زراہی
بھی ہو کر نہ وزاری اگر شام و سہرائی
نہ ایک گرم آنکھوں میں نہ ہی سوزِ جگر باقی
مقابلِ دس ہلاکتوں سے کیا ہو گئی بہت ہی
ہماری پریشانی حال کرنا محسوس کیا ہے
ہر پہلو پر قلق ہو خاک اور اتارا رہ بہر حال
بھلا کس کو جان ہو گوشِ تیرے پیرِ ناصح
نہ ہے طالعِ ہمیں ہم خلوتِ جانا نہیں ہستی میں
ہمیں نہ سبائی دیوارِ جانان سے نفرت ہے
کیا اسکو جلا کر شمعِ روشنہ اپنا دل ٹھنڈا
نقدی کرتے دو کو کلب و ندانِ جانان پر

مجھے لازم ہے رکھنا فضلِ خالق پر نظر ہی
یقین ہو دو نو عالم کو ڈبو دے شمعِ تراہی
دیکھائے آہ کیا تاثیر آہ نے اثر اپنے
فراہ کچھ نہیں تو شکلِ کینہ میں شمعِ تراہی
مساب روزِ محشر سے ذرا خود بخراہی
اگر وہ وادِ سراوی سنائے نامہِ تراہی
وہ بخود میں نہیں مطلقِ خرد و وہ سپہا
پسندِ خاطر اونکے ہیں صلاحینِ شیرازی
وصیتِ مرنے ہوئے قبضہ بھی از شربِ تراہی
لکھی اپنی حقیقت جس پر پروانہ پراہی
ہو کاک کر کھونہ دیتے اگر و نقل و کھٹا

پہلے ہم اوجِ نافعِ نکال ڈرتے در بدر ہر شوق

اے کوئی سہما میں دوسے در دسہرائی

جس میں ہر عالم اگر کاغذِ عیانِ مفاہیل میں وسایل

یقین ہو سامعینِ مطلب کی نئی نئی
پھنسے دمِ بلا میں آہی ہے جان پراہی

کتابِ وقتِ گریٹ ہے بہر نوہ گراہی
تصاویفِ نیک چمن کو کتبِ سراہی

اوج تہذیب و تمدن کی بالک رو کا پاس ہے

اب تو کم وسعت سے دیوان میں باقی رہ گئی

یہہ طبعیت ہی اچی ہے جانیسگی
ایسی جھلک پارٹنہ کی کھانیسگی
اسے ہوس پس کر نہیں پچھانیسگی
دیکھنا کس کس کے ماتھے جانیسگی
ہے جو پیشانی وہی پیش آئیگی
حشر میں بندہ کو کیا بخشائیگی
جھکوشہ لائیگی جب شرم آئیگی
بات کہنو کو فقط رہ جا سئیگی

کچھ دیوانوں میں اگر دیکھ پا سئیگی
ایک دن ناہن ہتھیں سنواریگی
نوب لوائی دواست سنائی دیکھیگی
اونکے دوسرے تھا لوندل اگائیگی
کوشش بنیادہ سے کیا حصول
لوہن باز آیا ہتھاری دوستی
جاؤں کیا منہ لیسکے اونکے سامنے
نہ بہتر ہے نہ منہ سے بولنے

اوس پر ہی کا عشق ثابت ہونہ اوج

خلق دیوانہ تھیں تھیں سائیگی

جس پر شہنشاہ عالم ارکان مفاعیل مفاعیل مفاعیل

صنم زلفون سے مطلب صورتہ والیل کا سمجھے
مہر و شہید سمجھو شہنل و دام بلا سمجھے
تو بیشک ابرو وں کو بیت آیت خدا سمجھے
تو قیامت کی بہر عاشق بیرست پائے سمجھے
غذا الخت جگر اپنی تو خون مل دوا سمجھے

یہ لوز بے پیر سے تھی شمس الضحیٰ سمجھے
تاؤ لاج زلف و عارض جانان کو کیا سمجھے
جو دردی کتابی مصحف رب العزت سمجھے
بریں احوال سے جب تو ہی غافل ہو تو پر کیونکر سمجھے
یہ نفس غم نہ کیوں رشک مسیحا تیرے وقت میں سمجھے

پونچے عاشق عدم کو سدا ہے

شر بھی صا رب نے حبیب لطر کی

کیا دھت صنع حق ہوا آج

فدیت کرے کسی بشر کی

کون چھو اس بلا سے چین زندان میں ہے
 کسی موت آئی قننا و الیٰ زندان میں ہے
 شوق سے ای تجہ وشت اور انو و تہیان
 میل میں از لیثہ وقت کو کیوں جاو نیچے
 جنبہ ثنوت ہے سے اہل کے ماہہ آیین راز
 لائیں بے شمار و اسطو کو پر اتنا پوچھ کر
 ظالع غار اعدا و اپنا ہے دیکھا چاہئے
 کیوں گبرٹ ہو جو چو ما مصفٰ خنار کو
 ابوشامہ فرما یہ تو بناو تہ بیان
 عرضیہ صیاد چہ گلشن کے پرادی ہے
 استعان و زین میں ہم ہی حاضر غنیمت بھی
 خاک کرو تیا نہ جسم ہر سان کو ای لحد
 اد سے پڑھ کر اپنی آنکھوں میں کوئی کھتا نہیں
 لو کہ پڑی جڑ پڑی و یکین لب نگین با
 لون صا شہر خاص و رسم تھا کہو

فانج البالی ہے عشق لہذا چاہن کے
 ہوندا ہتا صیاد چہ تہا ہے گلستان میں
 آستین میں عذر ہے کسکو گریبان میں
 فخر یہ فزید کی ہے عشرت کے سامان میں
 بیہان پھینکے پھو او گے زندان میں
 کیوں سلیقہ ہو تہ وقت کے دین میں
 شادمان کسکو ر کے تقدیر ان میں
 ہے کلام آتہ کہو کریم فستہ میں
 راہ بھی چلے اسے زلف پریشان میں
 چھوڑتا ہے و یکین قرعان خوشی کا میں
 خنیر و یکین کری تقدیر میں
 تو رکھے کی شمشیر پہن دامن میں
 کیجے نظارہ چہ کرستان میں
 مان سخن ہل میں کس کسکو جان میں
 جنم نہا چہ تہا ہے راز پناہ میں

لاکھ طالب ہوں یہ بھوج ہو مطلوب کیا	غنی جانے ملت گیسو مسلمانین کے
جب بنی قبر سندر دی یہ تیرے ند	دیکھو لالی ہے قضا گور زبان میں کس
آج بھتے تیرے ہی شکر کیجئے	
نہیں آئے گی شب تاریک ہجران میں کس	

دیگر

جہاں گزریے تو اہمال کی ہر اوٹھا بیٹھے	سنا پہر اک بت کا نیکر ول لگا بیٹھے
اوتھے غضب سے وہ پہلو میں آب آیتھے	الہیوں پیراناوک وعا بیٹھے
نہ چار و زبھی ویران رہا مصلہ فیتیں	اوتھا جہان سے وہ معذور پار جا بیٹھے
سفر ضرور جب اس عاریت سرا سے ہے	لشکر کو جا بیٹھے آمادہ قضا بیٹھے
اوتھی نہ خاطر نازک سے اوٹھی گرو ملا ل	بخت تیرا آپ کو تو خاک میں ملا بیٹھے
پہرے واسطے اوتھو افین سہی ہم کیونکر	مستم وہ اگلنے کی پہلے ہی عین کہا بیٹھے
اوتھائے مٹی کی تیرے گلی کی حال نشین	مثال نقش قدم ابونہر آ بیٹھے
ہزار حیف کہ عاشق کو نیچاں چھوڑا	وہ ایک ہاتھ نہ کیوں مڑ کے پہر لگا بیٹھے
پہرے اندونے انداز چھڑ چھڑ کے ہیں	جب اوتھے پہلو سے وہ کچھ نکج ستا بیٹھے
یکے چھوڑ کے اس آستان کو جانیں کدبر	لے ابواب لگے ابھربان کہا بیٹھے
ابھی اوتھیں طبع جو جس کے قدم سروست	جوڑ الوضبر و قناعت کے ہیں دبا بیٹھے
خبر ایم ناز سے محشر آیا ہر کام	ہزار فتنے اوتھے وہ کھین جو آ بیٹھے
سہو کی جنت کوئی باہم ابد بھی ایسا فی	فقیر نہ بھی امیدوار آ بیٹھے
ہمارا دشمن جان بن گیا ہزار افسوس	نشے میں کیوں اویسے اطلال مل گیا بیٹھے

اسی گمان پہ کہ سہوا نہ فاتحہ پڑھ لوں
نشان وہ قبر کا پہلے مبر سے مٹا بیٹھے
یہاں کو جانے سے مانع ہوئے تو یوں جوئے
اوٹھا جو پاس تو پہر کو یوں سپری بلا بیٹھے

بہت شباب میں زندگی کی داو دی اسے آج
ہوئے ضعیف تو اب بے پارسا بیٹھے

بحث رمل شمع مجنون معصور ارکان فاعلاتر فی علالترا علی اس

بحث ناکام و لاکام چہ الیا کرتے
دل میں اوس کا فریر جالی کی رسم جا کرتے
شکوہ کس منہ سے تیرا اوت رغا کرتے
خود تو بدنام تھے اب کیا تھے رسوا کرتے
زندگی و عشق صنم توبہ و تقویٰ ای شیخ
عمر بکروزہ میں کھدی تو ہی کیا کیا کرتے
لطف کا تھا اگر کار نمایان ازل
مجھ کو محبوب بنا کر تجھے شہ کرتے
کسہیم تو شہ عقی بھی و انائی ہے
یوں تو صاحب کے کھنے کے زرار و عاشق
تجھ کو الفیت یوسف جو سمجھتے بہر
شکوہ سنگدلی اوس سے عبت ہی ایدل
محبوب جاتا جو مینا نے سے حسرت تھی یہ بھی
مہم ہی مزدخم و رفت سے نکل جاتا کاش
مر گئے اوٹھتے تیری کوچہ سی بھی دل سے ہر
یوں فاتحہ کو جو پہلے سے سمجھتے توبہ
ہیں کہیں بت ہی پہلا خوف خدا کا کرتے
دکھو سو بار زنا رخسہ دینا کرتے
کیون پہر اسطوری تیری چرین نظر کرتے
ہمتو مجنون نہیں کیون خواہش صحر کرتے
کہوئے دامون ہی نہ ظالم تیرا سودا کرتے

دولت عسکر کو کہو بیٹھے گروہ سے آج
ہنسیہ زاد سفر مرگ مہیا کرتے

بکھر ہر شمع سنام ان مفاہیلین مفاہیلین مفاہیلین

<p>دل برد و اسکی سوز و رقت سے تپکتا ہے تبسم میں تیرے دانتوں کی خنجر لہریں پر مودت ترانے عشق یار و تیرے نوشی کا ہی واعظ لکھتا ہے دیوانہ سہ سے جو نمرہ اہ نواز مدد آنسو جو جام چشم میں ہے میر کے تپانوں لہر یار میں جی کھو کے روئے و لفظ عالم نرسے کشیدگی چشم خم و اسے صاف روشن کر گالی ہر گزہ کامل میں اوس کا فرسے یا شاید لہات دے تو ایسا ہی لگا دین خم سے منہ اپنا مجھے عشق مرثیہ چینی نہ دیکھا اسے کمان ابرو یہ شب لاریں بھاری ہر تیرے ہی بیا وقت پر ہوا ہوں جب میں تیرنگاہ بار کا گھال ابھی زہر فست سے نہ کیا شاید کہ کام اپنا</p>	<p>یہ وہ ہوتا ہے یارب ہوتا اور نہ پکتا ہے ویسا ہے گرفتہ ابرو ہوندا لپکتا ہے اگر ہے پند ہی کیوں عبت یہ وہ بکتا ہے کلچہ مجب سینی میں لو شاید سولگتا ہے یہ فضل اشک گوارہ سے رہ رہ کر ہو مکتا ہے گامین نالہ جانسوز کیوں آکر اکتا ہے کیسے دید کا شائق تھا جو شریک تکتا ہے و اعاشق او پہ کز لطف ہی پائین لکتا ہے ہے یہ دوزخ تیرا لون کوئی بخوار چمکتا ہے چو بہا وہ خار غم و لذتیں کہ ہر ساعت تھکتا ہے کہ دیکھو شام سے بالین یہ سر ویدی تکتا ہے دل مجروح کیسا صورت بسمل ہکتا ہے جگر خون ہو کے ہر نوک مرثیہ سے لو پکتا ہے</p>
---	---

جہاں تپا ہوں یا بند ہوا سے اوج میں ورنہ

یہ ہر ساعت عسر و کسر ہر دم میں چمکتا ہے

بحسب دل شمشیر مجنون معصوم ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

<p>ایرانی ہر مہر و عید تر اور ہی ہے باغبان گلشن ہر کی بہت پل میں گھر لاکھ لون کر دین لشکین ہر مری و قتل</p>	<p>برق آتش اثر سنور جگر اور ہی ہے نخل انبید جولا لے وہ نثار اور ہی ہے صاف ظاہر ہے کہ کچھہ مد نظر اور ہی ہے</p>
---	--

<p>یہ جہاں مٹر لانی ہی سمجھو الغافل ایک عالم کو جس کے رخ روشن سے فروغ دل کی ہونید ہو گو کہ گریبان صد جاک موم لو گریے دیا اوں بہ شکن دل کو دم بخور موشب وصل صنم من اللہ ہے یہ تحقیق کہیں بہشت جا لے باریک</p>	<p>جسمین و اہم تجھے بہت ہی وہ گھوڑی ہے ایفلک برج شریف کا وہ مٹر اور ہی ہے ایک جون پلہ تہ سے تیسرے میں ڈاؤڑی ہے اوسوزان کا جو دیکھو لوانہ اور ہی ہے تجھے و شکر کا سپین ابرع سحر اور ہی ہے کہنے کیا تار لفظ ہوئی کمر اور ہی ہے</p>
--	--

صلوات اوس کے تصور میں زبان پر رہے آج
جس کے خد اہم ملک میں وہ بشر اور ہی ہے

بج کل مہن ارکان متقابل متقابل متقابل متقابل

<p>کہ ملا نہ فرش عروسی میں پہری ڈونڈی ہی افسانہ تپ غنسی جل ہی گیا جگر سیلا ناک ہول شفا پیسے پار رفتہ کی بسجرتی لادے باو صبا تیسرے پہاڑ سوئی عام پہاڑیوں شکل دیکھا نہ یوں بہ خوب کردارین جو حضری آب بقا نہری زلف بکون بیوفا کا بیتلا ہی بلا سویو نے قزاقین شہر شہر ہی اتری مہر فانی عرض عشق نہ بہت نہ کسی طرف کار کھانی</p>	<p>مجموعہ ہر پیرے البصیرہ بخف وزا کیا مجھے یہ سن اے طبیب کو سیکر اوشا علاج جسے درم نہ کچھ اوسکی بوسی ملا از پہری ہای و شوشی و بد نیری ہای و دیر الہم ہوا جان باب میں اعراس تجربہ بریا میں ہم بسین کھجورنگی کی ہونہ نہیں جس سبزی عیش و طرب ہو این اسیر بندہ علم تنہا کبھی گئے تجھے تھی ہم ہم می وصل متری تھے و ہم جو ڈوبا پاشم پر آپ نے کھلا پاسو زرشاب نے</p>
--	---

جو شباب میں تھی تراکھل رہی اوج کہ وہ انکسار دل
یہ وہاں وہ بہت نکال کر سے قتل بار تہ نہ داس

<p>وہ نیچ ہو وہ رفیع ہو وہ سمیع ہو وہ بصیر ہے وہ جسم ہو وہ عہم ہو وہ نفیم ہو وہ نصیر ہے وہ بقیل ہو وہ بیل ہو وہ بیل ہو وہ لطیف ہے ہو آہ برق شر گزین تو یہ چشم ابرو طیف ہے لکھی آفتاب شفق رخ برضا کی لطف ہے جو یہ الفحال بلال بن نویدہ شک ہر سب ہے کوئی اہل بیت چاہے کوئی بنیاد و مضی ہے کوئی فرس بر رخاک کوئی زب بخش سیر ہے نہ ہو اسکی منہ پر خیا نہ ایسا کافر شحسیر ہے گداؤ لالہ خون چکان سے رخ دگلی نظر ہے سحب یار ہو وہ دل میرا انگسا و شیر ہے تو علم خود ہو کہ یہ بشر سہو و خطا کی خمیر ہے وہ رنگ لوسے و قرب تر اہی و کبکے ہو بصیر ہے ایسی خمیر گنہر ہیں یہ کسی بلا کا اسیر ہے</p>	<p>ہی ہمارا سکی سر زبان کہ جو کل کا بقدیر ہے وہ قدیم ہو وہ کریم ہو وہ سلیم ہو وہ حکیم ہے وہ جیل ہو وہ جیل ہو وہ وکیل ہو وہ کفیل ہے یہ صدای رخ فلک شین سری شور و سر و حقیر ہے کین آج چہرہ یار پر جو پراگلا ان عبیر ہے لکھن و مضیخ بہ حال بن وہ بھونچیم شال ہے کوئی راست بر سر راہ کوئی کج جنیب ہکلاہ ہے کوئی رنج و غم ناگ کوئی فکر دیر سے پاک ہے جو نظر کیا تو شہ و گدا اس رخاک سوئے ہیں بر ملا ہے کون خاک نالت دل بہان کہ وہ جلا سینہ میں تیا ہے خود و حواس و مضی کی چوڑی کج کیا حمل ہے ہند جان عدلی و گدا یہ مقام غنویہ رسم ہے جہی و نوید ہا تو بخیر بر او و کعبہ میں دبیر ہے ہو عشق کا کل زمین سب کی تکیہ کہیں شانہ میں ہے</p>
---	---

بھی جیتی ہو نہ عیسے وہی اپنے خوال کرم سے دے
ارے اوج نعمت حق تجھے بھی قرض بان شعیر ہے

یہ تھوڑا سا ہے ہنوں آٹھ ارکان خوال خوال خوال خوال خوال خوال خوال خوال

<p>حصول حاصل ہے وہاں تک کہ یہاں تک کہ یہاں تک کہ یہاں تک کہ</p>	<p>ایسی تو کم ہر پڑی پڑی و گنگوڑی نہیں گئی نہ ہی کتنی ہر پڑی پڑی و گنگوڑی نہیں گئی</p>
---	---

تجھے حسد یہ محتسب کیا گمان لقمہ کا پہنچا اوٹھایا لطف ان کی محبت کا کیا گیا گل منت ہمیشہ مرا سے بقراری مجھے لے آئی ہے سوی گلشن جسلاہون سوچ کر کسی کیر تیرا کہ نسکین ہو دکو کو کو کر	نگاہ حیرت تک اپنی اصلا سوسے ہو سکی نہیں گئی گندہ بولی اپنی زبان پہ سجا نسیم تو سہی نہیں گئی ہوا ہون کم کش خود پارس گاہی جتھو سہی نہیں گئی علا اپنی تار باخت بسر گلو سہی نہیں گئی
---	---

یہ عشق خواب ہی چکی رحمت کرو بساں جلد تر لالہفت
ایسی تکلی ہی اوج ہی غنیمت کہ آبروی نہیں گئی ہے

بحر نقار بمقصور الم فعل فعل فعل فعل فعل فعل فعل

چلو سہی ہو سکی نہاری الفت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ بھی تو تھا لاکھ جان سے قربان جو کیا پہر پانا تو جان کوئی سنبھالو تو جگہ یاد عزیز و جانی ہو جان آؤ متھاری ہمار کی خیر نصرت بساں ہے شگام کو س علت کہی تو بالین ہر ہر وقتا گئی عشی ہے نو گاہ سکنا ہلال تو دیکھ اپنا ابدل قریب ہوتا ہے بدر کامل بھی تو کھنچے ہم چلو زبان بہ ہو ہر زبان بدلتے ہماری سونچ کر کو بار و کجا اند لو سے فرغ دیکھو کہی ہر دور و الم ہے نصرت کہی ہوئے نبلا ای محنت کہی ہو صد کرتب نہایت ہم کسی تخت تاج و حشمت کہی میری بالین پر کہی جو دیکھا تو خاک بستر و ترش گوئی دل ہو کسا لوشور اگر ناہن کیا کیا	یہ کسی صاحب کی ہے حیرت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ ارے نہا کیش ہر روت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ طبیعیو دیکھو تو در وقت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ یہ ہو سکی فطرت میں تو نسبت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ میرا نصرت کے تیری حالت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ ترقیان میں خدائی و دست گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ یہ کسی صاحب خوب نصرت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ تجھ تو دل حیرت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ نوام ہی دنیا درج و عشرت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ و نور دولت زوال سریت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ سدا ہی دوران عیش و عشرت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ تیری ہر زبان پر علاوت گھیر میں کچھ ہی گھیر میں کچھ
--	---

اور اتن افزون ترارت گھیرن کچھ دی گھیرن کچھ ہے	اور دھری سول جلا یا تو دیکھو ہنس گھری رو لایا
کراہ کا احوال فی تحقیق گھیرن کچھ دی گھیرن کچھ ہے	اب خط کا ہوش سکوزانی پیغام بر یہ کہ یہ
تمہاری خاصیت طبعیت گھیرن کچھ دی گھیرن کچھ ہے	جہاں ہنسن یہ جہاں کماؤ گھر کے باتن زب بناؤ

اوپر باطل و ستم نہ کیا کیا فلک کی گردش نے خوب پسا	
دیہ کا بے کیا اوج طبع جو گھیرن کچھ دی گھیرن کچھ ہے	

بحسب اہل حق جنہوں نے تصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

چشمہ چشم روان نوح کا طوفان کرتی	گویر نہ میان شب جہان کرتی
تہا یقین قصد شبنون مسی بان کرتی	وہ جو آرایش لعل لب و دندان کرتی
گذر ایک بار سوے گورنہ بیان کرتے	زماشتی پر قدم رنجہ مسر بیان کرتے
بہان ہو کے ہمیں مورد احسان کرتے	ہاں یہ حسرت و تالشاد کو شادان کرتے
دل کے پرے عیوض چاک گریبان کرتے	دسترس دست جنوں پر ہنسین اپنا ورنہ
پچھم باغ میں کیا مرغ خوش الحان کرتے	انہا نالین میرے زمرہ پر دازی سے
بخدا یوں نہ کہی عبسی دوران کرتے	بستے آئے تو مہاسی کا دعویٰ اور بست
کس لئے پہر ہو پس روضہ رضوان کرتے	ہمارا کوچہ وادار ہمارا مسکن
جلکے وقف سر سر خار مفلان کرتے	بن لافندای جنوں پاؤں کے چہاے ابدل
دیر کو گھبراہ کعبہ کو مسلمان کرتے	پہنچ کر تیری محراب میں پہر سجدہ

طویل وقت تو نہیں عرض کے قابل ہی اوج

عمد گزری ہی یو میں نالہ و آقاں کرتے

بحسب اہل حق جنہوں نے تصور ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p>ہم بھی آئینہ دیکھ کر تمہیں حیران کرتے خار نہاتے میرے کیا سرنگار ان کرتے سوزِ دل کہو کہہ چاہے شہِ دہان کرتے چہرہ بھی جنبش جو تھارے لٹکتے ان کرتے آپ جسکو بدھت ناوکے ترکان کرتے حفظ گوہر ہم نہیں اک صدفِ قرآن کرتے گلِ بید سے پرگوشہِ دہان کرتے ہم نہ آباد اگر نہ نہان کرتے</p>	<p>ویرِ فتل تھارا بہم اہجان کرتے کیوں ہوس باغلی ای سرو نہان کرتے ہش عشق کو کیا سینہ میں بھان کرتے بس حیاتِ ابدی قالبِ بھان کرتے مفسِ حرم میں سپر طائرِ دل کیا بچتا ویرِ سرسبز صدفِ خشکی تو عبارتِ اسخ ایکے اسے شکِ چمن بلعین ہشتا قو کے ماساں بڑ کا بس قطع ہتا جھون کے بید</p>
--	--

تھو دعار و صنبہ پر نور پہ اپنے ایلبار
پہرِ طلبِ آفرج کو ای شاہِ خراسان کرتے

بھسرج المسدس والمیزوف فاعلیں بفاعلیں فغو کن

<p>دلِ نادان یہ تو نے سے کیا کی اوٹھالی خاک اوٹھ کے نشِ پاکی بنائے دیر کعبہ میں بیتا کی جو تنگی یاد کی اوس کے قبلا کی اوڑا تی خاک اس حسرتِ رہا کی سکابت کیوں خجہ بادِ صبا کی کسے تشویش سے رو جہنم کی نہ دیکھا لی کئی ترکتِ دستِ و پا کی</p>	<p>کیا اوس گل پہ کیا مایل جفا کی تھو سے جو خواہش کیہ پا کی نہ ستم ہے دہین اوس کا فکے جا کی خند میں بھی کئی ٹکڑے کفن کی پتیاں مرون سے بیکہ بالینِ تربت لائی بوسے زلفِ یارِ ہستم تک میں زند و نکے ہی نوشی برفی الحال سے کو حنا کا ہے جگر خون</p>
---	--

شب اونکے وصل سے دیکھو تو جون عزیز حینون کو سے لاف لہن ترانی مثال زلف دی مشک خستن سے ہفین پہننے کی رو اعظ تجھ سے ہرگز	تک شمع محفل بھی جلا کی بتون کا دور ہے قدرت خدا کی سراسر موبو دیکھو خطا کی حدیث شاق زند و ہارسا کی
---	--

وعلیٰ ہے پس مجھے ایک بار سے آج
میسر ہو زیارت ... کر بلا کی

بجز سبج السدرین الخذ و اراکان مفاعیل مفاعیل مفاعیل

نہاں خوگر رھی شکر خدا کی ارے دل دوستی اوس تے کیا کی تتاثر اوس کی دلیں اک ذرا کی ہمین مٹا دے ہر فصل گل بین رہے گا ہے نگاہ مہرہ بانی یت کے گیسو میں او لہجہ ک طبیعت ہمین پہونچا سکی کوچ تک اوس کا لیون تک کے جان زارا فوس ستم ہے نقد دل لوٹا بتون نے پلا کر از ہر وقت ہسکو مارا نہین ہے مستد شام نہ ہس جسے دیکھا وہ سنگین دل ہو	یہ پابندی ہے تسلیم و رضا کی بہم کی دشمنی خلق خدا کی بہت نالے کئے آہ و بکا کی وقع ہے رہائی کی رضا کی ابھی کچھ جد ہی ہے جود و جفا کی پہلی جنگی گرفتار بلا کی محبت پہنچ کر زلف رسا کی بہت کچھ انتظاراوس کا کیا کی دو ہائی ہندو دہائی ہے منہ کی مرفض ہے رس کی اچھی ودا کی جہان میں بوزیا نے نئے رہا کی بتون کی آنا ایفس بار بار کی
--	---

ہال پریشہ دو کز لہن ہے

حقیقت ایک ہے شاہ و گدا کی

جو دو یا دین و دانستہ اسے اوج

سزا ہے اس دل نا آشنا کی

بحسب لہن مجوز تصور کا فاعل اثن فاعل اثن فاعل اثن فاعل اثن

اے بیٹھی زمان وقت مدد گاری
وہ ستمگار خود آواز غمخواری
موت سے جسکی ہر صحت یہ وہ بیماری
دوسرے قابو نہیں کیا کیے ناچاری
کسکو آرام تہ جنس نہ نگاری ہے
اپنے اک قتل کی اللہ یہ طکاری
پہان خود اس نسبت سے حاصل ہیں ہزار
سخت مشکل یہ عجب طور کی و ثواری ہے
کشت و لعل سے خود سینہ بن لکاری
کتبہ شوق نہیں فست و طواری ہے
دل توڑت سے سیر اطرو و سنار کا ہے
ہے مگر نہ کر تہ ان کی بھی دنداری
ور و فرقت سے اور طواری ہے عاری
مشک طبیعت ہی و یا غنہ بناری ہے
اتو ہر سکار نمک مریم نہ نگاری ہے

جان بلب در و سگر سے ستر ازاری
طالع خفتہ سیر اما ل بیداری ہے
رو بہ اصلاح ہوں گا کسی تدبیر طبیب
ہمتو ہوئے سے بھی ظالم نہ بچھے کرتے یاد
پانوں پہ سلا کے یہ پہات گرین کیونکر خواب
شور و ہنگامی ہوں ہتھیار پر سے بٹتے ہیں
سجائی ہو اگر موت اسی دم اتو سے
دل نہیں رہتا کیونکر اسے سمجھا لے کوئی
کسلہ ہوں نہیں ہنس سیر چین کی خواہش
کہی و کچہر اہسا کہ قاصد وہ پری حرف برف
سنہری قاتل ہم ہمارا کہین رب قدر اک
راہ و اسفوت مصوف رخسار ہے کیوں
دوست خود او سے حیرت ہو کر سے خاک علاج
ہی چیتہ پیری اک زلف کو کیا کیا رکھے
اناک صحت ہو سیکے چہ نیم جگر کو جراح

	ہوئے الفت دنیا سے نہ شرارت سے اصرار یاد حق سے ہو نہ غافل ہی ہستی باری ہے	
	بجستہ محنت و ارکان مفاصل مفاصل مفاصل	
<p>ہجرت کے ہم نہ سراسر اساتذہ باقی یہ چہرہ یوں نہ کھنجر سرگ گلو باقی کہ پست و بد کی اینک ہی آرزو باقی بترا ہو دور رہے شاخ و سبوت باقی کہ ہے ابھی غسل بید کی شستہ باقی غبار کو بھی ہماری ہے منجوبانہ نہت دیر لعل نہ گوہر کی آرزو باقی یہ اپنی عشق کی شہنشاہی جاو باقی</p>	<p>نہ دہلیں کہہ سہ کی میکش کی آرزو باقی نہ ترش کے مردن کا بن سخت جان باقی کہے چمن میں نہ کیوں انکھ اپنی واکس چکاوے باوہ گلگون سے ساقیا حشر یہ چاند شہرت نہ کس طرح ہو کشف غلاش میں نہ کہیں کر گلو کہہ سہ رکھی تیری لب و دندان نے طلقا الشرح اراک کو محو ہوا ذکر قیس و بلق و تل</p>	
	لگانا و لگو نہ تم گلستان سے آفرین ہیں جہاں وفا کی گہ انھن ہو باقی	
	بجستہ محنت و ارکان مفاصل مفاصل مفاصل	
<p>ہے ہم مہین محرم ایک ایک خون اکبر دل و افغان کا کہ حد تہا رہے چال کو یکبارہ دری اور کہ حد شکیر اشکون کے تخت جگر ہل کہ حد سوئی جسم نہ وہ بیت و اسطے خد کہ حد سوئی فلک میری ناک بہت و ملک کہ حد</p>	<p>مناع و فیض سے سب سے مفضل کہ حد وہ اپنے پائے ہاتھوں پر چلا کہ حد حیدر تھیں سے روشن لبر کی پاک کہ حد تمام شب صفت شمع او کی محفل میں تہ ازل وین ایہی اسلام کو سب کے سلام نہ سچو سچا ایک کہی توئی مخرادہ پائے</p>	

<p>ہوا اگر کبھی اولکامہا را راہ میں سائت کیا ہے دلنے میرے قصد کوئی فائل کا ہلا پلا تو کوئی جام سا میت الہا بیٹھے بہت چھپرے رکھے ہیں کانا پسند خاطر خالق نہیں ہے کب سے غم ہم آج لیسے بہت بندہ رنگ کا بوس عقل ہی تو نہ کر سہو دیکھ راہ صواب رکھنا نہ ہم جگر پر تو مریم لشکین ایسے ہی کہ ہم بدن شکل گل ہوئے خندان</p>	<p>تو نہی چھپرے کھنڈ سے قدم اوٹا گیا تو اپنے پاؤں سے غم میں ہم نکلا گیا کہ آج تو یہ امتوالہ کرکھ کر گیا نہ جوڑ پر کسی ٹماض نے چلے گیا ہوئی وہ رویہ گریبان جو اوٹا گیا ستم ہر دہدہ و دانستہ نہر کھلے گیا ہٹ گئے تھے رہے میں غافل رہ خطا گیا نہ نکال ہی عبادت کو دل دو کھا گیا وہ میری دیکھ سے جب لاش مگر لے گیا</p>
--	--

انفیکہ خوانی کی جتنی بھی اسے آج

وہ اپنے غم کو چھو کر ناک لگا کے چلا

بجٹتے محنت و زوار کان مفاعیل من ملاقا من ملاقا

<p>میں نے ہی آچھوڑتے تھے کھنڈ سے ہوئی تھی دلیں ابدی قصد کچھ لگا دے ستر نرم سے نکلتے رقیب ہی سے کہ قطع شغف سے لائے پڑتے ہیں کروٹ گدا گدا ہے تیرے ہو کر کٹا ورید ہوتے لالہ بست و نہم بستے ہیں گشت گشت الہی دلیں ہی حصار و انما کٹے</p>	<p>کیونکہ سینہ میں عاشق کے تیرے کرم اٹکے ستم ہی ہو کے بہانے وہ بک بک پٹکے حال زبید میں میں قصد کیا چھپرے کھنڈ سے بہانے آپ نسب وقت ہی بارے چھٹکے کرم خوان کرم سے کراہے اسو وہ ہو اڑواں ہمیں عشق بدر کمال سے تیرے یار کی ہوتے ہو</p>
--	--

<p>بکری ہو عیش و سرور کے حلیے کیا ہے آج وہ تیغ زبان نے اپنے کام لگنا گاہ بوشرا کے سر جکانا کبھی نہ خواب ناز سے بیدار ہو وہ کٹنگ چمن</p>	<p>بھلا ہی ہیں کہیں ڈنگ ہی ناوٹ کے اوٹے ہیں نرم صدم سے قریب کٹاؤ شاد فتنے کے وقت ہاں تیرے اکاؤٹ کے کھوپے غنیمت سے آہستہ باغ میں شکر</p>
<p>دل اس کے کامل پہنچ میں ہوا دلچسپا بڑے پھنسے بہت لے آؤں جیگہ اٹ کے</p>	
<p>محبت میں زوت ارکان مٹا ملن مٹا ملن مٹا ملن</p>	
<p>چمن چمن ہی جو زگر کس کو آرزو تیری وہ کون کل ہی کہ حسین نہیں ہی دوتیری جو جلتی ہی جو رو جہاں ہے جو تیری ٹار ہونے کو آتے ہیں شکل پروانہ ابھی تو لفظ ہو تیرا اپنے چہچہے چولین ہزار ہیں جو پریشان تو لاکھ سوطا اوتھا یا رنگ ابھی دماغ دسول لے لے نہیں جینش ابرو مگر ہستارو کو مقابل اون کے نہ دانتوں کے ہونے کو کنون پہرین نہ یہ نہ خورشید کیوں چرخ عکف نیس بادہ کشوں کو نہ دے تباہی نہیں چہرہ یوسف کی گرم بازواری</p>	<p>تو بل بل ہی لیل کو جستجو تیری ہتھن وہ دل کہ رکھے جو نہ آرزو تیری کو کر لی یاد نہ بھولے سے ہم کہہ دوتیری لگی ہے لو کس واکس کو طبع نہ دوتیری سنیں جو مرغ خوش الحان یہ گفتگو تیری وبال جان ہی بری زلف موہو تیری اوٹے ہوڑا یا گل پاسمن سے بونہ تیری حلال کرتی ہے شمشیر کینہ جو تیری نہ ڈوب جائی یہ سنوڑی سے ابرو تیری ہر ایک کو ہے غیب و روز جہنم تیری یہی ہی شیشہ میں باہر مٹی گلو تیری بس اب حسین نہیں شہرت ہی چارہ سوتیری</p>

طریق عجز کو ہرگز نہ چھوڑو اسے اور ج

بحر مل نہیں مجھ کو وارکان فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان

مال اے عاشق خستہ جگر کو دیکھ لے
خواب غفلت سے اوتھا کر جبکہ کرو دیکھ لے
سہول بھائی آفتاب چشما اپنی گریبان
وقت فرصت بھی ہسم کر نوشتہ اعمال بنیک
ہر جیت کسکو نسبت میں ترخ دلدار سے
ہے ہسم روز از لسی رابطہ کاہ و کھت بار
ہمت میں زلفون کے روشن برزخی زلفور بار
اہل عورت پر نگہ مگر حقارت سے نظر
آتش دوزخ سے کسکو ہے ڈرانا بار بار
چھوڑ دے حاصل نہ ہو گا کچھ نہ دامت کے سوا

اک نظر ہر مڑ کے او قاتل بد پر کو دیکھ لے
جس لوہہ جانا نہ ہر سو ہے بد پر کو دیکھ لے
گریہ ہار سے سوزش داغ جگر کو دیکھ لے
کھج ہے کل آج ہے نافرمان کو دیکھ لے
دو نو داغی میں دلا شمس و قمر کو دیکھ لے
آج غافل عشق عداوت کی اثر کو دیکھ لے
ہر عجب اک وقت ہر شام ہر کو دیکھ لے
ہے یہ لازم چشم غمت سے بستر کو دیکھ لے
وا غطا پہلے ہاری چشم ترک کو دیکھ لے
خوب ای صیاد تو اس مشت پر کو دیکھ لے

کیا ہر سہرا جل ایندہ جہلت کے ندرے

افوج چکر روضہ خیر البشر کو دیکھ لے

بحر مل نہیں مجھ کو معصوم وارکان فاعلان فاعلان فاعلان فاعلان

جان لبون پر اثر ضبط سے آجاتی ہے
اوسکے جانب کو نہیں آپ سے جاتا یارو
کسکو یہاں اپنے سرو پاکی خبر لیگر
مقتضی خانہ و صیاد و دیکھا اسے ہر سرخ
منہ خدا کیلئے نظارہ مگر و سے موثر

کیا کچھین حال دل زار کہ شہر
ہے کوئی شے کہ او دہر کھینچے لیا جان
خود فاعلوشی میں جانان تیری آباد
آگے کیا دیکھنے منت ہمیں دیکھ لے
ضانی اگر بھی گشت مجھے جہاں

صاف گرجائی ہوئی آہنوں جہری ساون کی	چشم ترخون شبِ فرقت میں جو بھائی ہو
کیون فلک تو نے نہ کہا صحبتِ گلشنِ محرم	ہم نقشِ مین میں اوپر فضل بہار آئی ہے
بیت بیکار سے پہلو میں جو محبوب نہیں	پہر حیاتِ ابدی ہو تو کسے بہانی ہے

کیا ہوا چیم میں گرجان کو کو یا اسے آج
سچ و نقد پر میں ہونی ہو سو ہو جاتی ہے

بجز محبتِ محذوف ارکانِ مفاعلن فعلاتن مفاعلن

فنا وہ اپنا از لے غبارِ راہ میں ہو	مثالِ نقشِ قدم خاکسارِ راہ میں ہے
کشادہ زلفِ معنبرِ اید پر سے نکلا کون	نسیمِ صبحِ عجب مشکبارِ راہ میں ہے
گلین کے بدلے پہلا تیوری ہی فرماتا چل ...	شبِ نازِ کاتب سے فرارِ راہ میں ہے
کئی لہائی کیونکر عدم کی منزلِ سخت ...	نہ تو شہ پاس نہ جائے شہرِ راہ میں ہو
ہر ایک سوئے کشنی کی دید کا سے شور ...	ہجومِ عامِ صغار و کبارِ راہ میں ہے
شگون بد ہے خدا کیسے نہ گریان ہو ...	پیامِ ہر سیرائے چشمِ زارِ راہ میں ہو
سے جنازہ کو آہستہ لیچلو ... یارو ...	بڑھے نہ جاؤ عسیر و کیر و کارِ راہ میں ہو
غبارِ چھوٹے گا کو جہ تک اوسکے اپنا خاک	جہان صبا کو بھی وقت کی بارِ راہ میں ہو
نہ چھوڑ سایہِ صفتِ یار کے قدمِ ایدل	تہ واصل کا دار و مدارِ راہ میں ہو

لگا کے کون کون اوس ابرو کمان کو لائے آج

کے اید پر کوئی تازہ شکارِ راہ میں ہے

بجز بزمِ جشنِ سالِ ارکانِ مفاعلن مفاعلن مفاعلن

کشنِ ناگوئی اپنے اب اوسے آئے آسمان پہنچے	بہت خست کے دن ہو سگڑ کر اید بیان کہنے
--	---------------------------------------

کہ بر گلچین ہر کھد و بر گل کھاسا لیاں کہنے
 ستم و انتظار آختر کہا تک نیم جان کہنے
 کہچین بندہ روز ہی آسکتے ہیں لاکھ اولیٰ غلام
 تقدیر نے نقش لکھا کیا سب سب رول کہنے
 سب رول سے یاروں نے مشکل استخوان
 پہر دیوانہ پسند ہے زندگی بہر تران کہنے
 دم گرم اب کوئی کھد سے نہ مرگز مرزاں کہنے
 کہا تک ملول افسانہ کا اپنے قصہ خوان کہنے
 ہوسن بکیرات تو ہمیں گنج شاگان کہنے
 میری بالوش باوشت پسرخان کہنے
 فنون کیا کیا پڑھے گوشو فن چلے ویاں کہنے

اپنے فضل و غائب ناز اوسنے محبت گلشن میں
 اپنے میں اچکے اپنی اور وعدہ فراموش آ
 مندر جب ترے جمی کیا شہسوار اوپر
 غمور ابرو عالم میں اوسے صبح عرواٹ نے
 شان پایا جو مجھ سے لاف کشاںخ بید مجنون میں
 پھنسا روز از لسی بار کے زلف مسلسل میں
 ہماری چشم تر حاضر ہے در کیا خشک سالی کا
 کھالی حال درد و دل کو وہ بیخستہ سجایا
 یہی تو دولت وصل اوسلی ایچسوخ دلی کوٹن
 ہو لگا میں عیوض می کے لہو کے گونٹ لی پی کر
 بہت چاہا ملا سرگز و ہار و کان جھک کر

یہ سب ستم بر تیری فی الحقیقت آج ہی آوے
 خط اصلاح گرا سراج کوئی ہر زبان کہنے

بحر لہجہ مستد وایکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلسن

ہر وہ گردن یا گلوے شیشہ بلور ہے
 ابلہ بیدہ کا ہر اک دانہ انگور ہے
 بیوفا حسن دور و زور نہ پر عبت افزا
 دل نہیں پہلو میں اپنے خانہ زبوں ہے
 ای ہونہر بر تر بن لوہے کیا دھندلا

چشم میگون اوسکی ہر اک سانس بلور ہے
 سودا گر لبین کیف عشق دیدہ مغبور ہے
 کونسا آفتن ہوا آخر نہ پامال خندان
 چہن گیا سرون سے تر گلن کی تیری بلور کا
 ہر گونہ شگین دلی عشاق سے ہم خدا

<p>بچہ نور چشمے صبح شبنم وصل مسنم خود وہ آویں گے کسی بابو نہیں کہتا ہے کب دیکھو جہنم میں سدا لشک بلسل بوٹ بوٹ سر آتو نسو دل صد پارہ ٹھنڈا بجھئے وفا الو سے نگاہ ہو سر دیکھو پیرلی جلوہ دکلاؤ نہیں یہ لین نرالی کا محل</p>	<p>لف کا لکھ کر بھان صد اسے صوڑے یہ تو فاصد عقل کے نزدیک کو سون جھوڑے چشم تر چشمہ ہے یاد پاریا سو رہے اپنے گھل لے کو تلاش مہرسم کا فور ہے رہے ستم لے گردن اناہ کہ امنہ طور ہے تم نہ خالق ہو نہ ہم ہوئے نہ کوٹھا طور ہے</p>
--	---

دل بہارِ افرقتِ علم سے ہوا مثلِ حباب
 آج ہر شے حادث سے شد شبِ چورس

بحسبِ نرج سالم ارکان آن معاعیلن معاعیلن ہشت بار

<p>ابدا ایہ بیان کہ ہے ریت کے ریزہ وار ہے یہ دیکھو شانِ معبودی مسلمان یک زبان ہو کر کیا کشتہ ادا کا پر لہی ابرو کشیدہ ہیں مہم قصہ میں اپنی شب تیریک پر ان کو گذر اراہ نامہ وار سے سپد ہا نہیں ممکن بنے جب حلقہ حلقہ زلف اپنا مرغ دل چہر کا نہ ہوا ہر خط کے تلے چادر خندان رہے کیا بونگ ناصح روز کے بند و ملا متے</p>	<p>کہ بھونچا دے جتنی تک مجھے عشق مجا رہے خدا اویں بت کو کہتے ہیں دلیل نے تبار ہے شہباز کا چورنگ ہی تیغ حجاز سے ملائی گئے ہم اون کے زلف شبا کی دراز ہے اولمچا ہوں میں اس عالم کے ہستی و قرار ہے پہننے دامِ محبت میں ہمارے جہان ہے میں دیا اس لڑنا فہم کے لئے اعتبار ہے کرا گہ یار کو جو رو ستم کے ناجواز ہے</p>
---	---

گھپا و چپ کوئے میں بیان ایامِ نظرون میں
 نہ باز آئیں یہ اکہیں مرے مرنے دید باز ہے

جس طرح سالم ارکان ان فاعلین فاعلین فاعلین

<p>کئی بن خلق کہتے صاحب خام سلیمان مجھے مجرم رکھ دیدار صبح غم جانانے مئی اکوہ دندان اور وہ بس خشی پاشی ہولی یوشن خونباریکی مجھ کو مجھ جانانے بھی بھولیتے جب فخر خد مرقہ پہ آقا ل رہا عشق کے دیوان میں مجھ کو ہم تہیں انکھ تریج اپنی جسم خاکی سے نہیں شان زبانی حال وہاں نامہ بر یونچے کو کھینا بہار آئی جنون دی اب تو خضت کوہ و چراکی تصویر بندہ گیا کیا جانے کسی زلف پیما لکھا بہت مجھوں ہوں ایجو ش جنون مدد جاکو میں وہ ہاں تو عالم ہوں کہ چون خیزید محشر کو</p>	<p>فقر ادنیٰ سے جو کشتی غفور و خالقانے الہی دے امان کر بشتبنا یک جسم اپنے ذرا بلق سے یہ اقرون میں وہ لعل بند شلے صاحب چرخ کو نسبت نہیں کچھ چشم گریان سے صد اکا نو نہیں آتی ہی بھی گو غریب لائے و مجھ کو گیا میں اوسے کوہ میں دبستان محبت ہو گئی مجھ کو دیرینہ کو زندانے کہ غلوت در پہلو سی صحت یاسی حوالے کین سرنگ سے گلزار پانا غمبلا لے پریشان خاطر ہی یکسر صیر سنبلا لے کیا آزا و کیا رسم و رگسیر و سہلا لے نمایان ہو گا دل غل میرے پاک گریبانے</p>
---	---

کوہ زندہ پالباری اوج ہوں جو مجھ کو حنبت میں
 لپٹنے جاہم ہر ہر سہمی بیدر و عفا لے

جس طرح دشمن مجھ کو معذور ارکان فاعلین فاعلین فاعلین

<p>دید کو وہ انکھ میں تر گس کو دیکھا نیوالے لپٹتے نہیں دھڑات کے آ نیوالے لے گیا ہے میں کس صحت میں جانو لے</p>	<p>گیسو سنبل کو بھی میں نہ سچ میں لایو لے کیا بو لے تھے جو محبت سے بتا نیوالے کیا نشان دین تہیں یہ پوچھکا نیوالے</p>
---	--

تھا تو محو کہ مرشد پہاڑا کر میری خاک
اونکی مرقد پہ نہیں سینہ زنی کی آواز
تمہ پر داز بولیں ہیں تو گل میں خندان
ایکون تو ہم گل اتنے دی اب کی ہم بھی
بہدی باتو نہ اولت پر سے میں صا کیا ہو
قیس سنتی ہیں کہ صحرا ہی میں بھٹکا ایک عمر
جج دی جو ٹھون کوئی کہتا نہیں بہر شکن
دور رفت سے اگر ابکی بچے جان حسین
باد رکھ جان ہی جاویں گی تیرے ہر میں آ
دو فنیق اپی سر قہر میں پروانہ و شمع
جینی جی آئین عیادت کو مہر ہی کب ہر امید
نیوہ و لشکی ہو تو تجا رہے اے بت
پلے آتی ہو بھی گورنہ بیان سے صدا

ایسکے سب سہم سہا کے بکریاں بولے
تھے جو قمار و نو بہت کے بجا بنوا لے
سیر گلشن کو وہ شاید کہ ہیں آبنوا لے
ولکے داغوں کو میں لالے سے لڑا بنوا لے
نازی بجا تو نہیں یار اوٹھا بنوا لے
نٹے ہمسے مگر راہ بتا بنوا لے
کیون ہوئے جاتے ہو وہ آپ میں آبنوا لے
عشق بازی کی قسم ہمنو میں کہا بنوا لے
اے میرے عہد مگر کے پہل بنوا لے
بھی دلسوز بھی ہیں اسکے بھانپنا لے
وہ نہیں مہر کو تھو کر بھی لگا بنوا لے
ہاں مسلمان تو تھے کہہ سکے وہ بنوا لے
آئید مرقدہ صا یہاں بے لانا بنوا لے

جو ملا ہو وہ اک آفت جان بھائی آج
کسے ویجی کہ سنی درو بتا بنوا لے

برقی مقبولن اٹم مقبولن فعلن مقبولن فعلن مقبولن فعلن

بھولایا شاید کہ بڑے قرآن وہ غمیر گنگا ہے
جہاں ایک پنجرہ کیا جبر کیا غور تو ہے
اکری وہ ہمارے

عربین و روم میں حیران کشت کو میں بھولا
تو روزہ میں چھٹا کھونین پایا بنگ بو ہے
لکھنا والا ہمارے فستوگر کہہ اوں ہو فاسی جا کر

مین جتنے اوصاف اوس میں عقل و فہم کو درج کرتے
 ہیں جن میں عشق کے عمارتیں سامان کو درج کرتے ہیں
 جو ہر کائنات میں ہر سا جوہر حجاب تیج ابرو
 لہو کو چھوڑ دیا ہے کہ فہم غافری عقل حیران
 یہ گلزار ان باغ عالم میں ہوی ہر وفا سے خالی
 لہو کو چھوڑ دیا ہے کہ فہم غافری عقل حیران
 ہر عمارت و دکان و بس نسبت بھلا ہو کھوڑی جیت

ہر عین ہر دوی ہر کائنات میں کچھ جانی لکھو ہے
 ہر عین ہر دوی ہر کائنات میں کچھ جانی لکھو ہے
 او نہ ہو کسی اور اس جہر تو جگر کے خوشے جنہن و شو
 عیان چھوڑی ہے سرخی پان گلوئی مینا ہی لکھو ہے
 یہاں کوئی مطلب آتش ہی کوئی تم گاروت نہ ہو ہے
 کچھ جانی لکھو ہے کہ فہم غافری عقل حیران
 ہر عین ہر دوی ہر کائنات میں کچھ جانی لکھو ہے

ہر عین ہر دوی ہر کائنات میں کچھ جانی لکھو ہے
 یہ کسی دانش ہی آج غافل خبر او گشتہ کو لکھو ہے

بحر دیگر

ہر عین ہر دوی ہر کائنات میں کچھ جانی لکھو ہے
 کون عشق تیرے زلف و دیا کا نہیں کہتے
 قد حریف یہ عالم کی نگاہوں سے گزرتے
 ہم وہ ہیں کہ جان نذر کے قابل کو دم قتل
 یہ جوشت مل آپ مین لاسے ہمیں کیونکر
 کیا کتبہ طالع جب ماضی یہ خط آیا
 فرقت دل و ارستہ کی بہتر ہے جگر سے
 یہ سوچیں ہم چین سے مرقہ بین پس ہر
 عمارت وہ آئینہ شکن روم و حلب مین
 ہر عین ہر دوی ہر کائنات میں کچھ جانی لکھو ہے

اس سعدان محفہ مین ہم کیا نہیں
 وہ بھی کوئی سپہرین کہ یہ سودا نہیں
 خزانہ نشان صورت عفا نہیں رہا
 سپہر کبھی احسان کسی کا نہیں
 مستی مین قدم باوہ سپاہ نہیں
 تیرا تو تلاوت کا محشا نہیں
 دو خضم کو خافن کبھی یکجا نہیں
 ہر عین ہر دوی ہر کائنات میں کچھ جانی لکھو ہے
 یہ کیا ہے جو یکنا ای کا دعوی نہیں
 ایک دم کوئی نہیں ہے وہ بھلا نہیں

<p>پہاڑ کے کفن یا وہ تنگ مین نقشبہ اون آنکھو نشے یا اندھیر نو دیکھو طاری ہونہ ہر اک کو غشی صورت ہوئی الف جو نہیں جھوٹہ ہی کھڑوئے شکن</p>	<p>مرکروں صد چاک کا پروہ نہیں رکھتے مینا کی گل زر گس شہلا نہیں رکھتے نے پروہ وہ اس سسرخ ریا نہیں رکھتے کیا شد ہی کھا سچ ہے کہ اصل نہیں رکھتے</p>
<p>ہم آؤں سدا خواں تو مل کے یں بہمان وٹ کر آج کی اندیشہ شد و انہیں رکھتے</p>	
<p>بحسب خرج سالم ارکان معاعیلن معاعیلن معاعیلن</p>	
<p>بشکر کیا ہر فرشی کی طبیعت ہی جانی شب بدین چلکے جنس حسن عاشق تھاں نہ بگڑے کام عاشق ظلمت پہر کرنا تو چہا پیسے کہیں جھپٹی میں ناوان لعل گوہر کے یکساں اسکان کی کتاب ہی اگر انسان کا ہے رو کسی شب انکی سلائے سے مغرپا نے یں دیو تہرا و زیادہ سے دیکھو ایسے باتو نہیں بہشت قصد کرتے ہیں گرین ترک عشق باز کو وہ سیر و فکے پٹھان نہ کالین ہم کلا کیو کر ہم اونکے وصل کی کیا کیا فرسے لوٹیں پر کیا کچے نہاں پرمان نہیں کیونکر نہ کھینے خاک اور اے کو ہوئی یہ قیاسی ریا عشب افشائی راز دل نہ کھلے سخن سنا ان کی شہید فرقتیں دم لیکن</p>	<p>شباب اکا نہیں اک سر پرافت ہی جانی یہ شے مابین بازار محبت آئی جانی گھگھ جب چار ہوتی ہی مروت آئی جانی پچھے کپڑے پھوٹی پوی امات آئی جانی بظاہر سو وہ حیوان آدمیت آئی جانی پری کوی ٹکڑی بہر خلوت آئی جانی خاں پروہ لسی گفٹ گفٹ شکایت آئی جانی تو نہ کھسرو محمدی حیات آئی جانی پروہ باہر کہ ناعرد و کویت آئی جانی شب و صلت میں لے لطف کی بو آئی جانی صبا اگر شربے بالین تربت آئی جانی مقام ضبط پر حذر و قوت آئی جانی زبان پر روت و اللہ لذت آئی جانی</p>

توکل شطری السنان کو بس خوان ہوئی پھر
سحر سے شام تک اسی آج نعمت ہی جاتی ہے

بعض ارباب غیبیہ محذوف منقول افلاکات مفاعیل و احسن

کیا کیا اوسٹار ہا سے دلا ہار ناز کے
ثابت ہوا کہ مقتدرین آرام ناز کے
گھر سے دل و زبان گئے اور اون تو ہی بجا
جسے میں بحر حسن رخ روشن جمال کے
کشت گئی میں ترک سے ثابت کر
کس درجہ بد کلامی و اعظمتے تنگ ہون
نالوں کے ساتھ سینہ زنی ہی پر ضرور
سہوا گریں تپ سے طرف روی آرزو
ایدل کہیں یہ سپاہ بخندان میں گزیرے
حیث ہر کیوں کیا نہ بت ملکہ کو نرم
چاہہ دفن یہ خط نور میں نہیں مگر
کسٹن ہو فای جہر یہ پو مبتلا ہوا
شہر و عشق کا مکمل پہچان کے ہر خطر
اگر نہ جو صبر یہ رکھا ہا سے یہ کھلا

صدیقی میں اپنے خالق بنوہ نواز کے
ای میں نثار مرد مکب نیم واز کے
باعث یہی ہیں وہو سے افشای ہار کے
ہر شب فسانے میں یہ سے زلف وراز کے
سج میں کشتے منجہ خانہ ساز کے
ایاکہ ذکر حشر گئے مخی و جواز کے
ہاں سوز خوشگوار ہے ہمراہ ساز کے
کعبہ ہو گھڑتیرا تو ہوں تارک نماز کے
بھلو تو دیکھنے دے نشیب و سراز کے
شہر سے تھے اپنی نالائخرا گدار کے
زفرم کے گرد جمع ہیں پیاسے حجاز کے
قاتل ہیں دانش دل سے امتیاز کے
پھندے میں جا پہنچو نہ کسی محاسن کے
حکال تھے نتیجہ عین و راز کے

باتو نہیں اوسنے آج شرب صلی کی
مفقرون میں آگئے نہ بت حیران ساز کے

بحرِ عشق مجنون معصوم کا اعلیٰ علان فاع علان

<p>اوسکی از دیدہ نظر مای جدر حلتے ہیں رزبازی کا وہ اغیار سے جب کرتے ہیں ایش طولِ شب مجروح تھا ہمیدہ کھلا ہولیوٹ کہیں اوسکے دین کے آگے فتاوت کی طبع سے مالان ہونہیں بحرِ کچھو فیصل یہ جیسے گرا ایدل</p>	<p>ایک برجمی کی کہ سینہ سے گزرتی ہے جان یہ کیلین یہ ایچہ ترین شہر جاتی ہے زور شکر کی یہ لیسے کو خراب جاتی ہے یہ عبا کا نہیں ہر عجب کے ہر عالی ہے لاکھ پیسہ نہیں بہرتی یہ جدر جاتی ہے ہم ہی گزرے کہ شب مجر گزرتی ہے</p>
---	---

در بدر گر ویش فستق پہرے خوب آؤج
 لیکے اب یکجہ تفریک یہ جاتی ہے

بحرِ دیگر

<p>اندازِ بیان یار کے محفل سے ملا ہے جادہ رہ حق کا اسی منتر سے ملا ہے اسکا تو خواؤف چہ بابل سے ملا ہے کچھ بہ لطف تو بتائے بسبب سے ملا ہے اس تلخ گم گم کردہ سائل سے ملا ہے یہ بھلو کا دشمن یہ اقاتل سے ملا ہے حق بھی یہ بتاؤ کہیں باطل سے ملا ہے مردم کو نشان شورِ سلاسل سے ملا ہے اک چند یہ اوازِ عتادل سے ملا ہے</p>	<p>نواپے سجن کا طیش ولسی ملا ہے جو نچو جو سردار تو منصور نکارا بختار ماتا شہر گرا چاہِ ذوق کا شکریہ بولا مجھے تریا کے وہ قاتل عشق وہ دریا کہ کسی شخص کا بیڑا اوس ترک پر شیراجہ دلن اری شیک ہے اوسین عزبت ہو کیوں بغیر سے نظر جسے آسوی زندان تیرا مجھ کو کیونکر نہ میرا نا شکیں ہو یہ درد</p>
---	--

ہر شفیق ہو کر نہ دلا ماتم سے جانا اکبار تو کہو کہ بڑی شکل سے ملا ہے

جو خلعت الفت سے مشرف ہوئے ای آج
بارش او نہیں اس مرشد کامل سے ملا ہے

بحر توح سالم ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ای سخت کی سرشاری جو آگے بھی سواب بھی ہر وہ دل دینی پر امنی ہو اچھی جان بچ کر لیون وہ قاتل کی غضبناکی وہ جالاک وہ بیباکی میں دلیں جگمگ باری بینہ دیکھے کی الفت ہر ی وہ دیکھنا کی چل نکلے شباب آیا مبادت کو جو آئے یک یک سنبھیر کر لے	اوپرین عاشق سی بیری جو آگے بھی سواب بھی اوپر سے ہاں خریداری جو آگے بھی سواب بھی وہ شکاری وہ خوشخواری جو آگے بھی سواب بھی تہمین نصف ہو دلاری جو آگے بھی سواب بھی بہلا ملے میں دشواری جو آگے بھی سواب بھی اسی تھو تھو وہ بیری جو آگے بھی سواب بھی
--	--

معاذ اللہ عشتہ ہوئی سے آج تو یہ کر
وہ خود کافی وہ بکاری جو آگے بھی سواب بھی

سحر مل متین و ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

چاک اماں خون جگر پر سے گریبان کیجئے آج اچھی از سبجائی نمایان کیجئے تجربہ من نظارہ لالہ سے فل ہوتا ہی داغ خچے آئین تو ہوں ویدک کے فردہ ہی شا جسم میں خون جگر دنیا تو ہے جای شراب ایرون ہر سبکی ہی اسکی گردش سے امید	فصل گل آئی جنون سپر بایان کیجئے ہاں قدم رنجہ سوی گور خربان کیجئے دم او لیختا ہے جو سپر ستان کیجئے کیجئے پورا کسی پر گر پناہ احسان کیجئے دل گزاک کو آتش حسرت بہر بیان کیجئے ہی عیش کیون گویا گئی دور دور ان کیجئے
---	---

اوج کو ترتیب دیوان آج ممکن ہو کر
جس کو مگر دستر طبع پر نشان کیجئے

حسب طبع سخن مخزن معصوم ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

آئی کیا کہیں لشد حب دیاروں کی خبر ممکن تو رہائی سے گرفتاروں کی تو ترقی پہنچ گم گری بازار حسن تجرا ہم نہیں جانتے دم کو ایست فیض خون کف پاکایت سے صحت ہی مرد جاں گھر لطف ایدہز بھی صباد ہے جس چہرہ نور سے بدر کامل دادوں کو بھی تیری عشق میں ہی بہت بند خون کھا کھا کے مڑتے نہیں بسمل فاعل	ابنی جہانہ سے سحر کے پیاروں کی ہنس فقط ہی نو ہے امیر گنہگاروں کی بولی بڑھتی چلی جاتی تھے خواروں کی مکین محنت کی کھانا میرے دیواروں کی ترنخ بیکر نظر آتی ہے زبان خواروں کی غیر حالت ہی سے مارا گرفتاروں کی تدیر کھودی سے افشان چری باروں کی پھینک کر سچ تمنا ہوئی زنا روں کی بدر کو روٹھتے ہیں چھکار پہ نواروں کی
--	--

مار ہی ڈالے کہ مینا در ہائی وی اوج
ہو کسی طور حلا می تو گرفتار و نکلی

حسب طبع سخن مخزن معصوم ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

باغیں چکر بزرگ گل افشان کیجئے تمہارے گھر و دندان کو تاباں کیجئے فیض گریہ سے کیا سبز کر صحران کو کسا آج غفل میں الٹ کر وی روشن ہو گیا	بند لطف بلب شہراز و صفہاں کیجئے بغیر زمین و غلطان کو غلطان کیجئے خون پاس سے حشر و خمار بغیران کیجئے انجن کو صوت ایمین میں کیجئے
---	--

کبھی تو او کو بھلا اکیبار دیکھ لائے
 خدا نہ کر دیش لیل و نہار دیکھ لائے
 کہ اب راہ وہ غفلت شعار دیکھ لائے
 جو یہ بد کہ منہ دہو کے اب شبنم سے
 ستم ہے ہو کے جو برہم و پیر لیں انکیز
 میر جان بلیب ہوں کوئی جا کے اسطرح سے کوئی

لیکن کو شک الوان حسروئی تھی جو اوج
 وہ تاجل و نہیں قنچ مزار دیکھ لائے

بحر مل میں مخمور ارکان فاعلاتن فاعلات

کتنی کعبہ میں بہت دیر میں حیران رہے
 آپ کے حب میں کس طور ہم ایجان رہے
 قید ہستی سے شام رہا لی پائی
 شکر لغت ہو چلا کس سے ادا آتی واپس
 بارہستی سے ہوا ہوں وہ قنک ایقان
 شام پہ کر ہوں نہ سب پوش ہو تم میں میر
 سایہ تر گس شہلا سو مری زرب پر
 وقت یار نے اسد رخ رولا باکہ ملام
 ہمتاوت ار کو تار نسیت بنا چنگ مسگر
 طعنہ و کشش شیخ و برہن سے چھٹے
 رحمت نجیہ اوٹھالی نہ رفہ کی تکلیف
 حسرت وصل ہی میں جیف ہوا اپنا وصال

سب تجس میں تیسے کب مسلمان
 محو عشق یا صرف نالہ و افغان رہے
 ہم نہ مجبوس بلا سے شرب ہجران رہے
 ہم سب سر خوان کرم کے تیسے مہمان رہے
 ہوں سبکدوش تو سر شرب احسان رہے
 صبح غم جب کہ سدا چاک گریان رہے
 کشہ چشم فنیوں گریوں نہ سچان رہے
 رحمت نواح کے سب پریرے طوفان رہے
 قول کا اپنے ہی صاحب کو ذرا بیان رہے
 یہ بنون ہم تیسے شرب احسان رہے
 شکل گل ہم ہی سدا چاک گریان رہے
 ولین کیا کیا تیسے مانے کے زوالان رہے

خوب رو بنون سدا سے ہر کی اوقات

اوج جینک جئے مابین پرستانِ رح

بحر زنج المہر میں المہر و ارکان مفاعیلین مفاعیلین فحولین

<p>جوتے ترک کی الفت تو کیا ہے نہیں سر کو جو سو و ازلف کا ہے سہین جو صدیہ وقت بجا ہے فلا جکا تو زار و مبتلا ہے خدائیو اسطے کر جسم ای بت گل زر گس چہرین برت پر ہے عبت ہوتی ہو رعنائی پر غور ہے نشانہ اپنے تیر وں کا کرتے ترک یہ کہ احوالِ درد و دکو سنکر اوٹھا و ٹاٹہ عاشق سے طبعیو کیا بوسہ تو یوں بولے چھوٹ کر بظاہر زہد مشرب دل تو لیکن ملا ہی بادہ گلگون کا اک جام ترسہ دست اک گواہ خونِ ہمارا وہ جب راز دلی کی خود بین محرم</p>	<p>چلو صاحب ہمارا بھی خدا ہے یہ دل کیوں خود بخود او لجا ہوا ہے ہمارے دل لگانے کی سزا ہے دوست خود کا زہد مطلب آشنا ہے ستم کی بھی کچھ آئندہ انتہا ہے شہیدِ چشم میگوں کا پتا ہے یہ حسنِ عارضی دور و زہ کا ہے یہی شہید ای فرکان کی سزا ہے یہ یوں لے قصہ حیرت و تباہ ہے مرض الفت کا درد و لا دوا ہے اجی دیکھو تو کوئی دیکھتا ہے یہ کافر ایک بیت کا پار سا ہے ہوا و ابرو سبرہ سا قبا ہے میرے جلا و کارنگِ خفا ہے فضول اپنا بیانِ مدعا ہے</p>
--	--

مالِ عشق کچھ سمجھو بھی سے اوج
 خبر جسکی نہیں وہ بقدا ہے

یہ ہے بل مشن محمدیہ و ارکان فاعلا ترقی علما ترقی علما ترقی علما

پہل وارستہ محبوب سے بلا ہونے کو ہے
 قزو زندہ و دوری نوشی سوا ہونیکو ہے
 یہ صابر وقاعت کا عطا ہونیکو ہے
 روی تابان سے خشن ہو کیوں نہ ماہ چاروہ
 آئین حندان چہ ہے کہ تپین رخسار چمن
 پتہ سر ہر دلیل آمد ہو دے سپید
 لکھنوی قند کا شیش تاج گنبار و شوخ
 جان و دلی ایسی گجری ہے کہ کجہ بنی ہنر
 نیشہ می ہی نل ہی نین پیگا بے مرگ
 اے دیتا ہے بشارت و سبدم بیک لفظ
 تری حالت کچھ کہتی ہیں آپس میں طیب
 آئی لگا کا کچھ رشک پیٹھا اسطرف
 شکر محبوب و می نوشی سو غم اچ ہے
 ہر سے فتنہ کہ بد لا شربت ویدار کہ

عشق زلف باب گزینہ را ہو سیکو ہے
کسیرین پیر بیان کا پیشوا ہو سیکو ہے
سند شاہی تارا بوریا ہو سیکو ہے
بند کمال وہ ستم نام خدا ہو سیکو ہے
کون باب باغین رولق قرآن ہو سیکو ہے
راست گزری چونک ترکان کا ہو سیکو ہے
خون عشاق اہ لوہر مر ملا ہو سیکو ہے
آلہ باب تار پیدا ہو گیا ہو سیکو ہے
دلکی صورت کب یہ پہلو سے جدا ہو سیکو ہے
جسم کے زنداں سے تو قیری را ہو سیکو ہے
اس عرض کا غیر چراغ انجام کا ہو سیکو ہے
دروقت سے جو تہ میں شام ہو سیکو ہے

زند شرب یہ تو تھا لو پارے ہاں تو کیو ہے
 اتنے سب دیکھا افتادے اتنے کیو ہے
 عشق عارض اور سوز ازل کا ہوا کیو ہے
 فتنہ یہ ہے کیا ہے تو ادا کیو ہے
 کیا عذاب قیوم کہ اس سے تو کیو ہے

طرح و لکھو وید لالہ و سیرکام و فوق
نجدہ ابلازم ہے قاتل کی تہ مجاہد تہ
خانہ ناریک بین جاسی کی ٹی وقت کی رات

دشمن بران ریخا و سکی پرکا شپہ ایچ
دیکھیں سو مجھ کو کہا مالتو غار ہو گیا ہے

بحرل محسن محمد و ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

<p>ایک الفت دو فوجاں سے برابر چاہئے میرا تابوت ایفلک و دوش صبار چاہئے آج بیشک در میان سار سگندہ چاہئے ماہ کامل کو نہ آرایش نہ رلیور چاہئے ہر روش پر فرش گل بہتر سے بہتر چاہئے احتیاج تیغ بران ہے نہ مخبہ چاہئے ایسے گم گشتہ کے خاطر ہمسار سب چاہئے ایفلک اسیدہ فقط اپنا مقدر چاہئے ایسے سرشار و نکو کیا مینا و ساغر چاہئے</p>	<p>چاہئے اوسے ای بندہ پرور چاہئے نہ شیم گل سبک اوٹھ جائی لاغر چاہئے مل کی شب تیغ بران رکھ لکھتار و تیغ نہ ذال کیلے ایجان بناوٹ ہی مغل سید ملکشت جن و دہاز نین رکنا ہی آج روشن دار و مرگان قتل عاشق کو مین بس تیس محبت مین نہ سرگردان ہو مین تج ادای سے تیری نامہ بران ہوتا ہی کیا باوہ نوش جام و حدت ہون مین زندہ پاک باز</p>
---	---

ایسا وہین لکھتے پہلا ستوق وصال جو چاہئے

اوج ہو عجب حیر اور ایک و شر چاہئے

بحرل محسن محمد و ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

<p>خدا کا خوف کچھ تو قائل شہر طہر و فاعلان میں اپنے القہر یہ ہے ایسے ہر تارای مطلق فاعلان ہمارے حصہ مین وای مستی اعلیٰ کی محنت کیا ہے کہ قتل نیانی خستہ دلی کی سطح خون بہا ہے مقام آرام و بای شادی غرض یہ دار فاعلان</p>	<p>عجب تنہا ہی غم کی دل کوئی نہ یاد ادا ہے اگرچہ خود کام ہی سمجھے پراوس و دل کو لگا کے یہ بچی تین تیسے بدلتے شب غم اندوز و روز وقت خیال نہ جوئے ان کو کیا وہ غم باطل مین ہی ہے پرانی امید کی رہی تنہا ہی چین جی کے</p>
--	--

میں اوج ہر طور پر چاہئے قتل گانا ایسے مستی مولا

یہ مای نے پس میں کیجے کیا کہ اپنی سمت راہیں

بحسب مقاصد بعض اولم کران فعل فعل فعل فعل فعل فعل

ہو وہ ذوی اسکا ارتقا ہم و گمان نہیں
تو نے قضیہ میں دیکھی کو اگر چہ تیر و جان نہیں
شاید و فلک ایسا کہ نام تو ہی نشان نہیں
یہ نہ جانتا ہی نہ یہ پر جسے یہ لکھے گراں نہیں
تنتیہ قصہ ہی میرا تجھ یا اختیار جان نہیں
وہ جان و اس کو نکال ہی کسی کو تو غور آسمان نہیں

یا ورو میں لو کہے کو طرب عیان نہیں
نہا نے کو دیکھ میں نہ تک مرگان تو نہیں
ہاں بل علم کیا کیا قباد و توشیران و دارا
ہاں میں اس لکھے نہیں یہ سوال کی نظر سدا
یا کو یہ و کے مال کو لکھ نہیں وہ بحر حسن بولا
تاریخ پر نشان و اور میں یہ کچھ سیاہ گستر

سو نے جو خوش اہل ہم ہر یک شکر کی جا ہے تاج و بیلیک

شاید میں جان ہی اتنا کہ تو تو حوال نہیں ہے

بحسب مقاصد بعض اولم کران فعل فعل فعل فعل فعل فعل

کچھ آپ ہی آپ میں او جہان ای حافظ کیا کیا
جو لطف چا کی لہری تو سانپ سینہ پہ لوثا ہے
اگر سون میں بچان تیرا وہ کہو قال شل رہا ہے
تو جو انکسالا چاہو خود لہری نہیں مان تو کیا ہے
لطف مالع میں وہ برابر لہری تو رب اس طرف دیا
نہا ہی لطف خیر میں کو میں جو شک خن نہ دیا

لے لوف کسا سو اول پریشان کہہ پوہی
ہو ایک لکھ کی رونق لہری میں رنگینا فاق
تو جو نہ سمجھتا اپنا تاشہ بنو لکھ ہی سیلا
سنگ دیکھ کر جو لہری تو تم تو غم نہ ہو یا حیف آہو
راؤل چھو لکھ کر ہو دوست فعل کیا میسر
نہ نہ کو بد کا مال کر کیا دین کہ ہے وہ دانی

سدا و میں صر ج و ل و کھانے تو میں و نہ پال جاتے

نہیں تو شرف خود وہ لکھ چلو نہیں خود میرا میں کیا ہی

سبحان من لا یلهی عنہ فی الاصل والفرع

و بچہ ہوا میرا سکر قائم فانی انا صاحب
 ہے این روید و ترجم از بطریق
 ہمیشہ و غور کیا و کتابا فاضل ترک شراب نکلیا
 بنا کے فرمہ کا اہل خود آب کھنڈی و لو و فانی
 اگر ترجمہ میں نہ ہو شکایت ہم المومنین و پس نہ کیا
 نہ شامیانہ شمع و طہر تری نالین و و غرض
 تسلیم رفتہ بہر کسی جان جلا جو گناہان سندیان

بهیستی کی سطوح و اجزاء کے لئے ان کے لئے
 سب سے بڑے قسطنطنیہ کے لئے
 متبرک اور کائنات کی توحید
 یکوین ترنا سب سے بڑے
 جتنا وہ توحید مانتا ہے
 شمس و قمر و کواکب و فلک و
 کوئی اور شے نہ ہو

یہ گفتہ سابق تھا اوج پیشک کیسی دیدار کیہ ہنسر کی کا
کہ دلو انجسین کھلی میں ہاتھ کا ہنسر کی پیکار ہے

بمکمل ارکان متغیضین متغیضین متغیضین متغیضین

کسی ہویا کے ہوشیلا دل و جان ہی لہندہ نو و ہوشیلا
کے سود گئی ہیں کیا ضرر نہ تو نام و نگہ کی کچھ خبر
تہنم کی سیاہی بچ گیا ہوا سو کچھ نہ ضرر ہوا
بہر حال ہویا پسند ہے کہ ہوشیلا کی شہادت
کتنی ہر نو بین ہووے یہ کیا کہہ رہے ہیں
کتنے ظلم تم ہی کہہ کرو دل ختم ہوا

جگر آه و دامن خجسته باد
 و نه دوا بر دهنی قلیل تر
 که شریف زلف شایسته باد
 آتش کاشا و دهن خجسته
 بنور آینه آید جوان گو
 سحران آینه سینه پیکر گو

و چون شاور و اختیار نمود سبب پدید آمدن آن را که در این
موضع تیره و تاریک و غریب و دور از شهر و آبادی است

تجربہ کران مفاصلن مفاصلن مفاصلن

سہ کوئی صنف سے کیا جہان کوئی بجو ہنشاؤ چھ پر ضرور کہتا ہے ہر اوشہ و رسوا کسب اخیل کیا نہ سہر تو قتل کی ویکھ اوفال نہ سہر دل ہی کو بگ کی ہزار افنوس واسہیں غم و درد و ماسر و حشر کو بہا ہی ہی دم تک یہ استقام افنوس	عدم کا ملک سے باکشن جہان کوئی میرا حال جنوں شاخ و پھراں کوئی نہیں ہے حضرت تمنا خیران کوئی کوئی تو انور گزتا ہے اسنڈیان کوئی عرض کی سترج کرے خاک بیتان کوئی دل شکستہ سے ہم نہیں مکان کوئی آب و تکہ و رہی نہ حاجت پاسان کوئی
--	--

بن رہر دان علم کی روش مال و وج

نہیں غنم بولیں گرو کاروان کوئی

بہر و دیگر

دو بگرو قلب پہلے نہیں دینے نا بالوں پہ آکھیں مجھے ملنے نہیں دینے اروٹن خود ملتی ہیں ہندی بہ تم ہے کلین کہ حضرت دل کہ چہ میں اوسکے نہیں اگر ہمیں تو چکر میں ہے تو بھی ہے جانے برابر حقیقت دل زماون نہ کر رہیں سہر راہ نہان سیاہ نہیں کیونکر	کر وٹ لسی پہلو پہ دینے نہیں دینے سہر دل غمکین کی نکلنے نہیں دینے ہسکو کف افنوس بھی ملنے نہیں دینے بچہ ایسے محلے میں کہ چلے نہیں دینے تے چنچ تھے ہم بھی چلنے نہیں دینے سہر یہ کوئی دم اسے ملنے نہیں دینے کچھ بات میرے منہ سے نکلے نہیں دینے
--	--

عیارین کریتہ ذل ہم ہی میں ای ای

<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>	<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>
<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>	<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>
<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>	<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>
<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>	<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>
<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>	<p>میں سے بڑے روح قبول زبان و خیرین انی خیرین کو امان</p>

<p>جگہ پر کئے میری سیلاب اشک نے روش نصیب کی نہ گئی بعد مرگ بھی کیا چال بن پڑی میری قسمت تو دیکھیے ناقوس پہونگا دیرین کعبہ میں دی اذان رب شب فراق بھی واللہ کم نہیں</p>	<p>اسب یہ فیض بہن ہی اسیر بار کے اوٹھتے بہن اب نگہ سے ہمارے غبار کے جیتی بہن بازی عشق کی الٹی بار کے اللہ تک گئے تیری طالب پکار کے قصے سنے ہوئے بہن کد کی فشار کے</p>
--	---

نار واد او غمرہ و صد عشرہ نگار
 مارے ہوئے بہن اوج انہیں دقتین حار کے

تجربہ مل متھن متحدہ ارکان آن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

<p>ہم گرے اوٹکی نظر سے غیر کا غراز ہے چشم میں جادو لب جان بخش میں عجاز ہے ای پری حور جہان ہی تیری محو ناز ہے مختصر بیان حرف مطلب کا نقطہ ابراز ہے درد پہلو ہاں فراق پار میں و مساز ہے مرغ روح اپنا نفس تامل پرواز ہے ٹکڑے بیشک تار پہ دراز اجل شکار ہے تو بھی ای زلف معینہ زید کی ہمارا ہے یہ دل دار فتنہ پہلو میں نہیں عمارا ہے آج پروہ اسٹار کو کہ حاتم علی نہ پروہ اسٹار ہے دل دو کھاتی دیکھتی دزدنی آوارا ہے</p>	<p>یہ فلک کیسی پر رسم و راہ کیا انداز ہے یا نقطہ حسن گلہ سوز او کا خالق ساز ہے یا ہی طرز گفتگو کیا شرم کیا انداز ہے یہ حقیقت عاشق بیدل کی ہی سن لیجئے رات کوئی نہیں اپنا شریک و غمگسار ہے یہ چہرہ دل حیف ای غفامی حسن آیا تو کیا یہ وہاں ہی طبیعت سم قاتل کا اثر آتش زود و ٹکی تو کر حال پریشاں کو میرے یہ نہیں سوا ہی کرنی عمر بھر گدرا ایسے اجل ہمیں کی ہم ہی شکل شمع محفل تاسخ میرے نامے سنکے فرماتے ہیں کوئی کیہنا</p>
--	--

چھوٹے بندھو تا ہی شیر النطق سفیر یہ تماشا خیر خود اپنی شہر پر پیر ہے	طوطی ہندوستان یا بلبل شیراز ہی پرواغ یا طاووس آتش باز ہے
ذات عالی ہوتی ہی کیا بدیع فیض بچون اس تم پیشے سے ہر دم کہیں نہ کیا بچتین	جو ہر وارستہ تری سرکار میں ممتاز ہے کیا فلک امتیاز و تفرقہ انداز ہے
حضرت و اعشق خدایا کا نہیں انجام نیک دیکھو مجھ کو شش میں آقا ہی آغاز ہے	

ارج دیکھو او کی فقیر و غنیمت نہ آج بانا کہین
قول کا سچا جسے بھی ہوا کد مبارک ہے

چاہے پیہموت کو انسان نہ تیرا نوش کرے مست صہبائی اب ساتھی کو شہر غنیمت	بھول کر شہر غنیمت کو انسان نہ تیرا نوش کرے کوس حلت ہی صدائی نفس کو ش کرے
عشق لعل لب رنگین سے فاقہ ہوگا جسم خامی کو یہاں چور کے کرتے پہن سقر	ساغری کی تنہا میری پاؤش کرے کہدو مجھ کو عقیقہ بینی نوش کرے
حال دل خوب سمجھ لیتا ہی رہ بشرہ کر ضبط گریہ پیر اباحت ہی ان کا ور نہ	فرض اپنے کو ہی رہ وہ سبکدوش کرے لاکھ حبش نہ ہمارا لب خاموش کرے
بادہ حسن ہو گا سروسری حسن بادہ نہاں ہیں وہ تیرے چاہ و حق میں کرتے	چشمہ چشم طوفان ہو اگر جوش کرے ہو نشہ دہر نہ کیونکر وہ نہیں پہوش کرے
دال ہی سچ پیاؤنگی پید ہی بہتر ہاں یہ ممکن ہی کہ اب گورہم آغوش کرے	کہدو اسکو خط انواس سے خوں جوش کرے صبر موت چراغ عمر کا خاموش کرے

عہد پیری میں - ارج لگاتا ہی کون
ہاں یہ ممکن ہی کہ اب گورہم آغوش کرے

بحسب ہرج سالیہ منہن ارکان آن منہ عیلمن مفاہیلین مفاہیلین

نہ کل پائی گوئی دم آجنگ ہر روز کی کل سے
ہماری اشک گنگون پوچھتے ہیں بیانیہ کل سے
میر جان قمر باذنی کی صدا آئی تھی چاگل سے
توسل پس ہر اس دیو اینہ کا لطف مسلسل سے
دو شالی مسوہیں رتبہ ہیں زار و فکری کل سے
مقابل زور و عہد کی کہیں مفاہیلین مفاہیلین
کوئی سبک توڑ ہے یہ کہنا پلہ کی تنگی سے
نکل کر چھپا پان وایہ سہارہ و شکر سے
شہید پندار ہاں و اہم اسب سہارہ و شکر سے
یہ درویش پندار ہاں و اہم اسب سہارہ و شکر سے
ارادت کا بیان ہوتا نہیں باب فضل سے
چمک زور نہیں ہر جیسے مکمل کی مشعل سے
بلند آواز ہی احسن کی ہر بار مقتل سے
دیوین کچھ بہی آؤ گرم کی اوستہ پندار سے
سواقی تلخ کامی اور کیا حاصل ہر فضل سے
شکر ہول بہتر ہے ہر تہی و ناو کی پیل سے
صفا پہلے یا پندہ تو گریہ کی صیقل سے
میری تجویز پندار کی ابد اس کو نسل سے
کف پا کو تیری ناقصہ نسبت ہر جہ نسل سے

ہوئے ہیں جان بلب لہر تیری قمر ار محمل سے
آئی شکوہ کس مرتبہ ہیں کہبران کل سے
نہی زقارہ دی جی اوکھے یہ کیا قیامت ہے
تیری سودا کی کو زلزلان و قید و بند کیا حاصل
بہلا نسبت ہے کوئی یون بظاہر گریہ میان کر لین
اوٹھایا بار کوہ عشق پر دیکھا تو کتر متھا
تیری تہی نگہ عشاق کی کرتی ہی دھڑکتے
کلیں خشک تر ہونا کہ جہ جھونکے رہتے ہیں
بننا پند تو خورشید درخشان روی روشن کا
کیا سودا فروان خاک در جانان کی سجدوں نے
تجربہ چاہیے کہ حفظ راز دلی خواہش ہے
تمہاری حسن و زلف و نشے یون عالم کو رونق ہی
کیا کشتوں پہ کار جان کنی کیا سہل ای قاتل
مظہر فوج غم کی کشور و سپر چٹرائی ہے
نہ کہا ہو کا تو فکری اس خود آرائی پیری نادان
میر تجھ کو نے سو سینہ پہ کیا کیا گل کہلا ہیں
مگر قلب ہے کیا عکس روی یا رو کیے گا
اس پر عشق کی فراد و قیس و فل ہی قائل ہیں
انگشتی ہر بیعت قلب کو اک خار ہوتا ہے

اگر کسی نے طبیعت کو اک جا رہو تا ہے

کھنکھاتی ہو گئی ہے واکم سے نسبت نہ بھول
بہر اس سب تم بھی اوٹھو اسے اوج و کچھ ہنسوالی کو
پتلا ہے کہ وہ سے فراد قیل آنا ہے جنگل سے

بحرہ ۱۲۰۰ من و حند و ارکان فاعلا ترفی علان فاعلا ترفی علان

نکھوتی الفت شمشاد کرنی چاہیے
من دون پرستہ قی فراد کرنی چاہیے
تصفیر و کفایت ہے سکاوت عین کی
وہل نامکن ہے ہی افسردہ کیا ہے ضرر
خط ہی بھیجو کوئی تشریف گرا لے نہیں
ویر سے صبا و بھر کا ناٹ ہے ہوا کی
کون ستا ہے عین یونے مقابل میں جیتے
اونسو و ہر لیا جو حال درد دل منسکر کیا
جان نثاری فرض حبیب سدی نوازی میں
دیگرین سسک ہاتھ میں کھڑے ہو تا سلم

بار کی موزوں نے قیاد کرنی چاہیے
یسی بدعت کیوں تمام اچا د کرنی چاہیے
شکر گلچین بدعت صیاد کرنی چاہیے
کچھ تو نکلین دل ناستا د کرنی چاہیے
ہم سے ہو لو کی کچھ تو یاد کرنی چاہیے
بھری اہل درد کو آرا د کرنی چاہیے
کیا کریں کس سے سب سے فراد کرنی چاہیے
نقل مان اہمی ہی ہر رشا د کرنی چاہیے
بلوں ای سنت فراد کرنی چاہیے
تیر فستی مر حیا جسا د کرنی چاہیے

اگر کسی کو لازم ہے کہ وہ اپنا بھی سر تسلیم
اوج تقلید اب واجد کرنی چاہیے

بحرہ ۱۲۰۰ من و حند و ارکان فاعلا ترفی علان فاعلا ترفی علان

وہ خالق سے طبیعت شاد کرنی چاہیے
مگر کیا عاشق کو گھٹ گھٹ نہیں پروا نہیں
عہد پیری خدا کی یاد کرنی چاہیے
یومین غفلت ای تمام یاد کرنی چاہیے

<p>بات کچھ حصین میرے ارشاد کر لی جاوے اب تو پہر بدعت کوئی ایجاد کر لی جاوے ہاں پہر سے سوز جگر ادا کر لی جاوے مریحی امیری برباد کر لی جاوے منکر خسیس و غل و خدا کر لی جاوے مال سوزان کی پہر بنیاد کر لی جاوے مے عبت کیون منت و صدا کر لی جاوے</p>	<p>اے مجسم در دولت پہ حاضر ہو چھو کیا ستم ہے یہ بنا کر آج کھتا ہے وہ شوخ اشک گلگون چشم گریان سے کمی کرنے لگو جیتے جی بونچا نہ عروسی پر بھی آنا کیا ضرور جوش و شہت پہری اس مجنوں کو لوائی بہار جان بلب میں ان بتوں کی سرو مہر لیے کمال خون فاسد خود نکل جائیگا بکریل اشک</p>
--	---

اوج پہر و عشق خواب کو دل ویران میں جا
 بستی یہ اجب شری ہوئی آباد کر لی جاوے

بحر سل مشن مجنوں مقصود ارکان و اعلیٰ علیٰ اعلیٰ

<p>تیرے بر و زمین تیغ صفیان ہی تو ہے تیرے وحدت پہ ہوی کثرت مخلوق دلیل اب نظارہ کسے چمک نہ لائے موٹے لھا گیا شونہی و ضروری نصرت کا سبب ساز فانی تو ہے مگر یہ کرین متبر کو عوز ڈر کر گان کا بھان ہو کہ گسل برو کا تیرے یل وفائی و عوز اک اہل تو وہ خاک شوق کا بوجہ بشریت نہ خستہ تو نے اوٹھا ضرور سے کا تو ثباتا لیا مگرین کیوں</p>	<p>تیرے بر و زمین تیغ صفیان ہی تو ہے تیرے وحدت پہ ہوی کثرت مخلوق دلیل اب نظارہ کسے چمک نہ لائے موٹے لھا گیا شونہی و ضروری نصرت کا سبب ساز فانی تو ہے مگر یہ کرین متبر کو عوز ڈر کر گان کا بھان ہو کہ گسل برو کا تیرے یل وفائی و عوز اک اہل تو وہ خاک شوق کا بوجہ بشریت نہ خستہ تو نے اوٹھا ضرور سے کا تو ثباتا لیا مگرین کیوں</p>
---	---

اپنے پہلو میں اگر نہیں جان ہے تو یہ ہے
 دیکھ نہ فلک اک تازہ جوان ہے تو یہ ہے
 ولین صاحب کے اگر راز نہ جان ہے تو یہ ہے
 جنس بازار محبت کی اگر ان ہے تو یہ ہے
 تیرے گشتہ جو حیرت نگر ان ہے تو یہ ہے
 کیا پری ہوگی اگر خور خیابان ہے تو یہ ہے
 آج اس ہند میں رشک ہمدان ہے تو یہ ہے
 دل پرورد جو سپہ میں طہان ہے تو یہ ہے
 رط کیا رط ہے والذہ زبان ہے تو یہ ہے

جان ہو جسے کس سے دل ناوان کے ہوا
 کو کھلا کے تیر چرخ کھن کھن سے میں
 دیکھو کاسے پہ راج غلام ہم سمجھے
 نقد جان مینے تیر ہی عشق کا سودا ہوا
 شوق نظر و آفت میں نگین نگین بن گیا
 جس کا دیکھ ہر گزایت سے سب کہتے ہیں
 کس کو بھی تیر عجیب گشت میں مروت نہ سر
 دینے کیا ہو ستر زار اگر یہ کاسہ نہ دیا
 نور کس سے میں میں چرخ نہیں سب کہتے ہیں

کہہ تو شہنشاہ شہزاد جوش طبعیت میں پر افواج
 کیا کہنے تھے سامع خفقان ہے تو یہ ہے

بجھتے سترج از بندہ کمال مفعول مفاعیلین مفعول مفاعیلین

ہاں موت نہ دی فرصت کیا دیر لگائی ہے
 کہتے ہی ہیں نئی عزت کیا دیر لگائی ہے
 دیکھ لاؤ کہیں صورت کیا دیر لگائی ہے
 امی نالہ پر شہت کیا دیر لگائی ہے
 ہاں کرم ہو چیت کیا دیر لگائی ہے
 اولیٰ نہ ہو نہ کی عزت کیا دیر لگائی ہے
 دیکھو تو میری شامت کیا دیر لگائی ہے

الان شہزاد و صلاست کیا دیر لگائی ہے
 سے پہنکر ار میں سے ڈالنے جلد سے
 نہان تھا ایجان ہر شے نہ سہتے ہیں
 دیکھو کس نے نہ ہو کس نے اگر ان کا
 دیکھو کس نے نہ ہو کس نے اگر ان کا
 دیکھو کس نے نہ ہو کس نے اگر ان کا
 دیکھو کس نے نہ ہو کس نے اگر ان کا

ای عیسیٰ با شوکت کیا دیر لگائی ہے ان دونوں نے یا قسمت کیا دیر لگائی ہے کافی یہ سمجھ نہ تھی کیا دیر لگائی ہے یہاں میری لوبت کیا دیر لگائی ہے	آنسو میں دم آیا ہے مارا غم رفت نے آج جواب خط ہی پر نہ اجل آئی خاکل ہے نہ راسم چہ توشہ بقی کو کھینچ کر کئے فوراً صیاد نے کچھ چوڑی
--	---

روشنی پہ شبہ دین کے پہلو میں بھونکنے پر تقدیر نے راستہ کیا دیر لگائی ہے
--

محبت میں وارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مگر کھوٹائی کی خصلت کسی چلن سے چھٹے یہ آفتاب درخشان کہیں گھن سے چھٹے روان دوان رہی تیرا دجبت وطن سے چھٹے عناک شیخ سے نقد لیج برہن سے چھٹے رحالی ورد و الم سے ملی من سے چھٹے ستم اوٹھائے لٹا آشیانہ بن سے چھٹے ملا یہ دوسرا جب ایک راز بن سے چھٹے دو جواز غ کے گرنے عین سے چھٹے الہی گم نہ ابھی دست تیغ زن سے چھٹے	آج نہ اوں شیخ سیمن سے چھٹی چہرہ گر وور ایشیہ خویان یہ بونہ پہ آئی لکھ گلشن میں کے کشاکش خلق سے رکھا معذور ایک یارین آئی اجل الہی شکر وہوں گردش دوران سے فضل گلشن تباہ یہ نہ ہاتھ سے صیاد نہ ہاؤ کے ہاے یہی چہ پہ حال دیکھئے کیا ہو سرفروش بھی مشتاق کامیال ہے
---	---

شب سراق میں دیر کیا ہے جان ای افح چلو بہ لاکیا تشنچ مردورن سے چھٹے

محبت میں وارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

<p>پس فنا بھی نہ ایزای پس چھوٹے یہ دخل کیا کہ وہ ترک اپنی مانگین سی چھوٹے لکھانہ سے رہی خواہ گوہر دندان ملک ہی سلسلہ زلف پار کا ہوا سپر لکھ کوہ واپس کیا بجے عاشق کیا ہے صورت اجاں خیال بھی ہو گشت حال تھے سب اپنے سر و شین</p>	<p>لکھن نہ ہمسے چھٹا اور نہ ہم لکھن سی چھوٹے کہیں سنا ہے کہ بل شام گر گدگد سی چھوٹے وقار بٹ گیا جب درج بٹ بن سی چھوٹے غنیمت مصر قید چہ وقن سی چھوٹے ستم ہے بیل نالان اگرچہ سی چھوٹے نزار حیف کہ مدت ہوئی وطن سی چھوٹے رفیق قلبس ہوا ام جو کوہن سے چھوٹے</p>
---	---

<p>رفیق آج ہے لاریب جنت عریانی سب سے بھی خاک بھی ہو حشر کیا بدو سی چھوٹے</p>

محبت ارکان آن منافع من فاعلن فاعلن

<p>بیان ہو حال دل سب ار کیا کجے وہ سب سہین گے ستم کجے یا جانی کجے شہم زلف کو ٹھہرے ابوی مشک فتن زبان پلٹتے ہو کھپ کر یہ کیا یہ کیا صاحب خندا کو مان رکھہ آئینہ ہاتھ سے اسی بت جنوں کے چویش ہیں فضل بھار آلی ہے بجا ہر گفتگوی غنیمتیں کلام میں اوسکی ذات و راحت روای محلوں آواز کو کہہ میں دیر چھوٹے اب قیصر شیخ</p>	<p>تو ہنس کے کہتے ہیں سودا ہوا دوا کجے یہ بھی ہی دوست کی مرضی تو اس میں کیا کجے تمہیں کھو عہد اکس طبع خطا کجے کہی تو بھولے پاس ہی قول کا کجے زبون ہی غیب کو کیوں صورت آشنا کجے قبای تگ کو غنی صفت قبا کجے خواب چسکے نہ کیوں اپنا فیصلہ کجے یہ کیا ہے غنیمت کیوں عرض دعا کجے بلند ویرمن ناقہ مس کی صدا کجے</p>
---	---

ذوالحجۃ ۱۲۸۵ھ
 خیالِ خدام یہ کیسا ہے آج
 امیرِ ہندون سے خداوند کیجے
 بختِ قریب چوں دانم ذوالفول
 چھٹے شقت سے شست و شو کے لباسِ سیرت بدن ہے
 شبت ہے پہرہ التجا گوئی بھی تو غایت بھی کفن ہے
 ہے آمد موسمِ بھاری نسیمِ پستلی ہے بار بار ی
 ایسے ہے بیل کو سیت براری او وہ ہے جو قری وافر لہری
 کعبین پہل پہل ہے ہر جا چین میں رستہ و رستہ
 دلِ غافل میں شمسِ کعبین شقایق پس چرخ
 خود و نوا بروہین تیغِ بران تو قتل پر لیس تیرے خراگان
 عدو دین بلکہ دشمنِ جان ہمارے قافل کا بانگین ہے
 کبھی تھے گلشن کی سیر کرنے پہ آپ ہیں رنج و الم گذرے
 نقشِ عینِ دلِ زینت کے ہیں بھرے چو انجمن بھی حسن ہے
 کہے ہیں سینہ چمکے سل پڑے ترستے ترش شکلِ لہلہ
 سکہ ابوداد سے کا شرف و نفاق یا لالہ ہوا طن ہے
 کمالِ حیران ہیں کیا کریں ہم سے او کا عزمِ ختم
 مقامِ گریہ ہے جاے الم لہجے اعر و ان و تن ہے
 جو نہا شبِ صلی سارو سلطان محمد و کجا تو کج نہ تداوان

ایلیخ و اندون - ہے شمع گریان تیرے نہ سانی نہ ابمن ہے
 ہا ہا ہا ایک قدر دان طسیر لوق و حشمت بن ہمنان ہے
 رہنمائی میں جنوں نامہ زبان ہے شفیق و غمناک کو کہن ہے
 لیکو سرگرم کار و یکھا کیلے ولین و مبارک دیکھا
 ہر کسی کو مطلب کا بار دیکھا عجیب والی کا کچھ حلین ہے
 شایستگی کی نشان دہی تم آپ کے کچھ نو غور کر کے
 کہ ہم کبھی بیہ ہست زبان تھے وہی تو یہ آج شہرہ نجات ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>جان بیچ جالی اگر ابھی کسی دستور ہے وام لے سوزش دل موج کی الگو ہے صاف نسبت ہے جگہ کو خانہ زہور ہے یہ کہہ ہی لینے گہی ہم بھی قلب پرور ہے تیرے خون انگ پیر کا ہو عزت نامور ہے مانتی ہو معاذا اللہ خدا کے نور ہے بس وہی حق تھا جو کچھ ظاہر ہو منصور ہے دانہ فلفل جسم رکھنے میں مبت کا فر ہے ہسکو اونکے نام سے مونس کے کو نور ہے آہ نکلی اپنے دل کے دل جو ہے جہل سبب پیدا کی زبان ناؤں نور ہے</p>	<p>ہا کی کو سون میں ان خود طلبہ کے ہے سہ ہا ہا ہا کہیں خود شہ جہ کی ہے قدر چاہا ہے تیرے نے کشا و پار کی ہی حاشی سے ہو چہ ہے ہو کچھ پرواہ نہیں انام الہی کے کا ہے سپاہ فاعلمن ہوا ہے کتاب ان کو رخ روشن کو کتنا ہے گناہ اب غلط فہمی تھی بسکا دار پر شہ لوار ہے انا صاف اپنے کے خال عارض سے کلام ہے ابھی جلوہ تو تھا وہ تو کو جو آبا نظر ہے غم میں امن و مسرت حیف کی کہ نہ تپا ہے اگر کہ ہے زندان غم میں تھیں یہاں کا ہی ہے</p>
---	---

بگشت عاشق کوای سیرم کیوں بیان کیا
 اس وقت تک اتنا کہ دیتے ہیں ہم کو نہیں دین

اب نے اتنا ہی نہ پوچھا اور نہ منہ دے
 باز از او ٹھو ا صاحب کسی عز و ور سے

رات سب گزری نہ آیا اور نہ آنگا وہ تلوخ
 اوج بستر پر چلو پیٹے ہو کیوں مجھ سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 بحسب ملخص منجز و ارکان فاعلا ترقی علالتی علالتی علالتی

یہ جو اپنی آہ میں تاشیر الہی چاہیے
 راہ پر لائے اور نہیں لغتیر الہی چاہیے
 سب یہ کہتے ہیں خطر زخاں جان و کچھ کر
 پاس بیٹھا نا تو کیا تم بات بھی کرتے نہیں
 ہاتھ چکر کیوں رکھا قاتل پھری شہر گسپر
 کچھ ہمتہ ہیران بوسے پہ بوسہ کیجئے
 کر دیا کج بخش ابرو نے کام اپنا تمام
 ناز برداری کا نام نصف عوض جو روحنا
 قیدی زلف خم اندر حسد دل وحشی ہوا
 ریت دلوار و در کیا خانہ عقبے اسندار
 کیا ہی صحت و صحت نقاش از لکین فدا
 وائی ناکامی ہم فرقتی مار اجان سے
 جسکو قصہ پاکر و جو کہیں سب پڑا ہوا حال

میر نی گھڑا ہے وہ خود تقدیر الہی چاہیے
 خود جیسے آئین کوئی ندیر الہی چاہیے
 معصوف مطلق کی مان لقسیر الہی چاہیے
 عاشق ناشاد کی توفیر الہی چاہیے
 جان بلب کیواسطے تاخیر الہی چاہیے
 دل یہ کھتا ہے کوئی جاگیر الہی چاہیے
 دگر و دو کھڑے کیا شمشیر الہی چاہیے
 ہمسے کرنی لست نہ پیر الہی چاہیے
 ایسے مجنون کے لئے رنجیر الہی چاہیے
 نا ابد قایم جو ہو مقرب الہی چاہیے
 نطق کا زیر بھی تصویر الہی چاہیے
 تیج پر حیرم عشق کی تقدیر الہی چاہیے
 ہاکی پڑوئی کوئی حیر الہی چاہیے

اوج کسی ہر بابی درون وہ ہر ہی کہیں

ابو سپهر کرانی کوئی فقیر ایسی چاہئے

بحسب دیگر

<p>تہوں پر بان زار ای تب وقتن ہاؤ کی کسی حیل تو غفل سے او میرا چاہے چکلہ بھر تو میں وہ لون کے خاطر خاک کا بستر لگا لیکر یہ سین زار دو و لفظ کو بھلا تو بہ راکھ تو ہاؤ بیکر المین ایام کرے شمسین تہیں یہ بچوئی چشم سینہ پر کھلے انگل جو دیکھا زانچہ او کا کہن بکریاں بولے یکساں قرار کی کہی او تہیں بھٹک نہیں پڑا نہ کیوں خبر وہ خوشن خوار او ایک دست ہی گیا تو وقت ان کے واسطے خون کف پا کو اچھوہ ہنوظیف تیارہ ذلیق اپنے اپنے ہر کوئی تہیں کوئی زبانی کوئی بھل کوئی بیان جگہ انھوں میں ہی کوئی نہ لائے ناک نہ تہیں</p>	<p>نہ کے تو ہی خبر جو غفلت کے یارو کی وہ وہ کی پوچھتے ہیں کیا سمجھتے اشار کی گدا کا بویا ہو گانہ مسند شہر یاروں کی غلاب روح مستون کو سمجھتے ہوشیارو کی تھا اس کا تم کجا نہ پشوری شہسوارو کی تیسے کشتہ نے سپی بدیا ہو کوئی یارو کی کما ہی اکون نے ہی ایسی ہی صورت ہو جاؤ کی سہی ہی ہر نہ من کرنا جگساری و فگارو کی کہیں مفلس سی طتی ہی طبعیت مالدارو کی تیری مشکورہ ہر ہر اک زبان مولا کے ہاؤ کی ایدر تسلیم او وہ ہر موقر والی جانارو کی تو تائی چارو عالمین و ان بد شعارو کی تہ وقت بڑے کے کوہ طور سے جھٹکسارو کی</p>
--	---

ابو سپہر ہوا تو چو دیکھا پاس گریٹ
 اسی پکڑن کہی ہی میں شش ستارو کی

بحسب دیگر

<p>کوئی رہے جے انہیں کام اپنی کام سے</p>	<p>کرنا تہیں ہی متقاضی ہیں شام سے</p>
--	---------------------------------------

ساقی سے کچھ غصہ نہ ٹی لالہ فام سے
 حجاب پر ہنسی سوہنے مانے نہیں
 زندہ و پست و بوسی پس نہ ان ہون
 تہب میں اپنی ایک دین کعبہ کی نشانی
 رشی جو قول کی ہے تو اچھا پوچھیں سی
 آج ان یہ بد زبان شاہ اش و حباب
 جو چاہو دوسرے اعوض ایک سب کے مگر
 سینہ زنی ہے طبل علم آہ فوج پاس
 کیا کیا نہ ساتھ ہے میں اسی چشم تر دیا
 کی کہ تو کمر اتنی عمر بسر لے وصال بار
 چون نقش بار میں یہ راحت ہیں خاکسار
 بقیہ نشان دل ایک ستمگر کو دید یا
 کیا ذکر فیہ آپ سے وہ بد گما ہو نمن

جان ست میں تیرا بے محبت کے کام
 بگڑی ہوئی ہے آپ کی عادت و کام
 جہ سے حقاری کو چاہئے بیعت امام سے
 یہاں خوف میں دیر نہ رہتے رہے
 ماضی پر پشیمانی کو بے نیام سے
 کیا کیا جہ سے نہ پھول تیرے کلام
 بہت سے ہنوی پیش نہ ان تمام سے
 جاتے ہیں تیرے قفس کیسے ہم دم سے
 کر دی تیرے جو روئے کو آئینے شام سے
 یہ پوچھتا ہے تیرے حضور علیہ السلام سے
 ہنسنے و رونے سے نہ اونچے کچھ کام
 ارا پڑا میں اس حسن و ناتمام سے
 جسم کی ہوئی نہ زبان انوکھ کام سے

کرتے ہیں صبر یار کی منہ زنی و نہ اوج
 کیا ہو سکے جو بس نہ چہ بے بد لگام سے

بھیر و مگر

اگر تیرے وقت کا سودا ہی وہ بھرا طانی ہے
 ہم عاشق ہیں نقاب و لٹو اگر تیرے کمال ہے

کمرین یوں لاکھ پالین ہم یہ کوئی پیشانی ہے
 کوئی موٹے نہیں بہر کس لئے یں ترانی ہے

ہنوی کی سے رک بان برقعہ ملان کر
 عقب چون تم عشق قیامت کی روان ہر
 ایدنے تقالی بار کی ہسکو ولاتی ہے
 یہ کچھ قہر افشان خشت کے وہ مخلصین بیٹھے
 برجان و سکین پر عتسہ کچھ باقی راوی کچھ
 سالی اونکے ترک وای منت کہ طرح ہوگی
 یہ کیسا قہر اس عزم ازاری و یازاؤ
 یوں چل رہے کسے ہی ابدل اگر کاٹا تو کیا کاٹا
 وہ ایک دست و ترک نامہ و نعام کر بیٹھے
 آباد ہو ضرر امل زمین کہ در گزشتے ہیں
 نہ کھ لعل و گہراونکے لب وندہ نشو کیا نسبت
 کہی ہم نصرت ظارہ و سبب نہیں ویت
 تروا یوحس وشت قصہ ہر تری تریا اینما
 نہی افست ہر عاشق کی تو سپہ یونین ہی چھا
 وہ نعمت ہی نیست سمجھیں اہل شباط ہکو

برابر سوزیاں ایک اپنی کم زبانی ہے
 الہی چشم بد و روانے جون پر جوانی ہے
 او وراو کو منسا اپنا رنگ غفرانی ہے
 الہی میر ہو کس کسے مانتھا جگالی ہے
 یہ کسے قول کیا ہوا چلہ نشانی ہے
 مروت و کو سون و ورنکو پاسانی ہے
 خدا کو بھی تو اتندی تو صورت و کمالی ہے
 یہی امت شب پر انکی شہسہ پرائی ہے
 کسی سے کچھ لینا بھی خرید مہربانی ہے
 کہ آہ و ریندان اک بلای آسمانی ہے
 ای تو یہ حقیقت میں یہ پہلو رو پانی ہے
 کیا ان کا عیب ان انکھون سے اپنی بدگالی ہے
 پلینے قبر پر عین کسنت ہنوائی ہے
 چلو بھی کیا مانے میں سینوئی کرانی ہے
 نشاط خاطر عزیز غریب جوانی ہے

انکو بارے صحبت کی تو اوستے بار یا لیکن
 چسپاواج حسنین پھر کی قسطنانی ہے

کسے رو پیکر

وہ پڑا لگی ہی باقی نے بائیں بڑی بات
 واپس لپک لپک کن ہر لپک و نشو و نصرت ہے

سہاری وئی کچھ اک دور کی صاحب سلامت
 انکے دور و دور و دور و دور و دور و دور ہے

جسے چاہا دیا ناصح تجھے کیا اس میں حجت ہے
گھر کے کانوں کی مانند کو راک نہ رہی نظر آؤنگی
میں سیم بسے مانگو آپ میں ہوں استخوان باہم
عطا کیں اس حسین کو جو بیان کیا کیا نہ صالح
تو آٹائی نہ کیوں بچھے اوگال اونکے گوری کا
بھلا تو کو کچھ جانا انکی ناصح و تدر کیا جائے
ایسی شکران روزوں کچھ اپنے حال ہر روز کی
نیری شکر سے جی اوٹھتے ہیں مرد اس کو کیا کہنے
نہ تو دل قیامت تک جو الیسا جاتی ہے
بھلا میں اور تیغ ارشاد اسی توبہ ذرا سمجھو
حسین یوسف بھی تھے شہنشاہیں کوئی جاننے
شکر کیلئے ایدل کہیں باز اس لفت میں
بڑا اس لہجہ کا ہو کہ فتنہ میں نہ ہوتا آلی

مزلج اپنا خود ہی اپنی دال پناہی رست
ستارے ہی ہوتے تھے پیدا وہی ہوتے تھے
ہوں بھٹی تو ہوتے ہیں آپ میں کیا ہی ہوتا ہے
آوازیں تیری چیل چیل ہی شوقی ہی شہریت ہے
جوارش ہی کوئی ہونے سنو سناؤ ہی ہوتے ہیں
آرم ہی شد ہی باغ جان گلزار ہی ہے
تو ازیش ہی عطا ہی ہے بیانی ہی نہایت
قندون ہی شہر ہی ہے ہر جگہ ہی ہوتا ہے
وہ ظالم ہی ہر جگہ ہی ہوتا ہے ہر جگہ ہی
یہ فتنہ ہی کوئی بندش نہ الگ ہوتا ہے ہر جگہ ہی
ہماری حسن کا دکھ ہی آواز ہی ہوتا ہے
سند ہی ہی پریشانی ہی رسوائی ہی ہوتے ہیں
خجالت ہی کسی سے یا سے شرم و لذت ہے

نہ جو کو اوج چمکے حال دل نہ شاد کہہ گذر و
تمہیں تم ہو وہ شہر تیری بھلی ہی خلوت ہے

بحسب روئے

عشق کے روز ازل سے ہیں وہ فتنہ ہاوی مجھے حیف و دول بھی نہ منت لے کیا شاد مجھے لے دھن ہی میں ہزارے دی صبا د مجھے	تو جس کو ہوا ہے ہر جگہ ہر جگہ ہوتا ہے تو جس کو ہوا ہے ہر جگہ ہر جگہ ہوتا ہے تو جس کو ہوا ہے ہر جگہ ہر جگہ ہوتا ہے
--	---

<p>لشکر عشق چہ سبب ان جہان تو دیکھو سخت جانی نین تو نیشل جہان پہچان ہی مشت پر ہون تجھے کیا فرد میں ہاتھ لگا خون و شکر کے سنا کر تین و شام و رام مہر پر کسی تھی کہ کسی سے مر جاؤ کنا سبب ہو جو کئی محکمان آئین پیچم لوت شباب ایں بارک ہو اسب نہ آغاز اپنی ثابت قدمی ہی پر دست پر اوتار لیکے خون سود کی کڑیا میری کیا حال اصلاح دل چھلنے کے بشر کی جو تیرا تکریم لول و شجادل صفت فاختہ سبب کو کو دیکھئے محبس تنہی صبر و حال کتنا</p>	<p>کے ہی آئے طرف عالم الہی یاد مجھے کیوں دیکھائے تو عین خنجر فولا د مجھے خون عیس م نہ کر چھوڑ دے مینا د مجھے خوشتر الطاف ہی میری بیک بیدا د مجھے آب ہو کیوں روکتے کافی ہے وہ ارشاد مجھے شاید اوسے کہیں بھول سکے یا یاد مجھے کوئی نوشہ تو ہوا غلام میں ادا د مجھے آج مقفل میں لے آیا تو ہے جلا د مجھے خود ہوا صرف جنون دیکھ کے فقا د مجھے ہاتھ آبا کوئی اس ڈھپکا نہ اوستا د مجھے یاد آیا جو وہ قد غبت شمشاد مجھے تجھ نہ ثابت ہوئی اس قید کی معاود مجھے</p>
---	--

اکہادت سے بھی شغل ہر اپنا ہی آج
آہ گریہ لالہ تو یاد آگئی فریاد مجھے

بحر و کمر

<p>نہ طالع سبب اپنا اندر سے نہ تیار کے نہ سبب سے تیار کیا میں تار کے نہ خواہاں ہوئے چین و تار کے وہ تنہا کے خوش خوش تیرے تار کے</p>	<p>گدا شاہ میں تیرے رگڑ کے شاک سر ہوئے تیرے سہار کے مقطر ہوئے زلف کے تار کے میکر فن کے مہر کے</p>
--	--

<p>محبت کا انجام لیا نکالت ہے عجب سچ دیکھاتے ہیں بر شرار حسن سے کسی غم نہ دیر یا ہوئے اب آب تسکے عشق میں دیکھیں کل کون کبھی راز و لکھو نہ منہ سے نکال جو گدرا نہیں دل سے قاتل کا تیر لکھ سے ہندو کا طوفان گرا طلب کھیا کی نہ رکھ بوا لھوس تدرا نہ ای قسیر و اب فشار</p>	<p>سنہلتے نہ دیکھے اس ازار کے تیکے لپٹے پیچ و سدا کے ہیں سنگ الم و لپہ کھسار کے اجی امتحان ہو تو و و چار کے سُن کاں ہوئے تین دیوار کے بہر جی ہے کیوں نہ یہ پوچار کے فدا جوشش چشم خونبار کے نود اکسیر ہو آپ کو بار کے پستو خود میں سچاں چرخ و دار کے</p>
---	---

سچا و و خدایت اوتکے ہوئے
نہ قابل تھے اوج ایسے دیار کے

بحر دیگر

<p>پھولابن اونکا ہر شیار و ٹکو چھلنے کیلئے تب خیلے ہیں اجی ساتھ نہ چھلنے کیلئے چھلے ہیں غم سے نہیں دلو چھلنے کیلئے حسرتیں یہ کروں لیکر تیرا ہارا و تھا عشق کا کل میں کھو جان بنجائی کیونکر میرہم کا اچلاؤ نہ یہ سپا حوال اوسکے کوچہ سے کسی ٹوپا پسو لہی لکھ ہر دم گر گیس شہلا نے بجا میں آنکھیں</p>	<p>چلتی باتیں ہیں کسی دلو چھلنے کیلئے کون مانع ہے کھو گھر سے نکلتے کیلئے پیشے میں ہونیک میری چھائی رہنے کیلئے آرزو و جہنم رہیں ہر طرح لہنے کیلئے یہ بلا آئی تھی سے میری شہلے کیلئے اسا دل کرے ہیں شہلا سے لکھنے کیلئے پاؤں پہلائے بہت و نئی چھلنے کیلئے گھر سے گلشن میں ہونے و ہلنے کیلئے</p>
---	---

<p>یہاں نظیر تو کیا دل غم جو بڑی شب الفت کا ہوا صرف خزان کیا کچھ ہر نہ کہو مگر کف افسوس ملین ہم نشین وہ عیاں کو جو آجائے تو کیا ہو جاتا کسے اوزر و نظروں سے کہ نہ پرواں پڑا آئندہ اپنا گریبان سے نکلا گھوٹا ہے نہ ٹھیک تو ہوا ارشاد کندہ رہا اسے جس میں نالوں نے تیرا ہے میں لپٹا</p>	<p>ہم تو موجود ہیں کچھ دیکھنے کیلئے ہم نے رکھا تھا ایسی بھولنے کیلئے باتہ ہو عین کے مخدئی سے ملنے کیلئے یاؤں عاجز تھے نہ دو کام کے چلنے کیلئے طفل اشک کے تو آنسو میں ملنے کیلئے آہ بھی اتنی رستی ہے نکلنے کیلئے آکے اس در پہ تو بیٹھے نہیں ملنے کیلئے چاہیے شغل کوئی دیکھنے کیلئے</p>
---	---

پس کے ہاتھوں عین کے الفج پڑے گھٹنے ہو
لگا کر عین میں اک دم کے نکلنے کیلئے

سروگیر

<p>متصل و شکتے میں طوفان ہو یا اصرار کھولنے اونہی سپر ہاتھ اوٹھانے کا قریح تو بہ خیم قن کے اشارت کوئی سمجھ گیا تاک تجربہ کا وہ ملک تو بن و مراہی نعت رما اوپر کا اونہی رفقا ہو اپنی جھول تیرا تو انہی میں کہ ہر سیر پہ پھر کا آیا اک نظر لپٹ دیکھا جسے مدھوش ہوا</p>	<p>ہجرت میں ایسے ہیں رزویا ہر کام انہوں نے مے تکلف جہنم میں لپٹے میں سلام انہوں نے صاف کر جاتے ہیں مطلب کے کلام انہوں نے پہ پہنچی ہمو دیکھا دے وہ مقام انہوں نے لبک اس شوخ کا دیکھے تو خرم انہوں نے اپنی ہی دلی شکایت کے کلام انہوں نے مستعار ہیں میں گراں رسد کہ جہان انہوں نے</p>
--	---

<p>ویکہ میں اپنی وہ صحبت میں طلب کی گئی مگر میری پہنک کے یہاں تار نظر مثل کند آجکی رات کا وعدہ ہو مسموم اونسے وہ بھی دن آئیں کہیں جسے کرم سے رات</p>	<p>پاؤں سے چلے ہیں سب اور غلام لکھوئے تاج بسم لیتے ہیں اس شو کا نام لکھوئے پروکھا کے کہیں تقدیر تو شام لکھوئے رند شیشے کو طین دے تو جام لکھوئے</p>
---	---

ایک پل کی بھی نہ رہنے سے کبھی تھکتی
 آج شکوہ بھی رہا بس کو طام لکھوئے

بختیار بختیوز و انم ارکان فحول فحول فحول

<p>حاجم ابرو نگاہ جاوید بلای زلف و تاج کی قدم قدم و لکھوئے ہی روشن وہ نام خدا کی ہمارے بالوں کو کسے آخروہ شعخ نازک باغ بلبل غزون ہوں حد تقاری مسوا لکھوئے گزرتے ہمارے خوش جنوں کو ہرگز طیبہ ممکن ہیں افاقہ سید میں گنہگار کسی شب نماز و کٹا ہی تو ٹوٹے صبر میں ہیں یہ لڑو کے کھال و جہاںسی کو بچیں ہم پر گرا و بار و سانی شب روچک بارے ہے یہ قیامت کہو لکھوئے نہ مرد و خواجہ ہم سے نکلیں ابرو تو بل کھاری میں گیسو و کشیدہ پر تیج ابرو شش کی حالت میں لکھوئے کاکہ جسکے ہاتھن لعل تانی فیروز مرگ لکھوئے لکھوئے لکھوئے لکھوئے</p>	<p>عصمت جان آفتوں میں پہنچو یا خد کی شرم و خجوں وہ میری ترچھی وہ بالکی بالکی لکھوئے کہہ رہے سینو تو آری سے یہ دل دو کھالی صد کی جو وصل کی شب کی یاد آئی وہ لای شرم و صبا کی یہاں اگر وہی زلف شکن ہو گھٹائے باو صبا کی بلا ہی چھو ہو ہو پلاوی ڈھکی و پری سا قیام کی نہیں وہ لکھوئے تو ہم بھی لکھوئے ہی پر ہی صبر و صبا کی پہنک حاصل و اطف صحبت لعل میں خالی ہی جا کی کیوٹ و بی ہال و لون پر حسد ہی نکال پائی کی الہی چاہو گئی خیر کرتے مست زالی تھا کی کرین گلہ کسا کس پر شکوہ نہیں جو دین تھا کی کسے و روستا کہ ہمارے سے چوہا ہے ہا کی</p>
--	---

مردان الفت کے واسطے ہوا اور کسی نہ ہو وہمیں لطف کرم ہی چہرہ آج پہرے پہنچا کر ختم ہوئے تباہ محشر پہ چمکنے ناز و نیاز کے ہیں بدن فیکر سے جان بلب ہو و علیہ لباب بلکہ بکیر	تھکے لدا اوٹھا کے سخت زمین ٹوڑو اک سیکی مقام خیر سے بن کر نہ لون لگائے نہ اکیسی سیکی سراو کا عالم جفا کیسی وفا کیسی انصیب کو نہ نکلتا جو چوں آئے قضا کیسی
--	--

پری کو کیا سوچی کر کے کبھی اوٹھا کر نہ دیکھیں کچھ ایسی اسے اوج بھائی ہی ہمارے دکھو اوٹھ کیسی

بھلائی ہی شاید آسمان سے ہی برستی ہے نفاذ میں سے رو دکھانے اور جانے کا آنے و نچوڑ لین خیال میں ایف بگون کا ہمارا کچھ کر قد تجاہل سے وہ کہتے ہیں سنبھل کر پانون میں چیز اب آبا وین کہیو صرف امتحان میں گرم بازار اجل بھی ہے ابھری کسی سے سامنی دیکھ دو وہ جام بھکا د ہر آنکھ اندوہ خستگی حاصل طبیعت کو یہ بھی آج اپنی بام سے جلوہ دیکھا و بچے تیرا جو چہ ملنا اور ہی عالم دیکھا ہے سینک کہو ہر کسی کس نہ شو سے نسبت ہو	کرنا بد جھوٹے ہیں دیوان پر خوش ہستی کرنا ترک تر جاب سے ہی اپنی ہستی ہے یہ ناگن الامان و تم و تصور سے بھی ہستی ہے یہ کون ایسا ہے جگہ گور پر خیر برستی ہے کہلاتے تھو کہین بجان کی بنی ہو ہستی ہے لگا دو نقد جان جنس شہاد الیج ہستی ہے اوٹھا اسے سیدہ نندو نکا پھیکا ذوق ہستی ہے ذرا سی ٹھنڈی من سیلاب کی ہوت کستی ہے تمہارے بچنے کو آنکھ نہ ترستی ہے یہ جوڑی پنچوئی و بد ملک ساتھ کستی ہے کہنت خود شمع زلف سے آس گل کستی ہے
--	---

سبھو کیوں در وقت اوج جان دو غم نہ بھی اٹھ

کہ مرنے پر تو تہمت کا ذکر ریا رکھتی ہے

سنا زبیر زمین شہب زخوشان کوئی بستی ہے
کہ مدت سے بلعیت درد کے خاطر ترستی ہے
یہاں طوفِ حسرم ہر روز ہر وہاں بہت بستی ہے
وہ خلقت کون ہے یارب جو اس کی بستی ہے
نہ پھونچے آوج مضمون لکھ پیرت کی بستی ہے
جس تک اللہ کیا چالاکیاں کیا تیر و بستی ہے

ابھی ہم بھی اوسکے دند کے ملتے شایق ہیں
ایک ہی شہر چار ابرو کے تخت کے پہلے جا گئے
کشت و کوبہ و فوجیں رسائی آج کتنی ہیں
حکم سے لے کے جن بعض حسد ہی نہ کچھ پایا
پر پرواز پیداکر نوے طبع رسائی ہیں
اور ای توئی اک اک کا تہمین ہوں سب کچھ فائل

سے تسلیم ہم ای آوج و بکھا اہل دولت کا
مگر زور و زب اب ان نے زور کی توافقت ہے

بھٹل معصوم ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

کو س رسلت بھنی کی نوبت ہماری ہو گئی
کب سے تمہیں اسے بتو رہم جاری ہو گئی
موت بھی بالین یہ اگر کتنی باری ہو گئی
دفعہ گزشتہ یہ قسمت ہماری ہو گئی
اے کی تہمتی ہے یہاں شک جاری ہو گئی
اس سبک ہونے سے ہم کو جان ہماری ہو گئی
اوسکے اوسے تہمتی ہے یہی ہماری ہو گئی
اوسکے دور میں یہ کچھ ہو رہی ہو گئی
انجمن کے ملتے ہی تہمت ہو رہی ہو گئی

طول پر اسد جب اپنی ہیئت اری ہو گئی
دل ستانا اوسکے بند و نکار اگر نہ تھا
راہ ایسا تھا کہ ڈھونڈنا اور نظر آنا نہ بین
آئے آئے پہرے غیسرے بکھا نہیں وہ
شغل سے خالی نہ رکھا اوسکے وقت نہیں
نہ سے نہ کو نکلو ایا جو تو نے سنگدل
پانوں پھیلانے میں وقت کے حق نے ہند
خوف کیا جن میں پچھاننے اپنے قریب
شہم بیگون نے کیا اوست کی نہ پر اثر

بہارِ حنین فرماتے ہو ہم دور
بس ہوا ثابت وہ اگر پاسداری ہوگی

آج کسبِ اوفہ جان و نکاہی وقتِ دواع
وقتِ ترشپ جاتی رہی وہ بیتِ راری ہو گئی

بحسبِ اہلِ حق مقصود ارکانِ فطانتِ فطانتِ فطانت

دیکھتے دیکھتے یہ رنگِ جہان کے بدلے
دے اگر عربین ہو کامِ زبان کے بدلے
مہربانی کی جنون نے خفقا کے بدلے
دین اسی تارِ نفسِ موسیٰ مینا کے بدلے
قوسِ ابرو تو ہے مقصودِ مینا کے بدلے
جسے سپہ کے قول پنے زبان کے بدلے
ہس کوئی صنم اس باغِ جنا کے بدلے
ہوتا و شند کوئی اس ترش زبان کے بدلے
ہسے زوال کے ابرو و آنکھ کے بدلے
اپنے گلشن میں بھرا لی حسرتِ کو بدلے
لین نہ یہاں خود بھی اور جانِ جہا کے بدلے
ہفت اقلیم نہ لین اک ہمدان کے بدلے
بارِ کامل سے بہت رنگِ مینا کے بدلے
کر تو قوسِ مین و سیاہ و ازل کے بدلے
اپنے خود حال پہ ہنستا ہوں قفا کے بدلے

جسے سب رسم و چیلن میں جو الکی بدلے
متمون کا تیکے انسان سے او بویا شکر
رائدان کے مجھے اوجھن سے چورایا شکر
دو ٹوٹت ہیں کسی پہلے سے جو لہتا جانی
کچھ تیسرے سے دل و توشی کا شکار
وسے پہر عہد کا ایدل ہدیہ کو نگہِ بقیں
اس سے محبت میں کھینٹے گم ملی سے و باب
تکے پسیرے وہ سب ولیہ بخیر متین
اوسے وقت میں جو اکھویشی و بریل بریل
تو کی قدر ہے کی پیری میں ہوئی طبعِ جو
مانو اوسے پری کی تو حقیقت کیا ہے
حسنِ علم و سہ سے جو بھین باہر آئے
اتنے شکر کی بھی تاب اؤنگی کہ لائے کی
جسکوہ کر ہوا بھی آئینہ و لمین اسے شیخ
خوفِ دہان زار ہوا ہر تن لائے جیسے

<p>چہنگے دوست ہوں جس شمع کے بدلے چرخ پر زنگ بہت کا لکشاں تکہ بدلے کیون نہ آئی اجل اس خواب گراں کے بدلے تیسے سیف زبان بر سر منہ انکے بدلے اب تو زمین غضب سپہ سالار کے بدلے اب جلا اور دنگو مجھ سے سخت جان کے بدلے مجھ سے ٹوٹ پڑا سارے جہان کے بدلے ہم گرفتار ہوئے دن جو خزانے بدلے</p>	<p>اوت کو پشترے کو بیٹھے کیونکہ لیل ایک نہ چیکر شفق سے پیشانی کا تیسے غصت ہی میں سب عمر بسر کی افسوس مگر کہنے میں وہ عشاق کو دشنا ہوئے وہ بچے سے فقیروں کو بھی کچھ دیکھ نہ دے الآن الامان ان کہیں چوڑائی تپ حیر خود و اندوہ سے پائی نہ امان جیتے جی فصل گل ہی میں لکھا کج فتنہ ہستیاد</p>
---	---

کوئی الفت سے قدم اٹھو کالو اسے آج
خوب رسوا تو ہو لٹام و نشاں کے بدلے

حکیر خفیف

<p>اک زمانے سے ماہرہ اوٹھیا بیٹھے اب کرینگے خدا خدا بیٹھے سخت عاجت تھر زہر کھا بیٹھے چہرہ قسم تو نہیں میں کھا بیٹھے کوئی پہلو تو بات کا بیٹھے یون نہ اک ماہرہ اور لگا بیٹھے ہنسکے بولے میری بلا بیٹھے ملک الموت اک ذرا بیٹھے</p>	<p>آپ سے دل نہیں لگا بیٹھے دو برس سے لوحِ مہم میں آبیٹھے بار و برت اوٹھنا نہ کیا کرتے پی ہی لیون جو معرفت کی بلجائیے وعدہ وصل ہو کہ صاف جواب تیم لہلہ ہے یہ قتل رجا جب کھا آئے کرم کیجے کھدو بالین پہ خود وہ آئے میں</p>
--	--

<p>عبدالپری نے سب مادی وضع اور در تہیکہ لیٹنگے گرم سہو کھیل ہے جب ایہ راوہ سے آئے مت کو اسکا لحاظ ہو کہ سہو اوچھ کھٹے خود ہوئے بہت بکری معرفت برہین وہ دل بچے کیا خاک کدو عاشق کی میت اوٹھوا تہین بین تو چلاؤن بہت وہ بنجائین مت کر اوٹھوانے کی نہ گہائین دکھا کر لیتے ہیں طواف مدام ہو گیا چور گر کے شیشہ دل</p>	<p>رند سے بین کے پار سنا بیٹھے پاؤں کچھ بہان نہیں کٹا بیٹھے نے سبب ہی گنہ سنا بیٹھے اب تو ہمسایہ کے کھٹے بیٹھے کوئی ایسوں کے پاس کیا بیٹھے حے حے پڑا و با بیٹھے سب میں احباب و شہر بیٹھے کھو کیونکر تہ پیر گلا بیٹھے غنہ کے خود وعتل میں جا بیٹھے اپن اکبر الگ بنا بیٹھے جو کوئی بیٹھے دیکھتا بیٹھے</p>
---	---

واہ واہ اوج تک نہ لگے
 نہ تو نے پر کے اک اوڑا بیٹھے

بحر سہل معذور ارکان فعلاتن فعلاتن فعلان

<p>یہاں کب اس غم کدہ دہر سے شادان نکلو اس طرح چوڑے کے غم کو چہ جانان نکلو آلاں منہ سے فشرنگی بھی بران نکلو آئے دم نہ چھوٹنے بدتیاں ہرین جان نکلو ہر آن تو ہی تباہ کوئی ایسی صورت</p>	<p>دم تو نکلا یہ نہ دے سے کراں نکلو حقہ دل خاک بے جاگ گریبان نکلو اپنے سینہ سے جواہر شرافشان نکلو یا ویراؤں سکی نہ دے کسی غوان نکلو وصل کی اوسے جو شکل ی دل لالان نکلو</p>
--	--

اب مجھنے کے یوسف بطریق مجھو عزیز
 بی خواہش پہنسا را نگ نہیں وہ بدست
 تو ان کو کون و واقعہ قیاس و عذر
 ہر جہاں اپنی جاگیر سپرد کو دیکھا امت
 تصویر ان حسن اور تو جوئے طبع و
 میرا پتہ لکھے دل سیکر توں زغار کے ساتھ
 سو فتنہ سے وہ چوٹا لکھا یقین کہ تو میں
 کرو مار کو سے مٹم جو جہاں شاہ باں
 اوٹ گئے غار لالہ کے تلاش سے بیخ
 وقت دھین ہو چا پہنچاں ہی بند بندوق
 لکھن پکڑی ہوئی چہرے اوٹا و صلابا
 تحت نالو کی رمی ہے گلستان میں ہزار
 دل و دکھا ہے کسی بات پہ اوٹا و شہتہ
 کیون یہ پس لوگ مروتیست لکھنیاں ہی کہ
 جسے موشہوئی نو سرنی سیلائے الیغور
 تیرے گردش کے سوا اور کہیں کیا انچسوخ
 شہر و تیرے فیض کف پاسی لک

بہتے پالا تو زار و ان رشتہ تو ان لکھا
 آستان اربان رہا بھولے سے کہی ہاں لکھا
 تہہ ہوئے سانس طفلان و بستان لکھا
 سخت محفل سے ترسے ہوئے بستان لکھا
 اک جیسے زعم میں ہم قید کے شایان لکھا
 وہ تھکا تہہ ہو اوٹا ہائے ہوئے واماں لکھا
 و ان ہی لکھا پسے سید سے تو ہاں لکھا
 تھکا تھک ہر ایک توجہ کا لوفان لکھا
 گلشن و ہر سے ہم جہاں کے واماں لکھا
 چو کر جو شش و شش میں بین زندان لکھا
 ابرشق ہوئے کے ہائے مہر و خشان لکھا
 ایسے ہر سو زہ مرغان خوش الحان لکھا
 ایک دان ہی نہ تیرے زعم سے خزان لکھا
 یہ وہ نشتر ہے کہ جو توڑ کے شہر لکھا
 ایسے ہوئے کیا لعل بدخشان لکھا
 لکھ و لکھ چہرے کے چہرے واماں لکھا
 حقہ ہوئے ہوئے شہر واماں لکھا

عمکسارا بنا لکھ کوئی پایا ہی آج
 جتنے لکھے وہ تیرے جہاں کے تو ان لکھے

بحر و بحر

الفت نے مارا تو مارا القدر میری تو یہ ہے
 آبرو سے نہایت کے قاتل کہ ہے بنا ہ تو یہ
 تو گزرا زل نے کہینا ہے سے بہت رفتہ
 زلف و قوامین پہنکر دل اپنا خاک چھڑتا
 وقت کے غنی چوہین کہ کو قہین ہی اسکا
 آنکھ کی یہ گہرے دھڑ سے جلے نہ آئے
 خواہش میں تجھیا کے کیوں خاک چھانٹا رہی
 جسم عاشقی کا ہمیر ثابت تو ہی مقرر
 عارض کے خط کو اونکے کتے میں بن تیش
 پروانہ جیسے گزرا وصالت جو شمع سے کی
 نقد اونکا ہی عیادت دی موت اسی نہایت
 دہر جسم میں نہ لے کر نے میں جل کے رہا
 تہ شکوہ میں نعل ہوتا ہو دیکا و مل اونکا
 آپ ہی نزار شکل نادان کھو کہ بابل
 تو یہ جواب آیا پہر خط کھو نہ لکھنا
 عاشق کے ابرو کو اگر شکا کر لیں
 راحت ہو چو نہ تہا رہی گھر و ایر گھر گھر

ہزاروں مارا مارا تو یہ ہے
 تو گزرا زل نے کہینا ہے سے بہت رفتہ
 زلف و قوامین پہنکر دل اپنا خاک چھڑتا
 وقت کے غنی چوہین کہ کو قہین ہی اسکا
 آنکھ کی یہ گہرے دھڑ سے جلے نہ آئے
 خواہش میں تجھیا کے کیوں خاک چھانٹا رہی
 جسم عاشقی کا ہمیر ثابت تو ہی مقرر
 عارض کے خط کو اونکے کتے میں بن تیش
 پروانہ جیسے گزرا وصالت جو شمع سے کی
 نقد اونکا ہی عیادت دی موت اسی نہایت
 دہر جسم میں نہ لے کر نے میں جل کے رہا
 تہ شکوہ میں نعل ہوتا ہو دیکا و مل اونکا
 آپ ہی نزار شکل نادان کھو کہ بابل
 تو یہ جواب آیا پہر خط کھو نہ لکھنا
 عاشق کے ابرو کو اگر شکا کر لیں
 راحت ہو چو نہ تہا رہی گھر و ایر گھر گھر

سودا الی بسنے کے گھر میں الی شری

اخراج اونکے دیکھنے کی تدبیر تھی تو یہ ہے

اسیر عام تہذیب اندوہ و رنج تو کیا ہے
 وروادوش یمن یہ عالم کے چار سو کیا ہے
 رنج تو ہی تیری اسی خود غرض بلا جانے
 مقابل رائے دندان و لبک ہون کیا خاک
 عیان ہی شہد آب بقا کی سپہا لنی
 بیت کے شہید کو خون دل و جگر ہی ضرور
 پہنسا ہو اکھ و دم بلا کا کیا چھوٹے
 تو فوج کر مجھے قائل مگر ادب کے ساتھ
 قسین بدر و کھاتا ہے شان ملے کی
 یہ تو نہال گلستان حسن کیا جانین
 تو کس ہی پرتے ہو رہا رسید ہی باتون پر
 خراج گہرا جو جو ٹھون کبھی بناؤ کیا
 یہ ابترا ای جنون ہی کہ عشق کا آزار
 تم آج بد چلنی میں جو انتخاب نہیں
 کیا ہو دل جو کسی کو اچھی قسم لے لو
 عجیب خلعت زیبائے رخت کریانہ
 اسی مرد کے گھٹنے کی کیا ہی چٹری
 یہ تیری بہن کی اگیل ہے سینہ کی

وہ دوست چاہئے ہر حال میں عیو کیا
 صبا تجھے ہی ہماری سی جستجو کیا ہے
 کیسکی حشر دل کیسی آرزو کیا ہے
 وہ نعل کیا درکنون کی آبرو کیا ہے
 دہن میں بار کے پہر جامی گفتگو کیا ہے
 جو ہننے پانی سے کر ہی لیا وضو کیا ہے
 بلوچ پارٹی کی زلف مشکبو کیا ہے
 سچھہ سچھہ کے قیاس برگ گلو کیا ہے
 ستم یہ طوق تیری زہیت گلو کیا ہے
 گل داؤد کا کیسا ہے رنگ بو کیا ہے
 چلو چلو نہیں منصف ہی یہ ہو کیا ہے
 خدا گواہ کہ ملا تیرا لہو کیا ہے
 طیب نبض میری ماہر ہی تو جو کیا ہے
 یکسے چپے ہیں شہت یہ چار سو کیا ہے
 خدا کیواسطے بھتان یہ دویدو کیا ہے
 کہ جسکو حاجت بخیر نہیں رہو کیا ہے
 یہ رنج شبنم کے محفل میں لاو ہو کیا ہے
 وہ شتر نہیں نہیں یا سمن کی بو کیا ہے

<p>مست لونی خود چربا سکند کو لے چوئی کوا جبکہ خورانِ جان خود مخور و سہلا ہوں شمع سے کعبہ نہیں ہمتا برین کی کشت باغین جب اگر گل و لیل کی سنے گفتگو طالع ان ہونٹھوں سے لال الشمع ممکن نہیں</p>	<p>میتا احمر نلاس اب جو انہیں کسے عیش بہرہ فیکھے جا کر پڑھتا ہے کسے سکون اقصا کسے کمال دین و ایمان کسے کہہ ہیں سبقت ہی دلیل و بحث و برہان کسے ہونڈہ کسے کسکوں میں اور زخما میں کسے</p>
--	--

پہرے کارے یا علی یہ اوجِ حضرت کے ہوا
 قہر کے دشت میں کرب یا میں حوایان کسے

بحر دیگر

<p>چہ پہلو پہ کوئی طوفان بھان ہو نوید او عشق جانان و اسنان ہو دور بلع دہر سے جو خندان ہو کیوں نہ جو بن ترقی پر جان ہو کفر کے ہرے تین دم عشق تباں ہو کیا عجیب تہ میں آئے مہار مدعا اپنے آہو نکاد ہوان پھوچا مانع عشق تک چھ مہین بید خوانان چمن کی چارو نے سبب کہ تین کوٹھے پر نہ چڑھایا کرو عشق تو بان خود بخود کرتا ہے کچھ ولین کھ تو جو اہوس کشی پتھر نہیں جبکہ کر چلو</p>	<p>اپنا میل وین گریان روان ہو اپنا حال زار صرف ہر زبان ہو رشک گلزار جناب ہر بوستان ہو اتو یوسف کا میرے سوداگران ہو بہ طبعیت عہد پیری میں جوان ہو کچھ تو مجاہدوں سے موافق ساراں ہو قدس و نہیں ہی صدای الاہان ہو پہرے ہر ایک بلبل کا آباد آشیان ہو ہو کہو اپنی ہی طبیعت بد گمان ہو شاید آبادان یہ پہرے حیرت مکان ہو یہ کہو یہ ستارہ امت کمان ہو</p>
---	---

وہ عیادت کو ملین اپنے امی اہل جلدی نہ کر یا الہی رکھ سیدان ہین ثابت قدم سوزش فشت سے شاید مل گئے قلب بگر استد رکھار ویر حادثہ زامین نہ پھول خاکین ہسکو ملا ویر پسر اگر دشمن کھ حسن کامل سن لیا ہو گایہ و بچین شایقین اس سرای فتنہ زامین نوشیازی چاہیے غیت خون تھو کین گلوری کو چاؤ تو سہی خاف و شہار کھتا ہے یہ چاوش اس جہل	قول و فصل اونکے اپنے درمیان ہو چکے ہیں آج اونکے عاشقوں کا امتحان ہو چکا ہے اب تو پیدا ساتھ آہوئے کے وہاں ہو چکا ہے یہ بہار عارضی ایگل خزان ہو چکا ہے اس سے بڑھ کر تجھے کیا ای آسمان ہو چکا ہے وہ ہلال عید بدر آسمان ہو چکا ہے دور پر تجھے یہ کب خواب گراں ہو چکا ہے معل سے بڑھ کر لبوں پر رنگ پان ہو چکا ہے بان کس پر پاند پور وائہ کاروان ہو چکا ہے
--	--

افج کون آتا ہے شہر صفت کینیا انتظار
منہ پٹو پڑ ہو چکا اذان ہو چکا ہے

بحر دیگر

سندری دل دوران نہیں سینہ وہ نقل ہے تخت جہ پور و پکے سے جسے جی ہی کیل ہے دہوان آہوئے کا اپنے بہنیں گنگہ بادل ہے ہر اس کی نقل گل بہت میخوار و کاو کل ہے تخت کیوئے سے سج کھٹ کے کل کو ہی کل ہے تسکری یادہ ساعت تیر ہی فکر ہے شہیدوں کے جگر کے بہنیں بکری پاکہ لگو	کہ جسے سامنی گل چرخ چارم کی ہی مشعل ہے سند نیاز میں کیا شوخیان میں کیا ہی چیل ہے جہری ساؤ کی کہنے یا رکال شک سلسل ہے جسے دیکھو بلبین و لگو جاکل یک بوتل ہے کہ یہاں ہر روز کی کل سے اپنی جان بکل ہے آہل کا سامنا ہے تو نہیں آنجو نسو اول ہے بتا قافل یہ مسرے ار جشان کی نقل ہے
--	---

<p>رہے آباد یارب لکھنؤ روز قیامت تک ہزاروں پس گئے دل جہر فلوک نظر دیکھا یہاں بوی عروت ہر نہ کچھ پاس آتش نایکا عقب کر تے ہیں ٹھنڈی گرمیاں پشیمہ پوش اوشاکراپے سینہ سے دیکھا ہونے فرشتوں کو مسی سیم تلب یا قوت الماس گھر وندان مین وہ مجرم ہوں سودا کی کسکے زلف چان کا عطا کی جب خدمت یار نے آئینہ داری کی لی کیا کیا نہ راحت ایچون صبح زوری مین ہوا ہے کس قدر بیک شانہ نوشگافی مین مستم رگام کی جہت نکار سنگری اوٹھے فرد کھو کس شغل مین گزری شب ہم ہی سنن حسا قیامت مین تیسے ناز وادای بار کیا کھنا نہ نایل ہو کسی محبوب کے سبب رخندان کا</p>	<p>حسینو کا بھی مسکن اور طرہ دار و نکاح گاہ یہ سہ ساری ہی بات ہے کہ ہون کا بل ہے چلو نکلو ہی بہتر ایسی آبادیسی بنگل ہے فقیر و نکا ہی وصل یار سے گرم آج کل ہے دوپٹے کا تے سہ جامی شہادت نادر اچل ہے وہن او س گل کھلے یا کوئی درج مکمل ہے مناسب جسکے پاسی کسلے تجویز کو نسل ہے بہر صوت نصیب پنا سکندر سے ہی افضل ہے کہ ہم کو بستر خا و عین لان فرش چل ہے تمہارے سر ٹرانے سے واپری بیضہ دل کہ کھتے صورت کا حکم آیکے بانو کی چہا گل ہے کہ چتون ہے یہ یہ رنگ چہرہ کا مبتدل ہے جو یہ ہے سہ بہر تو وہ اول سے اول ہے یہی خوش رنگ یہ وہ عاشق کو قہین منطل ہے</p>
--	---

بہتر عشق کا دم اوج چمکے جان پر یلو
نہ ٹھہرے امتحان میں کہ تو قہر سے بیت ہل ہے

بحر دیگر

<p>وعدہ وصل کسی نہ پھر مقرر ہو جائے حسین نالہ سوزان جو کہ لئی ہو ہو جائے</p>	<p>کچھ تو تسکین دل خستہ مضطر ہو جائے الامکان جسکے اچھی خاک کا بستر ہو جائے</p>
--	--

دل کی خواہش تو ہے وصل اور کامیاب ہو جائی
والہ اپنے لعل گم سے جب گریہ ہو جائے
لاکھ سنتے اور نہیں دم بہ کو جو وہ اپنے
اوس سے جان اپنی بچا کر کوئی پر بچا کر
اوس یوں بگڑے کہ سب کچھ تو کیا پر نہ بنے
مفلسی و مری کہ رسم کو چہارے دم میں
تو بلائی تیرے بلن نہ دیکھنا یاد رہ
دلو و دشمن کے بھی تو رکھ نہ عنبر الودہ
آئے جسے غولی قسمت سے پہ گیا کہیے
تختیان چہیلنی لکھدین جو تو نکی تو نے
لبشون سے پہرے ورق دل کیا نکلا
حق نے وہ جس جڑاوس شک پری کو تجشا
فرج تو کر یہ پے خون کے رات کی سبب

اور تقدیر ہے کتنی کہ کیونکر ہو جائے
جا کے سلطان نہ ہو نہ کوں تو مند ہو جائے
گر حسان ہو تو بریا بھی خوش ہو جائے
تو ہی آکے جو نو دیانوں کا لنگر ہو جائے
کیا پرین دن کہ جو گشتہ مقدر ہو جائے
کیا چلے زور پر انسان کا بننے زور ہو جائے
جو کہ ہونی ہو شام ہی محب ہو جائے
فیض کیا اوس سے جو آئندہ مکر ہو جائے
چو کر کر شیوہ وفا کا وہ شکر ہو جائے
میر سے دل ہی الٹی یہ تیر ہو جائے
یہ وہ کشی نہیں سائل یہ چونک ہو جائے
چند اکھین جو کرے سو تو شکر ہو جائے
ڈرے قاتل کہین نے اب حجب ہو جائے

وہ تو اے افج نہ اٹھنے کے نہ اٹھنے کے کہی
جان ہی تن سے نکلی ای تو ہر ہو جائے

بحر دیگر

اب دل تیر پر کیا یہ نوحہ گری کیوں ہے
کہ تیرا تو بس چل بہت سے بری کیوں ہے
تو دشمن جان اپنا مرغ سحری کیوں ہے

کیوں آپ سے بلر ہے یہ جلدوری کیوں ہے
آج کے کاموں میں یہ درگزی کیوں ہے
موسل کی شب ظالم شوریدہ سری کیوں ہے

<p> بہت سیر و شہرت کیجا یہ نہیں بچھڑی گر شہرت کا یہ اپنے دل نہیں کیا بیٹھے تو درود و سید و نکی لاری کہ سنتا ہے تاتقی کے بگڑ چکا کھلتا نہیں کچھ باعث وہ گریہ گروں کو مرنے تک ہی الغافل جانور کی ہی دیکھو انجام کفن جب ہو ہے غیب و شہرت کا قول اپنے گریبان سے سو پہ وقت سے پہنچل بدن سوکھا یا تب یہ گلستان میں کس شمع کی سی آمد جب تن سگنی طاعت پیغام اجل آیا </p>	<p> او کو میری جانب سے پہر نہیں کیوں ہر روئے کے پہلو و نہایت درو جگری کیوں ہر یا تب سے نالو نہیں یہ لے اتری کیوں ہر عاشق کے روائع میں پیدا دگری کیوں ہر و کجا آئینہ دلین بہ لے بصری کیوں ہر پہر سب زین خاکی پوشاک زری کیوں مطلب ہی فوسے کیا یہ بچہ گری کیوں ہر اک شاخ دل نالان حیات ہی کیوں سیمت پری ہر ہر باوجود کیوں گستاخ چلے پر یہ بچہ گری کیوں </p>
---	---

کیوں اوج بہ دل و دلوں ہاتھوں سے مسوے ہو
 لب خشک ہیں چہرہ و فک انکو نہیں زری کیوں

بحر دیگر

<p> بجی کوں رحلت ہے نوبت کچھ ایسی نہیں ہر ہر بان نیری رحمت کچھ ایسی رستم کی تھی اپنی حقیقت کچھ ایسی ایدر ہے خدا کی غایت کچھ ایسی غایت ہو بندہ کو خدمت کچھ ایسی کہیں کہا نہیں اس میں وسعت کچھ ایسی </p>	<p> نا اوائے وقت میں صورت کچھ ایسی ہے کوئی بخشش سے محروم لقا خط سیر اثر و اثر کے تادیر روئے طاعت سے خالی نہیں کوئی مضمون نہیں بیٹھے اوٹھتے دکھائی کچھ ایمان کا مژدہ درو ب و دلین ہر </p>
---	---

نہیں در وقت سے پہلے ہاگز
 وہ بیابانوں کو دیر سے کہیں
 جو کہیں نہ اونکو نہیں ہانت اول
 نہیں بیٹھے اوپر سے غریبوں کو کہیں
 دیکھا اونس کے کوچہ کو رضوانے کو نہیں
 جواوشی کھا دل یہ حاضر ہے لیلو
 بون سے تیسے رٹہ ای رشک شیرین
 سنبھانے نہ پالی کہ بگڑی طبیعت
 جو میں زندہ رہتا رہا جام مصیبت
 وہ صلح سے مشنق ہو گئی کا
 تیسے ریا و اسب میں نہ کیوں ہونہ چائیں
 پس مرگ ہم ہانوں پہلا کے سوئے
 تھی ہر زبان میں کہی دشمن زبان
 غدا ایل ہو دم بہر کو دل چو نہا ہے
 دیکھ گشت کے مرے ہو کون نہ رہا لو
 کہیں مرتے دم دیکھت اک نظر ہر
 کہیں دیکھتے خود دلین چہ پاری ہو
 جی لکھتے ہر نے میں منبر لسی مرے
 وہ لو کہ خود بخود بیٹھے بیٹھے

ترقی سے ساعت بساعت کچھ ایسی
 دیکھا وے کشش جذبات کچھ ایسی
 کہیں کیا کہ بگڑی ہے خصلت کچھ ایسی
 نہیں مقتضی اپنی عبت کچھ ایسی
 بیان کر کہ سے تری جنت کچھ ایسی
 تو بولے نہیں یہاں ضرورت کچھ ایسی
 نہیں اچکین میں عذوبت کچھ ایسی
 ہوئی اونکو تاشب صحبت کچھ ایسی
 ہے پیر معائن کر امت کچھ ایسی
 حقیقت میں ہی حسن دولت کچھ ایسی
 زبان نے اوٹھائی ہے لذت کچھ ایسی
 ملی در وقت سے مہلت کچھ ایسی
 ہمیشہ سے ہے اونکی عادت کچھ ایسی
 ہوئی عن کے کھا نیسے عزت کچھ ایسی
 نہیں جان دینے میں وقت کچھ ایسی
 ملی ہسکوا موت مہلت کچھ ایسی
 نہیں ایک بوسہ سخاوت کچھ ایسی
 روش سے پیا ہی قیامت کچھ ایسی
 ہوئی ہمسے برگشتہ قسمت کچھ ایسی

شبِ عنک کرناں تو لہن چہل ایدل

از سے مر حبا باندہ ہمت چہ الہی

چلے اوج ہسم منہ چیا کمر کفن سے
گناہوں سے تھے اپنی خفت چہ الہی

بحر دیگر

لاالان جبت عبت تو نہیں آسمان سے
نسل کے دیکھو سب تو پہر لونہ میاں سے
لعل بن جہل ہی تیرے رنگ پالنے
بیدار و کم ہوشوخ نہیں ترکمان سے
پر وہ اگر دولی کا اوٹھے دریاں سے
آہ ضعیف و زار سے تیغ جواں سے
کہ کھستے تھے ہم غم خیز ایسے یوسف کو جانے
نہاں خد ابھی تو ہیں خود دان پالنے
پہر نہ نہیں وہ تیرے جو گدرا کماں سے
یارب نہ سابقہ ہو کسی بد گماں سے
اتنا ہے پونچھنا ہمیں اس مہیاں سے
ہر دوسرے نہ سامنا کسی تکیاں سے
بالہ بین وورتر جسے وہم و گمان سے
اوسکو نہایت ہیں کھا جو نہ پالنے
انکلیں گے کتے متب پر بدو کمان سے

گردش میں وہ رکھا کہ تنگ آئے جانی
تو میان بھی جان ویتہ میں کس آئے جانی
ایشوخ کیا لکھلکے کر سے اپنے کان سے
رکھا عذاب سخت میں چہوڑا جو جان سے
وحد تکا ہو طہور عجب عظم و شان سے
ہی کامیاب پر تجھے پرہیز جانی
حاضر ہر دل تو ہو گرا اتارے لفظ
وہ باز رلف ووشہ کیونکر اوٹھا کیوں
خارج ہی نہ بد و بست سے نکلا ہوا سخن
کل ہی نہ وہن ہی نہیں کھائیں یقین نہیں
کیا لطف اوٹھا بات کے عدم سے ایدہ ہر تیا
ترنج کے چہلے کہ ہیں تیور تیری پناہ
مضمون کمر کا اونکے میان کسطح تبد
بارا ہوا بھی قول پلٹنا یہ کیا یہ کیا
آشت و قوا کو دیکھ کیسے اگر نہ تو

روز و نئے حال دل جو کیا عرض یہ کیا
 تجھ کو کہ میں ورت بقصد کمان بادشہ
 بس بس نہ جیسے کچھ نہ بایتن بنائے
 ویران یکین سے یہ دل ناشادمان رہا
 رزاق اس سے بڑھ کے تو برگز طلب ہیں
 بدلا وفا کا کیا ستم و جور و ظلم ہے
 اے غلیب آمد فضل بہار رہے
 چمکایا دانتا اوسے پہ اندر سے جگر
 ہر جامی غور غیبت کیوں بد گمان بخون

سمجھے نہ کیا عرض من بھی پہر وراثت
 مقتل میں لو وہ آئے میں کس آن پائے
 ثابت تو جو ہوش خود ہی بھجائے بہائے
 حاصل ہوا نہ کچھ بھی اسلئے بیکار ہے
 بس یہ جو کچھ ملے بس ملت کے ہونے
 بسے ہی پوچھتا تھا کسی مہر پر بسے
 و سنگ آشتی کے چاہی کچھ باغبانے
 مطلق قدم و کانہ خط امتحان سے
 برابر منہ لگانا ہے کیوں اونکے کانے

اوس کے طلب میں اوج نہ پہاںو چھائی خاک
 نقشہ اوتار و آئینہ دلمین دھیائے

بھرنج سالم ارکان مفاعیل مفاعیل مفاعیل

ہمیں نے یار ممکن بادہ خواری کا فراوٹھے
 وہ کیا تھا جو زبان فخر کا سنے میں آیا ہے
 موٹے پر بھی نہ اوٹھی خاک اپنی اوس کے کوچہ سے
 قیامت ہو گئی ہر پائے ام ناز جان سے
 و غلبہ سے بہا سکوا کیا حاجت اوٹانے کی
 جگر نہ نہا اور سنسنی میں واہ رو دیت
 وہ لڑنے یا توں جو اہ طلب میں یہ ساکت ہو

بہار آئی تو کیا آئی جو ابر اوٹھے تو کیا اوٹھے
 ہمارے دیدہ گران کی طوفان باران اوٹھے
 جو اوٹھی ہی تو تھیں کمر شال نقش پا اوٹھے
 کبھی بیٹھے جو اک ساعت توفیقے عاج اوٹھے
 وہ دست باکرم جو خاطر خود و دغا اوٹھے
 ہمیں بیٹھے جو بھلو سے کسی ہو کر خدا اوٹھے
 الہی ہاتھ وہ شل ہو جو غصے نہ نہ

<p>حقیقت میں کہیں بہتر نہ تھی دیباہی معلوم سے یہی رُوح کا موقع نہ پونہ ای تن نے سر مرمن وقت کا تھا کہ یہ بظرافہ و ازسطو نے قبرین وہ دن ہی ہر کھنہ میں ای سفاک سن لینا یکبار تہا وفتا کے جو چھیلی عین بار شہین</p>	<p>بن عسیران پر جب ہم لے لفتن پر اور ہے یسے قاتل کو بھی ہاں لطف کچھ تو دیدہ اور ہے تیری بالین سے کیا کیا کچھ کر کے دوا اور ہے کہ اپنی خود کا محضر لے کے ہم زور تہا اور ہے گھر رونے پر عاشق کے و شاہد مسکرا اور ہے</p>
---	---

نہ لے ادا غیب اور ٹھنڈے دیا اس صوف پیری نے
اکہی اوٹھے لوای اوچ آہ کالمیکر عہدا اور ہے

بحسب السعد والی مند و اکافان علایق علسن

<p>کیون نہ شاکی ہوں اپنی قسمت کے دیدہ بازی سے بار رہے مہین نجد سے قیس بھی نکل ہوا گا سب بجا میں جو د بچے الزام ترکے پر پیچ کو میں سلجاوون ان ہوں سے عیان ہے شان خدا ہستولین بو سے تم نہ منہ پیرو سب وہ زیبا ہے جو دیکھا العشق مروے شہو کر سے جی اوٹھے اچان اےس میں تعلق میں جاہ میں بخدا</p>	<p>عبر شامل ہیں اونکی صحبت کے و بکھنے والے اچھی صورت کے سن کے شہر سے ہماری وحشت کے ہم میں پشایان اسی عنایت کے تم نہ حاصل ہو اس مشقت کے کیا کہ مشہور میں تیری قدرت کے و بکھین کتنی دہنی ہو بہت کے یہاں میں قابل تیری کراست کے واہ کیا میں تم قیامت کے اون کے دو وقت سے وہ محبت کے تدیر سے انار الطر و ولت کے</p>
---	---

اشتاہجہ میں ہر لحظہ جگر | خون دل سے سوکھت ہے

خاک سے سجے زائچہ بارون کے
کھولے دست بہت لپیٹ کے

بمخفیہ المسد فی النور ارکان فاعلاتن مفاعیلن

<p>واہ متہ بان میں اس محبت کے رنگ مٹ جائیں سب کدورت کے وہ ملے بھی جو بعد مدت کے کیا مشتہر تھا سیوانہوت کے بھان پہی مشتاق ہیں شہاقت کے دین نشان خاک اپنی تربت کے اتنے پابند ہوں وصیت کے بس بھی دن تو ہیں قیامت کے سم بھی ہبٹھے ہیں کتنے قسمت کے یہ کھو گیا نام ہیں سخاوت کے اس میں کیا دھنگ ہیں قیامت کے</p>	<p>نہ رہے جس میں کسی گت کے خود آئیں جو وقت رحلت کے ای منت نہ ہو کو پہچانا یکے ولب سے بڑے بوفین ہم اللہ نہ روکیو و تاتل شع روشن کوئی نہ چادر گل تیر تک خود کریں دم رجب شہر یا نکون کرے وہ شوخ ہم کے دن گئے تو لات آئی میں صاحب لٹاد و دوست حسن ان آئیں ہمیں کو بلو البین</p>
---	---

مستہ لپیٹا کفن سے منسے اوج
مان نہ کھولا سب نہالت کے

بحسب نرج سالم ارکان آن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

حباب فیترتین تری عاشق کی نوبت چھوٹے اہمالی ریلو و دوکم سے

<p>نورس کی محبت مل خون جگر سے اور کو غریب نی ہی خفقان خاک پر کیسی راحت ہے تو زلف و دست پر صدف حسنے حافیت ہے زبان حال کچھ پوچھی تو بہ کچھ دیکھو قاصد سہیں غم مال دنیا سے تو کیا کہتے ہیں ہم عاشق موقعی آجاکو کہتے کو دیکھتے ہی لیوین خاک پیدیاں رگڑن بلا سے دم نکل جا ہی پتھر کی دیوار کا سایہ تیرا کو چہ ہی مسکن ہو تھوڑے کسی ہی اذیت خاطر میں صحبت کا</p>	<p>حقیقت میں جناب عشق کی جن رعایت ہے تیرے ہو کر سے غریبی اور بھی کیا قیامت ہے میرا بروی جانان عین محراب عبادت ہے تیرے وقت سے دم ہو تھوہو نہ ہے شکام طلت ہے مگر یان ایک لہو میں ہو وہ ہی امانت ہے اجل سے جانجان دو الگ نفس کی اور ملت ہے حقیقت میں ہی آرام خاطر یہ ہی صحت ہے کسے خواہش ہی ہو گئے کی کسی روای جنبت ہے یہ نقشہ مونا پیش نظر سے اپنی صورت ہے</p>
--	--

ہمیشہ امج سہان طالب میں نقد و والی کی
ان آگہو نہیں تو چچی ہی نہیں کیا مال اور ہے

بھنجرج سالم ارکان ان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

<p>ہم دولت کو نہیں کر حاصل قناعت ہے علم و آہ کا سینہ زنی یہاں طیلان نوبت ہے میکے راہ میں بن ناز و شوخی ہی شرارت ہے چلو یوں ہی سہی مجرم ہی بند کیا قیامت ہے یہاں درد و عالم اور وہ سسر گرم صحبت ہے انہیں سب کہا لیا خاک اُردنے بجای ہر گت ہے توجہ نہ طہر اک ہاتھ میں حاصل فرغت ہے</p>	<p>شعین گین ہوا دان کیوں گرفتار صفت ہے شہر میں شاہان عالم سے عاشق کی بگڑت ہے کیا فرق جب یوسف کی صورت ہی صورت ہے چھو کسی زلف و لکھو چو ایسے زلف کی یاد ہے سے اور کی پہلا اوقات گزرا نہیں کیا نسبت ہے نہی کو بھی جو میں دیا و شجر پر یہاں ایسا تو نہیں دشواری فستاق ہے</p>
--	--

با دور و دست ہر نے حیر و نالوان ایسا
 تمام تک مستغنی کا سے سایل کی ہوئی
 جو اچالے کو منہ ہوئی اجل کے ال نہایت
 کوئی بوسہ ملے جو دھوا ہی سخاوت سے
 یہ کھدو ویر سے خام و در و لبت بہت سے

اس بڑے کی معرفت دیری رکھنا اور جیجی ہے

وہ ظالم خود غرض اور ایک ہے ہر دو کو دست بہت سے

بہر سچ نام من ارکان زما عیان فی عیان مفاہیسن

گفتار مصیبت فرج با آزاد ہوتا ہے
 بنایہ ظلم کیسا اسے ستم بجا دہوتا ہے
 وہ آما وہ میں بسیرہ بھی نہ قابل یاد ہوتا ہے
 ترے بھنوئی پابندی کا غل پر چار جانب سے
 دل ویر انہیں ہم جا الفت خوابان کو تو میں
 انہیں نے جبار سے پر نہ انہیں اسکا کیا شکوہ
 بہت برس میں وہ بچیل جل کس کسی آں
 جو سنبل لوف سے نام تو زکس چشم میگونسے
 ہمارا حسن کامل ویکہ جہے پیر میں پر ہونہیں
 توام ہی عشرت تواند وہ اس منیای فانی میں
 سے تصویر کا خاکا بھی ہر گز نہ ہونہیں سکتا
 وہ میں خود و خود از لیش پہ لایہ او کو کیا پروا
 تہ اسر حد پیا ہی ہمارے خونے کے لہنے سے
 ہمارے ہر خواہی فہ عشاق میں گھر گھر

ہمارے باب میں بچین کیسا ارشاد ہوتا
 ہمیں دشنام بوسہ عسیر کو یاد ہوتا
 ہمارے خوشی رنگین چتر قولاد ہوتا ہے
 جلی آلی میں زخیمین طلب حذر ہوتا
 کعبہ پرستہ خوشی اندنوا یاد ہوتا
 چہا نہیں کون کسکا ایدل ناشاد ہوتا
 فناں ہر چہ شہ پہ تہا ہر خیر یاد ہوتا
 نخل قدر سے ہمارے قامت شمشاد ہوتا
 زمیں شان حد ایسا ہی آؤم نام ہوتا
 کی کو درد و غم حاصل ہو کو نام ہوتا
 رہے معد و رانی و رشکش بہراد ہوتا ہے
 کوئی ہی خاک میں ملا کوئی برباد ہوتا ہے
 فتنہ ہوش جنون کچھ اور ایضاً
 نہ ہے مخمور کا غم نہ نام فراد ہوتا ہے

۱۱۱
 اہلین تاشیر حبیبی علوان کو جانے نو
 عبت کریم ہے نالہ لسلے بنیا ہو تاسے

اور خدائی عشق میں رنگ و بوی سمجھو خام کاری ہے
وہی کھانا ہی منہ کی جوڑا اور ستاؤ ہوتا ہے

محبت و مہربانی کے نام پر

پنھون نہ دلوں کے در پہ آزار جانے دے
 سرِ دست اب تو اس مجنون کو تاکھا جانے دے
 ہنچو گا پہر کی بھی جو کچھ ہوا ای یا رب جانے دے
 حنہ دیکھو اسے کہتے ہو کیا ہے بار جانے دے
 بس اب رکھو اسے تمگر ہاتھ سے نوا جانے دے
 ملا کے دام میں غافل کو کیا ہمت بار جانے دے
 تیرے دلے اب دروے دیں خونبار جانے دے
 قونہ مارے تین جوں سے کمر تگا جانے دے
 غوغا یوسف کو میں سے ہاں بار جانے دے
 سگرین نالوں فرکان کو تاسو تار جانے دے
 شیخا تک مجھے گرفتِ آزار جانے دے
 خیالِ بخیمہ کی مرہم زنگا جانے دے
 بینِ تینا جو سودا عشق کا ای یا رب جانے دے

حق و دوستی ہمارے درگزر ای بار بار ہے و
 نہ تین سبب پاسودای رلف بار بار ہے و
 لہٹ بہانی سے ضد و گداز لہٹ بار بار ہے و
 یقین پہ چو نکل جائیگا دم اوہ ہے ہی پہلوی
 دل مانع عزم سے کچھ ہاتھ آئیگا
 بخت مانع بین عشق رلف سی اس واسطے آبدل
 نہیں رہتا میں دہشتہ پر گریہ کیا مال
 کہ جسے میں کہتے تھیں ماری جان جان
 غنیمت میرا سودا بل بار ہے یہ صورت ہو
 ایسی تو دیکھ یاد رہتو رہی چٹکڑی آواز
 ایسی حاصل تھا ہوا می کیس جان بچ جائے
 عجب مردہ شگون کی سکرانہ زخمی نہ تھانہ
 یہ جبوری کی ایدیاں لقا جان تک اپنی پوری

رحمن می کو ایش جیتہ و دوستارے کے

بحسب زنجیون عالم ارکان متفاعیلین متفاعیلین متفاعیلین

کبھی ارمان نہ اپنے خولی تقدیر سے نکلتے
 نہ مقصد پر ہمارا کچھ تیری تمیز سے نکلتے
 کنوین میں گر تیری گرجا قلعہ رنج سے نکلتے
 پہلا پہلو میں کیا کیا پار کی نقشہ پر نکلتے
 یہ وہ کاشا نہیں جو سوزن تدبیر سے نکلتے
 بتلا کر ہمارے مالہ شکر سے نکلتے
 مطالبہ ظہیر کے کتنی اس تقدیر سے نکلتے
 ملی بالکدم میں وہ ہر تل جب میں تیرے نکلتے
 مقابل حسن خولی میں تیری تقدیر سے نکلتے
 یہ جو باز کے ہیں نے خواہش کی ہے نکلتے
 شکر کو کتنے دیکھا کہ ملکہ شر سے نکلتے
 عجب مطلب و سخت و شش چنگ نہ پر نکلتے
 جوان کیا کیا فیض و رحمت پر نکلتے

شکوہ شاد و ایک دن محفل سے نکلتے
 غم من صد حیف قاتل شمع کی گلگیر سے نکلتے
 چہرہ لایا کامل پر پہنچ سے عشق زخاں نے
 تھیون کی زبان پر نہ اسے صل سے اوپر ہو
 غلش نوکِ ٹوٹی دل سے جانے غیر ممکن ہے
 رفیق اپنے ہی تھے فرماؤ مجھ کو قید لغت میں
 کھلا مضنِ حسن آیا جو خطر روئے کتالی پر
 بہت نزدیک ہی ملک عدم دنیا ی فانی سے
 یہ کیا ممکن جو نقشہ ایک ہی لڑنگ مانے کا
 تمنا خاک کو یار کی ہمس کو ہو س ہے
 لفاق البتہ و سیکون میں ہونا غیر ممکن ہے
 تھولی افضل سوال و نکو تو منظور اب یہ شہر ہے
 یہ کیا گردشِ ہواں انہو لونی دیکھا خاک آؤ اس کو

وصال یار نے ہر و امین عجات ناما سے
 مرادوں ہی ی واقع ہوتا ہے نکلتے

بحسب کمال کلن متفاعیلین متفاعیلین متفاعیلین

ہوئے تیرے ریت کے بیت لاول و دین سے ہاتھ نہ ڈھانپتے

طبیعت الٰہی نہیں مگر بین و وہمسان سے جاچکے

سنو حال زار میں کیا کہوں کہ رشتہ غمزدہ چہا نہیں ہوں
 وہ جو ایک دل کہ ہوا تھا خون او سے چشم تر سے بہا چکے
 طے جام شراب صاکن کوئی جام ہم کو بھی سا قیا
 یہ فتنہ زندہ شکستہ پیا بیان تک تو دیکھ کہ آپ کے
 یہ جگر تھاپنے کہ ہم چین کبھی مان سبوانہ کہا نہیں
 مگر اور خوب کروفتین یہ ہمارے نازا اوٹھا چکے
 لے اوہ ہر گھٹ کو گھٹ ہی گھٹ ہی ہون چکے بڑی بڑی
 جو فتنہ میرے اڑے اڑے سے آسنان سے نوجا چکے
 یہ سب روغن کے کہ یہ چاکو لی و پرہ اوٹکے ہلے خدا
 کہ جو بیان کی خاک اور ناہنسا او سے خالمین لوطا چکے
 یہ زبان شہرے کس لئے لو آپ آؤ آج حواس میں
 چلو میں شباب کے حوصلے تہنیں سارے کیل کھلا چکے
 بخففہ البدن والوقت دارکان فاعلا ترنجاعلن فخلن
 فصل گل آئی جوش و شہت میری اپنے اہل وطن سے رخصت ہے
 اب بنی ہی پہ اب یہ لہبت ہے دم ہے ہونہو نہ درد و فرت ہے
 نیت عیرانی اپنا خلعت ہے حضرت عشق کی غایت ہے
 اوس بت خود پسندین بخدا کیا ہی شوخی ہی کیا شدت ہے
 لے ترے ہیں آپ سے باہر کتنی نے چین او کی خلق ہے
 نو دیکھا و کہیں جمال اپنا لہن ترانی کی گسی جبت ہے

کون کرتا ہے ایک شکرہ اپنی تندرستی شکایت سے
 کو سونو صاف صاف کہتی ہیں آگے دلیں کچھ کدورت سے
 دہنیں کھانے میں چسپ کر سوار گالیوں میں یہ اون کے لذت سے
 جان جاتی نہ موت آتی ہی کیا مصیبت سے کیا مصیبت سے
 اب لکھتے ہیں رحمت اسے زندان جوش و شست ہی خوشی سے
 جسکو کہتے ہیں کو حیات جانان باغ حیات باغ حیات سے

سیدہ باتونہ پہاڑ پڑتے کیا بڑی ستی کیا بڑی مستی
 اور ج معز و کیوں نہ ہو وہ ہر حسن دولت پر حسن دولت سے

بحقہ الممدوح محسن و فاعل امن و فاعل امن

اونکی غنیمت گرم صحبت سے ہم سے آباد کج منت ہے
 اونکی رقتاری کہ آفت ہے مہرے ظلم ہے قیامت ہے
 اسکی قابل ہیں جو دیکھا ہے عشق سب کراہت ہے کراہت
 دل نوا حاضرین وہ اگر پائیں کیا حقیقت ہے کیا حقیقت ہے
 نور سے بھی کیا بشر کو حسین تیری قدرت ہے تیری قدرت ہے
 ہم سے مردے جلانے ہو کر سے کیا قیامت ہے کیا قیامت ہے
 اگر ہو ٹھونہ ہم ہر فتنہ میں عنایت ہے عید الہی ہے
 آج نے ہرین صاحب اسرار جای عبت ہی جای عبت ہے
 کو جواب عدم نہ پہر چونکے کیسی غفلت سے کیسی غفلت سے
 چلتے ہی اگر ہم نہ ادا سفر اتنی موت اتنی موت ہے

لکھی جانے کی ہرین نہ ہوئے اک نہامت ہر اک نہایت ہے
 بوقتین وقت کوں رحلت کا اب نہایت اب نہایت ہے
 دوندہ سوچا بوسہ دیکھیں تو کتنی ہمت ہی کتنی ہمت ہے
 ہیکو ورسکا کیوں چہا لین ہر گئے الفٹ ہنسے الفٹ ہے
 بدتر اچھی نہیں سفارش خلق مان شطراؤ بیت ہے
 میرا شاد ہلا دورست بین عمدہ جیلہ ہے جای خلوت ہے
 یوسفاتین کوئی دل نہ لگای اپنی یہ چمنری ویت ہے
 باوکیا آئین دل لگانے سے یہ تو فصلت ہی یہ تو فصلت ہے
 قرش گل تارے کف پاکو کیا ترکیت ہے کیا ترکیت ہے

اب لکھتے ہیں حضرت ای زندان جوش و ہوش و ہوش
 شب بگڑی میں اپنے وہ کسائی پہ فرائض پہ فرائض

محبت بیخ شمن سالم ارکان مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین

انکھجائے مقرر فضل گل میں لکھی زندا سے یہ لوہور و تنای مصوف رشاد چانان سے جو چاہوں سرور دیون جاوید اشکو بکھڑو فاسے پہ اکرتا ہر جیب پاؤں میں جاتو ہوئی ست لباب بدعزہ اپنا دل بریان ہر لب کھولو حال مضبوط کھوش معان گول بھی لکھیں سن سے عشق کے پیشہ رفتہ ہاتھوں پہ لائے	نہ پرتین بیلیں بانو نہیں گرتا گریبا سے لکھا تقدیر کا کافر ہوئے ہم حفظ نہ لکھتے محسوس ہو طارن فلک کو آہ سوزا سے عجب کپڑے ہوں یہیں گروہوں گروا سے کوئی دشنام شورا فکرن برآمد ہو مکلا سے ہوئے گونزو زبان محسن نہ اپنی زنجیرا سے کہ لکھو طوطا لکھوں دست کش میں پیر و لکھتے
--	--

<p>یہ لقمہ قیمتی تھا سحر سم خوب واقف ہیں تجھی نقیر خط عارض جانائے ثابت ہے یقین ہو اس فرار و صل کا کیا خاک عاشق کو تو نے بھی نہ اوڑھے گی بت کے کوچہ ہوا کا پی طاقت جاگلی بس کو قفل اراو سے وار ہے بر گھر سوز و لیس افعال ثبت ایمن ہے ہنر ہونے کیسے چول بھی قفل قتل کے</p>	<p>جس دمجد نے جو رانہ کو اغوا ہی شعلاتے تلاوت ایک صورت کی کی کا فی البیوت لے عیان میں صاف سو پہنچ کر تیرے ہونے وہ آدمی ہی ہے جنہی جو لنگہ بل غصا لے جی آ پاپا ہے یوسف کو گرگ مرید لے جس کا کرتے ہیں کے تا قدم سرور اغا لے سدا رہے ہنوا نہ ہی لے لے لے لے لے</p>
--	---

آوازے دین سے ای آج مگر نولی و صفت
 کروا ب شکرا فائل ہر وہاں زخم خندا لے

بہترین اثر ارکان فاعلین فاعلین مفاعیلین

<p>نور جب ہو پہلو میں پہنچ زندگانی ہے باو گل میں ای صبا و ترکہ انہ پانی ہے پہلے ہی جو غم اشک کی روانی ہے آج صلی بندوں کو دور دور کرتے ہو ہم گئے تو قتل میں ڈر یہ کہ کب آموگا اسے ان اونہیں پاک احوال ہو کہ گزرت اراو سے عاشق کو دور دور کہتے ہو مینہ پر کچھ پین ہو کر حسن بھوٹ نکال ہے لقمہ سیرا نہیں ایدل و بختے میں ہم کس دن</p>	<p>مثل حضر اگر حاصل عہد وانی ہے ابلیس قس ہی میں موت اپنی آتی ہے عشق کی نگہ سپر عین مہربانی ہے کل اوی خدا کو شکل ہے تو دیکھاتی ہے دست تیغ نازک اپنی سخت جانی ہے بوٹ کچھ نئی کھسے یہ سنی کجانی ہے نوب پاسداری ہی کیا ہی قدر دانی ہے موسم بھاری ہر عالم جوانی ہے ہمسکو اپنی آنکھ لے آکے بد گمانی ہے</p>
--	--

خوب سارے عالم کو پہنچا کر دیکھا	جنس صحت لیکن ہر جگہ لڑائی ہے
طبع پر تلون کا کر نہ اعتبار ایدل	گو وہ اندوہ پہ صرف مہربانی ہے
دو قدم نہیں چلتے اتونے عصائے آہ	اندوہ زور و ن پراتنی ماؤالی ہے
جو کما ہو مست کا وہ کہیں ہی نسا ہے	مائے دلکا آنا ہی مرگ ناگمانی ہے
اولنسی بھی صفائی کی گفتگو سچا لیکن	ڈر یہ ہے کہ بد اندیش نہاد بیانی ہے

نکلے شرمین سو بار اونکے نرم سے لیکن
اوج پہر میں مست اپنی آرائی ہے

حسرت مٹن سالم رکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

حسرت کیجئے ظاہر جو آہ شعلہ گستر کی	ابھی سو جگہ کا کستر ناسد کندر کی
ہوئی حاصل گدائی جس بشر کو بار کے در کی	پہر سمجھا حقیقت پاؤ شاہ مفت کشر کی
مقام غور و غیب شہر جہاں سچ شکر کی	وہ سر میں شہر کو نہیں نزلت تھی جہاں کی
سدا اقبال یا ورناسان بھاجنے ڈھو بکا	وہ اس وز فلک میں پہاں میں خاک دیر کی
فراق اسکا مقرر تھیکو کانٹو نہیں گھیسے گا	تجربہ دو کر خاطر سے دیا و شجر کی
کسی صورت نہ بازائے طبعیت بت برتی سے	زیارت جاکے کہ میں ہی کی نہ تیر کی
ہمارے قتل کے ہوئے تین سامان مست خون	صفائی ہر سان ویاؤک شہر خجستہ کی
تین تہہ در وقت کی ہوں وہاں تیر جانے	الہی کیا خجستہ کی پشت بہت دور شکر کی
اہل ہی تیغی و مالان ہی خون آلودہ قاتل کا	گو اچھ کی کہیں خواہش تو نہایت دیر کی
وہ جانا ویت قاتل سے پہلا کیا برش کامل	جہاں دیارت خوش ہمارے آپ نفس کی
وہ قاتل خون ہو امت پر جو خون دل ڈھارا	نہر کی کہیں سے صفت نہایت سکندر کی

<p>اہل ہوبار اور پہلی پہلو سے قاتل کی جناحی باغبات حتی چلوں سکا کھنا کیا قسم فرماؤں کہ ایک لکھ بزرگ کے ہوسے ہوجاں پر صلیب گچ ہم بھی آج کھتے ہیں جو رشتہ کرے اون کے عروہ صد سالہ جی اوٹھے رکھا کچھ مصلحت میں پر اوکھاٹے فرج کر ڈالا ظفر آتے ہیں جو مست اہوان و شہنشاہ نہ لال تالیش کین اللش غریبے اوٹھ جائے</p>	<p>یہ تاج پستہ ہوتے ہرے فرج میں اللہ اکبر کی جو گزری ہمد وہ گزری جو چہرہ کی ہر ہنر کی صلاح محو کی ولسی نبات و شہد و شکر کی کمال و نسو نقد دل ہارے تو باری برکے جو سر کی عجیبیات شہ باؤں یہ صد احوال اوس کی او اوں کون سے کیا تو فر کی سب سے پہر کی صبا بولالی شاید یار کے زلف منبر کی ٹرپ مہکے اگر سیاب اپنی نقاب مضر کی</p>
---	---

صفائی و لکھا و کجا اوج خدیب لفت صاوی
 اس آئینہ پر ہے کچھ لی انور و بر کی

بحر فرج شمس المارکان منفاعیلین منفاعیلین منفاعیلین

<p>خط نو رس کرن ہوا نقاب روز و شکر کی مکان المکان چھوٹا جواہر الثبین سر کی جو نکلی بات جہنم ٹول بھی زبانی ہے پاؤں کی لے کا ٹونپہ بھی راحت میں چھوٹو کی بستر کی تلاش اس سر کی یلوں اس کا ایک منہ بند کی صفائی خاک کی پیدا پریش کی تو نہ کی یکسی کج اوائی نو نے اچھوٹ منہ سر کی</p>	<p>لیکوں ہوا منع نظارہ ضرور خسا و بر کی نصب طوفان اوٹھے گروں گوال شکستہ کی مقدم تیری عینی ایست خود کام سب پر کی تکرار میں صد احسن ایست جہنم شہ کی علاج اور نہ نف افسی کے ڈسے کاکہ لہر آیا کدہ ہی راوہ است ہو اکب ہم سنگین کی گروہ مل کی شہل جو کروت پھر پھر کی</p>
---	--

حدیث اکدن نو صوف زبان بنا ساغر کر
 کہی اٹلی تو ہنسے جاندی تریجے چادر کر
 یہ پہلے کل منہ دیکھانہ کشتی اپنی کشت کر
 کھلی آہکین دینے کے شریک خبر کے جوہر کر
 سر قہر شمشیر عذاب و عرشہ کی
 ہوس چورین ہوس روغن گوگرد امیر کے
 نہمت می کی است و اعلا بہت پلائے منبر کے
 وہ گھبرا گیا گھبراہٹ ہی جو چہ فروای خمر کی
 جلا آئینہ دل کی نہ کیوں تو نے سکندر کی
 ہماری اونکی پہن بہت رتی ہی برابر کی
 نصب کی ہمیں جو بے لوج ہو قد رنگ مر کی
 تپا یہ کیا قیامت تو نے ای غوغاے عرش کی

جو از فدا جہان کی جو تھے فتنے سے واعظ
 کی کا سامنا نہ ابر حجت کو سدا سمجھ
 پرے جو حلقہ گرداب بحر عشق میں ڈلے
 اندر دیکھو یہ محو انتظار پار کے خون کا
 چھکار نہ دیکھو فصل گل و ساقی غم نہیں طاق
 عشق لیں عارض و لہر کے رنگ طلا یکا
 پہلا کچھ جو بولنے ہی لو اس کے سب کو ہر کر
 جو بہت چپکے غرو نے جلاؤ خیر نہیں ہے
 کہنا الہ جو خود بینی کا سد اکلی خطا کو کا
 کر دینے میں وہ بھلی ہنس کے اشکو کی ٹہری پان
 یہ تیرے سرور میں کے کر دیا موت رنگ کو
 ارے ظالم عجایب خواب مرگ سے ہم کو

اکہین منہ کی نہ کھا و اوج کہتے ہیں بہل بیٹھو
 لیا کرتا ہے اکثر ابلق ابام شہو کر کی

سچیتھ اکاں مفاعان مفلان مفاعیل مفلان

گلون نے سپاہ کی دیکھلائی کیا بہار ہے
 کہ بھاری دلبر ہے بس متہار ہے
 لگانا دل بھو اے سازگار ہے
 رض نے ہج کے ایسا کیا زار ہے

ہوس چمن کی ہی نے شوق لالہ زار مجھے
 ہلائی جان ہوا کسا نہ انتظار مجھے
 شمع عشق میں بیٹھی بھلا کلام کیا
 طمانہ موت کو ٹھونڈا ہوا رہا رہا

<p>اچھی نہ تھا وہ اپنا یہ دل عنس گین اسیکے در پر یہ ٹرا سون جنون کی حالت میں دن بوتیہ مرثیہ کا کیا نگاہ کے ساتھ داستان تو نہ چھوڑے گا نہ ڈا اپنے</p>	<p>ملا فنی ہی قسمت سے ہوگا رہنے مجھے شری کھینکا ہلا کوئی ہوش باز مجھے وہ دلیں سبھی گرفت کا شکار مجھے ملائے خاک میں دیکھا تب سے غبار مجھے</p>
---	---

<p>اب آج موت کا لازم ہے انتظار مجھے</p>	<p>نہ آیا نزع تک اوس یونہی کے دیکھی راہ</p>
---	---

تحت مل مدرس مقصود فلاتن فسلاتن فسلن

<p>ایک ساون کی جھڑی رہتی ہے موت آگے ہی کھڑی رہتی ہے دیکھ بھال اب تو بڑی رہتی ہے اک نہ ایک بات جھڑی رہتی ہے اپنی سبھی آنکھ لڑی رہتی ہے پھوٹ پر چوٹ کڑی رہتی ہے بھان گھاہوں بن پڑی رہتی ہے اب تو سنی کی دم شری رہتی ہے پاس چھو لوں کی جھڑی رہتی ہے اس وقت ہی پڑھا جھڑی رہتی ہے آنکھ سے آنکھ لڑی رہتی ہے کوئی مہلت کی کھڑی رہتی ہے</p>	<p>نکھ روئے نہ پارے رہتی ہے بات کا کیا ہے یہ سوسا غافل آنکھ ورتک ہو رہی کیونکر بفقہ و ن سے قیوب کو نجات کس پر دین میں چھوکیا ہوگا کار و سے کہاں تیرے مہناہ ان ہویات کہ نبوت کے شیرین ان کیا پاں نے یہ دیکھو اندھیر دل کوئی کھلا بسکی ضرور ہاں نہ ہسکے او بھنا ہی جو دل کے قاتل سے پلک کیا معنی ہنسنے کا مہیلہ ہر وقت</p>
--	---

کیا ہی کرتے ہیں مسلسل السنو	موتیوں کی سی لڑی رہتی ہے
کسکی کہنے اچی کسکی سینے	ہم کو اپنی ہی پری رہتی ہے
جان لیسگی کسی موٹا کنی کھٹک	واسین برہمی سی گری رہتی ہے
بخت میں لائیگی چوٹکی لپیٹ	تیرے پیچھے ہی پری رہتی ہے
کیا ہوا الفت کا منتخب دیکھیں	تیرے باقی تو بڑی رہتی ہے

یاو مشکل میں کرو حلال کو
کسکی ای آج اڑی رہتی ہے

بحسب ل مشن محمد و تصور اکان غلام فیاض فیاض

کھینچ کر سبھی تصویر دیکھانے والے	آج ارژنگ کاہن رنگ مٹانے والے
ہم میں مضمون کسے یاد دے لائے والے	یہاں علم تک ہی پھونچ جائینگے جانے والے
یوں تو کتنی تیری صحبت کے تھے آنے والے	وہ بھی ہمیں نہ ملے نازا وٹھانے والے
میت پر مغان کب ہیں اٹھانے والے	چہرہ سرائی کے نجف میں ہیں بلانے والے
کیا کہنے کے یہ بنا بھگوزانے والے	حیف میت بہ بھی عاشق کے آنے والے
بیشتر موت کے طالب تھے القاتل	آتشیر سے ہیں پاپس بھانے والے
تیرے خیر و نہ کرین کوئی صنم ترک اینج	اور ہیں گلشن فردوس کے جانے والے
داخل کر ملک قناعت یہ کہ مستغنی ہو	ہاں کیا ال بھی کیا چہ نہ نرا آنے والے
ہم نہ نکلیگا تیرے سکوئی او یہی ہمارے	ہم پہلے مجھ سے آج چھوٹے جانے والے
جوش و خروش کو ترقی ہی تو ابلی ہم بھی	قبرستانوں میں ہیں کتب سے پڑھانے والے
کسے سبب بھونپن میں یہ نر نر ان دہر	سفرتِ خضر کے ہیں راہ مٹانے والے

لعل میں اس کے نقابت نہ کیا کیا باعث
 کیا گذرتی ہی قہار ہو کے یہ کرتے تحقیق
 ٹالتے وعدہ فردا پہ نہ اسے بندہ نواز
 تعالیٰ کے تو تصور میں لہو ڈال چکے
 ایسی گدہ رہیں سپستہ شراب الفت
 مرض عشق میں ہی آب و غذا سے ہر سوز
 اکھان غور سے دیکھتے سر خمار و نکو
 ہونٹوں دیتے ہیں تمام عالم امکان ہشیار
 آلودہ نظر دیکھتے ہیں فکی و
 تاکر کہ بول چیکہ ہو مطالب اپنا
 جھگڑو چھوٹا لکھی نہ پسند اجازت دیکھے
 کعبہ و نظارہ کریں حضرت موعظے اگر
 بچان نہیں آتے فقر و غنیمت سر جان کسی
 شکوہ غیب ہو گیا اگر حقیقت ہو چھو
 سمجھے ان مردیک چشم کو ای بت بخدا

اپنے نالے تو تھے تاشیب و کمانہ والے
 نہ ملک عدم سے ایدہ ہونے والے
 ایسے فقر و غنیمت کوئی اور بین آئو والے
 ہر آباد و زندان میں بین کمانہ والے
 روز و شب ہی نہیں آب میں آنے والے
 آنسو پیتے ہیں غم جز کے کمانہ والے
 ہر سرو کے میں بھی دل لگانے والے
 اسی سے کہتے تاشیب و کمانہ والے
 بچے جو لاک قدم اکھونکے بچانہ والے
 خود غلط میں حرم و دیر کے جانہ والے
 دیر سے بیٹھے ہیں بہت کے کمانہ والے
 بام پرانج وہ شرف میں لانے والے
 جہولے خود دام و غابا نہ لانے والے
 ہر اکھا کہ لے او کو پڑانے والے
 نہیں کھلونے دل ناوانے کمانہ والے

ایک بھی نکلا نہ اوس شوق کے آگے تو یہ
 اوج باتیں و بہت غم تھے بنانے والے

بحر و گیم

لبازلف کشاویہ پری بام بہ آئی | آغشہ خوشہ چہ ہر شہر

چہاؤ کی طبیعت کو ہلا راہ پر آئی
 بانو کی سبیری بھی دینی سبیر آئی
 عمرانی ہمہ گہمی ہے کٹی باجے جوان
 کہتے کوئی نظارہ کیرن حضرت موسیٰ سے
 گناخولی و ششمنی ہر حسب کا اویسب کا
 کو سنجنا وہ دم ترغ نہ تھا ابی سمجھ پر
 رشتہ سے رشتہ میں ستم آبدنہ ہو کر
 تو کشتی عالم کو چپ غیب سے یارب
 روئے و شکین ہیرا کے کوئی نصرت
 عاشق کا نہ سیر سیر ہو اجمل متنا
 کو کام لیا سوزن نہ پیر چہر چپ
 اللہ مدد بخش کو شب حیرت بچائے
 نکالے ہوش میں غیر کے اس چرخ کھنکھن
 اوس وعدہ مند ہوش کے نشاید کہ کیا باو
 مقبور نے اندوہ سے مامور می رکھا

اس سبیر کو اب سبیری کام کر آئی
 ہمت سار ہو غافل حسرتی سحر آئی
 کیا شے تھی کہ ہر جا کے زیارہ گر آئی
 وہ قدرت حق رشک پری بام بر آئی
 تاح بہ طبیعت ہی لیل کی حد بر آئی
 آئی رہی تو کیا آئی نہ وقت سحر آئی
 ایسی ہی کوئی ہم کہ نہ صورت و نظر آئی
 ہر چشم پر آشوب میری ہوش بر آئی
 کیا راہ غلط کی ہر اجل تو لید بر آئی
 کہتے نہ شگونی کی نہ بازو آئی
 یہ اس لفت شرکان کے نہ لے اوپر آئی
 تہی کالی بلا جو شہرہ بدہ پر آئی
 اپنی تو نہ اتک کوئی استبد بر آئی
 چھ کی مجھے کسی یہ دل نوہ گر آئی
 خالی نہ ہو اعنسیہ دل و چشم ہر آئی

باقی ہیں ابھی چند لفظ کہے گئے

عمرانی تو ای اقرب بہت خوش گذری

بحرل تن و حند و ارکان فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یاد مرید لکھی کیا کوئی کامل شہرے

حسین یوسف ہی نہ چہرے کے مقابل

او کو ویدار سمجھئے وہی عاقل ٹھہرے
 عزیز نظر اسے حور شامیل ٹھہرے
 ہے عشق چاند فضل اور یہ سبیل ٹھہرے
 ہم ہی زندہ ہمیں کب بھوش خون ٹھہرے
 کسی خور سندیوں زمانے بدلے لیون
 غبط کی صبر و تحمل کی شب بھر میں پائے
 حسی رضایت کافو صفت اور جاننا
 ان کے صاف تینوں ایسے ان چمن چوچھ
 فلک و عدم حب میں بیکار سمجھوں
 اختلاج دل عاشق کا تو ہی سہل علاج
 سب یہ اچھوڑتے ہیں خدا کے لفظ
 ہم میں کو چپہ دلدار کہ جوڑے بن تو بہ
 عتبہ ہوں مورد الطاف فخر مامت
 اسے نہ تھوڑا کیا اوسے نہ خور کا جلد
 اس کے کرتے میں ماہر بنے اپنی اوٹھا کر فریاد

اللہ اللہ عجب تیرے عشق میں کامل ٹھہرے
 جنت اک ہم تیرے صحبت کے مقابل ٹھہرے
 ماہرہ سبب نہ تو کہہ سکتے کہ ذرا دل ٹھہرے
 جس کتاب نے نہ جب طوق و سلاسل ٹھہرے
 روزِ محشر وہ الہی سب افاضل ٹھہرے
 جنت میں دعویٰ تھی میری زعم میں باطل ٹھہرے
 خال شریک نہ تاشبیرین مفضل ٹھہرے
 ایک ہم ہو کہ رانی کے نہ قابل ٹھہرے
 کو چپہ بار جو پہلی میری ستم ٹھہرے
 وہاں نکو وصل کے ہم قول یہ بیان ٹھہرے
 کچھ نہ ہو ٹھہرے سے منسوب کچھ عاقل ٹھہرے
 غصہ فردوس بھی یاد تو کی جو منزل ٹھہرے
 اور غم جیسے شایان سرخ فصل ٹھہرے
 قیس و فریاد نہ جب اپنے مقابل ٹھہرے
 یہ نہ مولا کسی گردن کی حامل ٹھہرے

کس قدر رکھ کر عشق ہی و شوارای اوج
 دنگ کے تھے قدم اپنے بھی بے غل ٹھہرے

مجھ سے سچ عالم نہیں اگر ان مفاہیل مفاہیل

چھپا ہوا غم کی کچھ گداز چھپتے غم کی کچھ
 وہ سوئے کس نہر سے سنتے سنتے دستانِ بیدی

خدا کو واسطے انہی تو مسن اسے باغبان بڑے
وہ سننے غبت سے کیا حاجت شرح بیان میری
نہ جیسا کہ آنکہ بکلیاں تل ہی وقت انجان میری
کر گئی خاک چھا اشل گرد کاروان میری
کھین غفلت کھوئی آنکہ ای خواب گران میری
شکایت بربیان کہتے ہیں بے پروا جان میری
جب ہر حال لے ای بت نامہ زبان میری
چلو ہوئی ہر تازہ بیعت پر مغان میری
حجرت فرما اندوہ گین ہر داستان میری
تسکونی ہی برائی اتک آسمان میری
ہوئی ہر زردی رخ رشک کشت عفران میری
خبر تھی مین وقت ترچہ سپہ چکبان میری
تو رہا ہے مین یہی رنگینی طبع جوان میری

نہ ویران فصل گل مین کرنا لے ایشبان میرے
اوشمال لے اس دل بستیاب فرقت مین جو صدے
خدا نے ہم کو مین عشق کے ثابت ہم رکھا
نہ یہ دامن چھٹے گاشٹ ہسوار ایشقر غولی
شب عشرت جوانی کی تو گذری صبح میری گر
ترقی را ندن یہ نالہ افغان نے اپنی کسی
تر تاد و فتر سے ہون لے ہو ٹھونڈہ م آبا
ہمارا آئی ہر میانہ مین جلسہ شیخ جی صاحب
پیر و دادا جس حسین سنی جی کھو لکھ رو یا
نہ کیوں صرف شکایت ہون بھلا تو بھی بنا ظالم
بدرجاتا ہون بھکاو یک کر شخص ہنستا ہی
وہ شاید ایدل ناشاد ہکویا کر کے مین
وٹس سلوئی سے یہاں کیا کیا گل منھو کھلا مین

سگان کوی یاری اوج کس غبت سے کھاتے مین

ٹھکانے لگتے مین شکر الہی ہدیہان میری

بعض اے شمع بے کافور و منورہ فوفا علی نقی عجل فاعلم

رتبہ نون ہون آج سلیمانے ہو کر کے
عاشق فقط مین دیکھنے والے چھوڑ کے
شہر سے بہت مین روشنی شمع طور کے

ہون نور و کرم جو ندرائی غنور کے
خو امان پری کے مین نہ طلبگار حور کے
سکو دیاد و یا مہ جوی تو نور کے

<p> صدی اوٹھانے قلب نے آواز صویر کے حالات کچھ عیب ہیں دلِ ناصبور کے یہ زند امیدوار بھی آئے ہیں دور کے ہر وقت ہیں زبان پہ سخن دُور دور کے بے نیکی ہوں صراحت ان ساغر بلور کے جمع و حوش کے تھے نوچرِ شطہ طور کے چلے بس انتظارِ نقطہ ہیں حضور کے بقول ہیں اسلئے فلانی شعور کے ہم آج معشر ہیں خود اپنی قصور کے مختار کل ہیں اب ہمارے امور کے سنے برے بیٹھے ہیں کبر و سرور کے صلح ہے آپ ڈالا ہے سانچے میں نور کے طالب الٰہی ہیں ہمیں خود تصور کے دن کم بہت ہیں ای بت کافرِ شور کے </p>	<p> سلفِ صدی بابت موفدِ شریعہ صال بسلِ رایتِ رتوباسان طیان پلوادے ساقیا حشم و ساغر کی حینہ ہو کیا خوب پاسداری عاشقِ یواہ واہ دعوت بھی شیخ جی کی تکلف کے ساتھ ہو ماتمِ غضب رایتِ سحر جو کج لاشن مختل ہیں بنگاتِ طر و جام و شہر ہیں اپنی کمی نہ ایک کیسلی کہی سنی اوس ہو وفا کو دل تو دیا جان بوجہ کر باند رکھے رنج کہ آزاد کیے غافل پسند خاطرِ خلق و انکسار واکر کیا تناسب اعضا میں ای پری تھلویں پار ہے کوئی صم لمے ہم بھی حسد نہ چاہا تو سمجھنے صبر کر </p>
---	---

<p> شامل جو فضل حق ہے کو محشرین بالیقین ہم ست ہونگے اوجِ شرابِ طہور کے </p>	<p> شامل جو فضل حق ہے کو محشرین بالیقین ہم ست ہونگے اوجِ شرابِ طہور کے </p>
<p> سچے شہرِ مونس و ارکانِ مفاعلن مفاعلن مفاعلن بہ رنگِ بوقِ قتالائی اتر رہے ہیں پہلوی کیلئے جنوں کو اندھ و شمع </p>	<p> لکھ پکے لہر و باوہ عندِ میرے رہی حیات میں کیا کیا جوتھیری </p>

ایک بے غفلت نے ایسا چاہا ہا ہے
 ملامت ناکہ کشی سے جو کام رکھتے ہیں
 نظر سے زائد بد بین کی ہم کریں تو کیا
 ہوئے تھے ہم غفلت وں گھسی وں گھسی جو کچھ
 کہیں وورات ہوا ہی بت وہ دن بکھایا خدا
 مٹوئے پر بھی نہ گئی گردش نصیب فتنوس
 خد کے واسطے محرم رکھ نہ القاتل
 جو درش عشق میں ایک پناہ سبق تھا قیس
 جو سنی یا بے منت کی پاؤں میں بیری
 اور نہ روز و رات رشت سی و نامہ سیاہ
 تم ہی ابھی اپنے نزار خواہان ہیں
 ہر گھاس پھوس کی بے ابرو قاتل
 جہان میں گنجے پر بیان و فانی چو شکی
 الہی کس جگہ شمع کا شہید ہو نہیں
 نہیں کچھ اور مسم نامہ عمل میں ہر
 خراب جام می الف حبيب ہو نہیں
 بیان و رہبر ہے نہ کچھ شکات خبر
 نہ منت نزع بھی حیف اسنے اک نظر دیکھا

قبایق نہ رہی لایق رفو میری
 نہ غدا لب نے کچھ کچھ اور لی غومیری
 الہی شکریے زند و نہیں آبر و میری
 ملامت کہتی ہی بلبل کو مست بو میری
 تیرے تار و نہیں لے بلالین تو میری
 بگولہ بکے بہکے خاک چار سو میری
 ہے آب تیغ کی پاسی گل گومیری
 او سے جتنوں ہوا رسوائی کو بگومیری
 جنوں نے طوق سے کی نیت گلومیری
 ایہ ہے اشک نہ امت سے شرف و میری
 وہ جنس ہوں کہ گرین قدر خوب و میری
 جگر کے خوشے ہر آرایش و میری
 وہ عادت اکلی ہے جانان یومیری
 تھنا نہ بعد فنا نگہ سے لومیری
 ہر اک طرف تیری تصویر اکسو میری
 فتنہ نرم مشاچ ہے ہا و شو میری
 غضب کو تمام کے سے لو لگومیری
 الہی دلکی رہی دلسبن آرزو میری

سنین حسن بن علی بن گفتگو میری

بحر مل متین مقصور ارکان علائق علائق علی بن

نور دشن کا دل زار کو کہ گایا ہے
 غم نای گبر و مسلمان کو چہ گد گایا ہے
 لاکر بن مقدر یاربان کے شکلی ایسا
 کسی محبوب کی ایک نہ اوڑا الدین چالین
 دل تو شے اپنی ہی چاہے جیوین یا کدین
 تم ہی نکلو وہ عیادت کو نہیں اتنے کے
 راز کھتا ہے کہ رکھ کر جسے خوشی تب پر
 کو نہیں الفت مرگان شہم کی کاوش
 جہان جاہلہستی کی اوڑا اوست بنون
 چہ کیوں کی تو بدلتی طبیعت جو گر
 جسے عالم کے مرقع کو کیا خوب گاہ
 پسید بختی عاشق تو نہ دیکھے دشمن
 نیکل اس سنل ناکام سی اوٹنا ہی تجھے
 گھر گس کی نظر آتی ہے چپے چپے
 سنل عشق کی ہر کوئی واقفین جہان
 ہضم خور کا صافی کے سید مست ہوئیں
 دے جو خولن کم سے تجھے بختی لعنت

مہربان تو ہے جو اید و ست نور و گایا ہے
 کعبہ حسن چپے کو کہتے بن کلیسا گایا ہے
 وحشت ولسی فزون و سعت صحر گایا ہے
 ظلم کرنے کا تجھے سب سے سلیقہ کیا ہے
 اس میں فراتے صفا حکا جہا گایا ہے
 آ کے ہر بار گلے میں وہ اٹکا گایا ہے
 قتل الیسا ہو تو پے کیل کا کھٹکا گایا ہے
 عیشت بریا یہ رگ جان میں کھٹکا گایا ہے
 نوبت آئی جو گریبان کی تو پردہ کیا ہے
 وورد و رات بہت کھچے نونا گایا ہے
 واہ سالع شہر قدرت کا کاشا گایا ہے
 چہر کی رات بڑھ کر شب بدل گایا ہے
 فکر زاد سفری جامے بیٹھا گایا ہے
 اسے لوس چشم فنون ساز کو دیکھا گایا ہے
 ہمسے بڑھ کر خضر بادہ ہا گیا ہے
 بادہ و جام میں کیا ساز و مینا گایا ہے
 وقت کرانج او سے اندیشہ فردا گایا ہے

<p>و وہ میں کو رحمت پر امن خدایان شاید قول عاشق سے وہ ہمارے میں غمزدگیاں کچھ ایدر آئیکا ایما ہو کہ ہے صاف جواب ہے پست ارکہ انکار سمجھے تو صہور</p>	<p>تو خوشتر سے بالین یہ یہ ہر کیا ہے قہر ایدل بیتاب بڑیا کیا ہے و کجوں قاصد میر سے تقدیر کا لکھا کیا ہے طرز گفتار سے صاحب کے سودا کیا ہے</p>
---	---

وہ شب وصل گلے گلے و فدا تے ہیں
 اب بھی ای اوج کوئی دلمین تمنا کیا ہے

بحسب مہتمم تصور اس کا فی علا تر فی علا تر فی علا تر فی علا تر

<p>انک اک سہ پہصیت میری پڑنے ہی گئی گوشت میری اوسکی او و حلق یہ اوڑنی ہی گئی غوا و خالاج توکل وس کے سینہا نے نہ نہنا جب بنا اشیان بیل کا نہ چوٹا ستکا تپے فست کے نہ سنبھلے کٹا ہونے گرے نہ کبسا سوزن نہ دبے اپنے کچھ کام مرض عشق کے پنچون نے سنبھلے ندیا اپنے فکدیر کے پالنے نے وہ ہاری بہت لاکھ سمجھا یا یہ افسوس نہ مانی اک بات جہد سے کوچہ دلار میں گاؤں سے تو عدم وہ غم غم پڑتی اشار و نہیں ہوئے قون و وار حال لی کل ہی گیا اونیہ اوٹھائی خفت</p>	<p>کیسی مسنت تھی کہ بن بن کے بگڑتی ہی گئی آنکھ پرانی ہی جلاؤ سے لڑتی ہی گئی ناؤانی میری اک روز بگڑتی ہی گئی موسم گلہاں یہ ناشاد اوڑنی ہی گئی مہیا اقتادہ افتاد پوڑنی ہی گئی نوک ٹرکان کی جگر میں پیر پڑتی ہی گئی کچھ لٹی ایسی طبیعت کہ بگڑتی ہی گئی ہاں سے بازی میری بس بسے اوڑنی ہی گئی دل بدن اسوں لٹاوا لٹے بگڑتی ہی گئی نہ جی پر کوئی تذبذب اوڑنی ہی گئی جی ہر بات گمراہ کھین زنی ہی گئی ہنسے جواب نہائی وہ بگڑتی ہی گئی</p>
--	---

سورنا لکھ پر نشان ہوئے پران چٹا
 افغان غسل نہاں سر اکا و تار مار
 رلف پرینچ کے چند و منہ سکر لی دیکھ
 جو کلی اسٹین شگفتہ ہوئی جہرئی ہی گئی

صدیہ چرسے سے دل ہی شاد ہوئے
 جو تھے اچھے بڑے ای اوج بترتی ہی گئے

سحر مل مشن مقصور ارکان فاعلان فاعلان فاعلان

ایسا بے زار نہ تھا وہ بت نے میر کبھی
 بے مجنون کا نہ تھا طوق گل کو گریہ کبھی
 ہر کے بتاب وہ گھر پر سے روٹے تین
 یوں نہ ہر وقت نگاہوں سے گرائے رکھے
 ایسی کاسب کو ترقی پر تپ تھی دل کی
 یہ تو ناز و نکلا پلاہت اول ناخبر کار
 بد زبان کی بہ لاکب تھی طبیعت خوگر
 بہت برگشتہ دیکھا نام مجھے اولی تاثیر
 بند ہوا نئے میری رسل و سابل بکحت
 لے لے کیا کیا نہ کئے بار کے زیر دیوار
 یوں ترپنے کی اوٹھالی تھی نہ ولولت

یوں نہ برگشتہ تھی آگے میری تقدیر کبھی
 پاؤں کا کو یہ پڑتی میری زنجیر کبھی
 چھہ ہی اسے آہ دیکھا دے ہمیں تاثیر کبھی
 ایکو چاہیے عاشق کی بھی تو تیر کبھی
 یوں نہ رہتی تھی بغل میں میری تصویر کبھی
 جسم الفت کا اوٹھالی نہ تھی تقدیر کبھی
 یوں ہی تھی آپ باہر میری تقدیر کبھی
 کہتے یوسف جو ہے خواب کی انیس کبھی
 نہ تو پیغام زبانی رہے یہ تیر کبھی
 نہ ہوا اس پہ ستم گار گریہ کبھی
 آج تک تہا نہ یہ وحشی ہفت تیر کبھی

ہمسایہ برگشتہ مقتدر تو نہیں خلق پران
 کوئی نہ تیر آئی کسی تیر کبھی

محبت ارکان آن مفاعلن فاعلان فاعلان

<p>وہ ماضون کے دل ہی باغی تھے توڑے شکست حمد کری تو بہ ویدم توڑے پیسوزبان سے ہر کون شانہ و خوار اپنا الہی جسد برائی کہین امید خیر جو کچھ سکی نہ کسی شکل یار کی تصویر نظریں حنا سوئے سر گلستان نہ تھا زمین کو رشک فلک فیض کفش پانے کیا کہہی تو تو بہ و تقویٰ ہی یونہی توڑے</p>	<p>پرب لب جو ہزاروں تہاؤں توڑے کیسے کعبہ و کعبہ تہاؤں توڑے تہاؤں سے کابل پر پہنچ کے نہ ختم توڑے یہ جان نثار تہاؤں سے قدیم توڑے تجل ہوا نے وہ ہزاروں قلم توڑے نہ چارپوں ہی ہست تیری قسم توڑے تیرے روش نے ستارے قلم قلم توڑے تجھے جیسی دھماکہ ہوڑا اب ہم توڑے</p>
---	--

تمہاری ہندوستان مضمون نے جیسا ہی افق
 مٹائے جانے دوئے کو قلم توڑے

بحسبہ سالم مشل کان فاعلین فاعلین فاعلین

<p>وہ میری آنکھ سے اک پلن اوچل ہو تو بہتر ہے شراب کہنے سالہ قسم اول ہو تو بہتر ہے ہمارے خون سے نگین کی قح قح ہو تو بہتر ہے سمندر یارین و سی ہی جہاں ہو تو بہتر ہے رقیب رو سپہ کا ہاتھ آتش ہو تو بہتر ہے مکمل کے گرد اگر بادل ہو تو بہتر ہے تیرے عارض پہنچے رشک محفل ہو تو بہتر ہے جو دیا انیب ہی اپنی سرک ہو تو بہتر ہے</p>	<p>کہیں اج اس ل غور سے کوئل ہو تو بہتر ہے ہمارا لائی اوٹا گھنگھور بادل ہو تو بہتر ہے گنگا رومی کی بھی شکل کہین مل ہو تو بہتر ہے یوحنا و تم تذرو باغ کو اگلی ہی قرارین شب موعوداؤں کے ہنسی لگائی ہے اس پی چاندی کھیرینہ نصین چوڑے جیسا ہر آہ میری کوئی نہ مضمون ختم عند الدین کی قیسوئے ہلاکت میں تو لیں نہ مانتے بد</p>
--	--

<p>ہمیں جیگر ہمارا اوکا فیصل ہو تو ہرے تھمیں کیا کوئی اس گل کی بکلی ہو تو ہرے علیج و دوسر کو ہاں یہ مندل ہو تو ہرے کفن کیواسطے حاصل و نکاح اچل ہو تو ہرے ہمارے آپ کے عہد مفصل ہو تو ہرے مرا طوق کا وہی اونکی چاگل ہو تو ہرے وہی زیر بغل می کی ہی بونل ہو تو ہرے گلے میں ہی کوئی نہ چھی سی ہیکل ہو تو ہرے کینچا اک بارہ کاڈور اسکا جل ہو تو ہرے دوشالے سے عینہ زالنسا کول ہو تو ہرے</p>	<p>ہمیں جیگر ہمارا اوکا فیصل ہو تو ہرے تھمیں کیا کوئی اس گل کی بکلی ہو تو ہرے علیج و دوسر کو ہاں یہ مندل ہو تو ہرے کفن کیواسطے حاصل و نکاح اچل ہو تو ہرے ہمارے آپ کے عہد مفصل ہو تو ہرے مرا طوق کا وہی اونکی چاگل ہو تو ہرے وہی زیر بغل می کی ہی بونل ہو تو ہرے گلے میں ہی کوئی نہ چھی سی ہیکل ہو تو ہرے کینچا اک بارہ کاڈور اسکا جل ہو تو ہرے دوشالے سے عینہ زالنسا کول ہو تو ہرے</p>
---	---

بیتری القریب حسن بیانیے آج خالی ہے
در لطف اس محل پر بس مقفل ہو تو ہرے

بحسب لطف محسن و ارکان فاعلا ترقی علالتن فاعلا ترقی علن

<p>چیف گونٹ وزاری میں بسرات ہوئی وہ بے بیزار ہوئے ترک ملاقات ہوئی تفصل دیدہ تر سے بھری برسات ہوئی نہی غیب سے ہر کیوں تیرا زہ ہو کہ ہم البان کھانسی کو پہنے کو لاؤن جسگر نسن دولت ہر زکات اسکی کالو صاحب</p>	<p>پرنہ کیا دے پیش اپنی کوئی گھات ہوئی جستہ ہری یہ سیو بات کی اک بات ہوئی صنہج روین کو جب بیٹھ گئے رات ہوئی نہو دینی ذات نو حلال حیات ہوئی خوب عاشق کی سیر جان مدائن ہوئی مردہ محفوظ کہ جس مال سے خیرات ہوئی</p>
--	---

<p>منہ لگانے لے لاعت و نگو نہ مارا کھن حرم و درین و یکپا نہ پایا او کو صاف ہوتے کو دیتے ہیں جسے کو سفید تھنے ہی ہو کل ات تار ہو اپنا وصال ہو کو دل دیکے جدائی کی اوٹھانے دھڑے نہ کہی ہو اونسے گلے ملنے کی نوبت آئی وکے نہ نہ و نکلے کہا و غلطے مطلق اثر پاکے سیدنا مجھے ہوتی ہے شکایت لہنی بد و بانی تیری اصلاح مزاج اپنی ہی توجہ کر کے مجھے صد ہوسے پورا نا قابل اونے عارض کو کہیں بد تو زلفین شب تار</p>	<p>دیکھو یہ ہے اشتا نے کی وہی بات ہو کر کعبہ دلمین ہو ڈھونڈنا تو ملاقات ہوئی خواب غفلت سے تو کھول کہہ بستر ہوئی میرے حقیقین پیوستی مرگ مفاعیات ہوئی عمل خیر کی کیا خوب مکافات ہوئی ویکھا ہالی ہی نین اپنی بسرا وقات ہوئی شیخ جی کچھ بھی تو ظاہر نہ کرامات ہوئی بعد مدت جو گئے اونسے ملاقات ہوئی گالیاں سننے سے جھٹکے تو مساوات ہوئی روح عاشق تیری ہر خون عنایات ہوئی فت کرسبات کی پیداہیں ذرات ہوئی</p>
--	---

تحفہ دل و جگر لیمے ساتھ اپنے آج

اس سے بہتر جو نہ ممکن کوئی سوغات ہوئی

بھیس سراج المیشن ارکان مفاعیلین مفاعیلین مفاعیلین

<p>تہا یار نہ داماں جنگو مار آستین لکے کہ عاشق کے تہا سے پاؤں برجان خیز لکے کہی اوان نہ تیرے اسی دل زدہ گین لکے کوئی و و ہار ہے اونہ ہی او بدلیقین لکے وہ لکے اہی گھر سے جب کہی حسن جوہر لکے</p>	<p>تہا رہے جیکی دشمن جف جی تو تین لکے ویم حسن تواتی آرزو لے جہین لکے جہنم سمجھے تھے اچھا سنگدان نامین لکے تیرا کہنا نہ مانا استوان کتھون کا کر ویکھا نظر کی جھپکے بہر صورت مفاہی کی</p>
--	---

<p>مفایین اب میں قیمت میں بیٹھیں جی ایں جو رونے میں قوی طوفان کا چشمہ جوش گرین یہ قاصد کھو نامہ دیکے مجھ پر بار وفت کا رفیق تو کو ہنگام اگر اس لہجہ پرین کے بوسے کو چنے ہوئے گیسے پھول ہی نخل تمنا کے ہنہ بیا نامہ سے دل سے خیال میں جو پیکر کا پہلا اوس زور و کو تائب نظارہ کہاں تھا کمال بھی یہی تھی جہاں بیٹھے نہ پہراوے فتای راز و دو کا ہوا مشب جو طاووس شہ اسکا نام ہی مجھ باتکی کہنے نوید کہنے ضابطہ ہی لاشکوہ شکایت کبھی جانے دو</p>	<p>مختار کے گور و ندان بہ از در کشن لکھ چھٹے بام فلک شہ سے جواہر آتشین لکھ موم آکو تو میرے جسم سے جان خیرین لکھ پریشان مجمعہ زبور ہو تو آنگین لکھ ہم اس گلشن سے خالی اسکے حبیب لکھ مکان و نشین سے اہل ترکیز و کرکین لکھ اجی سے مقابل ہو کے کیا ہم میں لکھ ہم اس مندر میں اپنی نام کو نقش نگین لکھ ایدہ میں سنہگون نخل او و مرقہ سرین لکھ ارے شہادتش ہاں ای یا حبیب لکھ یہ جگہ ہے سر کے آنج ہی ایں لکھ</p>
--	---

یہ عشق اک جہاں پرید انارای آج بدینک
 سنہا ہی اسکے ڈونے اجک مارکین لکھ

مختار سے موضوع اہم ارکان فعل فعل فعل فعل

<p>نہ نہ ہی مشک ختن نکالا سمجھے اخطا کو ہی نہ نہ گلاب میں یہ بٹکا طعید و جام دو کو ہی صفحہ کی دیرین پرستش حرم میں برتاؤ کو ہی کیا ہی تنگ لکے اپنا جگر سور و زنب کو ہی پٹری کے کپل جانا بلای ہو و خال کو ہی</p>	<p>کہانہ نہ ہر عین بو تمہاری ریف و فاکو ہی تپ جہ انہیں بوشہ اس پندر کے فضا کو ہی جو ہی طبعیت تو نہ پائل تو لہا اسلام کا ہی کھوشت منہ جاک نہیا مقروہ جو و شمع کا ہی جو کہ دیکھا فلک نہ پکا پرین کو زبان کو ہی</p>
--	--

نہ مجھے کیا ہی بیت اونی مگر کچھ تو کوئی نکلی	طرب کیا کو کو خوش ناگلی اوٹھا دست و پا کو ہست
بغا کو بھلا ستم اٹھایا یہ تجھ سے قاتل غم پہرینا	ہمیشہ تو رہے چلا کہایا نہ لگتا رو اوٹھتے
بھیاں تو ہی تو کی بوفالی نہراں سہیاں اک مانی	قصو رینا کو کون جگہ دی غنیلین ششکانو ہست

بھی بھلا اوج کی ہے روم پری نشان پندار کے
روانہ سوئے فلک کیا ہی المیہ تیر و عاکو ہست

بحسب دل خوش و ارکانی طوافی حلاوتن فاعلان فی عملن

طبیعت تو نہ تھی مشفق من پہلے سے	صاف بدلا ہے کچھ انداز سخن پہلے سے
ترغ و دل عاشق جہان ساز کار کسکے ہر	یہاں بن سینہ سپری تیر فتن پہلے سے
چشمہ تیرا زل سے ہرین کچھ کمر مردن	خوش عینی بن ہرین کچھ تیر فتن پہلے سے
تھے وہ گستاخانہ غولونہ وہ پستون پرورش	اب کہاں ہرین وہ حجت کی چلن پہلے سے
ہو میاں کس تجھے ایدل شب و صلت آج	وہ بنے بیٹھے ہرین جوئی کی دولہن پہلے سے
بہتساچی غائب ہے ہر پستون ہرین گورچین	چھوٹ بیٹھے ہرین بہان حب وین پہلے سے
کیوں نہ ہو وہ فلک نیلا و مندری چسکون	کچھ تیری ہے بستری مٹی کی بہرین پہلے سے
و کچھ لے گزینین خود نکامیری پایا قاتل	کیوں کہلا ہے ہریتے ناوک کاوین پہلے سے
کتنا شکور ہوں اس جائز عتسریان کا	جسم لاعنہ پر سجا ہی یہ کیفن پہلے سے
آج دیتی وہ نہیں کاکل پہنچ کر تاب	بستری ہرین ہریتے پہانسی کوئی پہلے سے
رکھتے ہو ویسے نہ ہم کو یہ الفت من قدم	ہونا ثابت جو یہ سیاح کا چلن پہلے سے

نکرا کچھ ام کل و ہست اوٹھا اوج اوٹھو

میوت لو را من محمد اکا کفن پہلے سے

لاریتہ ہما کا عینے زیر آسمان چھوٹے
 دل نالان سے جون باگجہ کوئی چرخان چھوٹے
 تیرے جو رہتہ تیری کیسے کیسے مہربان چھوٹے
 کہو ایسی قدر انداز سے کیا مرغ جان چھوٹے
 دیکھا نازک عیالی بندشیں و پوسیدہ بان
 شامی عارض جانان سے عاشق بھی گزرتا ہے
 کلام البتہ ہے کہ کیونکر نہ ہو اس بد کلامی پر
 دل پنا ایک دوسرے پر ستم لبی کے لالو ہے
 ہنسک کر خاک اپنی وہ نہ نہ لب کی کوئی زبان کہ
 سند حاصل ہوئی سرکار عشق فقہ پرور سے
 کوئی کہ سب سے لالے زبان پر ستم اسایش
 لالے سے غصہ ہی پاوین جو اوچھین گنہگار کی
 ترقی اسطرح ہی ایسوس ہو بوسہ یار میں
 کہو کیونکر نہ چاہئے نہ تو چہ نوکر بوسہ لب کا
 ہم کیسی یا پتھی لینا اگر وہ گلے لپٹے
 ہمارا آئی سننا جب کہ میرا نہیں نہ ہون
 مہاراجہ سب لبت پہنچ ہی لایا نہ تیرت تک
 مزار و رنج چکیا ہی ہمارے شو و غمی کا

جو طائر آب کے صدقہ میں ای شاہ نہان چھوٹے
 ہم اپنی سہا پتھو لئے نل گرو کاروان چھوٹے
 نہ اوپر گجروی کے ہتکندہ ای آسمان چھوٹے
 کہ بسکائے چٹکی سے نہ قبضے سے کمان چھوٹے
 کوئی مضمون شائستہ ای طبع روان چھوٹے
 پہلا باور کو کیا لبیل سے گل کی داستان چھوٹے
 بری ہے بات یون تو یہ نہ انسان کی زبان چھوٹے
 نہ اوس شے کا کرد و سودا جو میت میں گران چھوٹے
 چھوٹے چھوٹے بیل باغبین و کر جان چھوٹے
 تہ شمشیر قاتل ہم جو دیکر امتحان چھوٹے
 بسکے نالو سنجیب مرقا میں خواب خفاکان چھوٹے
 اسیر زلف پر ستم میں کہ مرے کھلے کہاں چھوٹے
 البعلین سے اوس گلے نہ لب زبان چھوٹے
 کہی ممکن نہیں بسکازبان کا بری جان چھوٹے
 ہم اس دار فنا سے لبت لینے چکیاں چھوٹے
 نہ زند و فصل گلین پہاوی مرقا چھوٹے
 میر حبان بلکاوٹ ہی طبعیت ان کہاں چھوٹے
 سگ لدا کے منہ سے نہ نہا ہوا لال چھوٹے

یہ لیکھ لگا لگا کے کہو کہ میراں چھوٹے
 گرے اکھوٹے جنت و فدا کلمہ از زبان چھوٹے
 خلاق عقل ہر فار و سنہ گنج شاہان چھوٹے
 بہت سستے چھوٹے جو انکو دیکر خدا جان چھوٹے
 الہی حب فتنہ سرخ روح خالقان چھوٹے
 بکے دست اجل سے طفل نے پیرو جان چھوٹے
 کہ اسو سے نشاط سود و اندوہ زبان چھوٹے
 ورق ہی کیا گل پروردہ کے رنگ خزان چھوٹے
 سیاہی منہ کی تل غارہ جو توبہ کا تو مان چھوٹے
 تر بنے کے اوہ بن نہایت جو حبان چھوٹے
 کہ پروئے ہوئے جوئے حیا کے دریاں چھوٹے
 نو دریاں اوٹھ گئے آج اوٹھو سے پاساں چھوٹے

حسینان جہان سے عجب سیرین ہوتے ہوا و گنا
 شہنا کوہ کی بے ای بری عنوان ہی گریہ
 کہ کیوں جی بہتے نیری لب و لالی بری لہریں
 نہیں خبر و قراق بین جہاں انکے ہاتھوں نے
 بنے پروانہ شمع مزار احمد فرس
 سفر فرسہ کو و پیش ہی اسو از فانی سے
 بہم کر گلشن ایجاد میں چون سو آراوی
 عبت کیوں لٹو لٹو شیب میں ہو تگیاں
 طہارت نہ ہوگی دور آلاش گناہوں کی
 شہادت کے لگتو لگتو حلیہ مستحق قاتل نے
 عجبت نے رنگ اپنا وصل میں بانڈیا
 ہماری دیکھا بہالی روک ٹوک پیڑی ہم تکبھی

الہی سزین کعبہ تک کوچ سزین چھوٹے

سف کلمہ سلسلہ مانہ آئے بہر مند و بان چھوٹے

بحر میل محسوس و ارکان فاعلا تفاعل علان فاعلن

باز آہندہ انوسنگاری
 ابکی باری جو سنبھلتے مدد باری سے
 چل نہ چھلا کہوں ہیں گھڑی سی چکار سے
 نام یہی رست کو لغت ہی محمد آزار سے

سخت نالان میں سب کبت بکری عیاری
 گوہن میں بھاگتے عیا ترے سے بار سے
 سوزش عشق فروزہ کرہ ناری سے
 اوس سے عمارت کی تو قع کیا ہو

سندھ خزانے کے سب سے بہتے ہوئے مارا
 تیس کے پیار یہ اب نیست کا غصہ تو
 اپنے سب ویتھین تصویر خالی مثال
 چار و نہیں یہ نشہ اب اوڑھنا بیگا
 مائی اپنے دل ناشاد کو کسے لوٹا
 وہ تو قاور ہے خدا چاہی تو کیا اس کا عجب
 اپنے خود روح سے عاشق کو گرا بنا رہی
 لاکھوں سمت جہاں تیری بہاؤں میں
 خون عشاق سے نسب ہو کہ بانٹا ہی ترک
 قید بانٹا ہی رہی آنکھ میں تو تاج بگر
 جان بلب میں کہیں آتا تو اگر اسے سگ
 گل کو ہونیم میں اوس رنگ چمن کہا بار

بڑھ گیا رسم جگر مرغ رنگاری سے
 دم بھی سینہ میں سما ہی تو دشوار ہے
 زار اس درجہ ہوا ہوں بیت سے زار ہے
 کیوں بھنکتے ہو مئی حسن کے شکار ہے
 ہست تو ہلو میں لے پھرے تو شکار ہے
 تو رکھا جس وہ ہوں دے سہ کار ہے
 ناز اوٹھو لے صاحب کسی بیکار ہے
 ہاتھ ایدر اپنا اوٹھیکاز و قاور ہے
 کانٹا سکا تو نسبت نہیں سہوار ہے
 کیسلنا حجب میں ہر رنگ اسی بھکار ہے
 اون کے ہلو میں سلاخت کے بیدار ہے
 وکلو قوت ہو مگر صحبت بازار ہے

خطوبانی نہیں جیسے کہ لیا کیے اوج

چراون نسبت کے پھرے شہر اجا رہے

محبت مجنون و تصور ارکان مفاعلن مفاعلن مفاعلن

کبھی یہاں مفاعل کسی قسمن سے
 کبھی میں سے ہوئے تا قدم گلو کی شکل
 کیا وہ وزیر قیامت کو مسل کا استبداد
 تے حضور کسی مستحق کو بوسے

ہمیشہ عطر ملا یا تیسے پسینے سے
 شکر جرج کو فتنہ و رحم سینے سے
 شمار کرے تین بہان دن اسی پسینے سے
 ترک و حسن کے خیر سے

<p>یہ سخت ترکوئی ہے ہر اس نگین سے تو منع کرتا ہے زند و نکوی کے پلنے سے منائے لیتے ہیں او کو کسی تیر سے امید خبر نہ رکھئے کسی کمین سے کہ ختم کا کام نہ کھلیگا آگینے سے نہ موت آنے سے غمین نہ نشا و چین سے نہ پہنچا ایک بھی ساحل تک اس سفینے سے ہن باز آ یافت راق صم کے چنے سے</p>	<p>ہزار نام صم و لپہ نقش کر بیٹھے اسے یہ موسم گل ہی خدائے درواغظ پچھیز نہ حذر اس نیکل سنبھال بھی براہ پہ اٹکے گا نفس امار میں راز نہ کمظفرت کو کر اسے غافل تیرے عرض کو یکساں ہو اب حیات و جا تیرے کو عشق نے ہنجرہ دہارین دیوایا دلہی جلد لغت ہو موت ہی آجائے</p>
--	--

وہ اپنے روضہ پر نور پر طلب و کریم
نہ اوج آیت لگی ہے ہر زندین مدینے سے

محبت سچ سالم ارکان مفاہیل مفاہیل مفاہیل

<p>کہ رکھتا ہے یہ آئینہ جلا تو صیف حیدر کی نہ اس کو بوریائے او کو سنجاب و شجر کی سحر و دانی زلف پر شکن میں ہی کسیر کی چراغی کشور سے بے ریب عینے لشکر کی او کھاری کے جب ایک ہاتھ سے بنیاد خیر کی یہ نامہ نے کی حالت سم لوٹن کو ہر کی سلوک اقبال ساحل کشتی کشتی سنگر کی ہر خون کے درازتے اور تری اپنے خبر کی</p>	<p>تیرے و لپہ نہ کیوں ہو جلوہ گر صورت سیر کی نہیں شاہ و گدا کو تب میں تشویش بستر کی آتش شام روئے یاد کی جب چشم لبس کی وہ کجائی اند کو کیا وچھے خونی ہزارہ کی عسلی کی دیکھ کے افار نے نشان بد المذہبی شب و قوت کی کچھ کچھ پیری او کو لگی تھی شناور تیرے بوجہ عشق کی ہنجرہ دہارین کی رایہ نیم بسمل کو چپ کیا چرخ بر قاتل</p>
--	--

کے گلی اس دنیا کو غوسہ مٹانے
کیا ہفت و چھٹیں خوش آئینہ نہ ہو ناگو
تو روضہ رضیہ تیرا دیکھیں تو نہ ہرگز رہی فانی
چھو اوں شوخ نے عرق جو میرا ہوا گلیں سے
یہی طولِ شبِ عمر سے ثابت آج ہو ناگہ
چلو بس کیا ہی موقعِ منعش کا خیر چلے دو
تیرے غلہ برین تو یہ تیار نہ ہو ناگو کیا مطلب
وہ اگر عاشقِ محروم نہ ہو ناگو پہر گئی الوٹی
فقیر نہ سنکر دور سے آئے ہیں ایسا فانی
اجلِ بالین یہ سو سو بار اگر پہر گئی قاتل
جنانین سیکڑوں ہر بات میں ایجا دہم نہیں
تو نکی دیر میں ہے ہوئی خد تو کیا انھما

زل سے وہ جان ہی وہ مجتبیٰ بنو شوهر کی
کلامی کاٹ لینا ہی سہو ست اس کندر کی
نہ الفت گلکی بلبل کو قیامت کو صنوبر کی
نولو ج قبر خستی بن گئی باقوت اس کی
کہ لیگی یہ بلائے بدب فردایِ محشر کی
ہو گزری ہمیدہ وہ گزری جو کچھ کی تھی نہر کی
جسگہ کافی تو بچاے زمین زراہ ایک بستری
یہ تو نے کیسی گردشِ وای اجہنچ مستمگر کی
ایدا پر بھی نہ رضی تجھ کو تواضع کیا غری کی
ہمارے کوچ میں تاحیہ یہ اللہ اکبر کی
شرارت ترقی پر یہ اوں شوخ مستمگر کی
پریش تو نے جب کعبہ دین کی الشیخ بہتر کی

تردو کیا یہ کتبی بات ہے تو نہ بھی کہیں گے
اجل سے ہے کو گمراہی ملی ای آج وہ مہر کی

بجسٹل میں جن مقصود علائق علائق فاعلان

بایں حست پر میری عشق کے رول میں ہی
کاٹ جو ابرویٰ فکر کسم ایجاد میں ہے
کیسی کسی حوین ہای بت نہ پر لڑو میں ہے
کیا ہو قید غم فرقتِ ربانی کی امید

تو کہیں قیس کے نے قصہ فرما دیں ہے
یہ برش تیغ میں نے بنجہ فولا دیں ہے
آج جو بات تیرے حسنِ خلواؤ میں ہے
نہ روزِ محشر ہی تو دوا مل میری مبادیوں ہے

<p>اگر کچھ بن تیری بہلاؤ کچھ بن تو دل پہ چہ جائے نہ کیوں ہادی وہ پری چو ہم ہی دین زلف و قدیا سے تشبیہ کر نالہ لیل نالہ شاد پہ گل ہفتی حسین وعدہ وصل نہ ٹھہرا تو تین پہنچے کا اپنی اس فرزندہ سنجی نہ پہول ہی لیل ہر قدم خاک کی ذرت پہی چمک اوتھیں نہ عبادت کیلئے فاختہ شاید انجائیں چشم سے ڈر ہے نہ سودی کو تری نہویری عشق خود کام نے کستون کوٹا کر جوڑا سہو کا نامیرا پیر کے منہ کو کاٹا</p>	<p>کتنی قدرت قلم مانی کو بہشاد میں ہے لطف میں کہیں جولت تیری بہلاؤ میں ہے خوشی سنبھل میں ادا کوئے شمشاد میں ہے طرفہ تر رسم یہ اس گلشن ایجاؤ میں ہے نصیحت عاشق کی فقط آکے اڑتاؤ میں ہے کچھ نہ بھی بود رد کی طایر سے فراد میں ہے بر تو مہر و رخشان تیری نامہ راؤ میں ہے یہ نمونے پر بھی تمنا دل نالہ میں ہے قصد خون لینے کا کیوں خاطر فصاؤ میں ہے کیا تیری خاصیت اس خاں نہاں راؤ میں ہے واہ کس درجہ مروت سے بہرہ راؤ میں ہے</p>
--	---

یا علی اک تطیر لطف سوئے لوح بھی ہو
 بہتری خلق کی ہولالتیری اداؤ میں ہے

بحر سہل شبنم جنوں معصور کان فاعلا تفاق علا تفاق علا فاعلا

<p>کیا جو لقمان کو تھا ایجاد نے خاک میں رنگ مجھ سے کیا فلک پر ہے رنگ میں رنگ</p>	<p>ہما مقلد میر اعجاز تھی جو سو رنگ میں رنگ عشق بازی کے وہ میں اپنی دل شکنیں رنگ</p>
<p>اقیس و اسحق کے نہ بھرن کبھی پانسک میں رنگ</p>	
<p>سکے تیرے سخی کو تیرے فراد ہو دم نہ بد کیا ہی نکسار اجوا و ستاد ہو دم</p>	<p>خود سسری اسی کیسے کہ نہ زاد ہو دم نہ سے تیرے نہ کہو نہ کر دل نوالہ ہو دم</p>

ہین صنم لہجہ داؤد کے انگ میں ہنگ	
تھول جیزی تو ہمارے رخ و الم و بدون کو شاہ رکھنا نہیں دے دے کسی شہر و ملک کو	ان ایک پچھین او لہجہ تابی ہم وعدہ کو جانی ہو کبھی راحت بھی ستم و بدو کو
فلک غلہ زے میں تیسرے رنگ میں ہنگ	
چوڑ لٹریہ روہد و وفا کو ای بت ولین جاوے ہنر و وفا کو ای بت	نرک کر شہوہ صد چور و جاکو ای بت مختلف کفر سے ہومان خدا کو ای بت
غزلے و شہر و دیو بالا ہی چوڑی سنگین ہنگ	
سنگین ہنر و وفا کو ای بت ساتھ ہی چوڑی سنگین ہنگ	عقے و غزلے چوڑی سنگین ہنگ کیا کبھی ہنر و وفا کو ای بت
کتنے و چپ میں قاتل تیسرے رنگ میں ہنگ	
برگما کتنے ہر ایک ہنر و وفا کو ای بت قرے دیو و صنم مشہور جہان ہنر و وفا کو ای بت	ہے منظر کہ مٹھون زبان ہنر و وفا کو ای بت دلے سن لو یہ سہا پند کھان ہنر و وفا کو ای بت
رابط اغیار سے والی نہ تھن ہنگ میں ہنگ	
باتین عقہ میں سنا جانے میں ہنگ اک بگڑ جانے سے پیدا ہے بناوٹ کیا کیا	جنت ہر بات یہ ہوتی تو قے ہنگ غیظ میں ہی جو رو کھائی تو گناہ کیا کیا
کچھ افو کے میں ستم گانیری جہان ہنگ	
بیس کی جی ہی میں زنجاری کھین قرہ ہنگ ولین شہر و وفا کو ای بت اور ہی چوڑی سنگین ہنگ	نرک کہا ہے ستم گانیری جہان ہنگ تک شہر و وفا کو ای بت نہ بہہ صحت تیری
آج اس بخودی بادہ گلزار میں ہنگ	

دوس سے ملنے کی جو شہری کوئی مشورہ دینا	سر سے لٹ جائی عجب کو دھبہ پیدل
نخستہ پران ہوں بتا کوئی تو حکمت بدل	ہم بھی روشن کہ گریں جسکے ساتھ پیدل
کچھ اوس بے صفائیکہ کسی ٹنگ بن چنک	
فانے فونے کئی سخت تمنا ای اوج	تھے خطا کار تو شیوہ ہی شکر ای اوج
پر غایت بھی خالی نہیں اصل ای اوج	بہ طرح کوئی ہفت کہ سبب ای اوج
تیرے بندش کے زلے میں رکت گئیں تنگ	
ہمیشہ جو کس سے من چاہو ارکان فاعلا نفعی علان فاعل	
یوں کرتے ظالم جو پران کھسکی آباؤ کا	ہاتھ کاٹے ہو جو کوئی داورس منیر کا
بے صفیہ سے چھکانا کچھ بھی اس بیداؤ کا	ہوسیم گلین ہر اس اوس ختم ایجاد کا
آتشیان سینے اوچا رابیل زنا شاؤ کا	
اندھن کچھ سے دگر گون حال نجمہ سراؤ کا	غسل ہی بر وقت اسم یار کے اور اداؤ کا
معتقد کیا دل ہو پست صبح تیری افزاؤ کا	ہوں جو شیدا اک بت خود کام ظلم ایجاد کا
ذکر کچھ لیسے نہیں تیرا کی یاد کا	
کوئی قاتل بن ہوئی خون بیگناہوں کی سرا	بر شمشیر سنگ گشت گئے لاکھوں گلا
پر عجب حیرت فراری بار و اتنا ماسرا	یہ کعبہ میری چھکھ قتل صلیب سے دبا
شہم سے پہر پر گرا نجمہ غولاد کا	
سچا اس شعبہ پروانہ کے کس کس کو مل	اکت نازن حسن و خوبی پر چہ اک غمور مل
جس کا دل منت مریا کھلا جب بدو مل	خون بیل کوئی نالان کوئی خندان مل
ایسے تماشا منہ دیکھا کاشن یا کجاؤ کا	

لیا کہ بہ دست بستر خیر اوس ریشہ کی شبیدہ	ہرے نو فغان ازل گمہ طوطیوں کی
کہہ بیٹے رعب حسن و غارتگر دین کی	کھینچا گس شکل سے اویں صبت چمن کی شبیدہ
کانتا تھا دست جرات نالی و سزا کا	
فوت گاہیں بہ خود رفتہ ہمالان تری	ہے یہ دلہن صدیں کچھ فتنہ پہ پہیلے
مار ڈالے باکہ جو یا ہے بہ حقیر و لک	ہمد ہوا اس ہرنہ فوق اسیری محو جھگے
اندھون خود و خود تہا پہر تہا پہر گم صبا کا	
دل اور لچہ اوتھتا ہے کیا کاکرین گلزار کو	ہیں شجھا ہوں گل و پیاں سی بہتر خیا کا
فوق دون سے سچی پہر نہ کیونکر وار کو	جیسے ویکھا ہی قد موزون و زلف بار کو
گر کیا آنکھوں نے جس لہو میں قہر تھا کا	
مرگ سے ہو گا کبھی جان برنہ یہ نعت یزین	چنگ شہباز اجل سے صد چوٹا ہی کہیں
دیکھ لینا یاد گار اپنا ہے فول نشین	بہ قضای مہر اسے ہمد رفتے کی ہین
مے رگ جانین و رایا نشتر قصا کا	
باغین و ارجو وہ شک چین کٹ بولی	سب گل اگر تار عارض غیب ہولی
فوط شادیں گل سوسن ہی خندان لب بولی	وہ بے گاشت و بے نین گشت مہر بولی
عدو کیوں نے فحشاغل مبارک باو کا	
سے سچ پر شمع افسون ساز نے نکس کر کیا	زلف نے سو لہا پر وئے مجھے ہر کیا
مے غیب جو بوترم تہا وہ سب مجھ پر کیا	مے ای بیدر و چو تہا نکا ہر کیا
کیا زبان ہر لالے شکو و شکریا کا	
ہو وین و روئے کی آنکھیں شاہ و شہ نوا	کب ہیں تارنت کر اپنا ہر شاہ نوا

در گذر آگ و زغال کو دیکھنا ہے رو	کریم کا ہونے سے حب و نیک انگشت و ملو
نام کو باجی کشن جی شہنا بر باد کا	
رجم کو بہت قول سابق سیلٹ ایکاں شہر	ہی ستم اسد حرم سے چونہ ہٹ ایکاں شہر
دل بھی تو شاد کر طعام کسی زارت اوکا	
خف کہ صورت کند حرم سے چوٹے سفیر	بہ لوع سے شہر سے شہر کے بد اعمالی سو نیم
اوں جے شہر سے نفس بد امنی بر باد کا	
لیکن ای خالق تیرے ثنائی حرم ہی با	حق تو جے لائق بخشش ہیں یہ بد صفات
واسطہ روح رسول اللہ الانبیا کا	
جس میں تین مجنوں اور تھوڑا سا فاعل افی علاء فی علاء علی	
واقصد کہ پویشی و پیدہ بہت بہتری ہے	م کی بھی آمد و شد و توبہ و شوری ہے
ای سحای زمان وقت مدد گاری ہے	
پویشی و پیدہ کہ گے سے سو اباری ہے	نہ وہ غفلت و لغت نہ وہ بیکاری ہے
کیا بیان ہوئے حقیقت مدد گاری سے	طالع خفہ سے لابل بیداری ہے
وہ سنگار خود ماوہ و عواری ہے	

ہاں نہ کر نسخہ پیافیدہ سے طبیعت	کی ہے نہ غم محبوب کے تاثیر طبیب
ہو سکی بیف قضا اپنی گلوپ طبیب	رو باصلاح نہ ہو گا کسی بدب طبیب
موت ہے جسکی یہ صفت یہ وہ بیماری ہے	
لڑائی کو التشن غم جب کوب لکڑ برباد	دم نکلتا اگر آنکھوں سے تو مٹی عین مراد
فی الحقیقت گمراہ بانی زنج و بیداد	ہستہ بھولے سے بھی ظالم نہ تجھے کرتے یاد
دلہ پہ قالو نہیں کیا کیجئے ناپاری ہے	
میں جو اس ارفا سے سفری سب احباب	شفق و لہ کے ہیں المود و کے باب
ہو یقین جب کہ ہوئے ثابت کہ سب قطع کیا	پانوں پہ بلا کے یہ مہا لکیریں کونکر جواب
کسکو آرام تہ جہنم زنگاری ہے	
راج او کی چہین بارون کے گلے ہیں	سرف سیادہ میں میر تم جوان چہین
یہ سے خود زہر پر زہر بار وہ خود مٹی میں	شور و ہنگامہ ہے مہیا ر پرے ملتے ہیں
اپنے اک قل کی اللہ یہ طباری ہے	
دم نکلا سے تو اریان و لی برائے	وقت بہستی سے سر شام رانی پالی
حق بلائے شب وقت نہ ہمیں دکھلائے	صبح آئی ہو اگر موت اسی دم آئے
یہاں خود اس نیست حاصل جہین بیماری کر	
ایسا ناوان نہیں بارو اسے بھلائی کوئی	خواہش سر ہوا سکو تو کہیں جائے کوئی
جسکا طالب ہے کھائے اسے لے آئے کوئی	منا دل نہیں کیونکر ایسے سمجھائے کوئی
سخت مشکل ہو عجیلے کی دشواری ہے	
بھی کہی ہو کسی غنچہ جو سن کی خوشا	کاہش جان بھی اس وارہ وطن کی خواہش

سنگی ابل ہر سچ و سخن کی نوا ہنر	کسیلے ہو بہین ہر سچ و سخن کی نوا ہنر
گشتِ دل غ سے خود سینہ بین گلکاری ہا	
یہ فرا جی میں تو مست روی وہ عالی نصرت	پہلے لازم سے کہ چہ حسن دیاں کچھ صرف
وڑ سے فصاحت نہ ہوں سارے بہر مفسد و گنہگار	کھو چھو البسا کہ فامد وہ ہر سے حرف برف
کتبہ سونق نہیں دفتر طواری ہے	
ایمنوتیری یہ ای ترک سنگریسیاک	عنسے چو لو جو تیرے راتہ سیر جان ملا
جسد و کجلائے خدا وہ عیش و شرب ناک	سیر سحر قاتل ہو ہر اکھین زب بقر
دل قدرت سے سیر طرہ دستاری	
گلزار و نسیم بلبلین شغریاں سے کیوں	اپنی صورت کے زیارت سے تجھے عاری کیوں
خود غلطی عیبت آما وہ سکار سے کیوں	راہ انوف سے صحن حنا رہے کیوں
ہے گھر نکرت آن بھی دینداری ہے	
دلکری و زمین تو قصہ کہنے کا رواج	حایت قلب اگر نووی آسان خراج
رشتہ مہر صلہ صنم کی ہے طبیعت محتاج	دوست و حوذاو سے بیت پر کمال علاج
دروقت سے اسطوبی امیری عاری ہے	
اس کو مارسیہ و سنبلی زریا کہیے	سات لہا سے محبوب سے لکھئیے
وام آفت کہ سواد شب پدا کہیے	ہر جیت تیری کان لاف کو کیا کہیے
مشک تبت کی ویا عشق نہااری ہے	
ولید جانی نذر انوف و خطر کو بتراج	خود چھتا ہو نہیں جب سود و ضرر کو بتراج
بخت شو بدہ کی بکجہ کے شر کو بتراج	مال صحت ہو میر نہ خیم بگر کو بتراج

ابو سحر بنک سر سیم نگاری ہے

پانی پانی ہونے کیوں ابر کرم اچھوٹے
 یہ کئی منقبت و مدار ہیں ہم اچھوٹے
 سے یہ وہ سو کھینچ لو فان ہم اچھوٹے
 اٹھ کھٹے تہمین پش کو ان ہم اچھوٹے

بہرہ ایک فیض کا چشمہ کہ نہا چاری ہے
 یہ ساری نظر انگیر ہے بیدار ہے لاج
 اپنی اچھوٹین و محلا ارجہاں خالہ لاج
 سقدراپنے کو کیوں دے پازار لاج

یاد حق سے نہ ہو غافل بھی ہشیاری ہے

منہ و جب فرج سالم ارکان رضا عیلم رضا عیلم رضا عیلم

تجھے دیکھا تو ایست صفت شان خالص ہے
 سدا کا کو کچھ نور مجسم کے سوا سمجھے
 گرد و گتالی دیکھ رہا نہاد عا سمجھے
 رخ انور سے تیرے معنی کشش انھی سمجھے

منہ زانوئے طلبتہ و لعل کا سمجھے

پچھکا منہ و دیوہ دالی سے نہ یہ مہم
 لکھا لکے گام اکدن شب و دین گشت گمر
 اری عالم جو پاس و دست ہو نہ کیوں چہر
 تیرے سوال سے جب حق ہی غافل ہو تو پھر

بیسر و لیت کا عیش بہریت ویا سمجھے

ہنسائی جب طرب عشق و آزار الفت میں
 ہمیں ہوں نہ غائب جان بخش شب و دین
 تضاد نظر حور آجائے نہ صحت میں
 لرزین غیم نہ کیوں رنگ مسیحا تیرے وقت میں

غذا محبت گراہی تو خون دل دوا سمجھے

ہرگز نہ اپنا خون عاشق بہریت ویا سمجھے
 ڈرا ب نوسف خذ اجتناب افعال سے ہو
 جفا و ظلم کیا ہی تیرا ہر قسم دیکھو
 لگا سجد سے سوئے دلچاہا ہے ہر لہا کو

	ہوئے دیکھ و شہنای بہت کا فخر اے سمجھے	
نہیں جہنم مرگ پہ چاروں مریض ہر کا ترسے	سیر اس مہر کے ورنے عیسیٰ کے بھی جی پہ	تو بھائیوں کی تو کئی تہذیب جب تک نہیں
	سرمیں وقت کا چریاں در و دل دوا ہے سمجھے	
پرسہ کیا کیا نہیں ہے اس قدر آن سر جاتے	کھوٹائی سے نہ اپنی نہ توں باز آئے یہ کاسد	پہلے یہ حد رشک کر کے دور و لسی نہت فاسد
	حسں ابروئے جانا کو جو جب اب دے سمجھے	
بجای دیج کا کل عین باطلان جو جویت	سر جس سے آجاتی ہے بوی گلشن جنت	بھلا اس طور کرتے اپنی طبع ناسا جرات
	نہ باندا عجب سر و مشک ختن یکسر خطا ہے سمجھے	
اگر کچھ ریاست کے بہت پر جو ان ہنر	نہ پایا جیف تحسیر کوئی نامہ بیان ہنر	اگر کافک غربت چھا کر سارا جہاں ہنر
	وہ نادان ہے جو بچہ سیر ہم کل وفا ہے سمجھے	
اگر سو جان سے کسی چھا اسکندری کر دے	کہ عین لطف ہمیں ہے سیریلو اب کوثر کے	ہمارے یہ قول صدق و کمال جو چاہے امتحان کر لے
	وہاں یار کو پشیم اب بقا ہے سمجھے	
سدا میں انہ لطف جانتا تو اس پر	ہوئے ہمیں ملخی نحا کہ ہم دارا و اسکندر	تو عین لطف شرار می عرفان میں مکیہ
	مکرم جام جمشیدی سے شکول گدا ہے سمجھے	

بجائے سب مشن مخون معذور ارکان فاعلا ترقی علا ترقی علا ترقی

سریہ گلزار کی منت بین کسے بھاتی ہے	جاوین دریا بہ طبعیت نہیں لھرتی ہے
روح گھٹ کر نفس جسم میں اوکتااتی ہے	جان البتہ پد اثر ضبط سے آجاتی ہے

کیا کہیں حال دل زار کہ شرم الی ہے

شکر کی جا ہے ہرسم راہ ہو لے دلو	رابطہ اسپین کھڑو کا وریا سے جون ہو
کوئی اگر کشش جذبہ الفت دیکھو	اوسکے جانب میں نہیں آئے جانا بارو

ہے کوئی سے کہ اوپر کھنچے لیے جاتی ہے

آنکھ گئی نہیں با سجان بہان ہیر بن	صنہج کرتا جون شب مجرک گہیاں کن کن
اور غشی ہے تو ہلا ہوش کمان و مودوں	کسکو بیان پسے ویا کی جنب سے لیکن

نور منہ رمونی میں جہان ہیری یاد آتی ہے

واہم الفت میں مجھے تو نے پسایا اچھ	نعمتہ سنجی کے عومن ہای رولایا اچھ
پیش پا آئی ہرانی اچھی کیا کیا اچھ	حقن و خزانہ میا تو چھوٹا ہی چھ

آگے کیا دیکھے مست ہمیں بھلائی ہے

بیش رو نہ تو رشتہ الفت کو جوڑ	ہے ستم جلد خیال بت ہم کو چھوڑ
سنگ خمی نہ عبث شیشہ دل نہا توڑ	منہج اکیلے نظارہ گلرو سے موڑ

خلق اکثر بھی اگر مجھے بھلائی ہے

پہلو کھب ہر بن شبم کی ترشح کسی	وہ غلط فہم حین سمجھیں اپنی کج کاری
عین ناواں میں جو دین ابر سے نسبت کسی	صاف گر جانی ہی آنکھوں سے چھری ساون کی

چشم زخون شب و منت میں جو برساتی ہے

و اسی اسباب خوشی حیف کیوں ہوں میں	فدیتا دے کر کرہی رہا لی معلوم
بہ صغیر و نئے چہ پورایا مجھی بھی پڑھ مضموم	کیوں فلک نونے رکھا صحت گلے حروم
ہم محسن بن بن او مہر فضل بہار آتی ہے	
آرہے باوہ سے ساقی ہی یہ مطلق نہیں	گلشن بستہ عجبای کس خوش نہیں
غیبہ لگی تو واشد کسی اسلوب نہیں	ریت بیکار ہے پہلو میں جو محبوب نہیں
گر حیات ابدی ہو تو کسے بھاتی ہے	
دوست کا کیسے شکوہ لو بہ لکھا آج	ہم کو دشمن سے نہنگا نہیں اسدا آج
نکرتا دی غم و غلو سے چہ پورایا آج	کیا یواحب میں گراں کو گویا ای آج
سچ ہے تقدیر میں ہونی ہی سو ہو جاتی ہے	
بہ نصیر مخزن خب کفوف محنت و ارکان مفعول عاقل عین اعلیٰ	
کہو ال کہین کچھ کسلے غفلت ہمار	گدڑی باندھ عہدے حضرت بھار ہے
باز اجل سے صغیرہ جانکا شکار ہے	آج اس طرف گل اہل زمین میں شمار ہے
گدڑی جوانی پیری ہوئی اشکار ہے	
آب حیات بھلی رات کا کیا اعتبار ہے	
مادان نکال زاو سفر کی کوئی سبیل	بھونکا اجل کے ہاتھ نے نقارہ سبیل
قتل ای موت مرگ کی دیکھ لانا ہی طویل	بارہیل اوٹھا نہیں کچھ جانی قالہ سبیل
گدڑی جوانی پیری ہوئی اشکار ہے	
آب حیات بھلی رات کا کیا اعتبار ہے	
ایک دن مایک کانک میں یہ جسم نازنین	مالی میں حب اسرا میں بیکان و ماکین

عقالت بشر کی خوب بہین مسج کے قرین ۳۷۹ ایسا تھو کہ دیت نغان ملی کہین

گذری جوانی پیری ہوئی اشکار ہے
اب حیت پھلی رات کا کیا اعتبار ہے

چھوٹے جو گوشت سے تو ہوئے خشک و تھوڑے
وہ رولق وہ جو دین طبع روان کھان
فاست وہ راست تیرا جگر آہو اگمان
عقالت سے عقل کا یہ تقاضا ہی ہر زمان

گذری جوانی پیری ہوئی اشکار ہے
اب حیت پھلی رات کا کیا اعتبار ہے

اتنی موی سب جو رنگ شب تیرا شک نام
اعضایہ مثل ہون پیرین جہ سے بیان نام
کافور ہو گئی وہ ہمد افسوس لاکلام
ناب و توان و ہوش و ہستہ کو کیا کلام

گذری جوانی پیری ہوئی اشکار ہے
اب حیت پھلی رات کا کیا اعتبار ہے

اوپر اوپر شہریک ہو کسی کار تو اب میں
لیکے کرو میں تو نہ پر پیچ و تاب میں
پھیلا کے پاؤں سو چکا عیب شباب میں
آئینے پر وہ دن کہ کسی رات خواب میں

گذری جوانی پیری ہوئی اشکار ہے
اب حیت پھلی رات کا کیا اعتبار ہے

ہونک ای مسافر وہ صد خاشہ و عدم
سند کڑی تو خوشہ عقی تو کڑہم
ڈر ہے کہین یہ مسج و بکا کے نیام
تھیار ہو و قضا بھی کتنی ہے ویدم

گذری جوانی پیری ہوئی اشکار ہے
اب حیت پھلی رات کا کیا اعتبار ہے

جائیکا ساتھ توفیق کدائے شہاد حجت	ماجیت دیکھو جیسر کی نے اعتبار حجت
کھتی ہے اوج عقل ہی اسے غنود حجت	نام غیب ثن کہ ہو آسان یہ راحت
گذری جوانی پیری ہوئی اسکار ہے	
اب حیت پیری رات کا کیا اعتبار ہے	
حسب عزتزل قدسی درجہ شریف مقصود کافان علامت بار	
یا محمد صفات تو کہ درو العبیبی	ای نثار قدرت ہستی و مطہیبی
بس توئی مغفرت جملہ جہان را سببی	مرحبانید کئی مدائی العسری
دل و جان وفایت عجیبش اصبی	
کلمہ بر سجین و کامل شب حیرانم	کلمہ پنجم و دین و ابرو لب حیرانم
ای زہے حسن تو بر صفت رب حیرانم	مین بید کمال تو لب حیرانم
التد التذیچہ جالست بدین ابو العجبی	
ایک بر لوح منور و بر و مجھوم یم را	بر فلک سینرا مان وادین مریم را
چون توئی باعث ایجاد شدی عالم را	بستے نیست بذات تو بنی آدم را
برقرار عالم و آدم تو چہ عالی نسبی	
چون تسلوت تبریزت کہ توئی شیر کام	یاقوت ابن لہستان لب لذت اعلی آدم
تو ج بحسب کرم ای جوی ریاض اسلام	نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز کام
زان شدی شہرہ آفاق بشیرین مطلبی	
شد چو انجیل تے حضرت عیسی و ستور	زبان و گمان آمدہ تو رست و ستور
ماہر اور اک مطالب ناکندہ منم و مقصود	فات پاک تو کہ در ملک عرب کہ خطبہ

زمان سبب انداختن زبان حسرتی

بس زنه سنج چو آن وقت برالاک گذشت	نور عرش تو ای سیرالاک گذشت
مختصر این وقت ملک بگر جاک گذشت	شب سراج عروج تو ز افلاک گذشت

بقایب که رسیدی نه رسیدی چنی

ای شب برو سبب باعث محنت اوم	که مقدر که به این منصب اعلیٰ اوم
عفو کن عفو بشما نمونده غلط	نسبت خود به سگت کردم و این منفعلم

ز آنکه نسبت به یک کوی تو شد نه ادلی

ای به پیش تو نگون جود و سخا اسرار	باب لطف و کرم است همچو در حمت باز
ذات پاکت شده بمجرب و بی ابریت ساز	بر در فین تو استاد و بعد عجب و نیاز

زنگی و رومی و سندی و مینی و سبلی

سپاسد سوخته جانم فلک کینه صفات	اے تویی باعث و استی مخلوقات
بس نظایم شبها غیب تو امید نیات	ماهر تشنه و مانیم و تویی آب حیات

لطف فزانه خود سگدزد تشنه لبی

بهر اید و رسی چون بهر برنجوی	باعث صحت و در و بل بهر تویی
نیز هر دو اوج پر نشان برسی	سیدی انت عیبی و طیب قلبی

آمده سوی تو سیدی بپه در مان بلی

نقش نشان امیر المؤمنین علیه السلام و خیر من سید عالم و امام علی بن ابی طالب

مطالع علی کاتب مجلوه مشکل نه آسانی	رسد کس طایر بهمت باوج و شالی
زین کوه و جندله صف شر زرد امان	الامام اوله و جده شفیع عتده نشان

لوح اید و در به کشف مسمی قدرت
رفت آسمان قدر بقادر شک استند
سفیم خسته را صحت فتم و درخ حنبت
لانی بکیمه و مش برات خلق مقسوس
سپاهان مدح خوان او سکندر پاسبان او
په مخلوق بهبودی بهیت الدار و لوی
بر شربت و بطحی اوزیر خسر و اعلا
مین سر علم حق را احمد نائب مطلق
فیض شفته نورش به اهل عرش مذکورش
صحت بحسب فیض بر بلاغت و وارث
گل بوی خوشنری بلبل و انگیزی
خان اشوب کلک اراوت اولاد برکش

مضیق و طاق و حجت و یون و نوبت و برانی
باسکندر بهم جودی ابر بارانی
بخالص اید رحمت به دشمن تیغ غویانی
مالک بک جمله محکومش بحیرت بین چه انسانی
غلام آستان او چه مقهور و چه حسانی
بوقت نزع موجودی معین دایم حرانی
قبل تیغ سم آسایشید راه یزدانی
حسب کعبه را رونق چرخ دین و ایمانی
بیمبر جمله مشکورش بهت آن حق تعالی
بهت اقبال مرتب به شوکت مهتابانی
به هرل شور آنیزی به دلیل تاز و کیمانی
شای فایز اولاد او چه هست نه مایانی

تو کردی آتش کلمن نعل خسته را گلشن
نگارم از گرم افکن به اوج سینه برانی

بختارم من منقبض و لم فعل فعل فعل فعل فعل فعل

ای خاکبرمین کیا بجای شرم و کسکی
هر من سودا کسکا ایجان نه لیل و لیل کسکی
ای که تو قاصد بهی ای لیل و لیل کسکی
ای که تو پرین الهی نه و محبت کسکی

قضاوتی تیرنگ کسکا بلاهت زلف کسکی
خداهی شایده کمال کسکا نه لیل و لیل کسکی
بجای و عهد کاسیما تو جان اگر کسکی
نیزه فدای من بگو ای سمنی و کسکی

بلائی بدین بدین کہ تو توین چمکے چون	یہ کہ برن این سیکه من نہ بول باویرا کیسی
از نے ہو گدازے ہو گدازی امیر کے کو نو ذایہ جیتے ہیں	
خسوسی ہستے سب سے ایدل کرن شکایت ٹوکا کیسی	
پوسے جو اگر وہ فاتحہ خوان کیا ایک اپنے لضب جاگے	
کہ چونک اوٹھے خواب مرگ سے ہم لی میں سکر صد کیسی	
وہ اس کے کاتب ہی خود غلط تھے جو ذکر منہ را و قیں لکھے	
ہمارے وہ لکھنا تو بہت تر بہا حقیقت ہی کیا کیسی	
بہتر از فن پر ہونہ اس کے بعد غریق رست ہوئے کہین کیا	
عجیب دلکش می زلال دنیا مگر نہیں اشتا کیسی	
یہ دن تو فصل بہار کے ہیں ہمارے پیر معان وہ چو لکھی	
کہ رنگ بہت ہی پر وہ لائے جو ہو وی چھبھی سوا کیسی	
وہ باویرا ہے جو کھو یا تھا نہیں ہے غیب شور پڑا چھبھا	
تو آپ سمجھتا تھا کہ میں کہا نہ بات خاطر میں لا کیسی	
جو وہ کوسید سے دستان کے کھمبہ اپنا طوار عزم سنانا	
تو تھنکا ہوئے کہ ہے بدیشک کہا لی حیرت مندر کیسی	
مستہم ہے کچھ لکھ میں ہنر کہن کو خون جسگر سے رنگا	
جو ہو سکھو نے بہا و آئی وہ ہائے زکین قبا کیسی	
یہاں کے جاگا کھان کو شب بناؤنگر ہے چال بیدار	
نہاری چون ہی عیان سب لے جوں فتنہ میں کہا کیسی	

لہذا جس نے یہ نافرمانی ہم خطا ہے ملکِ سنن کا جہاں
 نسیم لالی کہیں جو اون ملک نسیم زلف سا کیسی
 غضب ہو وشن و عشق میں بھی لگی برابری چٹ چٹ
 اووہ رہے جو بن ترشیدوں پر اب رہے خوش سو کیسی
 صلاح و تقویٰ سے ہو بہو خاب قاضی ہی خود بین آئے
 لے آتو بہر خدا پلا دے وہنکی دہری ساق کیسی
 بش کو رہے ان تونے پناہ کبھی اٹھی تو بہ
 کیسے خنجر میں تیغ ابرو تو زلف و ام بلا کیسی
 بہم میں گلزار وانی و ساقی سفار و شک و کجی
 نکال حاصل ہو لطف صحبت کس میں خالی ہے ہا کیسی
 یہ ہے قیامت کہ تو کو جو کر نہ مروے خوابِ عدم جو کین
 کہ چٹ و بی ہے اک دلون پر مے خلف ان کیسی
 معصم اپنے یہ ملین اراوے کہ صانع و جہان سے جو کجی
 نہیں وہ کیا تو ہم ہی دیکھیں پہرہ بسی صورت نہا کیسی
 شمعین سے وہی میں آئے کہ حسن سیدہ یہ پھوٹ نکلا
 ہزاروں گلزار و زلف و ن غضب ہے سل علی کیسی
 ہزاروں گریبان غم و الم کی فراقی لب و لبین چلیے میں
 آپ سے بڑھ کر خدایا جانے کیا ہوسنت میں کیا کیسی
 مٹ کر کین ایفاک ہوں شاکی یہ کیا تیری نو ہے وای ظالم

ہستارون بگاڑا لے کہی تو بکری ناکسکو

ہیں ہمتا اٹھاو لگا عشق سے کیا ہو لگا بیکار ج بکا
نہوس بہ کھنی تو لوتا جا جو دولت سن یا کسی

سوتھار سب الم ارکان ان فحول فحول فحول

گئی مفت جان ہلکوڑے تو یہ ہے
فریق بغل خود میسر تو یہ ہے
حج اور یہ ہے لوحہ گر ہے تو یہ ہے
سرمشک و عتبہ گر ہے تو یہ ہے
وہ سیلاب برق و شرر ہے تو یہ ہے
کشش اپنے دل کی گر ہے تو یہ ہے
ندامت ہمیں عیب ہے تو یہ ہے
نزار و غن اک بخیر ہے تو یہ ہے
وہ چہ گریہ میں او بخیل ہے تو یہ ہے
ہمیں باعث درگزر ہے تو یہ ہے
گنہگار صاحب کا گر ہے تو یہ ہے
ہمیں شغل فتنہ گر ہے تو یہ ہے
غایت کی اگر چہ نظر ہے تو یہ ہے
کہ شہدائی شوریدہ سر ہے تو یہ ہے
شہدیت کشور گر ہے تو یہ ہے

نہ آئینے وہ شہر ہے تو یہ ہے
ہمیں دل بے لچا رہے تو یہ ہے
ہمیں ہرے مرقہ چہ زیاق و حشر
تیسے زلف کی بو کو دین کس سے نسبت
ہمیں حال لیا بیان آہ کا ہو
اتھیں بیت لڑا نہ تم کسے ہے
ہمیں او کو گرفت میں ہی دم نہ نکلا
ہمیں کوئی فاضل میں دل لے ہی پہنچا
ہمیں ایک ہی دوبر و کعبہ کا سچے
ہمیں گناہ تن نہ اتھوں سے اپنے
سندھ دیکھے دلو گستاخوں سے
گراے کہی تر ہے روئے و ماسر
وہ ملو اسکے پہر میں دیکھیں
ہمیں یہ کہہ سکتے ہیں فرماؤ ہوشیون
گراؤں کے در کا جو دیکھو تو سچے

پہنچ کر کہہ دینا کہ میں لالہ کو کہنے
 ہنسنے اور دھڑکنے کا خبر برگ چارہ
 تڑپ و لکبی برق جھنڈے سے پونچھو
 تھوین مانتے کتوں کے صندل لگا کر
 تہ آئے ایدہ جانے والے اور ہرے
 یہ کہتے ہیں سب بچکراؤنگا مکھڑا
 بلائیں رخ و زلف کی اونٹنکے لینے
 لبا کام گرفتار امارہ مسالہ
 نہ مل خاکمین لے غبار فک و کما
 مسلاوت جو اوس جسکے اول یہ بولا
 یہ کیوں ہنسام لبتی ہو ہاتھو لئے و لکو
 پہن لے زرہ آج ٹوہ کی غافل
 ہزار غیب ہیں و لکاک خبر سلامتی
 ہے اک جنس دل و سر القایان
 ہوا دلیہن چہا لیکے پڑنے سے ظاہر

ارے ہوئی مسج کھول انکھیں یہ کیسی غفلت کے خوابین ہے
 حوالہ دانش ستودہ جو ہر ہند ار حال خیر اب میں ہی
 سمجھہ دریتے بجا ہے کوئی کہ امتدادہ ضلالت میں ہے
 عیب طرح کا طلسم کو چھپ اسلئے چشم پر اب میں ہے
 اجنباب دریا میں لاکھوں کی دیکھے مگر یہ دریا سیلاب میں ہے
 یہ کہنے پر کیوں نہ کر کے چہرین بڑی اہلی آپ کی یہ کہتے
 وہ ہر بان میں کہ ہے ایمان جو لطف رب و عتاب میں ہے
 یہ بھی نظر قصورہ بد حقیقت تیرے پسند سے کہا دین نسبت
 اثناء طر خالص میں ہی نہ نہ کہت نہ ایسی خوش بو گلاب میں ہے
 بجای او میں وہ کش کے نفرت حب لا یا سوز بگرنے شاید
 کہا جو غرض اب تو واقعی تو اسلئے دے لکے کہا میں ہے
 یہاں کیا کائنات میں ہو سکا کہ خود بخود ہو گئے وہ برہم
 ایڈر کہیں ہے جو تیغ ابرو تو زلف او دھڑپنے بچ و اب میں ہے
 گشتا بھی سنو ہی یہ موی رباب و محبوب مد لقا ہے
 پہلے بے توقف یہ کیسا ساقی تباہ و در شراب میں ہے
 کہیں جوانی میں ترک زندگی یہ تقویٰ نے جس سے ہے لوہہ
 شراب پیئے کا لطف و اعلا و علین عید شباب میں ہے
 وہ نے تکلف نظر جوانی تو بد رکال سے ہر دم ملا ہے
 یہ یہ کیچے کیا کہ اول کا چہرہ ابھی حب اب نقاب میں ہے

۳۸۵
 جاکھنا میں ہے بدر کمال سدا بچھلے ہیں برقی باران

او جہ ہر وہ سنتے ہیں زلف بر رخ ابد سے گریہ جواب میں ہے
 یاوہ کی شب ٹہری گریبان میں ہمارا عشق میں کیا کر لگنا
 دل بہر شہد میں ہی جو سوزش بہلا دے کب آفتاب میں ہے
 جو ماہ کفان کے مدح خوان ہیں وہ میرے کوئی کاشن نہیں
 سنی ہوئی بات مدتوں کی سمجھ تو تو کس حساب میں ہے
 بخور و بچھا تو یہ جہان ہی عجب ہے جہاں سکر افانی
 جو ایک نے آقا قیام پکڑا تو دوسرا پاتراب میں ہے
 نہ کیجے بیک کے شہنشاہ صاحب ملاحت و نہ سے پریشان
 نہ اس کے بند و نکاح دل و دھکھانا تاکے کس کتاب میں ہے

نصیب ہے ایک مرتبہ یوزاریت مشہد مقدس
 اس لئے آج شکستہ دل کی رعایت سے خواب میں

بجائے دل میں حضور اکرم فاعلا زلف ازلانی علا فاعلا

<p>بجھلائی جنون دست ہوں ڈرائی ہوئی کئے وصف میں میں کب سخن کو جانائی ہوئی ہے بحث کیوں یہ کاشکو زبان پر لائے ہے سیم گل ہی ہو ابدلی ہے ساتھی ابر ہے رو کے کیا ہیں کہ یہ کچھ ہوت ہی ہے خفا ل کو کیا دخل راز عشق میں ماضی خوش</p>	<p>پنجرہ وحشت گریبان تک سیر ہر گئے ہے بس یہ خاموشی زبان اور منہ کی گمان ہے تو دل نالمان نہرا اپنے کئے کی پائے ہے جام و خمر کی خبر لے رہا دنگوں ترسائے ہے جو لوں تک جان کیا کہ ہر پہر جانے ہے دل چاہتا نہیں ہے</p>
---	--

<p>ایہاں حضور میں درویش کے چہرہ انسا اسی دل ناوان اوٹھ اوس کافر کے درشتہ کو چو در وقت میں نہ کیا کیا ساتھ اس کو دیا نہ عجب ان کو کٹا مرغ کے باجبر ہو ہای ریحانی میں پہر میں کیلج کو شوش و کھرا لی میں او وہ پیش پیش لا لیون بکلیا</p>	<p>اسے برائے میں ہم جوت کہی آجائے ہے دے خدا کو ان ظالم باپوں کیون پھیلانے سچ کھا ہے و کھنڈ پناہی کام آجائے پہر ملا تازہ شب وقت کی سر آجائے وہ لگاوش کے رو کھائی صبری با آجائے چشم ترانی الید بر اشکون کا نہ برسا ہے</p>
--	--

اوج اوس کے قول کا ابلی تو کہہ لو عسار
 شکر مکن ہے فتنہ گزارا ہے مشین کھائے

بحقیق محزون مفعولہ ارکان

<p>عشق کا راز ہم جیانا سکے ایسے بگڑے کہ پڑنا سکے جب فرشتے یہ بار اوٹھانہ سکے در وقت میں بربطانہ سکے جو سد ہار سے او ورتے آنہ سکے کوئی نے ہر کی آج اور نہ سکے ضعف سے جان لیون رک نہ سکے ایسا اوجہ کہ پڑنا نہ سکے عجب سیرت ہی میں آنہ سکے کیا جو کعبہ کو زندہ نہ سکے</p>	<p>آپ میں نے خودی سے آنہ سکے رات پر اوس بری کو لانا سکے وہ الفت بشر کے سر پہ رکھا پاس احباب و افتدائے مگر حال ملک عدم کا کہنا خاک وہ بیون کا لطف سن سکے خار وہ ہون کہ کما عجب ہم مرگ شوق سے ان ہونے کے کعبہ مل شمس کے جستجو میں جاسنے خاک چہرہ الہ مقیم و ہر زہدین</p>
---	---

ہر جزئی سے جو روئے کے اکاہ
 ہنس کے سوا لے اوس کے مدد گرست
 ہنس نہ سوچے نہ سالی شکی
 ولولے سب گئے شباب کے ساتھ
 پل گئے ریز و بند ناسخ کی
 صاف غارت گردن نے تار گیا
 منہ کی حضور بن گئے گویا
 جیسے پین چوٹ چوٹ کر دے
 کیسی دم پٹے تھے سنات کے
 سو کر گئے خیال بکتا گئے
 پوریشین جان جسکے لئے
 شتون میں گذر گئی شب وصل
 کون ہو گا لمحہ یہ فائزہ خوان
 چپ کی کچھ ملکہ دشمنی
 ب عدم میں کرینگے اسکی تلاش
 جیسے چوں تو خود لجا لجاے
 تیغ تن تنکے کو لئے لئے
 محو نظارہ ہی رہے شب وصل
 اوس سے پہلے کسب مال المہد

دلو دشمن کے بھی دو گناہ کے
 کوئی ایک اس سے بڑھ کے لائے کے
 نقش اقتدیر کو مٹا نہ سکے
 اپنے صدمے سے قوم بڑا نہ سکے
 ترک می کی قسم تو کھانہ کے
 دلو پہ لو من بھی چہا نہ سکے
 جانے گریہ سے سکرانہ کے
 اوس پہ سوز بگر پوچھا نہ سکے
 ایک بوسہ نہ بھی تم سے پانہ کے
 اونکو آئینہ ہم دیکھا نہ سکے
 وہ جنازہ میرا اوشا نہ سکے
 خواہش دل زبان پہ لائے کے
 جب عیادت کو بھی وہ آنے کے
 بار رنگ خا اوشا نہ سکے
 بجان تو مضمون کمر کا پانہ کے
 صبح وصل آنکھ وہ ملا نہ سکے
 جاواک ملتے ہی لگانہ کے
 سونے فتنہ کو ہم جگا نہ سکے
 جسکے در تک ہم نہ نچو وعا نہ سکے

جس کو اس گلشنِ جہان میں ہاں ہے	شکل عجیب ہی سکرانہ کے
جون او تارین کہ تشبیہ سے	وہ ہری سبز لکھنے باز کے
کیا تراکت ہو اس محکم کی ترسم	دلف کا باڑ ہو اوٹا نہ کے
جون یہ گہٹ گہٹ کے جان دی ای آج	
جا کے فونٹہ وزیر کھانہ کے	

محتشر

منو گر خطِ رخسارِ یار ہو جائے	چمن میں حسن کی دوانی بہار ہو جائے
بلا سے تیرے مژدہ لکھ پار ہو جائے	وہی نظم پر لکھ پار ہو جائے
غیر محض بحثِ یار ہو جائے	ابھی جو بیان کو نہیں جتار ہو جائے
وہ ایسے تیرے مژدہ انصراف سے رہتے ہیں	کہ غیب کا دل وحشی شکار ہو جائے
ملاؤں کلمین کو شوقِ عین حاضر ہوں	جو دور و لکا نہار سے غبار ہو جائے
ہوس ہے عارضِ رنگین کے چند بوسہ لین	ابد ہر مژدہ تو بہ شیر انشار ہو جائے
وہ وید اگر خطِ لوزس کی آئینہ بین کریں	ابھی حطب سے قشرین رنگبار ہو جائے
نہ کہ چپلوں پر آنکا قول ہی کر لو	کہ و لکا باعثِ مبر وقتار ہو جائے
لحان کا وعدہ فرما یہ عقل کھتی ہے	غدا بجان نہ کہیں انتظار ہو جائے
عدو ہی جو نہیں دوستوں میں پائے جا	بہلا کسی میں تو اپنا شہار ہو جائے
ایسی امید یہ اہو لئے لپٹا کہتی ہیں	کہ دور کچھ تو بگر کا رخار ہو جائے
لگاؤ تیرے بگرد و زائے کمان ابرو	کہ چھوٹے ہی کلچے کی بار ہو جائے
یہ آنے والے تو ہندی کا رنگ نہیں	کیا خون نہ کہیں ای لگا رہا ہو جائے

ستم و ستم نہ فرقت جو کلاہولی ہو
ہلائی بدھے جوانی کا عشق ای قوت بہ
سوا ہی غولی لفت دیر اس کو کیا کھئے
بہمی تو مار لین سب دال ہجرا ہی منت
تبو کی خبر وہ چو کھی ہلا دی التبا فی
تکھے دم جو لہی پر وہ عزت گلشن
خاش پیر وہ مقدر جو گلہ پاؤں رکھن
عیرا اپنے ہوا خواہ کی کہین می
بدلیے جوڑہ ہت کر جو باغ چلنا ہے
وہ اپنے سچ کو بھی جھوٹ قرار کیں نہیں
گو کو جوڑی کے بہتر ہے کوئی نہ مہا

وہ لہج ہی سہرے پرو کار ہو جائے
کسیکے سر پہ یہ جن سوار ہو جائے
کہ اپنا دشمن جہان دو متا رہو جائے
جو تو شریک دل بقیہ رہو جائے
کہ بچو دل ج کوئی بادہ خوار ہو جائے
چمن چمن یہ کھج خزار ہو جائے
نودہ ہی کاوش قسمت سے خار ہو جائے
نہ را بگان بے لہشت خار ہو جائے
عروس حسن کا تارہ نکھار ہو جائے
الہی کوئی نہ نے اعتبار ہو جائے
جسل تو نواف مشکتا ہو جائے

سکوت خط سے کو کام ہو جای امج
نہ راز عشق کہیں شکار ہو جائے

بحسب شہن مجنون مقصود ارکان

ایل گنہ گار و بدتر ہو تو سہی
و یکہ بی نالہ سوزان کوی ہو تو سہی
پریش حشر سے بیخوف خط ہو تو سہی
تمتہل ہو تو بیکو بے آہو نکا اثر
دل تو پل ہے کسی باد میں کٹ جائیگا

ایک طوفان بلا طوط ہو تو سہی
جکے خاک آج سمندر کا جگر ہو تو سہی
ای نوم بخب اندر نہ ہو تو سہی
بقراری اپت را اہمہ پیر ہو تو سہی
بلا تفرقت کی کہین پای ہی ہو تو سہی

ہم کہیں باون پسر طے مٹا لیں سب
 ویکھیں لوگ کے اغیار ٹھہریاں ویکھ
 سہن ہو باس ہرین ہمارا آقا قبر
 یہاں لاشاق ہرین زنگ پناہ لینے کے
 عشق کو اس دل ویران میں جگہ تیری میں
 وہ نہ ہوں ساتھ ہزارے کے گرا اٹھا
 ہنسان کی بھی سہری ہو جو زمین
 سفت چہر لہن میں کسی جان نہیں
 گزری کے تیرے دھون و صفا کا دعویٰ
 اونٹنے لٹک رہی تھیں لہ لٹک لہ لٹک
 نہ کہو ایسے لوصاف کے دہری میں
 سچ میں کہتا ہوں ہلو باغین ویکھو لیشوخ
 یہاں تک کہ سب سے ایدل و تندرے میں
 لٹکتا آٹھ بن چہا میں پری اک بھدم
 باز پر لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 ای تو خندان ہم سنگد لو کی جہلی
 لٹک خورشید و خندان رخ التور و گھا
 و بگرے سندھ و سچا لٹک لٹک لٹک
 اور تھکے تو محرم شہادت رکھا

یوں سلج و مدیا سے ہو تو سہی
 جس خون لہجہ روان تاجہ ہو تو سہی
 کوئی ہر گے ابد ہو اور ہو تو سہی
 ویکھو اوس سونے کے مغل میں گدا ہو تو سہی
 یہاں جو بڑا ہو آباؤ اجداد ہو تو سہی
 مرگ عاشق سے افریقہ کی خبر ہو تو سہی
 تو سے رفیق تیکہ نجل شک اگر ہو تو سہی
 موت کا بھی میرے بالین چکر ہو تو سہی
 پانی پانی ابھی خستہ ہی کہ ہو تو سہی
 بس بلائی شب بجران سے ہو تو سہی
 ہو فاختہ و غزل کی رنگ فر ہو تو سہی
 رنگ و سارے چھپکا گل تر ہو تو سہی
 یہاں شفقہ ای بارے ہو تو سہی
 اپنے بندہ بہت سی نکال ہو تو سہی
 حال محبت کالے نعل ہو تو سہی
 ہر گز نہ لے لے لے لے لے لے لے لے
 وہاں نہ لے لے لے لے لے لے لے لے
 کشن وقت صاف میں اثر ہو تو سہی
 خود گلا کاٹو ای موت کے ہو تو سہی

نارم فکر سے نکلیں و مضحکہ لگایا
و تدروان سخن ای اوج فکر و نو ہستی

بحر مضرع مثنوی اخیر مکتوف

<p>سو دیر میں تلاش نہ کعب کو جانے کیجے کرم غیب یہ نشانی لائے اہل مقصد ہے کہ اور کہیں دل لگائے یو سے پہلے یو سے لیکے تیرے منہ کی کھائے اک خود غرض ہو دیکھ خوب جانے سر پہ گھنٹے کی لٹری لٹری بھائے درگاہ میں اگر تیری رولی اوٹھائے چہرہ و برہوش میں ہر غلط سے لائے ہسکی نہ نہیں ہے کہ پہ پہی لچائے چست تیار ہر ضرور جسے منہ لگائے ایک ہمسایا و فاقو کوئی دشمنہ لائے دشمن کا بھی نہ دل کہی لایجان دو کھائے کس منہ سے اب حضورِ جلالان میں بجائے چو بچ بن ہم اس طرف سے اور آپ آئے طولی سخن تو ہو چکا مطلب پائے کیونکر کہ یہ کو قلاب کی حالت بچائے</p>	<p>او کو صفائی قلب سے گہرے پائے قند و وس پس کلاب احسان نہ پائے کہ تیرے نیسے رونق کے مدد اوٹھائے ہی چاہتا ہے لذت و شنام اوٹھائے بس بسین چاہا کہ نہ باتیں نہ پائے کہتے ہیں اک ملتے گین سنو لگائے شمارہ جو شہد میں ہو کہ ہر گز یقین نہ ہو یو سے لیا تو یو لے چھپ کر یہ کیا بہ کیا فما کہ سکھائے کا وعدہ درست ہے یو سے یہ ہنہ جو کی تو گزیر یہ کھ اوٹھے لاکھوں میں یوں تو چاہے والے حضور کے پہا سا عین کا نہ ہی سمجھے ہر ایک حال خستہ میں بھی موانہ میں کم نیت سخت جان سر پہ لک پہرے کیجے کل عیش باغین واضح کیا جو دلی حقیقت تو یہ کھسا بیدار و غیب کی تو لگی جانتا نہیں</p>
--	--

سب سے مین اوٹکا قصہ منہم ابیدہ کا ہے	پلو سے جہاز و بجے انھیں بچا ہے
دش سے یہ تو ولین ہی اپنے تہی ہوئی	سب کہہ گزریاں و لو کہ اب لاہو پائے
خط و یکے کہہ پوتا نا لنی صبا میں	موقع ہی نزع تک ہی اگر دیکھ جائے

اسے اوج و تہ منزل اول کا ہے ضرور
تکیہ مین چلے پہلے سے بستر حباتے

بحسب تقارب

کسی زلف کا اسکو سو دا ہے کیا ہے	یہ کیوں خود بخود دل و لچھا ہی کیا ہے
کہہ لاکچہ نہ حال اپنے خود رفتگی کا	جنون یا پری کا چہ پیٹا ہے کیا ہے
ہنیں راک پل آنکھ سے اشک تہستے	یہ سوتہ ہے چشمہ سے دریا ہے کیا ہے
خدا مان ہوئے وہ کہ آئی قیامت	حد ہر سننے اک خضر بر پا ہے کیا ہے
وہ کیا آنے والے مین سیر جسمن کو	یہ خر غنچہ کیوں مسکراتا ہے کیا ہے
ترب و کلی حیرت ہے کس کس کی کہیے	جوا بھی لو چہ اوٹھا کیا ہی کیا ہے
چمکتا جو ہے در میان زلف و حسن کے	یہ عقد نریا ہے چمکا ہے کیا ہے
گہر نے عبت ہو کہی دل نہ دینگے	کچھ اسب نہ ہی صاحب اجارہ کیا ہے
یہ ترستی و محفلت جو دو دو پہر تک	غشی اسکو کہے کہ سکتا ہے کیا ہے
زبان کے بیسے دل اوٹھا ہے چمکے	چہری ہی ترستے رہتے کیا ہے
ہے ماتھے پہ افشان کنارے فلک پر	تہے کہے کہ صاحب کام سے آیا ہے
کوئی آفت تارہ سے آنے والے ہے	یہ دل خود بخود کیوں دہکتا ہی کیا ہے
تہی گیسے ہر قسم کی مسلمان	ایسے کعبہ کہنے کلیا ہے کیا ہے

<p>یہ کہنے سے پتہ چلتا ہے ایدل جو چھپا ہوا ہے پتہ چھپا ہے جس سے جو پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے وہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے نہ مانیں کہنا کہنے سے پتہ چھپا ہے یہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے تو نہیں کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے وٹا لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے نہ اتار لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے</p>	<p>ت کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے دل حسد بیا کوں چھپا ہے پتہ چھپا ہے یہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے کوئی زخم بد کہنے سے پتہ چھپا ہے لے یہ بھی کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے نہ پوچھنا کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے یہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے یہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے یہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے</p>
--	---

اس سے اوج لے چھپا ہے پتہ چھپا ہے
 یہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے

بحث

<p>وہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے نہ مانیں کہنا کہنے سے پتہ چھپا ہے یہ کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے تو نہیں کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے وٹا لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے نہ اتار لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے</p>	<p>جو کہنے سے پتہ چھپا ہے پتہ چھپا ہے کہ ہم اظہر من نور و شکار ہاتھ میں ہے زبان کی کاغذ میں لے لے لے لے لے لے لے نہیں یہ رنگ خناسے شکار ہاتھ میں ہے لجام ابلق لیل ہاتھ میں ہے پلاوے وہ ہی جو دفع خال ہاتھ میں ہے اوڑا وہ بار نظر ہاتھ میں ہے</p>
---	--

<p>یہ گلستان ہمیشہ بہارِ مائتہ میں ہے یہاں خوارقِ حکماں گیارہ مائتہ میں ہے یہ پہلے ہی سے برایِ نثارِ مائتہ میں ہے نشتِ میں جھومتے تیغِ ابدارِ مائتہ میں ہے جو اکبِ میں وہی لڑتے خوارِ مائتہ میں ہے چمن میں چمن میں چمن میں چمن میں کیم چمن میں چمن میں چمن میں چمن میں نویں بناو لے لے اختیارِ مائتہ میں ہے جلدِ ابونہ شتِ غبارِ مائتہ میں ہے کہ جو شتاب سے خشتِ خوارِ مائتہ میں ہے کہ نہ عملِ انجام کارِ مائتہ میں ہے چہاں گدولِ عفتِ ابدِ مائتہ میں ہے بہرِ سحرِ نامِ خدا لے نثارِ مائتہ میں ہے</p>	<p>اگر کھیاں خبریِ سحری ای کا پڑنا وہ سے کام تو مشاطگی کا لے بچہاں طلب ہے وکلی تو حاضر ہے لیجے صاحب وقت گاہ میں کس دیر سے آئے ہیں خوگیا گمان سے سیرِ قاتل کثیرِ شہری طبعیتِ خدا ہی حیر کرے کے طبعِ برونِ مضطرب نہیں چھٹنا حالتِ سرزنش سے مل سے کرنا صبح خبر لے کرے میٹھا کہ جان جاتی ہے وہ سے پہلے ہی سودا یوں کو دینے ہیں تو اپنے فعل کا تاور نوی پہ باور ہے یہ راتِ شبِ سیرتِ براغم کی حالت ہے فقط وہ سلم سے منتخب نہیں ہر</p>
---	--

رہنمائی راہ و یارِ عدم کمال کی التج

عصایِ آہ فقط اسفارِ مائتہ میں ہے

بجائے مہربان و انعم

فلک پہ مرجِ کانب اوٹھے چپائے رستم ہی زندگن سے

وہ ترکِ خویرِ زنتِ بد خو چلے جو چال اپنی بالکپن سے

وہ شکوہ امنِ چٹک کے اپنا ہوئے روانہ جو انجمن سے

دولخ جان کہے جسم سے یا بہارِ رخصت ہوئی ہیں سے
 لبانِ محبت نہ پایہ زبان کرینگے یا قوتِ وصل و فکرت زبان
 خجل ہو ورنہ گھبریاں یہ پیارے پیارے نبے ہون سے
 چلے بختِ عدم سے اگر کھلا نہ اتنا ہی ماسے ہر
 یہ بھی بولی کہ باورِ صرنگ لگائی آئے ہی عوسن سے
 ہے عشقِ شیرین سے یہ تو ظاہر چکھی نہ تلخی ہوتا کر
 عجب سے کیا پایا پھوڑ کر کوئی بہنو سچے کو کو حکن سے
 جو اس زبانی کے جوہری تھے بھارے جس جسے دانت پیچھے
 نہ کچھ ہی ضوین صفائیں ٹھہرے منگلے ہوئی بہت عدج
 اسے تمکیر کیا جفا ہے تڑپت کیوں اسکو چوڑا ہے
 لگا اور ایک ہاتھ اس میں کیا ہے کوئی کہے بے تیرن سے
 نسیمِ زلف او کی خوب تر ہے خطایہ عطار مر رہے
 ہمارے کہنے پہنک اگر ہے تو شکناے منکا خن سے
 یہ ایسا کہنا تو ہے قیامت بلیت کے پہری نظرِ رخصت
 فضول کوئی کی سب علامت ہے صاف ظاہر ہے سخن سے
 بھی جو قرار کو دیکھایا تو ایک قیامت ہوئی ہویدا
 جو یہ گفتار نہ کو کھولا تو محمول چٹے لکھن سے
 کیا اللہ سے من و سپان برائے عاشق کے دگران
 شاہِ جہان کے زمانہ ان کے راہ کار ہے گن سے

تمام عالم کو تھا دیکھنا کہ مال دنیا لب نہ اصلا
 بھی سنگد کا مدعا تھا جو ہات نہ باہر رکھے کفن سے
 خد ام دیکھا چو اے پر پوش منہا رے زقار پر ہو اغش
 بھی ہے کبک دری کی خواہش یہاں سیکھی کسی چین سے
 گناہ یاں منال پر کھلائے کھائے اگرچہ منہا رے
 کہ ساتھ جیسا کتے سے غافل سپوا نہ اس و دھڑکفن سے
 ہیں اب تو شور اپنے عاشقی کے چراگ ران رہی میں چہرے
 یہ قیس منہا رے کے منہ فتنے نہ نام تجھ کو کرنا میں سے
 کہ جو سرانچہ دین کی ہماری دولہ نے پیشوالی
 چہ لاہوت نہ روتے ستون سے تو قیس و رابا کے ہیں
 ہوا ہر افسی کہ جسکی آفت منہ نہ نام و حسن صورت
 چہ لاہوت زقار شد قیامت تو شوخ آئینکین میں ہون سے

ہم نے نوہین زلف عنبرین کے پوچھیں تقدیر کیا دیکھا لے
 فلک اپ سے بھی افج جھولے جو یاکین بچا لشی اسی رس سے

بحرین مجنون

شکر ہے کہ نہ تیغ سب ز فتن او ہوا مری گئے مگر حصول دل کا نہ دعا ہوا وام بلا سے کب چٹا اسکا ہو متبلا ہوا شوق تیرے مہر کی موندی سے بلا ہوا	ہم نہیں زانہ کو تیل زری بار ہوا لے جو قیل کے جمال اپنا ہوا لگا ہوا زلف مٹای بلکہ نام ہی ہو محس فضا لکھ گیا کبھی دامن فتنہ نہ رہی
--	---

<p> ہوا کیا تو کیا مجھے سرزنش مقبول سے کیسی بولے ناگوار گلشنِ دہریہ میں چلی کھدی کلیم سے کوئی آئینِ بختِ تاب دیدہ ہو کوئی تو اس سے پہلے چوڑی نہ بیان اوست سورشِ سر جو غمِ غمتِ نرض ہی کھم اب ہر مہینہ نہیں سے کیا ہم ہی نسین وہ برلا دج کو کر کے اوٹو عشرِ شہبِ زار سے رشتِ بلا میں بچے قیسِ بیکٹا کھ پلا اپنے خیر و شر کے اس سے تو مقبول ہی محفلِ شمع میں ہو لو کچے گھڑے کی پوری دکانِ افین کھو اپنے بنا کے کیا بنے زائد و برہمن پہ کیا دولوں سے متفق رہا کوئی نہ لپٹے خدا اونے خبر کرے تو جا </p>	<p> تو ہی بنا کہ کیا مجھے ابو سے دل لگا ہوا بیلِ دل ہوا غمِ خوش اپنا جو بولت ہوا زولقِ بامِ من و دلِ آج اوست نقابِ اوٹا ہوا اور لٹکے پورے ہاتھ کوں جی ہوا لیتے سے پہلے ہی غمِ خوشِ حسینِ سوا ہوا کچھ تو نہ زینت کہا کہتے وہاں ہوا سوچ یہ کہ کس گھر چلوں غیب جو کچھ ہوا شالِ مالِ تھلکِ مجھ سناہ شہنشاہ ہوا بالینِ سحرِ بگذر گیا خود وہ دیکھتا ہوا وجہِ بینِ ماورِ آج ایک سے ہاں ہوا اپنا فقیہ ہم بغلِ سب کے ہو خود ہوا زینتِ باجوہ دیرین کبر میں ہاں ہوا لو وہ جہان سے اٹھ گیا در پہ پوٹا ہوا </p>
---	--

افرج وہ خود غمِ غمتِ نرض ہی کھم
 شکوہِ عبثِ ہی رہ گیا اب تو جو کچھ ہوا ہوا

بحرِ عامِ قصیدہ

<p> ہون ہوئی سیرین ہی پیدا کسی زانو کیلے خلقِ ہی تو رشتہ سے سخت ار کو کیلے ہونہو سے جو کسی نہ گس جا کیلے </p>	<p> مل تو رہتا تھا طپانِ زینت پہلو کیلے دلو کیا دی نہ امان دوسری پہلو کیلے گئی بادہ گرنگ کے آنکھوں میں سر کیلے </p>
---	---

اگر ناو کا عجب فریخین نو ابدل نہ کیے
 گمان ہم اور گمان تم بسج سے غیت
 نہ ہو اور ہم جاگیر ایک سیر گلشن کو
 آج کے متصل پیغام آئے ہیں
 لعلیت آپسے یا ہو ہے کب ٹھہرے گا زلفین
 زیارت تک لو اپنے گھر کے ترک کی و نعمین
 وہ ہنس رہے تھے قید یہ لو شرف لاتے ہیں

اجل کی تمجی یا کوئی نہ اہم ہو والی ہے
 بہان کچھ اور ہی نامیج صورت ہو والی ہے
 بہلا کے کب ہی مروتاقت ہو والی ہے
 مجھے ہماری فست سے محبت ہو والی ہے
 رنسیق وشت غربت ملکی وشت ہو والی ہے
 لحدین روشنی دل غصرت ہو والی ہے
 نو بارے روح ہازل حقلی رحمت ہو والی ہے

سچا پسرای اوج آرتیے بالین سے
 یہ کیا ہے منجبان برکشہ قسمت ہو والی ہے

بہر ہنس سارے منشن حزب

مائل تجھے من سراق بن کیا اضطراب
 نیت نہ پائی و لئے کہی بیج و تاب
 نتر کہو نہ ششیج جی صہبائی ناب
 نو سراق و در جب کہ اضطراب
 سہ تہاری بات کو کا تو لطف کیا
 کی دوست تہا تو دین بھی کی خم کے متصل
 کی سپید کا جو کنارہ ہے نے خبر
 کیا کہ اس کے دور میں اپنی ہی دل چاہ
 دلا سنے لہب تو کہنا شد نہیں

یہ پونچنا ہے اس دل خانیہ شراب سے
 کیا روگ ہو گیا ہمیں عہد شباب سے
 اچھا پیونہ رنگ ہی اویہ شراب سے
 کیا کیا نہ مخفی ہے و جرناب سے
 سنو گے آپ خود کسی حاضر خواب سے
 زندوں نے غسل می مری میت شراب سے
 مڑکا ہوا ہے نور کا گھول اچکے خواب سے
 امید کچھ زائستہ ہے انقلاب سے
 نے بہر لطف سپین و محرم غاب سے

<p>چمک دل و لبش شب بیل کہ کے پرتھا ویراوت سے واماں آرزو باہل تو جو دم جو دم کے اکٹھے گھر سوچ کر سے سنیں مین شاید کہ ملک</p>	<p>ہم عرب حسن سے تو وہ فرط حجاب محمد دم کب پہر کوئی بشت نہ لگے ویکٹر نکل گئی یہ سب شہنشاہ سے نفرت اونہاں جو ہے میری ویکر کباب</p>
--	--

<p>کہا ناگ آج جو بیت طبع وان بکھا لیں پس وقت روان ہو کوئی شیخ خواب</p>

سجھتا رہے بہت دن

میان رعنائی و حکومت نہ تدریال و مہال ہے

اوس سیکو پیدا رہت کہئے جو انکو خواب خیال ہے

تہا رہے کہتے کو صاف کہدین کہ نام ای نہ ہاں ہے

جو ہے مجھے ماہتھے کو بدر کا تو قوس ابرو ہاں ہے

گئی زہر و لکی پائی صیحت وہ نکلی معجون خدا کی قدرت

ہیں سے گلوری کا فی الحقیقت جسے کہ ہم تھے اگال ہے

مبارک بل و دل کو یارب ستور و ستیا و خیر و قاسم

جہاں تو کھل سے اپنے تھرہ کر کہی نہ تو قبیل ہے

ایسے بچنے کی بھی ابد سرب یہ ہے مین قائم سہاں اب

ہوئے وہ آزار بر طرف سب جو اپنا چہرہ و کمال ہے

پس رطل آرزو سے واماں الہی قدرت کے ہے قربان

ہوئی وہ اک بل مین شکم آسان جسے تھے اور محال ہے

پہنسی تو از و ہو سب میں ہر دم اوٹھائے وقتِ مدینہ و منعم
 عدم سے آئے نہ اس طرف ہم یہ تھے نہ اپنا مال نہ ہے
 ہوئے جو مفصل میں اونکے داخل قدم بہت چوک چوک سے
 یہ اس سلامت روی کو ہی یہ کیا سہم ہے کہ جال سہجے
 نہ بگڑو صاحب تمہاری صورت تو ہے سدا یا خدا کی قدرت
 وہ ناتوان بین تھے بد حقیقت جو تھکے یوسف جلال سہجے
 تصورِ عیسیٰ میں اونکے تو لختِ دل منہ سے ڈالنے لگے
 جو بادِ رلف و توان میں اوٹھے نوزندگی بھی و بال سہجے
 ہوئی ہوید احو ز رویِ سخن سن ان بھارچمن میں آئی

ڈھیلے پورے سارے طلعت تو حسن کا ہم نہ وال سہجے
 سبوائی بنید و دشمن بدین کہیں پہرے کسی کو اور کیا ہم
 کہ تو بہ بیتِ محرم میں ہے جو خونِ عاشقِ حلال سہجے

بحرِ تقاربِ مشبوض

کیا جو کچھ تو نے ترکِ پرفن سنا نہ ایسا کبھی کسی نے
 بنا یا سارے بہان کو دشمن ستم کی اک شہر دوستی نے
 کسی تر پہنے ہی اپنی ہر شب بیوں و بیکہائے اس عاشقی نے
 الم بہرے ہائے کیا کریں اب نہ پہلے واقف کیا کسی نے
 جو عاشقوں کو نظر وہ آئے تو کیوں نہ بیشین پہرے نہ سہجے
 ستم کی لاکھوں میں گہرے بھائے کبھی کرتی اوٹھی نے

پرا تو سترن مرض بہین ہوتا مولا دیچا مسکر نہ پایا
 دیا ہے اکثر اہل کو دھوکا ہماری اس تک لافری نے
 یہ کیسا لطف حیات بابا عبث عبث تے نہ لگایا
 کہ زندگی بہر بہین رولا یا اوس ایک دم کی ہنسی خوشی نے
 وہ پرتو فست کے غم نے توڑا ابد ہر محبت سے منہ نہ پھوڑا
 غم میں شہکاتے لگا کے چھوڑا کسی شہر کے دنگی نے
 نہ وخت کرنا تو نہا مہم جو باپ نے فست سے بیش یا کم
 اہل میں کوئے پر سے ہم نہ ہای پونچھا لگ کر کسی نے
 تحمل حیر و صبر اپنے غلط وہ لکھتے جو ہم تھے سمجھے
 شائے دعوتے ہما می کے تپ سے طبیعت کے برہی نے
 سدا رہے باغ جہان سے جب ہم نہ کوئی رویا سوا کی شہنم
 کیا سر نفس اپنا ماتم قضائے حسرت نے پکسی نے
 پہلا اوسے خاک شمع کیجے زبان ہوت صبر ہائے حاکم
 بٹھا کے پہلو میں اوس کو بٹھے اوٹھائے صد غم جو پانی نے
 یہ ولیمین چھتا رہے ہوا بکیا زکوٰۃ حسن ایک یکے بوسہ
 نہیں پہلو میں شہ کی سوچ کر راجو دگ لگ کر کسی شہی نے
 تھے تو نامہ خون ہوا ہے یہ کیا منت نامہ مرو شہی کا ہے
 ہنسنے تو لوگ بخت بخت کیا ہے یہ رات نہ کی بری سہی ہے
 اب چھو نہ ہو تو خدا کی قدرت ہنسنے ہی تو نہ اہل ہی طبیعت

کریں گے یہ مغان سے بیت یہ دول دالے میں شوقی است
 بچا دو بونڈا تو آج ہر سو نہ نہ کر گئے تو کیا تھا قابو
 مفکرات مکن ہوا نہ پہلو یہ سب کیا اپنی نے بسی ہے

بحر نقارب

<p>تڑپے میں فرقت میں ہو تھو نہ جی ہے جو جوش جنون دلی جوش بڑی ہے بہ ہونی ہو کیا خیر کیجو اٹھے پریشان پرست تڑپے روئے کر ہے داسکی باہلی سے قتال ہمارا گو ہو نہیں خون کے برے روز محشر حقیقت ہے کیا کیوں بگڑے تو صاحب کہی پریش شمس سے ہر کو گز نہ پیر سے دم لبون پرے ناصح نہیں عاشقی کوئی مست کا لوالہ مل آیت کے فقر و نہ اور وں کو ٹالو یہ اسو و نکی روانی تو دیکھو</p>	<p>ایر پر دل لگا ہے اود ہر دگلی ہے غایت یہ سب حضرت عشق کی ہے کہہ اس سے بطور بگڑی ہوئی ہے اس بکا زبانی بن نام عاشقی ہے وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی ہے ایل ہی ہر حسرت ہی جو بیکسی ہے چلو دل جو صاف جو یوہن خوشی ہے نہیں غم کہ نہ پڑت تیری ہے سنیں کیا کیسی کہ اپنی پڑی ہے یہ سختی پہ سختی کڑی پڑ کڑی ہے چلو جی بہت ہنی البسی سنی ہے یہ اٹھ سے میں چشم کہ ندی تیری ہے</p>
--	--

گدشتہ کا کیا سوچ پڑی کو پہلو
 کبھی بھی ای آج یکساں نہیں ہے

بحر نقارب مقبوض وائم

ہر شے دو لوگوں جو یہ دعائی ہمارا ہمارا ہے
 تو ہے محبت ہی بنائی ہمارا ہے ہمارا ہے
 کہے سے پر یقین نہ لاؤ جہاں میں اسے بھی نفی ہیں
 جنہوں نے دو طرف لگائے ہمارا ہے ہمارا ہے
 یہ لطف آپس کے میل کا ہے دو قالب کتاب کے زبان
 وہ دن نہ آوے کہ جو جدا لی ہمارا ہے ہمارا ہے
 پر اڑے بول کا ہو صائب نہ شیطاں کے کان پر
 کہ چھین سب اور ہو کر لی ہمارا ہے ہمارا ہے
 ہوا ہے آپس میں یہ تو اکثر کہ تم جو گئے تو ہم ہی رہے
 مگر یہ ہرگز نہ ہوئی برائی ہمارا ہے ہمارا ہے
 ملا ہے بدین یہ ترک خود سزا کویت میں ہو سیکو کیونکر
 یہ دام گیسو میں ال پہنسا کر ہمارا ہے ہمارا ہے
 کہ شوق کامل ہو دو جانب نہ فرق ہو گا و نہ ملے نہ
 اگر فتنہ بیوں نے بھی لگائی ہمارا ہے ہمارا ہے
 کہ تمی شکر کہ صورت ہم میں ملے زندگی ہر
 نہ بعد و صلت ہو ہر جدا لی ہمارا ہے ہمارا ہے

جو بورت آپ اپنی قول کے ہیں لواؤں جہی اکاب و فاکر
 نے گی یہ خوب آشنا لی ہمارا ہے ہمارا ہے

سحر آقا پیتھو من والہ

ہمارے وقت کے صدیوں سے ہمارے سہاگے
 یہی جو مری ہے بندہ بدور نو کیا کرے نو کیا کرے
 بلایا بدین یہ ترک خود سے کہو نقین ہو کسکو کسکو کر
 یہ دام گیسو میں دل پہنسا کر رہا کرے رہا کرے
 ایدہر بھی ایسا فی ماہرے اوٹھا کر دے ہیں تو کرے کر
 فقیر بند ایک جام پا کر واکرے واکرے
 سہمہ تو ای شیخ مردیرک یہ سوز داغ جا کرے جا کرے
 ہمارے آہوئے شعلے بیشک وٹھا کرے وٹھا کرے
 عیان ہواوسبت کا رعم فاسد جواب خط مانگیونہ قاصر
 وہ ہوش میں بکتا ہیں جا کرے سو کرے سو کرے
 یہ اولیٰ اتنا لو کہدے کوئی کہ ہیں وفا کیش کسکو ملے
 محبت ایسے سے ترک کر کے بڑا کرے بڑا کرے
 فراق دریا می عشق ہی ملے نہ جب تک وہ جس غمزی
 یہ چشمہ چشم و وفو یہاں بھی بہا کرے بہا کرے
 زمین پہ یوں گرد نہ شمع بدخو ہمارے سجد و کج و کج تو
 بہ زیر محراب فیغ ابرو ادا کرے ادا کرے
 آج چہ سنگی بہا کرے کسے میں تیرے وکان اوٹھا کر
 کسے وکھو بدھت ہا کرے خطا کرے خطا کرے
 وہ رہا وضع ہم میں محبت نہ جیتے ہی ہوگی ترک عات

بتو لگا جسم می صحبت پاکرینگے پاکرینگے
 بنیہر مجھے ہوا تو شیدا اب اسکا ایدل جیت لگوا
 بتا تو یہ کون جانتا تھا جفا کرینگے جفا کرینگے
 روا ہے ترک لباس بیشک بھی جو دست خونگی ہو جھک
 تو ہم گریبان و حجب کتبک سیا کرینگے سیا کرینگے
 یہاں لگا کتنا ہے حسن صورت کتنا تک یہاں بو بھی آتا
 ہم اپنی قامت سے اقامت پاکرینگے پاکرینگے
 ذرا تو چہ پہی ہی مناسب ہے کسبہ بقای قول واجب
 یہ کون گناتا تھا میرے صاحب وفا کرینگے وفا کرینگے

بیت بین غار گمرانہ کبھی نہ ای آج دل لگانا
 نہ اونکے قول و تم پہ جانا و غارینگے و غارینگے

بیت سیرت میں حضور و محبوب اکرام فخر و شرف میں ملان فعلن

دستِ رستم سے بھی لوٹے نہ یہم بخیر کبھی بدول و حشی عاشق تو ہو پنجپہر کبھی ہاتھ سے اپنے چہوین خاک اکسیر کبھی ہاتھ میں یار کے خنجر ہے تو شمشیر کبھی یہ وہ نادان ہی نہ سمجھا کسی نہ رہیں کبھی ساتھ جاننگی نہ یہ بدولت و جاگیر کبھی مر کے اونرے نہ گلے سے بٹری انصویر کبھی	زلف پہنچ ہوئی جسکی گلگوبہ کبھی قوس برسے غرق کی تو حسین تیر کبھی کون ہم میں کہ غبارِ درِ جانا نکی حضور جو بھی مسج سے غفل میں بنا پرنا ہے و لکوا الفت سے رکھا باز بہت ہلا یا خیر کز خیر کزیرام بھی ہوا انجام خیر جو کئی صورت پر کین مراد جو ہاتھ آباٹے
---	--

وگو کہ ترے ہونے کا ہوس و دور آئے
 کہیں بگڑی ہوئی بنی ہوئی لاکھ بنای
 پانوں پہ لائے تو کیا کیا ترے مخمور نے
 مستی سوئے و الشمس ہوں روشن آکشیج
 تاجی سپر کوئی وفا بین وہ قدم کیا رکھتا
 ربط باہم کامیر بجان اسے کہنا ہے بجا
 لونجوان تو نے پر ارمان تو اوٹھائے کیا کیا
 وہ کیا صنعت صنائع ہے کہ سبحان اللہ
 اب بھی شغل و فرستہ میں سے عاشق
 پہر گیا شمس کا منہ و رخ مست خرم کیا یا
 خود پسندی کا تیرے کسکو گمان ہوا جو کی
 دیکھ کر ویا جگر تمام کے ہمدردی کی
 تو نے اپنا سا کیا ایٹک پشت و دوتا

آہ پرورد و بجا اتنی لو با شہر کہی
 غالب آتی تہیں تقدیر نہ بد کہی
 ماہہ آئے نہ گلے کی شہر خرب کہی
 ویکھ تو مصحف خسار کی تفسیر کہی
 راہ پر لائی نہ آؤ سکو تیری الفت پر کہی
 پہر ہوا ملک شکر سے نہ جدا شیر کہی
 نگلی مستی کی سیکی فلک پیر کہی
 کونج سکی تیری نہ آتی سے ہی تھویری
 لب ہے آہ کہی ناہ شہر کہی
 ویکھلی دو لونے شاید تیری نصیر کہی
 تجھ کو ہم خود نہ بجا اتنی نصیر کہی
 بسے بالین سے جو گزرا کوئی گزیر کہی
 اب کمان میں جو ہے بد و صفت بفر کہی

اوسنے کی ترک ملاقات ہر شایدی آوج
 بھیجا پیغام نہ آئی کوئی تحسیر کہی

بحر ضلع انزب مشن کفوف محمد و ارکان ضوا علی انضال علین

کیونکہ شہر جو صرف ثنا کیا مجال ہے
 جیسا ہے کامیاب تو اوٹھنا مجال ہے
 یہ جو تیرا سب تر تقدیر رہتا ہے

جس شے پہ کی نظر تیرے صفت پر آئی
 وقت میں اپنی وصل کے بدلے وصال ہے
 اہم نہ بد و صفت کا کام مال ہے

تیرے اپنا فضل عرض حال ہی
 سرگرم راہ منزل الفت نہ کوئی رہوں
 کس گلستان کے باغین باتش کی ہی خبر
 نوٹ اوپر ہے زلف تو کئی آئینہ ہاتھ میں
 شکر ایدل حسین کہ وہ بت مہربان ہوا
 اگر حسن عارضی یہ نہ غنیمت نہ مال پر
 یوسف کو میرے دیکھ کے بولے یہ انبیا
 دارم ہے حای لغت محمد پر میں درود
 ترے کچھ آپ ہی آوے عاشق سے الفیہ
 بیت گراما او کما او شماسہ پر تو کیا
 زند و کی بزم میں تو کبھی چلے شیخ جی
 شبلیہ میں ولے کہ ہے پری کو لیا اتار
 بس کیا کہ دست اپنی صفائی تو کر کے
 نے بویا گدا نے بچھا یا نہ شہ نے سخت
 ٹہوند ہے نوشل تر کوئی جاہر سمیت میں
 پس کہ سید عالم را رجا نے میں گریبان
 وہ آپ کچھ لپٹے بھلا امتحان تو ہو
 قاتل ہمارے قل میں پریشیں پس کیا

ایجا جان فقیر کی صورت سوال ہے
 دست میں عشق کی میرا چہرہ جان ہے
 گلشن میں جس شب پر نظر کی اہال ہے
 اسکی شب نہیں کوئی آشفہ حال ہے
 فضل خدا یہ ہے کرم و فو الخلال ہے
 اسکے لئے تلف تو او سیکو زوال ہے
 روحی فداک صل علی کیا جمال ہے
 سجا زبان بلبل سدا رہی لال ہے
 اگلی ہی وہ نظر سے نہ وہ بول پال ہے
 جہان بفضل تک نہای خود الفضال ہے
 جانیر جہان شہرہ بطمی طلال ہے
 عامل نہ ہمسایہ نہ کوئی ذی کمال ہے
 پس کیوں کہو تو چہرہ گر و طلال ہے
 وولو کا ایک منزل اول یہ حال ہے
 موجود شرق عرف جو ب شمال ہے
 بشم و گر سے قائم و سجا ب شمال ہے
 کسکے کہو سے سخ زین قال ہے
 جہگرا تو ایک ہاتھ ہی میں لفظاں ہے

اس دشمن قوی سے ہو تیار امج

سبحان من لا یغنی عنہ شیء فی الدنیا والآخرۃ

[illegible]

ان سجدوں کرے جس قدر ہو قابل او کی تھریر مسلسل کی جو مسلسل خوشبو شش چھت بن انہیں چہ پیڑ کو لکنا پایا نظر آئے ہنہیں شش نیران کے جوہر کون سو با سب مہلت میں بھی پہلا لکریا لون جان لیتا ہے تمہارے مزہ تیر کا لوڑ سہ ہنہالے کئے ترے کرے روئے دور وقت سے پر آیدیاں گرشن کبتک پھونچے اون تک تو اوٹھا صدی وقت کن	بکف بارہ نو ابر سر میدان پھونچے جتنے گلچین تھے پسٹے ہوئے واماں پھونچے انہیں چشم مزہ عارض جانان پھونچے نہونے نظم چپ تک یہ محنت ان پھونچے نہایت سر نہ بلائی شرب چپ ان پھونچے یہ وہ نشتر سے کہ نام کر کشیران پھونچے ان سداونکو سے عشق میں جیاں پھونچے وہ نہ آئیں تو اجل ہی کسی عنوان پھونچے سخت مانی سے کمان اپنے پیمان پھونچے
---	---

عہد کر نے میں سوی ہند پر ہشت اوج
مرد و سخت رسا سے جوت اسان پھونچے

محفل مشن محمد و زین فاعلا آفاق علان فاعلا آفاق علان

رست کے دن شاوی و غم میں گزارا ہے نہ کے کشتہ نہیں شمار ایمان ہارا ہے ان دل احسن یہاں میدان مارا ہے یوں نہ نرا کرارے بیدر و مارا ہے موس کا فرادہ فوق ہی تو محشر سی مستی لطف اشتاق غنایت بھی فونہن بی طرح افشان پہ او کی سبکی پڑتی ہی نظر	ان وہ جس حالت میں رہے وہ نہ مارا ہے اس طرف بھی تیغ ابرو سے اشارا ہے اوس بڑی کو آج شیشہ میں اوارا ہے اے یہاں بوقت کا چار اچا ہے اسن ان یوس کو کچھ تو تہارا ہے یا فقط الزام ہی حصہ ہارا ہے چاند سے گھر سے پتہ تار و نکو اوارا ہے
--	--

حاکم اسل ہی ہو سب کسب نہ ہی کوکب
 اوس کے کوچہ میں گرد و غبار نہ پایا ہو
 لکھو رند و لیسے شریذ و حبیب و ستار و شیخ
 آبرو سے دولت نیا بھی ہاتھ آئے تو خیر
 انفلک گردش سے تیرے صاف تاب کی
 بید خوان بیل میں گل خزان تو چلتی ہی ہم
 منزل مقصود تک پہنچنا بیگنا بخت رسا
 راجہ خجیان جہان آسان تو ہے ایدل مگر
 مرہبان ہر ایک پر کونو کمر کفای ہو کے
 حصے دل سوز و گدگد ہاوی وہ ترکش غلہ خو
 ہاتھ آنا پس کسی طلب کا شکل نہیں
 کیسے حسن انکی اوپر ہی کچھ کہتی ہی ہوں
 پتہ اوپر سے غرق ہو کر واپس فرماؤ دھن

ای محبوس نفس امارہ کو مارا جا رہے
 پاؤں اپنے بکے متوالے پسار جا رہے
 عیب پیری ہی رہے عیب سنوارا جا رہے
 گزند اس کے ہوا بدیل لانا مارا جا رہے
 ہم سیدہ خوں کا بھی جسم کے ستار جا رہے
 آج اونکا گلشن کو اوپر مارا جا رہے
 اسے دل راحت طلب ہمت نہ مارا جا رہے
 بار و فرقت کینچے کا چہرہ بینا جا رہے
 مٹنے کی فکر ابوسر بھی دھار جا رہے
 شہنشاہی شہنشاہی حریف سے گمراہ جا رہے
 ہن گمراہی و فوٹ گوارا جا رہے
 کیا ہے مال نقد ہی لے ہاتھ مارا جا رہے
 سحر گرد و آب الفت سے کھرا جا رہے

گو چہرے سفلہ بد رنگی دیکھا ہے مگر
 جان بازی بند کے آج ابوج سہارا جا رہے

جسے مل مہنون دشمن و محب و اگر نہ فطرت فطرت لائیں

گوشتہ چشم سے گھر کچھ بھی اشارہ ہو جائے	نہ سے بیا کو کچھ کاہر سہا ہو جائے
روشنی باہر اگر وہ موت لکھا ہو جائے	اک عالم کو غشی صوب موت ہو جائے
موت کے سر ہو کر قاتل کا ہر تھا لے	پر تہ انسان کو کسی نہ کف کا سودا ہو جائے

روزِ شہری پہ لو قوا تو پکا ہو جائے
 اسی بری طرح بہارم سے جو دیکھے اگر
 دینا بھگیا کی بالین بہن چلنا بہتر
 سے بہتر خوشی میں ہو نہ رہتے
 پتا ملنا ہی تو منظور بہن لون ہی سہی
 جو نہ ملے گا ہنسی سے دیکھا وہ جوہ شوخ
 سے سر نہ پہنچو تم و سٹ نگارین کہ رو
 گدے کے باتین نہ شیش لگدار و صاحب
 شب قدر سے بن چٹکے وہ بہن تو ہی
 جبکہ ہوس لکھتے ہیں کہ تیرے لیون نہ
 ہر قسم سے میں اس عشق نے کھو یا صدف
 اب یہ سب دیکھ کے کہتے ہیں کہ جو کو
 ہوا جارت تو کرین پیار کے گلپٹا میں
 وہ نہ آئے وہ چکاوین ابھی صاحب کا نظیر
 گرمیاں کس کو جاتا ہے سفر کی واعظ
 غلط سے سنہ میں جو آتا ہے وہ کھاتے ہو
 چاندنی میں نہ حشر کے لئے باہر نکلو
 کہ کچھ نہ دے دی اپنے بغرض ہی لیدل

کہہ تو سنگین لے جاشو شیر ہو جائے
 خود تیرے عشق کا بیمار مہیا ہو جائے
 ٹھہر و ٹھہر و قیامت کہیں پر ہو جائے
 عشق کا راز نہ شاید کہیں افشا ہو جائے
 اچکا سیر فی فرا لی میں ہوا چہا ہو جائے
 صاف ہے تو زعفران ید بھیا ہو جائے
 دور دورا یہ کیجے کا دھت گنا ہو جائے
 دیکھو دیکھو کہیں تو رکا ٹکا ہو جائے
 جو حریف کاوش تو نہ کو بھی دھوکا ہو جائے
 دل نہ کیوں عاشق و اہل کشتا ہو جائے
 یون تو برباد نہ دین نامی کس کا ہو جائے
 حیف یہ گل سبیل سو کہہ کے کاٹا ہو جائے
 ہے یہ حشر کوئی پوری تو مٹا ہو جائے
 دور سے کہیں بکتالی دعویٰ ہو جائے
 یہاں پھر رہیں ابھی واکو تو دیر ہو جائے
 ہم ہی کچھ بولیں تو نہ کیا سے ہی کیا ہو جائے
 ڈر ہے زلیخا پر نور نہ سبلا ہو جائے
 کوئی نہ رہے یہی تو کس کا ہو جائے

دھونیں کو کوئی طرح دیا مجھ کو ایسی

دل پھیلنے کو بوجھ دیا جسے میں سہا رہا ہوں

بحسب دل محنت و ارکان فدا تین لائن فدا تین فعلن

دست باز ملین کیلینا سخن فدا دہی
شکرانہ و دولت سے حاصل نہیں آئی دہی
کیونکہ نین عشق تباہ کو دل و دامن جگہ
کوئی صدا نالہ لب ویت بدل ہی کوئی
خود ہی افشہ تیرا تھا دل لزلے کیلینا
نکلے جنت سے جو آدم تو تیرے نرم سے
محنت تر عشق کی منزل ہی یہ ای حذیر شوق
دفن کا حکم نہ دیتے ہیں نہ خود آتے ہیں
مصل غب ملین عاشق کو طلب کرتے ہیں
آج اوس حسن خدا داد کی دہی ہی بھار
نکلے مہندی ہوا غسل اب آتش ہے
مانہ و لیسے بی آہ بھی گھٹ کر نکلی
لے تیرے کاجگر کوئی کہا لے ای بٹ
سے روٹھا سکتے ہیں کیا بار اطاعت تو یہ
کا تیرے تیرے اس سنگدلی پڑی بٹ

آج وہ ترک خود مادہ جلادی ہے
نجم کا چہرہ غم نشاوی کی یہاں نشاوی ہے
ہسکواس کیلینا کیلینا دہی ہے
جسکو دیکھا تیرے پیراؤ کا فدا دہی ہے
کینڈا مانی کا نہ یہ صفت پھر دہی ہے
کیونکہ نہ چھوٹے کہ یہ ورنہ میرا دہی ہے
سہل سہم اسکو سمجھتے ہیں جو دہی ہے
اونکی غفلت سے بے غناک کی برادہی ہے
تیرے کوچہ ظلم نیا آپ کا اجمادی ہے
دور زبور سے ہیں پوشاک بھی کچھ دہی ہے
مرگ کی عاشق ناشاد کی یہ نشاوی ہے
غم و اندوہ کے کفر سے یہ آبادی ہے
بیشہ الشہ تو نہیں وشنہ فدا دہی ہے
دل نہ اپنا ہے کہ نار و نکاتیر سے عاوی ہے
نے نیاز یہ یہ سب دعویٰ نشاوی ہے

لے ہی بکلی ہمیں ای جوش تمل کیا کھنا

لے ہی بکلی ہمیں ای جوش تمل کیا کھنا
 شہر گولی ہی عجب کوچہ نوازی آج
 نابلا رہے وہ جسے دعویٰ اوستاوی ہے

پاتی

<p>تیرا جا کے مہا گپانی روپ انوپ سہتر سپہا جوم جوم سب رکھ چوے راگ رنگ چٹ کچھون نہ بانا جھوک بلاس نت سنگل چارہ چھیاں لاگ پیس رس چا کھے تیرا ماتو چن دان ترن بمان چکرو ات جات دو واوسہ پالی تہہ آگم بہریت شہساوا کہہون سنگیت کہہون سونگاسا اوتہ ماسن ریت لسن کارسی جا کے پاجھے کشٹ نہ پاوا آنت کال دوکھ پاتھے لٹا کرم لکھ پاتھے نہ کوئے سنگل کہہا پیرٹ بہی راجہ چلی دیس</p>	<p>ایک نگریان اک دمن مانے جو من اچھے تھی نو یلے پک پک جیمون متوالی جومی کیل جون سنگڑون راتا سبک داس سب جوئے دوارا میٹھے بچن پیتم سنگر آکھے کھدے دیکھے دوو جھین جامی ناسن کہو دیکھے کھدے بنم سنگھائی آئی چہ سوامی سنسار بناوا کہہون انت کہہون اوداسا ادھی پاکھ بہوت اوجیاری اوسو سنگھ کہہ دیکھن آوا دن تھوڑے ترما سکھ کینا جویدہ نچہا استوی ہلوئے رانی جی جوگن برین کہو کن کینو کیس</p>
---	--

راج کپور پر دیکھیں ہمارے
 جب دو دو کا چھوٹا سنا ہوتا
 وہ روت پشیت کہہ رہا تھا
 گج موتن چہ مانگ سنواری
 چہ مانگے پر ٹیکا سوہی
 رنگت بھنی سیس نکرائی
 چہون اور وہ اوشہ تکت کچون کہہ لیا
 جتن بیتے بہن زاسا
 ملت پسا کھوون لاگے
 آنسوں بہری لگائے پنا
 وشت منم کا لاگے کلے
 دوکھ سنگھی کہ سون لٹا
 بھوک بلاس کسل سب جوڑا
 کہہ پریس گناسی السنون پرت چھوڑا
 جب سبھاوت کو وسہیلی
 پہلو مارن کا کرے تاسا
 بستر او تارے ندی منائے
 ساخنہ سنی اب کر و تیری
 کہو چپٹا آوت بہن راجا

دو

دو

کامن ترے ہوک کی مارے
 آئی پڑے پرما کی جاہتا
 یہ دئی مارے مجاوت سورا
 دہوڑ پیری بہا بہہ ساری
 چہ کہہ پرت چہ پندران موہی
 لال چہنی سب کرت سنائی
 چانی پشیت گناسی مجاوت ہو موہا
 ٹوٹ گئی آون کی آسا
 دھنپ مانپ کہہ روون لائے
 پھٹے کر تے وہ دیکھ کے مینا
 بنا پسر من مبیون تھے
 بھیا بھو کہن دینہ کی ہمارا
 من اوچہ حبیون کہہ روٹا
 ہوک کہن دامن پھیڑ پتہ ہو مارا
 کہو من چلو اوٹھو الہیلی
 چہون اوڑہ بھولن کی باسا
 نپٹ اچسہ پوٹ کاسا
 کہہ سون بولور راج وولاری
 بہن جو بہت سمپورن راجا

<p> سب کچھین مل جیب ہر کین جانی کوئے چوک پر روئے ہر راج جیون سون جو موت نہ راسا جا کے دینت ہریت کی دوند لگی آگ سکھ سنہت مہرین کون کرم ہم پر بل کینا ایسویکھان کے سین نوالی سوک کچھن پر دی مان ہستی پر پوکیے پیوہ سون کوئے جیون ہر تب اوکھای کارج یہ کینا راکھ تیور انگار چہاوا کاتن کو نڈر گل موہن ہلا کیس کچھ بے کارے کارے ادوہ راج کنی مانے پو کے ساوہن کیسا رپ ہنائے سٹوہ اسٹل ہراند کے پیوہ سون کام سٹوہ راج مانے ہراند کے پیوہ سون کام سٹوہ راج مانے ہراند کے پیوہ سون کام </p>	<p> تب برہمن یہ ابو نر دینا کھیم کسٹل آبن ہنن اوک کوئے کارج ولکے مدہ بکھ آن کے پاسا ولکونہ رکت کے بندھا بن سوامی بل چھن کھل احسین جا کے بھوک بدہ ہسکا مینا ہت ام کر بچ آستوہ ہر لالی کھم مکتا سون دامن دے ہندہ ہوئے پاجیے ٹوہر ہاؤٹ کھوہر ولکس کھم دو نوخت دینا کھتا چار و ہنہ جسم لگاوا ہنہ کھنڈل کا نڈھے گل چہالا مانے نلکے ہنن ہناری بانکی سچاچ ہنہاٹھ الوکے سندھ جو گن بستہ رگائے اوکھوہ اجیا ہنن چہوہ راسی رام یہ چہوہ پیوہ نام سکھ سنہت ہنن ہنن ہنن </p>
---	---

جن پادھوت ہیا و ہری باری
 جیوان جیوان برما ویشٹ ستام
 جب بت لون کا چہہ کچھوٹے
 آسین سون جلتیل ہیر اور اندھیری رین
 جیون دیس ڈھونڈہ کے باری
 جب بلیو سی لوٹے آسا
 پس پیچھے سون دہرتی سولی
 جو کو د پو پخت ہیا بروگن
 کون کرو یہ گبان تبالو
 کون نہٹھو یہ گت کینا
 منن پل چن کل نہیں جیو کو ککاج
 جب اطلان پرست کی مانی
 ای مورے بلہو ہر دے باسی
 ای مورے ساین گانٹھ بندھیا
 ای مورے سوامی جہم سنگالی
 تھہرے کارج جوگ ہم لینا
 پاو مننہ سے کون کلیسا
 ریس جہاڈو کر پا کو پٹ من من لاؤ
 دھگت موری چھٹے نر موچی

والے سے ہستے رند کے دھارے
 کوئل شکیلے سیدناوے
 دو کھ سون روئے تھالی کوٹے
 یہ برہن بیٹھے رٹے واوٹھے ہین
 کھوج نہ پاو ایہہ ولی ہارے
 گرہن کینوٹ بن باسا
 یہ پیو دھبان لگا لڑیوئی
 کچھ کارن تم سگری جوگن
 کون پہنتہ مان بسنر لگا یو
 تب دو کھیا ہ او نر دنیا
 ہانڈو دیس رتی سچی جھپانج لاج
 پیو کا لکھن برہ کی پانی
 اے سیکھہ دایک کشٹ کی لشی
 اے مورے پیتم لاج رکھیا
 آٹے ملو دیکھت کی پانی
 بھوگ بلاس سبھی تھدینا
 کچھ کارن چہانڈیو یہ دیسا
 جہری چوک پسا رکھین دریں کھاؤ
 جاگے دیکھے روہن ٹوچی

<p> کووندہ مہر دور و بخت بہر مہر پرن و ہو بہم پہانا اس سنسار کا نام ہی لیکھا اب کیا ہوت ہے روئے گائے جا کے پاؤں نہ جائے پوئے نناکھی مہر نہین کہتے لجیا آئی کب لون ترے کب لون روئی رکتن آتش رین و ن روئی مور راج کون مہر لینا کہہ سین مورے کہتہ لوہاوا جائے بدہ بج آتسا توڑی پہر بگڑی بن جائے ساری ابھی حوائج آئی کے دریں بکھاؤ پو ٹھیک ہنسنے جاں مے موری اچھون ویکہ پروہے تکاری پہر آئی ہکا پھو تھکے آئے جوہم ناہین تھیو کال جب ہرے آسا تالش کچھ و نا جانو </p>	<p> نناکو و مہر اباہم و ہر من کی بیٹی کووندہ جانا کشت سنگھا لی برلا ویکہ بھی ریٹ سب سنتے آئے وہ کیا جائے سپر پرائی کووندہ کو سپنا ہیو سمجھ سمجھ جیتا کب لون جنم اکارت کھوئی مہر بتھاہ پو پھنا کوئی کہہ مہری آپن لبس کیٹا کہہ وئی ناری موہ جہراوا پایک جہری کہ جیل مانجری جو آتھون سہرہ لہو مہاری سو کہے و مانجیل ٹہر لہر تک مانجری کندن سون کیسہ سمجھین گوری نینا حوت باٹ پھاری ماتے ویکرت ہوہم ناہین پہر ویکہ کی گراہین کہہ کا ویکہ آئے والسا یہ پیتم مہر بخکے مانو </p>
---	---

جیسے کمال کو بار کی سانس لیت بن جیسو	ہر پیر چو پیر گری گری کچھ کچھ کچھ
اب او بکار نہ دبو کلبیا	ہر مہم بھی جو گن کے ہبیا
آئے نئے ہنس کی چوڑی	ہر سلی بنایو نرگت مورھی
چیت بن لگ رہن نت کائے	ہر بر جاتے کپٹ کے ٹائے
تم مدد سہشت بہو بہم مالکی	ہم کیسے کیسے ناچا کھی
اتن لکھت گتا کو وینا	جب پانی سپورن کینا
آئے ملو تو بین رام دو جیبا	مورے بت مورے بلندی سبیا

افرج کچھو جا کاسنی اتنا کیوں اکلات
جو صاحب کیا کریں ملو کمتی بات

سرا حیات

۱۔ شداد نہ گلشن مستور نازد	۱۔ فرعون بونو رملک و شکر نازد
۲۔ قارون بن خنزا بن پر از نازد	۲۔ قور بن بستم نازد و شیطان نصیب
۳۔ گلشن بہ نظارت و گل تر نازد	۳۔ لیل بنوای خوش مقدر نازد
۴۔ کوثر بہ صفا بہ آب گوہر نازد	۴۔ ہتم مشک بہ بونازد و باقوت بزرگ
۵۔ ماشق بونازد	۵۔ شمشوق بہ عارض مستور نازد
۶۔ گلزار بہ زمین و آسمان نازد	۶۔ شہر شاد بہ راستی و آزادی خوش
۷۔ الطیر اندر و پر نازد	۷۔ خلیفہ بہ قیام چرخ اخلاقی نازد
۸۔ پیرای بہ آب و آتش نازد	۸۔ یقوت بہ آہ و گریہ و آتش نازد
۹۔ غازی بہ غمو و غم و غم نازد	۹۔ سلطان بہ سپاہ و تخت و تاج نازد

نار و بر سر بس به عمل و رعایت خویش	بر لطف کلام خود سخن بزار
ز روار به شبال و بالش پر ناز و	درویش بدلق و کهنه چادر ناز و
آز و ز جسر اس نئے به رفیق خطر سے	وارسته ازین همه رفیق ناز و
ز آید بوریع رند به ساعف ناز و	خجسته به چشم و تیغ به جوهر ناز و
حاجی جسم حنلده به کوثر ناز و	قنبر به علی علی به داور ناز و
فضل حق سے ہوا وہ دیوان ختم	فقر و فقر سے جکا ورو ایگر
اولا بافت لکھا جو سال ای آفج	اب بھی نسخ لطافت حینر
قطعه بار پنج من تعیف شاعر و شاعر	مخالفان خلاف الصاف ہمارا ہر شکر مہا و الی لا ہو
لطف و احسان جاب حدی سے مخافان	جبکہ دیوان کا لکھا اوج ۷ سال سو
دفتار کان مین آئی یہ سر و ش عینبی	کتنا دلچسپ گلزار شاشت آلود
آنکس کہ صرف کرد دیوان تو چھ	اسودہ از بیم مضامین دماغ شد
بیل نظر ہجوم شوالیق بجاست اوج	تاریخ او چو از دست کلم ریخت باغ شد
یافت اجماع بر دیوانی اوج	آگهی داد بر سر ر عشق
مژدہ یارا ز سر و شکر آگاہی	شد شکر السنہ از آری عشق

تقریباً منجانب مطبع

ہزار ہا شکر ہے اس باغبان حقیقی کا کہ جس نے گلزار عالم میں ایک
سے ایک کو افضل پیدا کیا اور سب کے دلوں میں تجھ بخت روز
ازل سے بویا ہوا اور ایک ہر ایک کو شہید کیا ہے۔ اوسکی
مہربانی سے ہزار ہا سرنو بہا لائی اور مدت کے بعد آرزو سے
دل پوری ہوئی یعنی محب ولی جناب مرزا محمد حسین صاحب اور
شاگرد حضرت عشق لکھنوی مرحوم کا یہ دیوان زیور طبع سے آراستہ
ہو کر یہ اجاب ہوا اور حقیقت مرزا صاحب موصوف نے
خوب خوب اپنی طبع آزمائی کے جوہر دکھائے ہیں۔ کہیں عشق
کی چیر چھاڑی تو کہیں فرقت کی راتوں کا کٹھن پہاڑ ہے۔ کہیں
راز و نیاز کی گفتگو ہے تو کہیں وصال یار کی آرزو ہے۔ کیونکہ ایک
اور ستارہ مسلم الثبوت کا کلام ہے غرض کہ ہر حیثیت سے ایک کلام لایق و دید ہے
تاریخ ۲۸۔ ماہ نومبر ۱۹۹۹ء پیرتپا رہوا

12/1/74

[illegible]

RULES:—

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

